

[illegible]

المقدمة

محمّد وآل الله

قائمة

10

15/11/51

مذہب رحمت

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عذرك يا من اعمش في الاميين وسلا منهم يتلوا عليهم اياتك ويركهم ويظهرهم قهرا او نصلا على نبيك
 محمد الذي وجبت عليه اتباعه وجعلت له اعداء وسراجا منيرا وحق اليه وصحبه المذمومين مجد اليه المستبين
 سنته الذين جعلت كلهم تهمة لله وللدين نصيرا وحق سائر ائمة سيما الائمة الاربعة الذين هم ائمة
 دينه كالانصار الاربعة ولا ينكر غير المعاند كون كل واحد منهم له معونا وطهيرا اما بعد فيقول العبد المذنب
 طالب الحسين المستحق مضاعفة الجزاء الثقلين سيد محمد نذير حسين انه قد وصلت الي الرسالة الموسومة
 بتقوير الحق المبين في الطاهر الى جامع الحسنة المولوية محمد قطب الدين شرح الله صدر الیقین المصنوعة في
 الحقيقة الحمد شاه الفخاني الذي اقام عدد زهاء اربع سنين واستفادتم عنده اعترافا واحدا من عطاء من الاما
 احسن البصر فاطلعت عليها وفزت الي ما فيها فوجدتها مستقلة على المفاسد والخطي وتذكرت من مطالعة
 اسمها قول الشاعر مبرح بكشيش نام زكي كا فورة اذ وجدت بعضها وهو الباب الاول بحال المولوي عن التحقيق
 من الصديين والمؤرخين العترة من متضمنها الاحاديث الواضحة الموضوعات التي تضمنت على حرة وديتها عن الحفاظ
 المحققين وبعضها وهو الباب الثاني بحال الماصر به امامنا وسيدنا ابو حنيفة النعمان افاض الله عليه تارة العفو
 والعرفان ومضاجاه ومن تنعم من جمهور الفقهاء ولا هو ليلين من المتقدمين والمتأخرين وبعضها وهو اكثر
 خلاصا من التحقيق المنصعين وتصديت لتجربتها اظهر الحق لقوله تعالى لا يحافون لومة لائم ولقول
 عليه السلام الساكت عن الحق شيطان اخرس فجاء بعون الله كتابا ينطق بالحق فلا سميت باسمه ولا المصنف ميا
 واعلم ان ما ادعيته هو كون تلك الرسالة في الحقيقة الحمد شاه الحقيقة تفصيلا وهو انه بعد اعتراف الحق

یگانہ ہندو مت کے حضراتہ و مساء و لما کان الملوک قطبا لدرین کذلک لما صرف مدۃ عمرہ و فتا
 لمسائل السیاسة المشهورۃ و لم تفسر لمطالعنا کتب کبیرہ دقیق من کتب الاصول و مبافروہ العلماء الما
 یستحسن العدل حتی یطلع علی جمیع اعضاء مملکتہ اراء المحققین لیعصم نفسه عن اغواء المغویین اغتر
 بقوله فاستجاب دعوتہ و اخذ ما جمعه و کان فی العیالۃ العربیۃ فتوحہ بالہندیۃ و سماء بقنوی الحق و نسبہ الی
 لاحق و لذا التہنؤ علی ما اور دناءہ فی هذا التفصیل من ارتاب فلیعصم عندنا فلیطلبنا الشواہد و
 یلمع سلیم و عقل مستقیم سیطرن قلبہ من مطالعنا آخر تلك الرسائل ان فی آخرها اقاربا من محمد شاہ
 بلما كانت الرسالة فی العیالۃ الہندیۃ ینبغی ان یکون جراحہا ایضا فی الهند یتہ فالما مول من اربا
 ن فینظرنا الی ما قبل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال والتوفیق
 بعد حمد و نعت کے بندہ عاجز ظاہر حسنات دارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے سچ خدمت علماء ماہرین شریعت
 بیٹا کے کہ شدہ بارہ سے اسی میں ایک سالہ سسٹے بنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب
 عالی کے چھوٹے جابجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بھی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ حقیقت
 ترتیب یا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبروہ نے بسبب غیر
 ندرت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی حسینا سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکار اور چاہلو
 عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب مودع کو سپرد آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رس
 زجہ اردو زبان میں فرماوین اور معرفت اپنی چھپواوین کہ عوام الناس بنا بر شہرت فضیلت اور د
 رکے لیں اور دستور اہل اپنا پڑاوین پس جناب مولوی صاحب نے بہا میں حیا و کرم و مروت جمل
 یان محمد شاہ مقرون باجابت فرما کر اچانک اس میدان جان فرسایں یا انداز ہوئے اور ہ
 پنی کو چھوڑ کر ذات شریف اپنی جنس میں مباحثہ دقیقہ معرکہ آرا سے اہل اصول میں ڈالی حالانکہ
 اس کے ایام شباب تا بغایت حال فارس تجربہ و حذاقت اس میدان تو ادوار کے نتیجے ص

راج اور جرمِ اعدایت اور سائلِ تمنایِ فیہا کہ جس شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلق ہوئی کسی کہنے والے نے
خوب کہا ہے مصرعہ نمبر ۱۱ کا راجہ و سرسریست ۱۱ سو سولی کہ جناب مولوی صاحب معری الیہ کو بیت دردم فاما لفظ
سہر بنام امر ضروری روز مرہ اہل عبادت سی فرست کھان ملتی ہے کہ بد معنی تمام حیات اعضاء اور سائل مشکوک
میں نظر تاریک فرمادین اور شیخ جھانے جس جن مقام میں نسبت نام طبعی آواز یا تجربہ کاری کے اس سائل کی تو
نظریں کھٹا ہے نیز مولوی صاحب مدوح سے اوپر اعتماد اسکے کے فخر و واقع ہوئی سچ ہے دیکھنے اور سننے میں بڑا
فرق ہے ۱۱ شہید کی بودا مند دیدہ ۱۱ اور کوئی نادان اس بیان سے سمجھے کہ سہن فرست آواز
جناب مولوی صاحب کے بانی جاتی ہے حاشا کہ یونہی نہیں کہہ کر گیا دقیقہ اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سہن کہ
جاسا اوکا ہر اہل صلاح و تقی پر وجہ ہو و سہنہ کل فن جہاں موقع و تزیب ہی ۱۱ ہر کسی راہبر کار سے سہا
اور یونہی نہ ہے کہ شیخ جھانے ظاہر جرم اپنے اس سالہ میں تا سید مذہب جہاں کی کی ہی مگر باعث کج معنی اور
کی کہ سہو نہ آموز ہے بیان وجوب تقلید مذہب معین میں خلاف مسلک رائی امام حنا اور صاحبین ۱۱ وغیرہم کہ
جہاں خصوصاً درجہ رو کرے رسالہ انبیاء الحق وغیرہ کہ جو جملہ معنی مبارکات جناب فقہاب قاضی شریک و بدعت نجا پند
مولانا ابوالفضل الدنشا محمد سہیل شہید کرے نہ ہی ہی بہت تن مقبول ہو چا پنچہ ناظرین و قارئین رسالہ مذکورہ پر
روضہ اور مولد ہے ۱۱ ہر رنگی کی آپ سنا سم ۱۱ مقام انوس کا ہے کہ شاربایہ ہاری پاس کئی برس سہر شیب
مستقیم ہوتا رہا لیکن مذاق تحقیق علماء حقانی ربانی ہی بے پردہ رہا ۱۱ تہیہ ستان قسمت راجہ سودا زہریر کمال
نباہر کے اس عاجز نے واسطے انہار حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط میں نہ پڑیں درباب
اعتقاد دیکھتے حقیقت تقلید مذہب ایہ رابعہ وغیرہم جہاں اللہ تعالیٰ کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہا
والہ و جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد سہیل شہید علیہ الرحمۃ والرضوان اور جیلر جہاں
کتب اصولیہ خفیہ اور الکیہ اور شافعیہ وغیرہم میں دلیل سہر کی ساتھ معمول یہ نزدیک علماء محققین منصفین کے
جلا تا ہے بلکہ کم و کاست گہر یا دور اپنے رائے کو انہیں محل غیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق کہہا خداوند کریم اپنے
فصل حکم سے افراط و تفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکھ کر کو فقیہ جوابدہی با صواب کی عطا فرما دے رب زدنی
علما آمین رب العلیہم یرحم آمین اب انہمندان شریع شریف ہی کہ حکمت و حقیقت کتاب سنت اور تعامل تا نام صحابہ یا خیال اور
آداب و روش العین اور شریع تابعین اور مجتہدین ناماد و محدثین کی بار و طریقہ علماء اوقات ساخرین منصفین رضی اللہ
عنہم سے بخوبی واقف ہیں اتنا س کرا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بغیر انصاف ملاحظہ فرمادین اور صبرین بھیہن نہ لاوین کہ الحق
کلام منین سید المرسلین ہے پس اگر تا سید حق میں حق ہی با دین تو بلا خوف و تردد لا تم انہار حق میں خاص نہ کریں
بلکہ صاف دل نادہ کوئی کا سہر سی ادا کریں ہذا کلامہ یفنی بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولکن الذکر الحق کارہون

اور جو کہیں اس میں غلط واقع ہوئی ہو تو متبصّر ہے واعفوا واصفحوا اصلاح ویدرین اور جو اصلاح مذی سکین ترخا سکن
میں قال المؤلف باب اول بیچ فضائل امام اہم مد کے **اقول** پر چند ک فضائل سے امام صاحب کی ہیکو میں عزت
 اور عزت بنائے کر دے ہمارے پیشوا میں اور ہم انکی امر حق میں پر وہیں لاکن ان فضائل سے جو فی الواقع ہی ہوں
 ساتھ ہوا و صحیح کے ثابت ہوں انہیں تو چھٹی تہذیب شیعہ فخر کا ہی کیونکہ وہ لوگ اسی مرتبہ کی ہلاک ہو گئی ہیں اور فضائل
 بڑائی گئی ہیں اسلیں ہم پر ضرور ہوا کہ اس بات کی ہی تحقیق لکھیں کیونکہ کجی کجی باتیں کہ جو بایہ تحقیق سی نزدیک علماء محققین
 ثقات کی دور میں ہر رہن میں اور ہمیں امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ اصل ثبات اس دعویٰ کے
 اور حدیث موصوٰعہ و معتبرہ اور قسسی اہیات دار کی گئی ہیں اور ہمیں کچھ امام صاحب کی کثرت اور زیادت نہیں ہی اسلیں لکھا
 فضیلت باقی ہوئی پر معروف نہیں اور کما محمد ہونا اور مع سنت و تہذیب اور پر میر گار ہونا کافی ہے اور انکی فضائل میں
 اور ایہ کہ یہ ان اگر مکہ عبداللہ انقلبکم زینت بخش است اور انکی ہی اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونکی قابل
 نہیں چنانچہ انکی سبائے کا ایک **قال** از اعلام الاخبار و غیر میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت ابن رضی اللہ عنہ سے **عن شیخ**
نقل کہیں اول حدیث طلب العلم فیرضی علی کل مسلم حدیث دوم ان اللہ یجعلہ اعز اللہ فان میری حدیث لو توفی الصدا
 باللہ تعالیٰ ثقتہ الطیر لوزق کما یرزق الطیر نقد و خاصا و قروح بظانا کما فی الخطاوی یہی وہ کہ عبد اللہ
 الی اولیٰ بن حلقہ لکھو لی میں سن چنانسی ایشانی میں سب صاحب کی بعد طاعت فرمائی اور وقت امام چہم یا شات سبکی
 بتھے اور امام نے اسی یہ حدیث نقل کی ہے من بنی اللہ مسجد اولو کفخص قضاۃ نبی اللہ لہ یبتا فی الجحد کذا فی الخطاوی
 اور مختصر میں ابن جوس نے لکھا ہے کہ ہر ایک عمر صالح حدیث میں معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسماعیل بخاری نے محمد بن ربیع کے روایت
 باخ میں کی عمر میں قبول کی ہے تیسرے ہل بن صدقہ امدی کہ مدینہ میں سن اہناسی یا کا نوین میں بعد سب صاحب کے
 دخل جنت ہوئے اور وقت امام صاحب آہ گیارہ برس گئے تھے لاکن ان سے کچھ روایت انہیں کی چوتھی ابو طفیل عامر بن
 داؤد کہ میں بعد سن اکیسویں کے سارے جہان کے صحاب کے بعد ملت فرمائی اور پہلا ہجر امام نے سنو کہ میں کے
 عمر میں شیعہ ہجرے میں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ کما
 جہان میں ایک صحابے باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کر کے صحاب کو ملاقات کرتے تھے **اقول**
 و بالذات التوفیق و منہ الوعول الیہ ل تحقیق یہ چار دن صحابے امام کے زمانہ میں موجود تھے لاکن
 ملاقات امام صاحب کے اور میں کے کسے سے یا روایت کرنے اور ان سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے
 ثابت نہیں ہوتے چنانچہ شیخ ابن طاہر غنی صاحب مجمع البیہار کے تحقیق سے فن حدیث و خبر میں علماء
 خوب واقف ہیں مگر وہ موصوٰعہ تہذیب میں فرماتے ہیں و کان فی ایام ابی حنیفہ اربعۃ من
 الصحابة النفس بن مالک بالبصرة و عبد اللہ بن

ابی اوفی بالکوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عمار بن وايلة بمكة ولم يلق واحدا منهم ولا
 عنه واصحابه يقولون انه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهى
 ترجمه بطريق اختصار کے چاروں صحابی نام کے زمانہ میں موجود تھے لیکن ملاقات امام کی ان میں سے ایک کو ہی ثابت نہیں
 اسے نقل کے لیے اسے اندازہ پڑتا ہے بعض سے تو کچھ ترجمہ کر کے بیان کیا ہے مگر اصل تاریخی سچ شرح خجندیہ الفکر کے
 علامہ سخاوی صاحب مقاصد الحسنہ سے کہ قول ستمرا در صحیح ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہیں اور یہاں
 کیا علامہ محمد اکرم خفصی نے سچ ماہیہ خجندیہ الفکر کے علامہ سخاوی کو نقل علی القادر کے ترجمہ شرح الخجندیہ عن السخاوی ان المعتمد
 روایت الامام عن احده من الصحابة لصغير في زمن ادراكه اباهم انتهى كلامه وذكر محمد اکرم الخفصی فی اصحاب الظ
 وتوضیح خجندیہ الفکر فی ذکر قلعة الوسائط فی الروایة منها التالیات للبخاری والتالیات فی موطا
 والحدان فی حدیث الامام ابو حنیفہ قال العلامة السخاوی لکن الاخير یسند غیر مقبول اذ المعتمد انما روایة
 ابی حنیفہ من احده من الصحابة عن ابيهم انتهى كلامه اور قاضی ملا شمس الدین ابن خلکان نے بھی یہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ
 الایمان میں فرماتے ہیں وادركنا ابو حنیفہ اربعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين ولهم النسب
 عبد الله بن ابي اوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عمار بن وايلة بمكة ولم يلق واحدا منهم
 خفي عنه واحدا يقولون لقي جماعة من الصحابة ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهى اول قوله ذلك ابو حنیفہ اربعة من الصحابة
 ادرك زمانهم كما صرح به الشيخ ابن طاهر الا فلا معجلا قال بعد ولم يلق واحدا منهم وهذا لا يخفى على من لداني لسان
 اور امام نوادی صاحب صحیح مسلم تہذیب السامیوں فرماتے ہیں قال الشيخ ابو اسحق في الطبقات هو النعمان بن ثابت بن زوطا
 مائة مولى تصلاه بن ثعلبة ولد سنة ثمانين من الهجرة وتوفي بمكة سنة خمسين ومائة وهو ابن سبعين سنة
 الفقه من حاد بن ابي سليمان وكان في زمانه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبد الله بن ابي اوفى وسهل بن
 سعد ابو الطفيل ولم ياخذ عن احده منهم انتهى الشيخ ابن طاهر صاحب البحار من فرقة مكية وابو حنیفہ النعمان بن ثابت
 ابن زوطا بن ماء الامام الكوفي مولى تيم الله بن ثعلبة وهو من رطة حمزة الزبارة وكان خزانة سبعة الخمر وكان جدي
 اهل كابل وبابل ملوك البصرة تفرقت عنه وقال اسمعيل بن حماد بن ابي حنیفہ عن من انبأه فارس من الاحرار ان
 عليا راق ولد بعد سنة ثمانين وذهب الى علي وهو صغير فراه بالبركة فيه وفي ربه وبأبينا سنة ثمان
 ومائة على الاحمر وكان في زمانه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبد الله بن ابي اوفى وسهل بن سعد ابو الطفيل
 ولم يلق احدا منهم ولا احد عنده واصحابه يقولون انه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم ولا يثبت ذلك عند اهل النقل
 انتهى اقول نقل الشيخ مقول اسمعيل بن حماد بن ابي حنیفہ تعرض علي بن ابي حنیفہ عن كذا به بناء على التحقيق فانه مقول متفق
 على حريه اصله والخفصی الرق كما صرح به الشيخ انفا والمحافظة ابن حجر في التقریب والامام النوادي في التوقيف العلامة

فی بیان ایمان و غیرہم و مسئلہ علی ان الامام ابو حنیفہ تاجل اسمعیل زہد علی بن ابی نعیم و تاجل علی بن ابی نعیم
 و منہجہ الحقیقہ عند مولانا ابی نعیم و غیرہم من کافہ المسلمین بل مولیٰ یقل بہا حد من الجہلہ فاطنک بالعلم و لان علیا
 مات قبل ولادۃ الامام باربعین سنہ کما صرح بہ العسقلانی فی التقریر بنعیم فافہم لا یتوہم ان مراد اسمعیل
 من الجہلہ الذی فیہ ہب بالی علی یحتمل ان یکون جلا علی لان اسمعیل یعنی بالحد الجہلہ الذی مات ببغداد سنہ ۱۰۰
 و ما تذکرہ ایدل علیہ کلامہ و ہو لیس الا ابو حنیفہ مہر اور اس مقام خزانہ الاقدام میں حافظہ دراز شاہی ہی پہلے دراز
 تحقیق ہے چنانچہ اول ترجمہ فارسی بارہ اول صحیح بخاری میں پیر بیان مناقب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہیں کہ جلیل سیرت
 کت کہ جس میں امام ابو حنیفہ در سال شہداء و متولد شد و در ایدر او ثابت بخیرت علی شاہ ولایت برودہ بود و در ان حال او در سال
 پس حضرت علی بن ابی نعیم در همان حال بدرگاہ ایزد متعال حاضر بنمود کہ در حق تعالی بظہر رحمت بسیار خیر و برکت بنمود
 دروے و اولاد و سے پاک و نایاب اندیشہ بحر زہد و عجب سیرہ لوگ سائرہ جہان الشیخی یعنی تقیم کے موصوف اور ممتاز ہیں کہ ایسی پیغمبری
 اپنے کو جو پیشہ رسم و عیاشی ہے خبر نہیں رکھتے کیونکہ سال فات علی مرتضیٰ کجا اور سال پیدائش امام حسن کجا سہ انہما کہ چشم بر گل
 تحقیق و کندہ از سر یہ فہم نگاہ گیر و حیا کندہ در محبت کے خیر خوشی علاج نیست ہر پرہیزگست نگہ چون و چرا کندہ و اور طاف
 الحدیث میں حجر عسقلانی تقریباً تہذیب میں فرما تو میں النعمان بن ثابت الکوئی ابو حنیفہ الامام یقال اصلہ من فارس
 و یقال مولیٰ بنی تقیم فقیہ مشہور من السادسة انتہی قول حافظ ابن حجر نے امام کو چیمے طبقے میں شمار کیا ہے اور چہا طبقہ
 ان لوگوں کا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمہ الکتاب میں فرماتے ہیں السادسة طبقہ حاضر
 الخاصۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابة کما بن جریج انتہی تو دیکھو کہ طحا محققین معبرین کے کلام سے ظاہر ہوا کہ لقاء
 امام کا اور چاروں میں کسی صحابی سے ثابت نہیں مولیٰ کو ہیقتہ رسد منہج کی کافی ہر اور دعویٰ کو اثبات دعویٰ کا ساتھ دلیل
 قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مولیٰ نے دعویٰ کیا ان چاروں صحابہ کو کسی دلیل اور جیدہ سے ثابت نہیں کیا یعنی کوئی قول
 نقل سے مثبت اس دعویٰ کا نقل نہیں کیا سوزہ نقل کرنا جناب مولیٰ کا قول کسی امام کا اللہ نقل سے واسطہ اثبات ملاقات امام کر سہل
 بن سعد اور ابو طفیل سے تو ظاہر ہے لکن ملاقات انس امیر عبد اللہ کی خبر قول طحاوی کا نقل کیا ہے وہ ہی حقیقت میں مجرور شاہ
 و سیدہ ہے اسلئے کہ طحاوی اور مثل اس کی امیہ نقل سے نہیں ہیں اور قول اوٹھا ایسے دعویٰ کو مثبت نہیں ہونکتا جب تک کہ اللہ
 نقل سے روایت متصل نہ ہو کیونکہ فقہاء و مقلدین اپنے امیہ کی تخریج میں کیا کہ نہیں لکھو گئے چنانچہ صاحب الدین نے درختا میں امام
 عظیم رحمہ کی طرح میں کیا کہنے کو گنا اور اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی آخر زمانہ میں امام ہی کے نہ سب پر عمل کرے گیے حدیث
 قال اہی ان یکون عندہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہی اور اگرچہ اس قول کی حلی فی تاویل کر دی ہو لکن وہ تاویل
 توجیہ القول بالامور ہے نہ قائلہ ہے اسی واسطہ طحاوی نے بعد نقل کر کے تاویل حاجی کے کہا ہے والذی ینبغی للطائفۃ الخفیۃ
 ان لا یستکلموا ہذا الا لفاظ الموصیۃ فانہا موصیۃ للکلہ فہم بل ان بعض الحقہ یسبون الامام و ینفقون عندہا حینما قالوا

بچھنہ انتہی اور بعض خفیوں نے یہ کہا ہے کہ امام صاحب حضرت علیہ السلام کے اہل سنت و جماعت میں سے ہیں اور ان سے
 تین برس مسلم حاصل کیا تھا پانچ برس میں حیات میں اور پچیس برس قبر سے چنانچہ طحاوی نے نقل کیا ہی اعلم
 ان الله تعالى قد خص ابا حنيفة بالشریعة والكرامة ومن كراماته ان الخضر عليه السلام كان يبعث اليه كل
 يوم وقت الصبح ويتعلم منه احكام الشريعة الى خمس سنين فلما توفي ابو حنيفة ناجى الخضر ربه الى الكا
 ن في عندك منزلة فاذا نكابي حنيفة حتى يعلم من القبر على حسب دته حتى اعلم شرع محمد صلى الله
 عليه وسلم على الكمال لتعلم الى الطريقة والحقيقة فتوفى ان اذهب الى قبره وتعلم
 منه ما شئت فجاء الخضر عليه السلام وتعلم منه ما شاء كذلك الى خمس وعشرين سنة حتى اتم الدلائل والاخبار
 لبيته الله لعلها يسهل اور اس سے بڑا کہ جسے قصہ قیسری کا میں خوب تفصیل ہے خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد یا
 چنانچہ وہ ہی طحاوی میں منقول ہے اور اس کے ایک بہت ایسی باتیں ہیں کہ مقلدین مابین سے اپنے اپنے
 آئینہ کی تشریف میں صادر ہو چکے ہیں تو اگر مجرد قول مابین کا کالوچی من السماء ہونا اور ایسے مورخ
 میں حاجت دلیل اور روایت کی آئینہ نقل ہے ہوتی تو ہر قصہ قیسری اور قصہ خضر و اشیا لہا کو علماء و خفیہ سے
 کیوں رد کر دیا ہے دیکھو طحاوی میں ان قصوں پر کیا کچھ لکھے ہوئے ہے تو خوب ثابت ہو کہ طحاوی کا مقلد
 قول امام صاحب کو نابھی نہیں کر سکتا جب تک آئینہ نقل سے جوت نہ پہنچے اور اسکا حال تم دیکھ ہی چکی ہو اب اگر کوئی
 اعتراض کرے کہ جیسے شک امام کی ملاقات ان صحابی بنقل آئینہ نقل تو ثابت نہیں لاکن ہم عصر تہی اور
 روایت کرنا امام کا اس اور عبد اللہ بن علی سے اونی سے طحاوی وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے سو یہ امر و علی اثبات
 دعوے لگائے اس اور عبد اللہ کی کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کی قجواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنا امام
 کا اس اور عبد اللہ سے طحاوی وغیرہ نے بسند متصل سے امام امام سے روایت نہیں کیا اور علم حدیث و تفسیر
 لحاظ حال راوی کا درجہ و درجہ آخر تک پر ضروری عبد اللہ بن مبارک کہتی ہیں بیان کرنا اسناد کا جملہ دین ہی ہے
 کیوں کہ جو تہا رہنا دکانہ ہوا ہر کوئی جو چاہتا کہ دنیا تو نبیوت و پیغمبر میں امتیاز نہ تو عبد اللہ بن مبارک یقول الاسناد
 من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء کذا فی مقتل مقلد صحیح مسلم وغیرہ اور روایت
 بلا سند ہی اس محبت نہیں ہوتی نزدیک جمہور علماء کے کما فی تجرہ الفکر و شرع وغیرہ تو بنا بر مذہب مسلم کی ہی ثقافت
 ہوا علاوہ یہ ہے کہ جو تین حدیثین مروی امام کہیں اس میں مولف ہی طحاوی سے نقل کہیں ہیں وہ تینوں موضوع
 ہیں نزدیک اکثر کے خاص کہ حدیث پہلی کہ او کو بہت سارے علماء اتفاق دے موضوع کہا ہے پس کس طرح ہم
 سے روایت کرنا ضمیمہ کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی اس میں ثابت کہو گے اب موضوع ہونا ان
 احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البیان و تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں

ظلیل العلم فریضه علی کل مسلم وروی عن انس بطرق کثیrah معلوله واهیه . وقال احمد لا یثبت فی هذا الباب شیء وذلکا
 قال ابن داهویه وابوعلی الذی یابوکر والکاکم انھی یختص بترجمه یرویه مروی ہی انس کے کئی طریقوں ہی جو سب کے راہبات
 مزین اور امام احمد بن زبایا ہی کہ اس مضمون کو ہی ہی حدیث ثابت نہیں اور ایسا ہی کہا ہے ابن راہب اور ابوعلی غنیہ ابوری
 ازہر کا کہی اقول ایسا ہی کہا ہے نور الدین علی بن مختصر تزیجہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاحادیث الشنیعۃ للموضعی میں اور کہا ابن
 حبان کہ یہ حدیث باطل ہے اکی کچھ اصل نہیں اور لایا ہی کہ کو ابن ابی نعیم بن مویس بن کذا فی الفوائد الجوی فی الاسناد الموضوعہ
 لفقہ حنابلہ اشوکانی اور سید محمد بن ابی یوسف بن العابدین فی رد المحتار حاشیۃ الدر المنثور میں کہا ہے وجاہ من طرق اندوی
 عندہ احادیث ثلثہ لکن قال ائمة الحدیث ان مدداہا علی من ائمتہ بوضع الاحادیث البانی ترجمہ واهیه کہ امام کرمان
 تینوں حدیثوں کو اس ہی منقول تو ہے لکن مدارا وکذا بقول احمد بن حنبلہ کی ہاوں راویوں پر ہے جو کہ تہم میں سارے وضع کر کے حدیث
 واما قال محمد بن یونس قال بعض الفضلہ وذلکا طال العلاۃ طاش کبری فی سحر النقول الصحیحۃ فی ثبات بہائمہ
 منہ والمثبت مقدم علی النافی فیجب عن شائد ان لم یحل علی اند نقلہ لا علی وجہ التعلیل علیہ کیفہ ان المشتبہ
 بیکل مقدم علی النافی اذا کان النافی نافیاً بالاصل واما اذا کان ما یعرف بالدلیل فہو صلوہ المعاضد للثبت
 فی المسلم والمختار لکان النفی بالاصل فیقدم الاثبات تقدیر الجرح علی التعذیل بحریۃ زوج بریقہ جازعہ لغت
 الاصلین نہ کانت معلقۃ فالجہا بالاصل لکان ما یعرف بدلیلہ تعاضدا وظلما للترجمہ کالاحرام فی تزویج میمونۃ فی النحل
 الاخر انھی وھذا فی سائر کتب الاصل فاقول متفرع علی هذا الاصل ان نفی سماع الامام عن انس لیس بحریۃ زوج بریقہ زان
 حقیقہ کانت ثابتہ مستقر من حدیث الکلام ان الرضا قال ولیس لک سماع الامام عن انس بان یتون ثابتا مستمرا من یوم
 ولادۃ الرضا واما ان لم یقل بلحد من الجملہ فکیف العلم اذہل ہو کالاحرام فی تزویج میمونۃ . فکما ان الاحرام
 نفی للنحل الاخر کذلک نفی سماعہ نفی لسماع الاخر لکاد ث فیصلہ لمعارضۃ المثبت ثم الترجیم عندنا
 فیما نحن فیہ للنافی لان مدارا لسماعہ عن انس علی الاحادیث المعلقۃ الموضوعۃ کما رجح الاحرام فی
 تزویج میمونۃ نہ بان رواۃ کلام ائمة فقہاء کما قال الطحاوی کذا فی المسلم فافہم وانتم حکم
 قال اور تہذیب الاسماء میں امام نووی خانہ اور یافعی شافعی نے اپنی تاریخ میں کہا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی
 عاص بن جبر اور دواثلہ بن الاسود اور عبد اللہ بن جریب امام کی رقت میں ہی اور زوایت ہی کی ہی اور طحاوی میں سند ہے
 کہ امام کی جودہ بریک عمر بن عبد اللہ بن انیس کو فی من کثرت جبرافون میں یہ حدیث ہے جک الشیء اھی یصم اور عائشہ بنت
 جبر وہ یہ حدیث روایت کی ہی اکثر خدا للہ فی الارض الجرد لا اکلہ ولا احرہ اور دواثلہ بن اسود سے دو حدیثیں نقل کیں
 ایک جبر و جابر بن عبد اللہ بن ابی یوسف اور دوسری حدیث یہ ہے لا نظہر مثا نہ لا خیک فی عافیہ اللہ ویتلک اور
 عبد اللہ بن عاص بن جبر ہی کہ جبرافون میں کہ امام کا اپنی باپ کا ساتھ کئی ہی یہ حدیث شعی اعانۃ المسلم

فریفته علی اکبر مسلم اور سند خوار سمین ابن جریر سے یہ حدیث نقل کی ہے من تلقہ فی دین اللہ کفاهم وہذقہ اور جابر سے
یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے پیڑ بھٹکے علیہ السلام کے پاس آکر پوچھا کہ میری ان کہی بیٹیاں نہیں ہوا اپنے فرمایا فاین کنت من
کثرة الاستغفار و کثرة الصلوة یزقی الی اللہ پس اس نے بہت استغفار کیا اور بہت حدیث دینا شروع کیا تب اس کی توجیہ
ہوئے اقول عائذ باللہ من لکاذین ہر چند کہ بعض نے کہنے ملاقات و روایات امام کے دن جابر بن عبد اللہ سے پہلی ہجرت امام ہی مسلم ہی
اور بعد ازاں سند منع کے کلام ہی ابن طاہر لہذا بن سلمان اور نوادی اور ابن جبر کی حاجت رکھنے کی اس قول کو تو نہ تھی لاگو جبکہ
مؤلف سے اس توفیق غلطے جملہ واقع ہوئی سبب عدم امتیاز کے و میان نقل صحیح اور نقل غلط وہابی کی انکس کس جابا ترجمہ جابر بن عبد اللہ
تقلید سے محمد بن نوادی کے ایسی غلطی میں پڑے اسلئے کہ یہی تحقیق یحیاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کی موت میں جابر بن عبد اللہ اور عبد
بن انیس وغیرہما موجود تھے اور امام فی انوسی روایت ہی کی ہی امام نوادی کی طرقت ہو کہ نسبت کرنی جیسا کہ مؤلف فی دعویٰ کی ہے کہ یہی گزشتہ
اور بہت تھیں یہی فیغوزہ اسد شہر اسلئے کہ امام نوادی فی تہذیب الاسامین ہرگز نہیں کہا کہ یہ لوگ امام کی موت میں موجود تھے جس کی سبب
شک ہو وہ تہذیب الاسام کو ملاحظہ کر لے بلکہ امام نوادی کی کلام ہی جو غریب نقل ہو گا کما معلوم ہوتا ہے کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد
بن انیس امام ہی پہلے ہی برس انتقال کر چکے تھے اور جیکہ جابر بن مؤلف فی تہذیب الاسام نوادی کے غلطے صحیح کہا ہے تو ہی قیاس ہے
امام یافنے کی طرقت نسبت کرنا اس قول کا ہی غرض غلط ہی ماحشا کہ امام یافنے فی کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ میں ہی اور امام کو انوسی تھا ہوا
اسد روایت کی ہے انوسی اب عبارت مرآت الجہان تا یخیر امام یافنے کی نقل کی جاتی ہے کہ جو روح معلوم ہو مابعد قال الیائی نادیم مرآت الجہان
فی حوادث سنة خمسين ومائة وفيها توفي فقيه العراق الامام ابو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي مولیٰ یحیٰ تیم اللہ
بن ثعلبة وعلیہ سنة ثمانین مای انسا وری عن عطاء بن ابی دہر و طبقہم وکان قد ادرك اربع من اھل قضاہم الشرف مالک
بالبصرة وحبہ اللہ بن ابی اوفی بالکوفة وسمی ابن سعدی لسانہ بالمدینة و ابو الطفیل جابر بن وائل بکة قال بعض
اصحاب التاریخ ولہ یوحد امنہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابة وری عنہم فلم یشیت ذلک عنہ اھل
النقل انھہ کلام الیقین غصہا ووصف معلوم ہوا اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس کا اور بیان تھا و امام جابر
اسین مذکور نہیں تو یخیر آخر پڑا کہ کچھ اور خصوص نہیں ہوتا روایت قرطبی پر عمل اہتمام کرنا موجب مذمت کا ہوتا ہے اور
اگر بالفرض تہذیب امام یافنے نے یہ قول کہا ہی ہو تو یہ قول اوٹھا نامقبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہو گا اسلئے کہ نقاد بعض
اول تاریخ میں ہی امام ہی محال ہے عقل اور نفس سے عادت تو پھر کہ طر سے قول اوٹھنا سنا جا گیا کیا امام یافنے اگر بالفرض یہ کہہ گئے
ہوں کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہی تو قول اوٹھا نامقبول ہو گا ماحشا وکلا۔ اتب فیصل محال ہوتا ملاقات کی سنو کہ جابر بن
سنة اناسی میں ایک سال ادوات امام کے پہلے انتقال کر چکے تھے کہ امام شہر اسی میں پیدا ہوئے تھے محض ابن العابدین شاسے
رہنما زمین فراتی ہیں واعترض باند مات قبل ولادة الامام لبسة اتھے اور ابن شاپر فراتی ہیں ہذا دم حدیث فان
جابر بن عبد اللہ باتفاق الروایات مات فی بعض وسبعین ولم ییش الی ثمانین ومی التي ولد فیہا الامام ابو حنيفة رجا

[illegible]

۱ تا من بعد المدۃ کا اختیار دے گئے اور کسی تقدیم و تاخیر کی امام کی تولد پر ثابت ہوگی تو ہر طرح کہہ سکتی کہ امام کی قبل تولد کے حالات
بائنفس کے محال کی ہی اور ایک حدیث پر بھی آؤں اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ عبد اللہ بن ابی اسحاق کی قبل تولد امام کی فائز ہو سکتی
ہے یعنی یہی تو ہو سکتا ہی کہ امام کی ملاقات کوئی اور عبد اللہ بن ابی اسحاق کے چھوٹے دعویٰ امام کی ملاقات کا عبد اللہ بن ابی اسحاق
ایسی تو مراد ان کی ہی عبد اللہ بن ابی اسحاق کی ہی ہوئی نہ کوئی اور عبد اللہ بن ابی اسحاق کی کلام میں یہی مذکور ہی کہ لفظ کومین منسوخ
اور امام جو وہ پہلی عمر میں عبد اللہ بن ابی اسحاق کوئی من رسلہ جو انویس کی بعد حدیث سنی الحدیث اور روایت وغیرہ میں یہی ابی اسحاق منقول ہے
اور حال یہی کہ عبد اللہ بن ابی اسحاق کوئی رالی نہیں مگر جو بنی کیونکہ سو ادا کی اور کوئی عبد اللہ بن ابی اسحاق کوئی میں نہیں چنانچہ محقق ابن العابدین
روایت میں فرماتی ہیں و احب بان هذا الاسم المستعمل لعل المراد غير الجهمي و دبان غيرهم يدل الكوفة انما آراء من
حدیث کو جو کوئی رالی فی لفظ کومین سے نقل کرے کہ کہہ ہی کہ امام کی جو وہ برکی عمر میں کوئی من سنہ جو انویس میں عبد اللہ بن ابی اسحاق حدیث سنی یہی نظر
کہ عبد اللہ بن ابی اسحاق میں انتقال کر چکے تھے پہلے جو انویس میں ان کی طرح ملاقات ہوئی اور اس نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام
سے نقل کیے گئی تو میں اور جو انویس کے محققین نے رد کر دیا چنانچہ محقق ابن العابدین روایت میں فرماتی ہیں و اخبر بعضهم
الی الامام انه قال قلت سنة ثمانين و قدّم عبد الله ابن ابي اسحاق صاحب مولى الله صلى الله عليه و آله الكوفة سنة اربع وتسعين
و سمعت من عمر بن مولى الله صلى الله عليه و آله حجت للشئ مني و سمع و اعترض بان في سنة مئتين و بان ابن ابي اسحاق مات سنة
اربع و خمسين ايتى تھے تو یہ کہ جو بار بن عبد اللہ عبد اللہ بن ابی اسحاق کی ملاقات قبل تولد امام کی فائز ہو سکتی ہے یا چکے تھے اور قطع نظر سے محققین
کلام ہی امام نوادی ہی کی نقل ہی تقدیم و تاخیر اور ان دونوں کی تولد امام پر ثابت ہی ہے تو انہی کی کہ جو کہ ان مرتبے سے ملاقات کا دعویٰ
کرنا یا محال عقل اور نقل کے ہے اور نسبت اکی طرف امام کو تو اکی کیسا بیتان عظیم ہی اور شیخ مؤلف کیسا شہرہ آفاق کہ اکی عقل اور نقل
دونوں ہی ثابت ہے اور چنانچہ ترجمہ مصابی نہ کہ کہہ کہ یا ادا کی عبادہ اور حوالہ حلیہ بنت عبد کے ملاقات اگر البصر ثابت ہی ہو تو
اکی ملاقات ہی امام جنتا تا یہ نہیں ہو سکتے بلکہ کو عارضہ بنت عجم و صحابیہ تھی جیسے کہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث اسرار الرازی
محمد بن احمد ابو عبد اللہ ذہبی ترکمانی کی کلام ہی حلیہ بنت عثمان اور علویان سی سب علماء راوی اور اہل رافضیہ میں اور شیخ الاسلام
حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی کی کلام ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین روایت میں فرماتی ہیں قولہ بنت عجم اسمها
عائشة و اعترض بان حاصل کلام الذہبی و شیخ الاسلام بن حجر العسقلانی ان هذا لا صحبة لها و اغال لا تكاد
تسر استہی اور اسی نظر سے وہ حدیث جو مؤلف فی مروی امام کے عائشہ ہی قرار دیا ہے وہ ناجہول ہے چنانچہ محقق شامی
روایت میں فرماتی ہیں و بذلك رد ما روى ان ابا حنيفة روى عن ما هذا الحديث الصحيح اكثر جند الله في
الارض اجرا د لا الله و لا احرمه ابن حجر الحسینی مستحق اور وائید بن الاستیع کے ملاقات عقل و محال نہیں تو
محال عاؤہ تھے اور منقول نہ ہونا اور کلام کے امام آلہ نقل میں سے مرجع در سر ہے اور جو بہت حال عاؤہ کی ہے کہ وائید بن الاستیع
محقق علیہ حسن بیچ ہی میں لکھا نام میں یہ شہر دمشق کے وفات پائی ہے اور امام جنتا اوس نے میں پنج برکی لڑکے تھے اور یہ

امام صاحب پنج کے لئے ہو کر شش میں اسی ملاقات دانہ کے تشریف لے گئے ہون ثابت نہیں اور عقل سلیم بھی
 انکار ہے کہ پنج برس کے لئے سے یہ امر صادر ہوا اور سند وفات دانہ کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ بن حجر اور
 امام نوادی کی ظاہر ہوتا ہے حافظ بن حجر تقریب میں فرماتے ہیں وثالثہ بن الاسقم بالقاف ابن الکلباشی صحابی مشہور
 نزول الشام وحاشا الی سنة خمس وثمانین ولد مائتة وخمس سنین بنتی۔ اور امام نوادی تہذیب میں فرماتی ہیں ودفن فی
 بدمشق سنة ست وخمس ثمانین وهو ابن ثمان وتسعين قال ابو مسهر قال سعید بن خالد توفي سنة ثلث
 وثمانین وهو ابن مائتة وخمس سیدین ۱۔ فقہی۔ ان روایات میں سے روایت متفق علیہا کو حسین امام نوادی
 اور حافظ عقلانی کا اتفاق ہے ہمے ختم کیا اور باقی دو روایتیں بھی ہمارے موافق ہیں خاص کر تیسری روایت
 کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئے کہ بنا براد کی امام کے عروقت وفات دانہ کے تین ہی برس کی
 ہوتی ہے کمال بخفی اب باقی رہے عبداللہ بن جزو اسو اسی ہی ملاقات امام کی شش چہا نوین میں جیسا کہ مولفنا
 کو کی اتباع کو دعویٰ ہے عقلاً محال ہے اسلئے کہ عبداللہ بن جزو کوئی شش چہا سی میں مصر میں انتقال کیا ہے چنانچہ صاحب
 ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں عبد اللہ بن الحارث بن جزء بقصر الجیم سکون الزاوی بعد ما هجره الزبیدی بضم الزاء
 ابو الحارث سکون مصر ہو آخر من مات بها من اهل الحنفیة سنة خمس وست وثمانین والثانی اصغر انھو اور یہی سر تا
 اب اس شخص شامی تھا وشیخ ابن طاہر نقل کیا ہے جیسا کہ غفریہ آویگا تو علی تحقیق امام صاحب نے کل چہ سال
 ایات سے عبداللہ بن جزو کی بالی اور امام چھ سال میں تھے کہ ابن جزو نے انتقال کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ
 پروردگار کے ہو کر شش چہا نوین میں عبداللہ سے ملاقات کی اور دو صدی میں مئی نو دیکھو کہ یہ کسی غلطی فاحش اور ظاہر
 مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا برے تیزی اور عدم اطلاع اور کتب پر محققین کے بنام کن امام کو نام جذبہ چنانچہ
 اس دعویٰ کو منظر ہی کذب بدیہی اور پتہ ان قطعی کے علماء و محققین حنفیہ نے رد کر دیا ہے چنانچہ ابن العابد بن حنفی
 رد المحتار میں فرماتے ہیں واما ما جاء عن أبي حنيفة من انه حج مع امية سنة ست وتسعين وانه راى عبد الله هذا قد
 بالسجدة الحرام ونسب من هذا يافره وجاهة منهم الشيخ قاسم الحنفی بان سند ذلك فيه قلب وتخریص وفيه كذاب باتفاق
 وبان ابن جزء مات بمصر لا في حنيفة ست سنين وبان ابن جزء لم يدخل الكوفة في تلك المدة ابن حجر
 اور شیخ ابن طاہر حنفی تذکرہ موضوعات میں فرماتی ہیں فی الذیل حدثنی عبد الله بن احمد ثنا احمد بن احمد
 ثنی اسامعیل بن محمد ثنا احمد بن الصلت الحمالی ثنا محمد بن سماعة عن ابي يوسف عن ابي حنيفة قال
 مع ابي ولي سنة عشر سنة فمصر فاحلقة فاذا اظهر فقلت من هذا قالوا عبد الله بن الحارث بن جزء
 فقد مت المدة فصحة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تقفة في دين الله كفاء
 الله همه و رزقه من حيث لا يحتسب الميزان هذا كذاب فان جزء مات بمصر لا بحنيفة ست سنين الا في

قال الذارقطنی کان یضیع الحدیث وقد وقع لنا هذا الحدیث من جابر وهو باطل ایضا واخر جابر بن الجوزی
فی الواهیات انتھے لقیۃ دعوی امام کی ملاقات کا جابر بن جریج قبل تولد امام کے ایک سال یا دو سال انتقال کر چکے تھے
اور ایسا ہی عبد اللہ بن نمیر سے جو چھٹیں برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکی تھے اور ان کا ابن جزیہ نے اپنے
پہانوں میں ملا کر دیکھ لیا تھا یہی ابن نمیر سے ملاقات فرما چکی تھے ایسے بے تمیزوں کی کچھ نئے بات نہیں ہے کیونکہ وہ شخص جس سے
پہنچے ہوئے کیا تھا کہ خلفہ اسلام نے قیام میں امام سے علم حاصل کیا تھا پھر میں زندگی میں اور پھر بعد از موت
موت کی چھری وہ بھی تلا نہیں کیا یہاں بے تمیز تیار پر اگر کہ انہوں نے ہی وہ تین دو دن امام کی ملاقات کا دعوی کیا تو کچھ
جس میں کہیں نہ تصدیق بی فیزی میں وہ دو بار میں تقدیر قال ابو اسحاق امام نے بمصدق آیہ مریم الشیخون
لا تُولَدُ مِنْ الْمَخْضَرِینَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِینَ اتَّبَعُوا هُمْ یُحْسِنُ لِقَیِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَحِمَهُمْ وَرَحِمَ أَعْدَاءَهُمْ
أَعْدَاءَهُمْ جَبَّحْتُمْ حَقَّ حَقِّکُمْ اَلَا تَهْتَدُونَ ملئم حضرت اور فضیلت کا اوپر سرستہ مجتہدین کی بلند کیا کہ باقی مجتہدین میں
ہر فضیلت نہیں پائی جاتی اس لیے کہ امام الکتب تیرا تو ہے؟ چہرہ تو میں آتا نوین میں میں پیدا ہوئی اور ملکین میں کہ
ان تشریف لے جانا اور نکاح آت نہیں تا ابو طفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح نے تفسیر کی کہ امام مالک تشریف لے
جئے کہ کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی بعد امام شافعی ہر کوشش دیکھ کر نوین پیدا ہوئی شاکر امام محمد رحمہ اللہ امام کا
ہمیں امام مالک حدیث میں جنبل ہر شاکر امام شافعی رحمہ اللہ میں کہ ایک سو چھ سو شہدہ میں پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ
یہ سب مجتہدین سے نہایت ہے بلکہ اقول امام صاحب اس کی مصداق قریب ہوئی جبکہ ابھی ہوئی اور اس کا حال خوب روشن
دیکھا تو فضیلت امام کی باقی متون مجتہدین پر اگر ابھی ہونے کی نظر کی تھی تو زنی پتہ پائی نہیں جو ان برابر میں اور
وجود ابھی ہونی کے اتباع با حسان میں ہوا داخل ہیں جیسا کہ تفسیر مفید وی رفیعہ سی مستند ہوتا ہے وَالَّذِینَ اتَّبَعُوا
إِحْسَانُ الْأَحْقَوْنَ بِالْأَقْبَلِ مِنَ الْقَبْلِ تَبِیْرُ مَنْ اتَّبَعُوا بِالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ الْحَقِیْقَةِ انہی اب اگر کہہ کر امام
فضیلت بعضے حدیثوں میں معلوم ہوتی ہے جیسا کہ جناب مولف نے کہا ہے کہ بعض الصحیفہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام
فضیلت میں یہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لوکان الا یمان عند اللہ لئلا یجد جال من فارس تو یہی باقی امام
فضل نہیں ثابت ہوتا کیونکہ روایت میں کسی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ حدیث
یوشکان فی رب الناس لکبدا لابل یطیلون العلم اقل جہد من احد اعلم من احد المدیۃ کی جو کہ ترمذی نے روایت کی ہے
مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن ادریس بن عیینہ سی جو راوی ہیں اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے
اور امام شافعی رحمہ اللہ کسی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ امام نوادی نے ان احادیث کو تہذیب میں
تفصیل سے وار کیا ہے غالب تفصیل کو چاہئے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہہ کر ان احادیث مذکورہ بالا میں تو امام
کسی کو بھی نہیں اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابو صفیر کا یا شافعی کا اور ان احادیث میں تو جو نزاد فرج چنی اپنی صفیدہ کی

اور کسی بین کچھ فضل بنا اور کسی عین کوئی نصیحت تھی منہ سے ہر گھنٹے مارنے کی ہوتی دیکھتے ہیں اس کی ایسی امانت
 پر دیکھتے ہیں کسی کی اس میں باقی چھتے اتوں سے ہی برابر ہر گھنٹے ہوتی ہے تو شخص اونی بھی نہیں کہتا ہوا کہ اس رو کو دیکھتے ہیں
 کلام پر نہیں کر دیتے قال اولام کا قتل ہے کہ فرمود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اور یہاں کا ستر نہیں ہوتا ستر پر اور قتل
 تابعین کا ہے کہ قتل کے برابر ہی مانی دیکھا قتل ہر محبت نہیں ہے قتل ہی ہی تاہی ہونا ثابت ہی اقول اگر عدم تسلیم
 امام کی قتل کو تابعین کے امام صاحب کے تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہئے کہ کرخ کو اور دوسرے کو اور شافعی کو اور ایک جماعت
 علیہ کو علماء اصول ہی صحابی کہہ دینے کیونکہ شافعی نے ہی بنا بر قتل مہدی کی اور ان تمام سی جبکہ نام گنہگار ہر مرد کی کی تو
 صحابی کا جہنم رای کو دخل ہو ہر محبت نہیں مہدی کہ مقتوم وغیرہ میں لکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو کوئی شخص صحابی
 نہیں کہتا تو چاہیے کہ امام کو بھی تابعی ہو سبب لکھا کہ کسی کے تسلیم ہی قتل تابعی کے فہم قال ہر ایک ستر کو کوئی
 امام صاحب دیکھ کہ کہا کہ یہ شخص ہزار رکعت ہر شب میں پڑھتا تھا اور تمام شب بیدار رہتا تھا دس روز ہی آپ ہزار رکعت
 پڑھتے تھے اور تمام شب جاگتی عطاء دی میں نقل ہی کہ جس مقام پر امام فی وفات پائی ہی وہاں ستر پڑھتے تھے تھے تھے تھے
 بغداد میں خطیب لکھا ہے کہ تیس ہا چالیس ہر گھنٹے امام نے ایک خصوصی نماز پڑھا اور صبح کی پڑھی ہی اقول یہ سب
 روایت ہے اور موجب امام کا ہے یہ کہ کتب کا باعث ہوا اور جناب حضرت امام کی تو یہ نشان نہیں ہی کہ ایسی تکلیف شاق
 اور بد تھا کہ کوئی طرف نسبت کیا جانی اور دلیل بدعت ہونی اور عبادت کی یہ ہے کہ جناب سالات آب علی اللہ
 علیہ وسلم ہی ہر پڑھتے شب کو تیرہ رکعت سی زیادہ فوائد نہیں پڑھے اور کہہ دو تمام شب کی بلکہ ایک ثلث جاگتی اور وہ
 سوتی اور اس پر زیادتی کو زیادتی کہ یہ شخص میری سنت سی نفرت کرتا ہے اور یہ ہم میں سی نہیں اور ایسا ہی
 ختم کرنا قرآن کا ہے سات دن کی دسی درست نہ کہتی اور فراموشی کہ میں ان کی کم مدت میں پڑھتی حال تو قرآن کو سمجھتا تھا
 بخیر روایت ہی عبد اللہ بن عمری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوة الی اللہ صلوة داؤد واخیر الصلوة
 الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سلسہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور
 عائشہ صدیقہ رضی قالت کان یقنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل ویحیی آخرہ ثم ان کانت لحاحۃ الی
 اہل قطنۃ حاجتہ فینام وان کان عند النہاء الاول جنبا وحب فافطر علی الماء وان لم یکن جنبا تو صلا للصلوة
 ثم صلی رکعتین رواہ ایضا الشیخان اور عائشہ صدیقہ رضی کہ فرماتی تھیں ولا علم ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا
 القرآن کلہ فی لیلہ ولا قام لیلہ کاملہ حتی الصبح والاصنام ستر کا ملا عید مہمان اور شہداء کہتے ہیں کہ اللہ ہی عائشہ
 صدیقہ رضی سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان بن مظعون فجاءہ فقال یا عثمان ارغبت عن سبیتی
 قال لا واللہ یا رسول اللہ ولكن سنتک اطلت قال فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکم النساء فاتقوا اللہ یا
 عثمان فان لاکھک عبلک حقا وان لصلفک عبلک حقا وان لنفیک علیک حقا صم وافطر وصلی ثم رواہ ابو داؤد

اور روایت ہے عبادت بن عمرو بن مسی کہ قال أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اقول والله لا أصنع من الزمان ولا قوم
 الليل ما عشت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت الذي تقول ذلك فقلت له بآل وامی قد قلت يا رسول
 الله قال فانك لا تستطيع ذلك فضع واضر وضوقم وضعهم من الشهر ثلثة ايام فان الحسنه بعشر اصلها
 وذلك مثل صيام الدهر قلت فاني اطيع افضل من ذلك قال فضع يوما واضر يومين قلت فاني اطيع افضل من
 ذلك قال عليه السلام فضع يوما واضر يوما فذلك صيام داود عليه السلام وهو اعدل الصيام وفي رواية
 افضل الصيام قال فاني اطيع افضل من ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا افضل من ذلك وزاد في رواية
 فان لم يجد عليك حفا وان لم يجد عليك حفا وان لم يرك عليك حفا وفي اخرى له انم اخبارك تصوم الدهر
 وتقرأ القرآن في كل ليلة فقلت يا نبي الله واني لم ارد بذلك الا خيرا وفيها قال واقرأ القرآن في كل شهر قال
 قلت يا نبي الله انا اطيع افضل من ذلك قال فاقره في سبع لا تزد على ذلك الحديث رواه الشيخان **ابن ماجه**
عبد بن عمرو قال يا رسول الله في كم اقر القرآن قال في شهر قال فاني اقوى من ذلك ردد الكلام ابو موسى
 وتناقص حتى قال اقره في سبع قال فاني اقوى من ذلك قال لا يفتقر من قرء القرآن في اقل من ثلثه **رواه ابو داود**
ابن ماجه قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته قال سمعته
 قلنا اخبرنا بها كما هم نقالوها فقالوا اين نحن من النبي صلى الله عليه وسلم فقد غفر الله ما تقدم من ذنبه وما تأخر فقال
 اصبر اما انا فاصلي الليل بدا وقال الآخر انا نعوم النهار ابدا ولا اضطر وقال اخر انا اعزل النساء فلا اتروقه
 ابدا فجاء النبي صلى الله عليه وسلم اليهم فقال انتم الذين قلتم كذا وكذا والله الى لا خشاكم الله واتقاكم به لكني
 اصبر واضطر اصله فارقد واتروجه النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني رواه الشيخان قال سلمان لا بي
 الدرر انا نرى قلنا كان من اخر الليل قال قرأ النبي صلى الله عليه وسلم صدق سلمان عن عائشه قالت كانت عند
 امرأة من بني اسد فدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال من هذا قلت فلانة لا تنام بالليل فذكر من صلواتها فقال
 ما عليكم عيا تطيقون من الاعمال فان الله لا يعلى حتى غفلوا رواه البخاري في باب ما يكره من التشديد في العبادات
 مالك بن اسمعيل بن ابي حكيم انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع امرأة من الليل تصل فقال من هذا
 فقيل له هذا الحريرة بنت نزيث لا تنام الليل فذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك حتى حربت الكواكب في
 وجهه ثم قال ان الله تبارك وتعالى لا يعلى حتى غفلوا عن العمل فالكلمة بطاقة رواه مالك في الموطأ
ابن ماجه رواه صاحب الموطأ بسبب خطان احاديث مذكورة بالا في حديثه هو ما مضت تمام شب كجاني كاد سائرته
 عادت كدات بمر من نهر كوت بمر من كاد من طر حط كمشقت اور تكليف سخت بال جاني به اور ستره زرقان
 جوتر من كمر من بید منار كنه جابر بخيال غفرت كمن تخم خنبر برود من بول برين اور ايك ونبوی ست اور فجر نماز

پہن کا طہر ہے تو ایسی بدنامی و خوارگی کہ کبیر بزرگ نسبت کرنی چاہئے کیونکہ امام حسن علیہ السلام کا بیت رکھنی ہی اور خلاف
 سنت کی نہیں کرتے تھے علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کی سی یہ عبادت تو عقلا ہی دشواری ہی کہ تمام رات کی روضہ
 بارگاہی ہوتی ہیں اور بارگاہی اوسین سی منہا کرنی چاہیے تین گھنٹہ اولیٰ شب کی کہ اوسین کہاں چنانچہ بارگاہی
 طہات اور وضو نماز عشا کی اوامروں ایک گھنٹہ آخری شب کے کہ اوسین وقت فجر کی آمد ہوتی ہی اور نوافل نہیں پڑھی
 جانی تو باقی ہے آگے گھنٹہ ٹی تو اوسین اگر نرا کر کے پڑھتے توئی گھنٹہ سوا سو کوٹ پہلے اور آدھا سو کوٹ کا معادامی ارکان
 یعنی کعبہ و مسجد و قیام و قعود و حلقہ و خاؤ کی اور سوا سوا احباب اورین اور سوا ایک گھنٹہ کی میا میں عقل سلیم محال جانتی ہے
 ان اگر یہ کہو کہ اس کیفیت سی پڑھتے تھے کہ بعد تحریک کی خاؤ و بعد آستان کر کے کعبہ و مسجد میں اشارۃ ذرا سر کو جو بارگاہی
 پوری کرتے تھے تو البتہ مکان ہے لاکھ یہ کیا عبادت ہونی اور سوا کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی شریعت ختم جسکی تخدینا
 میں ختم ہر دو ہوتی ہیں ہی شواہد سے کہ امام صاحب کی راجح تجارت ہی کرتے تھے جیساکہ کلام میں ابن طاہر کی مجمع البحرین
 نقل کیا گیا ہے گزرجا اور چند مسائل ہی کرتے تھے اور بعد چہا کی مباحثہ و رشورہ شاگردوں کرتے تھے اور بعد علم و تعلیم میں
 شامل ہوتی ہی ہیں یا انہیں ہر روز زمین ختم قرآن کی کس طرح کرتے ہونگی اور یہ ہی نہیں کہ سب کی سب کہ رست سی میں ختم ہر روز کرتے تھے
 ایسے کہ رست تھا کہ امران قی ہے کہ خوارق عادت کی ہوتی ہی نہ عامی اور عادی حالانکہ یہ شمار عام کہ بقول ختم کی مدامی
 فخر ثابت ہوا کہ ایسی شامہ عبادت شرا بدعت ہی اور عاۃ دشواری اور نسبت کرنا اسکا طرف جناب امام کی اچھا نہیں ارشاد
 حضرت امام کی اس سی بلند تر عبادت اور ثواب کثیر تر عبادت میں ملتا ہی نہ زیادہ شفت اوٹھانی میں جیساکہ قاضی شافعی رحمہ اللہ حرم حریر
 الطالین و غیرہ میں ارشاد فرماتی ہیں اور جناب شاد ولی اللہ محدث والدہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہا علیہ السلام نے
 فرماتی ہیں ومنها التشدة وحقیقة احتیاد العبادۃ الشاقلم یا سراجا الشارع کدوام الصیام والقیام والتبطل
 وترك التزج وان یلتزم السنن والاداب کالتزام الواجب وهو حدیث غنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ
 بن عمر و عثمان بن مظعون عما قصدا من العبادۃ الشاقۃ وهو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یشاد الدین احدا لا غلبہ
 فاذا صلا هذا الحق او المتشد محم قوم و رئیسہم ظنوا ان هذا امر الشرع و رضاه وهذا جاء رعبا الیہ و الضاک
 انھی لا یفعلون انما حکم الدین من التزج عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم امر من الاعمال بما یطیقون
 قالوا اننا لکھدیک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفرک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فبیعض جوع یعزب الغضب فی وجہہ
 ثم یقول انفقہ و اعلم کہ باللہ انما رواہ البخاری فی کتاب الایمان و یسنخ و یسار فی ریت کی نوفا کہ کسی میں بخدا کو تیرا فایہ ہر اللہ
 الوقوف علی احل الشرع من عنایتہ و خصتہ الاعتقاد ان اللہ لا یؤخر الا عن الامور الشرعہ الخ اللہ تعالیٰ فی فتح الباری مختصر میں جن میں
 قد و ابیہ بلا سند صحیح کی فضیلت میں امام صاحب کے نقل کرتے ہیں امام صاحب کے ہاتھ سند صحیح متصل مسلسل نہیں پہنچا اور نیز
 مخالف سنت ہوا و ارشاد امام کی ہی اسکو مقضی نہ ہو تو با یہ اعتبار سی ساقط ہی کیونکہ انجا میں سند صحیح متصل لا یم ہوتی تو بل نہیں

اہل فہم کے ہونا اور یہ بھی کہ مستعمل الہامی زبان یا ہی نہیں جانی بہرہ کو کوئی قابل اعتماد کی ہوا بہل اضافہ
 سرشتہ عدل کا نام نہ سے ندین اور جو ب خود فکر کی مطابق اس آیت کو کہ کے احادیث اور ب للفقہی نے انہما حق میں چشم پوش
 لغزادین کے حق اور باطل میں امتیاز ہو جاوے قال باب وصرائح بیان تقلید الیہ اربعہ کی زات ہی اللہ کا
 فاستلوا اصل الذکر ان کلمہ لا تقلدوا یعنی پس پوچھو انوش جو اہلیت ذکر کی کہتی ہیں اگر نہیں جانتی ہو تم پرچہ آیت
 ساتھ اجماع ہے کی مخصوص وطنی ہی اسلئے کہ ہرگز اہل سنت اجازت نہیں دیتی ہیں کہ بری کی یا وی روضہ فخر کی اور
 اس طرح روضہ وغیرہ نہیں اجازت دیتی کہ بری کی یا وی کی یا اہل سنت کی بوجہ اجماع ہوا امت کا اور تخصیص اس آیت کی پس ہر
 بہرہ آیت مخصوص وطنی الدلالة اقول اہل غرض مولف کی عقیدہ بانی ہی ثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہی لاکن مخصوص
 غدا سبب اربعہ کو مخصوص ہونے کا اس دعویٰ کی سبب یہ ہے کہ مخصوص بالاجماع اور وطنی الدلالة ہی یہ ہے جبکہ
 ایک دفعہ فہم پر بھی تو اب جنہیں تخصیص چاہیگی کیا اگر کسی کو کہ تخصیص کی نہایت ہو جاوے تو نہ کہ دعویٰ تخصیص کا اور
 فہم الدلالة ہوئے اس آیت کا غلط فہمی اہل ہے پہلی کہ لفظ اہل کا اس آیت میں ایسے معلوم ہے اور اسکے تخصیص پر کوئی دلیل شرعی
 نہیں ہے نہ تو کہ آیت شدادہ حدیث منواریہ مشہورہ یا خبر واحدہ ورنہ قیاس صحیح کی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے معلوم
 میں امتیاز معلوم ہو تو ہرگز تخصیص کی یا تو تخصیص کی یا تخصیص ہوگی اور تخصیص کا تخصیص نہ کرنا ہی کہ نہ کہ وہ سبب کہ
 عبارت شریع ابن الحجاز حسب کسی معلوم ہو گا اور معلوم ہے بانفاق آیت محمدیہ کی کہ کوئی دفعہ بیان کن گفت اور شرع سے
 یعنی جو لفظ اعتبار لغت یا شرع کے عام ہونی پر دلالت کرنا ہوا اور کوئی دلیل شرعی اس کی خاص سبب پر قائم نہیں ہرچہ کوئی
 ایسے فہم جو دعویٰ با دلیل اس کو خاص کر دلی تو اعتبار لفظ عموم کا از روی لغت اور شرع کی جاتی ہے اور عام شرعی درجہ پریم
 ہو جاوے اور یہ بات مخالف اہل زبان اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہیں ہو سکتا اور مولف لفظ اہل کے عام
 با دلیل خاص کر تا ہے تو اس میں مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آوے گی اور یہ مخالفت ممنوع ہے چنانچہ صدر الشریعہ ابو نعیم
 فرائی میں ولو جاز اذا دابة البعض بلاقربینہ لا تفسر الا ما کان عن اللغة والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع
 عامۃ الفہم اور علما تفسیر لانی طرح میں قرآن میں تقریر اند لو جاز اذا دابة البعض مسہیات العام من غیر قرینہ لا تفسر
 الا ما کان عن اللغة لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص و لا
 یتعین بما یفہمہ السامعون من الصوم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جاز اذا دابة البعض من
 اور اگر قرینہ قرینہ کے بعضی معنوں کا ادا کر لینا جائز ہوتا تو نہ تو شرعی اہل اس اور صاحبان کیوں کہ خطابات شرع کے عام میں ہرچہ
 عبارت توضیح کی سبب یہی ہے کہ اگر قرینہ ہوا اندادہ رکھنا کچھ افراد عام کا بغیر قرینہ کی تو اندادہ جاتا اس لئے کہ کوئی شخص
 عام لفظ عربی زبان میں بولی جاتی ہیں سب میں خاص ہو جائیگا جمال ہے اسلئے وہ جس ایک زمین کی جو عام لفظ
 سننے والوں نے سمجھے ہیں اور شرع سے ہی اس لئے یہاں کہ خطابات شرع کے عام ہیں اس سبب کہ اگر قرینہ ہوا اندادہ بعضی معنوں کا

ہرچہ کوئی
 ہرچہ کوئی

قرینہ ملاحقہ فہم الاحکام بصیغۃ العموم انتھی مکہ میں تفسیر میں بعض اوقات بہرہ اور اس کی جگہ کہ دو کوکرات نور
اور اہل مکہ کے بعض شرعی تفسیر کر لیا کرتے تھے چنانچہ تحفہ مسکن میں مذکور ہے کہ اہل مکہ الذین قبلہ
انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف زکوہ واذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد واه البخاری
ومسلم عن عابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عام قصۃ النمرۃ المشریۃ ویتذکرہا کسلی کپ فردی ہجرت
ہیں کیا کہ یہ آیت مخصوص ہے ہر جامع کی کیا سنت اور مولف کی نحو سے اجماع کو جو محض ہے بے بنا اور بے سند ہے کون
اور جو مولف نے کہا ہے کہ اہل سنت اجابت نہیں دیتے کہ پروردگار کی باد سے رخص کی اور یا یہی بالعکس اس
اجماع تحفہ پر لفظ اہل کے اس آیت میں نہیں نکلتا ہے اس لیے کہ اجازت نہیں مستقیم کا واصل اتباع رخص کے
اور اجازت نہیں رخصیہ نکلا اس لیے اتباع اہل سنت کی معنی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل مذکر کا
مصدق جان کر ہر اپنے تحفہ میں کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق
ہے نہیں جانتا اور اوسمیں داخل ہے نہیں رکبت اور جبکہ اپنے مقابل کو
اہل ذکر میں داخل نہا تو حاجت اس کی خارج کن کی اور اپنے فرقہ کو نام کرنے کی کہان ہوئی تقریر مفصل اس کی فرقہ
اہل سنت کی طرف سے کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل ذکر ہم ہی ہیں اور کسی پر فرقہ سار سے اہل ذکر صادق
نہیں آتا اس لیے کہ لفظ ذکر کا یہ معنی اہل لفظ اہل کا ہی فی نفسہ تو مطلق اور شامل تھا ذکر حق منج کو ہی اور ذکر باطل کو
ہی اور ذکر مخلوط اور مشوب بہر اہل نفسانی کو یہی لاکن اس آیت میں مقدم ہے ساتھ فید حق ہے اور باعث اس عقیدہ پر
آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ ہیں اور عقل نیز تائید کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ للبان اللہ نزل الكتاب بالحق
الاٰیۃ نزل علیک الکتب بالحق الاٰیۃ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتفوا الحق وانتم تعلمون الاٰیۃ
ویکفر من بما وراہ وهو الحق الاٰیۃ من بعد ما تبین لہم الحق فاعفوا واصفوا الاٰیۃ وان فریقانہم لیکتہبن
الحق وہم یعلمون الحق من ربک فلا تکن من الممتدین الاٰیۃ وانہ الحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون
الاٰیۃ ولذنبہ قومک وهو الحق الاٰیۃ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر الاٰیۃ حتی
جلوہم الحق ورسول الٰیۃ ولما جاءہم الحق قالوا هذا صحر بین الٰیۃ ولما قال فی التفسیر النیشابوری العالم بالحق
بہر سبب یہی ہے کہ اللہ نے بہر کتاب حق پراد ماری ہے آخر آیت یہ کہ تاسی اور تیرے یہ کتاب حق پر آخر آیت کہ لاؤ
حق کو باطل کے ساتھ اور چپا تم حق کو جان بوجہ کہ آیت بیہاتھی ہیں اسو انورہ کی حالاکہ وہ حق ہے آخر آیت کہ فلیکفر من
ظاہر ہو گیا اور نہیں حق پس صاف کرد اور رگزد کرد اور مٹا کر دیکھ کر وہ دیکھ کر حق کو جان بوجہ کہ چپا تا ہی حق تو ہی
دیکھ کے اس آیت پر شک کرنی والو نہیں ممت ہو آخر آیت کہ اور باطل کہ یہ حق کہ اللہ جانے اور اللہ نازل نہیں ہوگا کہ اس آیت پر
اور چپا تا اور کو تو ہی ممان حالاکہ وہ حق ہے آخر آیت کہ تاسی ہو کر حق کہ کتبنا ہے ہر جگہ بیان کا اور جگہ کہ تاسی ہے

یجب علیہ اظہارہ وحیم کتبا انھن قال الله تعالی فاتبوا احسن ما اتزل من ربکم وقال تعالی اتبعوا ما
اتزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء وقال تعالی فبشر عباد الذین یتقون العنق ل
ویتبعوا احسنه وقال تعالی ارایت من اتخذ الله هواه الاذیه وقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لیا تین
علی اصق کما اتی علی بنی اسرائیل حل والنعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی اسعدا نیت لکان فی اصق من یضیع
ذلك وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملة ویفتقروا صتے علی ثلث وسبعین ملة کالمم فی
النار الامله واحده قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیہ واصحابی رواه الترمذی عن عبد الله بن عمر
اور سوائی بھی اور بہت حدیثیں جو کہ رو میں مناجارہ اور ترجیا اور حیرت اور قدر یا در جبریک وارو میں اس تفسیر
باعث ہیں در باعث ہوا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے پیچھا رسولوں کا اور ان کی کراچی متواتر فرمایا کہ انہیں کیا
وہ علی اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیت میں ملو ذکر کے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہو گا وہ خود خواہ
کئی ہو گا اسکا اتباع وقت لاعلمی کے جب ہو گا اور انہیں ہے مگر بار بار فرقہ سنیا اور سوائی ہر کسب فرقہ اہل ذکر میں
دخل ہے نہیں باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب کا باطل ہے اگر امور میں بنا بر عقیدہ اور اعمال کی چنانچہ
علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے کتاب النہایہ والنظار میں ناقل عن المتعفی کہا ہے واذا استلنا عن معتقد
ومعتقد خصص منا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیہ والباطل ما
علیہ خصص منا حکما نقل عن المشائخ انھن اور ایسا ہی ملحوظ کوئی دعوی کیا ہے اور کہا ہی ہے
معاش المؤمنین بالتمام الضمیر السامیۃ السالۃ بالسنۃ واجماعہ فان نصرہ ای نصرہ الله
وحفظہ وتوفیقہ فی موا فقہم وخذلاند وسمطہ ومقتہ فی هذا الفہم انتہ
میں پڑھنا حق درجہ ہی اور چاہا اور اسکا حرام ہے جو کجی عبارت نیشا پوری کی اسد قدالی نے فرمایا ہی پیری اور بہتر وہ جو
اوتارا گیا ہوتا ہی اسد کی جانب ہی اور فرمایا پیری کروا دیکھی جو اوتارا گیا ہوتا ہی اسد کی جانب ہی اور نہ پیری کرو
سوا اسکی رفیقو کئی ہوا تو خوشی سنا میرے بندوں کو جو سنتی ہیں بات پر حلقی ہیں اسکی نیکو فرمایا یہاں کہہ تو جسے چاہا
پڑھا اپنے جانو کا - تا آخرتہ - اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمت پر مہو ہوا یہاں وقت آئیگا حبیب بنی اسرائیل پر
ایسا تھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے کہا کہ کھانا اپنی ماں سے زیادہ کھانا ہے ہمت میں سے ہی کوئی ایسا کرے
اور شیک بنی اسرائیل بہتر فرقی جو کئی اور میری ہمت بہتر فرقوں پر مخرق ہوگی سب الگ میں ہوگی مگر ایک تہ
کو کون نے پوچھا وہ کون سا فرقہ ہے اسی رسول اللہ فرمایا وہ فرقہ ہے جس میں اور میری صحابہ ہیں دلائل کی یہ حدیث تہذیب
عبداللہ بن عمر سے ملے اور جو وقت پرچی جائیں ہم اپنے مسکا اور بنی مقابل کی مسکا سے عقیدہ کی باب میں تو درجہ ہی
ہم پر یہ کہنا کہ جو ہم میں وہ حق ہے اور جس پر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یوں ہیں اگر کون سی منقول ہی ہو کجی عبارت افکار کی

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعویٰ ہی اور علی بن القیاس ہر ایک فرقہ اپنے معیت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے
اپنے دعویٰ کی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع میں سو یہ بحث دوسرا ہی مقام میں اس بحث نہیں
اس محل میں تو اتنا معلوم کر لینا چاہئے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی منہم کر کے یا دیکھو اپنی مذہب میں منحصر کرتا ہے
اور اپنے لوگوں کو اہل اوس ذکر کا ٹھہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی ہر ایک کہتا ہے کہ ہماری ذکر کے جو کہ
حق ہے سب اہل عموماً قابل اتباع کی ہیں تو اجازت مذہب ہر فرقہ کا وہی اتباع اپنے مخالف کی تسلیم نہیں کونفہ
اہل میں ہوا اور یہ آیہ ظنی الدلالة ہوتی قال پس بعد تفسیر اس آیت کی اور تفسیر مذہب کے پھر تفسیر حق فی باجماع
اہل سنت و جماعت کی باسفیور کہ مراد اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہیں پس دلالت کی اس آیت کی کہ تقلید ایک کی اللہ العزیز
و جب یہ لازم ہے تو وہ ہر جماع اہل سنت کا نقل کیا ہے لوطی و غیر ذہبی کہا لوطی و غیر ذہبی شیخ شرح و التواتر کے کتابا لہذا یصح
قال بعض المفسرین ضلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة
فان نصر الله تعالى وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته في مخالفتهم
وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالکيون
والشافعيون والحنابلة ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فهو من اهل البعد والنار الخ
اقول اس میں دو دعویٰ کسی میں پہلا یہ کہ اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہی ہر ایک اب اس آیت میں اہل ذکر سے
اللہ اربعہ مراد ہیں دوسرا یہ کہ جبکہ اللہ اربعہ بالاجماع مراد ہوئی تو تقلید ایک کی اللہ اربعہ سے وجہ ہو گئی سو دعویٰ دوسرا
تو باطل اور غلط محض ہے چنانچہ غور سے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید چاہئے لکن اس سے یہ کہاں لازم آتا
کہ ایک مذہب کی خاص کر ہی تقلید وجہ ہو جاوے یہ تو آج تک کسی اہل عقل نے دعویٰ نہیں کیا جیسا کہ چار کی حیثیت ہوتی
ایک جنت ہو گیا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اور دعویٰ اول اس سے زیادہ تر باطل ہے اس لئے کہ آج تک یہ ہی کسی نے
نہیں کہا کہ اس آیت میں ائمہ اربعہ مراد ہیں ہر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کی تو تمام صولین یہ معنی کرتے ہیں
وجہ یہی تم پر ہے کہ وہ سو منہجی پر دی اوس فرقہ نجات یافتہ کی جیسا کہ نام اہل سنت و جماعت ہی کیونکہ مداد کی بیانیہ
مداد و نگہبانی اور توفیق انہیں کے موفقت میں ہی اور ذلت و بناؤ اسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اور کئے مخالفین
ہے ہو چکی عبارت لوطی کہا بعضی مفسرین نے کہ مذہب ہی پر ہے کہ وہ سو منہجی پر دی کرنا اوس فرقہ نجات یافتہ کا
جیسا کہ نام اہل سنت و جماعت ہے کیونکہ اللہ کی مدد اور حفاظت اور توفیق او کی موفقت میں ہی اور ذلت و بناؤ
اور خفا ہونا اور بگاڑنا او کی مخالفت میں ہے اور یہ ہے کہ وہ نجات یافتہ ان کی دن مجتمع ہو گیا ہے چار مذہب
کہ وہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہیں اور جو کوئی نیکان ان چاروں مذہبوں میں سے تو وہ اہل بدعت اور
۱۔ اہل نارسے ہی ہو چکی عبارت لوطی کی +

اہل تفاق المختارین انہم علیہ السلام فی عصرہم اعلیٰ منیٰ شیعی اور جو عبارتیں خود اہل اس مکتبی برخطا دی غیر کہ
 نقل کیا ہے اور عبارتوں میں سی ایک سی ہی معلوم نہیں ہوتا کہ اس آیت میں ائمہ اربعہ کی مراد ہونی یا جماع
 اہل سنت کا ہوا ہے طحاوی کی کلام کے تو معنی ظاہری ائمہ ہیں کہ اکہٹا ہو گیا ہے کجی دن وہ فرقہ ناجیہ
 مذہب اربعہ میں سے اگرچہ قبل اس سی سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائی ائمہ اربعہ اور اتباع انکی
 کے فرقہ ناجیہ میں داخل تھے لکن چونکہ زمانہ اور مکان مقرر نہ ہو گیا ہی اور کسی متنازعہ کے سوائی ائمہ اربعہ کے
 اتباع اور عقلمین نہیں رہی تو اہل سنت میں سے ائمہ اربعہ کے لوگ باقی رہ گئی ہیں اور وہ فرقہ نہیں
 میں اکہٹا ہو گیا ہے تو انصاف سی کہو کہ اس کلام سے جماع مراد ہونی پر ائمہ اربعہ کی کہان نکلتا ہے شاید
 جناب مؤلف نے لفظ جماعت سی کہ جس میں اجماع حروف اجماع کی موجود میں اجماع کو منہا کر کیا ہے تو متشہد
 مؤلف کا ساتھ کلام طحاوی کے باطل ہوا اور باقی اور عبارتوں کو جس سی اجماع سمجھا عقرب نقل کر کے
 اومنی جواب دیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب طحاوی کی اس دعویٰ کی کجی دن اہل سنت مذہب اربعہ میں
 مختصر ہیں اور سوائی انکی جو ہو سو وہ اہل باعت اور اہل نارین سے ہی تحقیق کی جاتی سی تو سنو کہ اگر اس عصر کو
 عادی اور اکثری کہیں تو مسلم الثبوت ہی جیسا کہ عقائد جلالیہ میں حصہ عادی و اکثری کیا ہے الفرقۃ المناجیہ ہم
 الاشارة اجماع و ہم السلف الصالحون من الخلفاء العارفين باحادیث رسول اللہ صلعم و تمیز
 اقسامہا من الصبیح والحسن والضعیف وغیرہا ونقل ہا من المصنوعات الخ مافی المتنازع لجلالہ لا لک
 اختیر یہی فرقہ ناجیہ میں بلاریہ میں بل میں پس مراد عبارت عقائد جلالیہ میں حصہ عادی و اکثری ہے نہ حصہ حق
 تنزیلی کہ تردید یا سنے خارج ہو جاوے کہ لا یخفی علی الماہرین ہی طور سی توجیہ عبارت طحاوی کی کیجا وے
 کو نام اہل مکتب ائمہ اربعہ اور محدثین صحابہ صحاح ستہ فریم فرقہ ناجیہ میں داخل ہو جاوے اور جو ہم اپنے پر خصل پنے کو
 فرقہ ناجیہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسری کو خلاف اسکے جانتا ہے تو ہر حکم دعویٰ لغو محض ہے شرعاً و عقیدہ
 اہل مکتب کیا ہی ہوتا ہی المشہور فی دارالکھراسان والعراق والشام والکثر الاقطار اہل السنۃ والجماعۃ
 ہم الاشارة و فی دارما ولاء النهران اہل السنۃ والجماعۃ ہم الماترین یتا اصحاب الی المنصوب الماتریدی کا
 ۱۰ وہ متفق ہونا بہت محمدی مجتہد کا ایک نادرین ایک امر شرعی پر فرقہ نبات یافتہ کے سب اشاعہ
 ہیں اور وہ اعلیٰ محدثوں میں کی نیک لوگ ہیں کہ انکو احادیث رسول اللہ صلعم میں شناخت اور قہام شد میں
 اعتبار اور موقوفاتی خارج حاصل ہے شہر مشہور خراسان اور عراق اور شام میں اور اکثر اطراف میں بہت
 کہ اہل سنت والجماعت تو شاعرہ ہیں اور مشہور اور اولیٰ النہرین ہم ہے کہ اہل سنت و جماعت تو ماتریدیہ ہوتی
 ۱۰ ابی منصور ماتریدی کی مین جیسا کہ مذکور تھا مشہد ۱۰

شرح العقائد الجلالیة هذا هو من هو سائرهم ما اترك الله بجان سلطان بل كلام من اهل السنة والجماعة
كما لا يخفى على اهل التجربة بالشريعة واحوال القواعد الثلاثة وفيها معنى مادي اكثرى كى سبب من كنى الواقع فوجب
حكم خدا ورسول كى سبب اهل سنت كى مقتضى سبب اور تابعين اور مجتهدين انما اربعة اور سواى كنى اور متقدمين ان كنى فقه
اجية من داخل هتقى لاكن انكسرت عادت سببى هر كس سببى كى سواى اهل مذاهب اربعة كى كنى بنين را اور رويت كنى
مذهب كى سواى مذاهب اربعة كى اكثر كس بنين سببى تو هر طبع سے حق كرا حصر شرعى تنبيه بنوا ملكه عادى اور اكثر سبب
وجود مانع كس هو اتوار تفاع اس مانع كى سبب حصر سببى كنى كنى رويت صحيح نقل مقفل ثابت كسى مجتهد سببى سوا
انما اربعة كى كنى ملكى تو اور وقت انما اربعة اور مجتهد آخر كس ان كنى كسبب كى كلام طاعت نظام سببى مولانا الطاهر
عبد العلى حنفى كس معلوم هو كسبب شرح كسبب اهل اجماع من فوائى من واما المجتهدون الذين اتبعوهم
باحسان فكلام سواء فى صلوح التقليد اياهم فان وصل فتق سبب ان بن عيسى او مالك بن ديار يعنى الاخذ
كنايعنى الاخذ بفتق الاثمة الاربعة الا ان لم يبق من الاثمة الاخرين نقل صحيح الاقل القليل ولذا منع من
منع من التقليد اياهم فان وجد نقل صحيح منهم فى مسئلة فالعمل به والعمل بفتق الاثمة الاربعة سواء
اور شرح مسلم بن مزائى بن ثور فكل واحد يعنى ابن الصلاح خلل اخراذ المجتهدون الاخرين ايضا بل لو اجمعت
مثل الاثمة الاربعة وانما كذا مكاره وسوا ادرى الحق انما منع من تقليد غيرهم الا ان لم يبق رواية مذاهبهم صحفى فله حق
بجواز ولاية صحيح من غير هذه الخرافات العمل بما الاثمة المتأخرين افتوا بتجليف الشبهة اذ اذ له موقع الذكوية على مذاهب اهل البيت عليهم السلام
اور اگر چه سراسر نظرس بنو جعفر كسبب ابل كس نظرسى هر كس اجتهاد مستقل انما اربعة پر ختم موكبا كس سواى انما اربعة كى اهل سنت
كسى مجتهد سواى بنين كنى كنى اور سبب كنى يا اس نظرسى هر كس مجتهد تو سواى انما اربعة كى سبب سببى بنين كنى
سواى ان چار كس تابع كسبب كسبب بنين خرافه وه صحابى هو خرافه تابعى خرافه انما اربعة كس خرافه سببى ولسى
شعخ عقابى جلال بن سبب ابل كس سببى هر كس كسبب سببى كسبب سببى كسبب سببى كسبب سببى كسبب سببى كسبب سببى
سبب سبب اهل سنت جماعت بن چنانچه سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب
علمائى مجتهد جماعت كرام كى نيك پر دهن موده سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب
ويناى كاتورا سبب اور سبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب
سبب سببى بن سبب
قرن پر راجه هر كسبب جبارت شرح تحریر كى سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب
مجتهدون كى سبب سبب اربعة كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب كسبب
اور كنى تقليدى سبب سبب سبب كنى كنى سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب

مذہب ظاہری ہے اور انکار دینی کا ہے کیونکہ امام اہل علم قال ہیں کہ یہ دونوں مجتہد سوائے ایما اربعہ کی ہوئی ہیں کیونکہ پہلی ایما
 اربعہ کی صحابہ اور تابعین اور کئی بعد انکی موجود کہ قبل انکی ہوئی ہیں وہ ظاہری ہیں پیر اور انکار و مکارہ محض ہے
 سلطنت اور ان مجتہدوں کو جو کہ بعد ایما اربعہ کی ہوئی ہیں بطور شرف و تہذیب و خرد واری ذکر کیا جاتا ہے تو سنو کہ ایک انیسویں
 امام عالم مقام ابو نور من کہ ہستی و ابتدا میں حنفی المذہب پر شافعی مذہب کو مرجع دیکھ کر اختیار کیا بعد کی ابتدا خود
 فقہ حاصل کر کے مجتہد مستقل جنم المذہب ہوئی اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی چنانچہ حنفیہ بغدادی ابتدا میں ابو نعیم کے
 مقلد تھے اور قرن خاص تک مقلدین انکی کثرت سی منتشر ہوئی گذشتہ ایما و الفقہاء اور کہا حافظ الرحمن نے
 ابو نور تھے امام مجتہد مستقل اور کہا نائی صاحب سیرنی ہستی ابو نور تھے مامون احد الفقہاء اور کہا ابن جان فی کتب
 ابو نور ایک امام الیہ دنیا سی علم میں اور فضل میں اور فہم میں اور روح میں اور کہا امام نووی فی تہذیب میں کہ ابو نور
 مذہب مستقل تھے اور کہا امام باقی نے مرآۃ الجنان میں کہ ابو نور احد الاہل علم تھے اور علم تھے اور کسی کی تعظیم
 کرتے ہستی یعنی خود مجتہد مستقل تھے اور ایک اور میں امام احمد بن محمد بن حنبل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن اسماعیل
 بخاری میں ابتدا و مستقل اور انکار ماصحیح و کئی چرخیں ہمیں ہے اور محتاج طرف ثبات کی ساتھ بقریات سلف کی ہیں
 ماکہ جناب یہ متوالہ ہے کہ ہم حدیث کہہ نہیں سمجھتے انکی سوائے نقل افادیل کی لطیفیات نہیں ملتی کچھ افادیل نقل کئے
 جاتے ہیں تو سنو کہ علامہ نے امام بخاری کو مجتہد مستقل کہا ہے اور حافظ ابن حجر عثمان نے ابو مصعب نقل کیا ہے
 کہ اس ابو نعیم کی کہ محمد بن اسماعیل بخاری ہماری دہشت میں زیادہ ترین علم فہم اور حدیث میں امام احمد بن حنبل سے
 اور کہا اگر تا میں امام مالک اور دہشتا طرف او کی اور طرف محمد بن اسماعیل بخاری کے توجہ کہ کتاب میں کہ دونوں برابر ہیں فہم
 اور حدیث میں اور کہا قتیبہ بن سعید فی شہادت کی میں بہت سی فقہاء اور علماء وادعوا دسی لکن نہ دیکھا میں جبکہ کہ ہر شرفیہ
 شمس محمد بن اسماعیل کے اور سوال کیا کسی قارہ سی مسئلہ طلاق سکون سی اتنے میں ابو یوسف پاس اسکی بخاری تو کہا تا وہ فی
 سائل کو کہ اس محمد بن حنبل کو امام احمد مجتہد ہے اور انحن بن راہو یہ مجتہد لی اور علی بن الدینی مجتہد ہے بلکہ لی آیا ہے اللہ تعالیٰ
 من یکو طرف نبی تھے اور ایک مجتہد و میں سی داؤد ظاہری ہی کہ ہوا وہ مجتہد مستقل صاحب تبارع کثرت کہا امام باقی نے
 مرآۃ الجنان میں کہ ہستی داؤد ظاہری فہم اور امام شہبانی صاحب مذہب مستقل اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی جو کہ
 ظاہری کہ شہور تھے اور کہا شیخ ابو سختی شیرازی نے طبقات میں کہ داؤد ظاہری مجتہد تھے اور انہ
 مترو میں میں ہی اور کہا قاسمی ابن خلکان نے و فیات الاعیان میں کہ ابو سلیم داؤد

بن علی بن خلف لامصبہانی امام شہرہتی اور ظاہری اور معروف ہتی اور پڑی زاد اور نقل گذار ہتی علم حاصل کیا نہا گئی
بن راہب اور امام ابوہریرہ سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتی ہتی اور انکی مشیت میں کچھ تصنیف ہتی کی ہتی اور تھے
صاحب سب مستقل کی تابع ہوئی انکی بہت لوگ جو ظاہری کہلاتی ہتی اور دنیا میاں اور کمال ابوبکر محمد و انہیں کی مذہب پر اور
سنہتی ہوئی طرف داؤد کی ریاست علم کی شہرہ پیدا میں اور کہا گیا کہ انکی مجلس میں تاجری ہنر چادر پوش حاضر ہوا کرتی ہتی اور
اور ہتی بڑی عقل مند کہا ابو العباس احمد بن یحییٰ کی جو مشرف ہتی شغب کہ جو حق داؤد کی کہ ہتی داؤد ایسے کہ عقل انکی زیادہ
علم سی انکی اور پیدا انش انکی کوئی میں ہوئی ہے نہ دوسرو میں اور بعض روایت میں دوسوا ایک میں اور نشو و نما بائی بنیاد
اور فوت ہوئی سنہ شترہ و ذیقعدہ میں یا رمضان میں انہنے اور کہا علامہ محلی فی شرح جامع التوابع میں کہ داؤد ایک پہاڑ تھے
پہاڑوں علم و دین کسی اور کو حکمی نظر کی اور فرما کی علم کی اور غور و بصیرت کا اور احاطہ قول پر صحابہ اور تابعین کی اور
قدرت اور بہت تباہ سائل کی اعتدال ہتی کہ اب مستعد اور عظیم ہے وقوع اسکا اور بزرگ مدون ہوئیں کتاب میں انکی اور
بہت ہوئی اتباع انکی اور ذکر کیا ہے انکو شیخ ابو یوسف شیرازی فی السنیہ طبقات میں ان کا من میں بطبع کسی گئی میں
بیچ فرس کی اور ہتی وہ مشہور زلفہ میں شیخ کے اور بعد انکی بہت جگہ خاص کہ بلاد فارس میں شل شیراز کی اور متصل اسکی
جانب عراق تھا اور بیچ بلاد مغرب کی انتہی اور شیخ بلخانی نے بھی شرح جوہر میں داؤد ظاہری کو مجتہد مستقل کہا ہے
اور جلیلی حنفی فی ہی شرح بخاری میں مجتہد مستقل قرار دیا ہے اور ایک اور میں سی امام ابو جعفر محمد بن جریر
طبری میں کہ ہتی وہ مجتہد مستقل ہے سے زبردست عالم دہری مغربی پچا ایک تفسیر انکی بہت پڑی محمد رمضان میں
موجود ہی کہا امام ماضی فی مرآۃ الجنان میں کہ ابو جعفر طبری ایک عالم ہتی بڑی علمائین میں اور ہتی صاحب تفسیر کر اور
ماریخ شہر کے اور صاحب عقیدہ اور و صاحب حدیث کی اور تھے مجتہد اسکی تقلید نہیں کرتے تھے اسہی اور کہا قاضی
ابن خلکان فی وفيات الاخیان میں ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید
بن کثیر بن غالب ہتی صاحب تفسیر کہ اور تاج شہر کی اور ہتی امام گنی فنون میں یعنی تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تاریخ
وغیرہ میں اور انکی بغتہ میں کسی ایسے کتاب میں کہ انکی موت قبلہ طبعی فضل پر دل میں اور ہتی اللہ مجتہد بن
مسی کے مقلد ہتی اور ابن الفرج صاف بن ذکر ماہر دانی جو کہ ابن طائر شہر ہتی اور انہیں کی مذہب پر ہتی اور پیدا انش
اون کی مشقہ دوی چوبیس میں ہوئی ہتی اہل طبرستان میں اور وفات پائی ہیں آخر وقت دینی اور مدون ہوئی اور ذکر
ان شہرہ پیدا میں ستائیسویں شمال کو سنہ تین سی میں انہی اور کہا حافظ ابو محمد اس حرم فی زمین ہنر کی کتاب
دینی زمین پر محمد بن ہریری بڑا عالم در بیک علم کیا حدیث و احادیث اور کہا شیخ جمال الدین السیوطی
کہ محمد بن جریر پچاس گئے تھے مرثیہ بعد از مطلق کو اور مدون کیا اور انوں فی اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ انکی مقلد
ہتی اتفاقاً انہیں کی مذہب پر ان مقلدین فی قضائے فتویٰ جاری کی اور دوی لوگ جریر یہ کہلاتے تھے اور کہا خطیب

بعد اوی سے کہ محمد بن جریبک دہم بنی ان ائمہ میں سے ایک طرف جو حکیمانہ باتوں اور علمی حکم سے چلا جاتا تھا اپنے
 ذکر کیا ہے شیخ ابو اسحق شیرازی نے اذکر طبقات فقہاء اور محدثین میں اور ایک اور میں ہی شیخ غزالی بن عبد السلام
 میں اور ایک ابن دقیق العید میں کہ یہ دونوں صاحب ہی مرتبہ تھا و مطلق کو پہنچ گئی تھی چنانچہ فاضل
 حبیب اللہ قندھاری مختصراً لمحصل میں فرماتی ہیں وقال بعضهم لا يختلفان ان ابن عباس
 و ابن دقیق العید بلغا رتبة الاجتهاد انتہے پس توشت منزہ خرداری ذکر بعض مجتہد و مخا جہ کہ ائمہ رابعہ کی بعد ہوئی ہیں
 یہاں اب طالب شایق کو لازم ہے کہ کتب تاریخ اور طبقات فقہاء کو ملاحظہ کریں چنانچہ غرض یعنی ابطال حصر و اسباب الیہ
 بنظر اولی سید مرتضیٰ حاصل ہو گئی ہے اور اگر یہ حصر بنظر ثانی ہو یعنی اس فطری ہو کہ مجتہد تو ائمہ رابعہ کی سوائے کسی ہی
 ہوئی ہیں قبل ان کی صحابہ اور تابعین اور بعد ان سے مجتہدین آخرین لاکن اتباع کسی کی سوائے ان جابرین کی درست نہیں ہے
 باطل ہونا اس حصر کا ظاہر ہے اس لئے کہ یہ حصر منع کرتا ہے عام کتاب اللہ کو اور ذکر تہی حدیث خیر القرون و قری ثلوثین
 یلونہم قولہ فیہم الخ کا اور ذکر حدیث میں ہر حدیث میں کان مستنفا قلیستن عن قدامت ان الخ لا یؤمن علیہ اولاد
 علیہ السلام کا اور افضل هذا الاثر و ابرہا قلوبا و اعماقہا علما و اقلما تکلفا اختیار ہم اللہ بصحبۃ نبیہا قائم
 دینہ شاعروا الہم فذلہم و اتبعوہم علی رحمہم و عسکاجا ما استطعتم من خلافہم و سیرہم فانہم کانوا علی الہدٰی المستقیم رواہ
 اور مخالف ہی جامع صحابہ کی اور جامع تمام مسلمین کی جو کہ علامہ قزاقی فی نقل کیا ہے اور مخالف ہی قیاس کے اور بطلان
 تقریباً سلف اور خلف کی چنانچہ محبت میں تلبیہ شیعہ کی بوجہ مبطل معلوم ہو گا سید علی علامہ ابن حزم کتاب البطلان علیہ
 فرماتی ہیں قدما الذی خذل بالحنیفۃ و بالکمال الشافعیان یقلدان و ادوالی بکر و عمر و عثمان و علی ابن مسعود و ابی عبد
 و عائشہ و دون سبیل ابن المسیب الزہری و النخعی و الشیبی و عطاء و طاؤس الحسن البصری رضی اللہ عنہم انتھی
 مؤرخ ابو اسحق مسلم بن الحجاج قازان المقلدان فہم مراد الصحاح اعل و الاسال عن مجتہد اخس فافہما لی اخسہ
 سے اور یسندوں کی کہابی کہ کوئی دواوی ہیں خلافاً لعلی کہ ابن عبد السلام اور ابن دوقین و سید و نون و مرتبہ اجتہاد
 پہنچی تھی چوکی عبارت مفتخر کی سے جو شخص طریقہ اختیار کریں تو چاہئے کہ اس کا طریقہ اختیار کریں جو مگر کیا کیونکہ زندہ
 آدمی بدگوئی ہی لہو نہیں ہوتا اور دوسری پہلی اگر آنحضرت کی صحابہ ہیں کہ اس امت کی فضیلت اور نیک بطن اور دینی عالم
 اور بنی خلف ہوا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نبی کی محبت کی لئی اور شیخ قاسم کرمانی لئی اذکر مہذب فرمایا تھا سوئم و سکا تہا جہا لہ
 اذکی بریدی کہ وقد م یقدم اور تابد و راوی عاتین مہذب کہ وہ کیونکہ وہ سید ہی تہا یعنی روایت کی یہ صرف مذہبی
 سے سو نہیں معلوم وہ کیا چیز ہے جسی خاص کر دایہ مہذبہ و دراکب و شافعی کو تقلید کی جانی میں سوا تقلید ابو بکر اور عمر اور
 عثمان و علی و ابن مسعود و ابن عباس اور عائشہ اور سید بن ابی ہریرہ و ابی ذر غفاری و طاؤس و حسن البصری رضی اللہ عنہم
 چوکی عبارت ابن حزم کی سے سوا کہ تقلید سچا و مستحکم کی تو عمل کر لیا ورنہ پوچھ لیا اور مجتہد سے سمجھتا تو اذی عبارت

اور شیخ تحریر میں فرماتے ہیں النسخۃ اقلہ بالقلید فانهم قوطب الخذا الاحکام من حصار الروح الى اخره اور جو تحقیق مذہب یا رویہ کی
 بنظر ثانی مثل تخصیص مذہب معین کی ہی اور وجہ بطلان اودن دونوں کی متحد ہی ملتی ہی مقام میں قدر فیل بیان کیا گیا
 اور تفصیل بحث میں ابطال تخصیص مذہب معین کی اور بھی اثبات استقلال فی تنبیہ کلام لمحمد و کاجس ہی مولف اجماع اور
 مردود ہوئی ائمہ اربعہ کی قائل اہل الذکر سے سمجھتا تھا خوب متفق ہوا اور یہ بھی خوب ثابت ہوا کہ اس ہی وجہ اجماع نہیں نکلتی
 اب اور عبارتوں کو جس سے وہ اجماع سمجھتا نفس کر کے ان کی جواب دیا جاتا ہی قال اور کہا شیخ تحقیق اس میں تمام ائمہ
 صاحب فتح الفہرست ہی صحیح کتاب تحریر کی کہ علم اصول میں ہی انتقاد اجماع علی عدم العمل بالمذہب المخالفۃ للادبۃ
 الادبۃ افصحی اور کہا صاحب بحر الرئی نے صحیح کتاب انشاء و نظائر کے فن اول میں لکھا فان اقل الذہب الادبۃ
 مخالف للاجماع یعنی جو کہ فی مخالف ہی جابر ان الامون کی پس وہ مخالف ہی اجماع کی اور کہا قاضی شافعی
 بانی تہی فی تفسیر مغبری میں صحیح تفسیر اس آیت کے ولا یخذ بعضنا بعضا اربا یا من دون الله فان اهل السنة والجماعة
 قد اتفقوا بعد القرون الثلاثة والادبۃ علی اربعة مذہب لم یبق فی فروع المسائل سوى هذه المذہب الادبۃ
 فقد انقضت الاجماع المركب علی بطلان قولی بخالف کلام وقد قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ
 وقال الله تعالى ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین فاولئک فیضل جہنم ولست اضمن انتم فیما تہمسون یتیم قال اور یہ صحیح اجماع
 خابرون الامون کا اسپر ہوا ہی کہ جرات خلاف ان جابر ان کی ہی وہ باطل ہے اور ہوا اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اور باطل ہے
 عمل کے کہ وہ مخالف ہوا ان سب کی پوشیدہ نہیں کسی شخص پر خواہ علم مومن خواہ خاص میں دلیل نفس کرنی اقرار کی اسپر
 ضرور نہیں بعض کا قول میں کافی ہی کہا فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے صحیح کتاب بمصوب کی کہ وہ علم مومن میں
 ان الاذۃ اختلفت فی مسئلۃ علی اقول کان اجماعہم علی ان لا یملکوا باطل پر کہا اکی المیزان من الامۃ الادبۃ
 الادبۃ یعنی جب امت مختلف ہوا ایک مسئلہ میں کئی اقول پر تو ہوتا ہی اجماع اس امت کا اسپر کہ سوائی اذکی اقول کی باطل ہے اور مردود
 صحابہ میں متفق ہیں قلید کئی جان میں کہ چونکہ وہ صاحب حی حکام یعنی میں اور ان کی زیادہ قریب ہیں آخر عبارت نکات
 پر جو پہلے مذکور ہی اگر تم نہیں جانتی ۱۰ منعقد ہو گیا ہی اجماع کہ جو مذہب اربعہ کی مخالفت ہوا اسپر عمل کیا جاوی
 ۱۱ جسی خلاف کیا ائمہ اربعہ کا تو مخالف ہوا اجماع کا ۱۲ اور بکثرین بعضی ہماری بعضوں کو پروردگار کو ہی کہہ
 بے شک اہل سنت و جماعت پہلے گئی قرآن شریف میں چارم کی بعد جابر مذہبوں پر اور خبری مسائل میں سوان جابر
 مذہبوں کی روایتی نافی نہیں رہی تو اجماع مرکب منعقد ہو گیا اسپر کہ ان جابر ان کا مخالف قول ٹھیک نہیں ہی اور بلا شک ان حضرت
 فرمایا ہی کہ میری امت اگر اچھے پر کہی نہیں ہوگی اور دوسری فرمایا ہی اور پروردگار کی خلاف راہ مسلمانوں کی مستوجب نکاح
 اور کو حد پر مشورہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم او کو دوزخ میں اور میری ہی جگہ پر ہر ایک ۱۳ بی شک امت
 جو وقت کسی مسئلہ میں کئی قول پر خلاف کریں تو اسپر اجماع ہوتا ہی کہ اسوا ان قولوں کی اور قلیل ٹھیک نہیں ۱۴ ملازم ہے ائمہ

است ہی جابر بن ابی سبب اس اجماع کی کو نقل کیا گیا ہے فقہون ہی کہا محمد بن صالح کی کردہ مشہور ہے
 در بیان اہل حدیث اور مہمل کی اٹھ تقلید فی الاربعۃ مسموعۃ کہا یہ سلم الثبوت میں اور سلم الثبوت میں جو کہا ہے
 وثقہ ما فیہ یعنی ہمیں شبہ ہی میں وہ گھبرا گیا شاید اسکا ساتھ نقل کرنی ان ثقات مذکور ہیں اس اجماع کو اقوال اس
 قول ثالث ہی معلوم ہوتا ہے کہ مولف کی پہلی تین عبارتوں ہی یا تو جماع بیضی سمجھا اسلیٰ اب کہتا ہے کہ بیضی جماع
 مرکب ہی ہوا ہی اور یا اونی ہی اجماع مرکب سمجھا کہ کسی اور کا سوا آئیداربعہ کی اسلیٰ اب کہتا ہے کہ بیضی جماع
 آئیداربعہ کا ہی ہوا ہے تو سو کہ سمجھا اسکا اعلیٰ معنی کو ان تین عبارتوں ہی غلطی فاحش ہی کیونکہ غلطی سمجھنی معنی اول
 یعنی اجماع بیضی کی عبارت قاضی صاحب کسی تو ظاہر ہی پہلے کہ او میں ساتھ لفظ جماع کی لفظ مرکب کا ہی منقسم ہے
 پہلی عبارت تحریر کی اور شاہد کی اگر تسلیم کیا جاوے جو دو اسکا تو او میں ہی لفظ اجماع کی سوا جماع مرکب کی معنی ہر
 کر کسی کیونکہ منعقد ہوا جماع بیضی کا او پر بلبلان حکم مخالف کی و طوی آئیداربعہ کی کیسے تصور نہیں اور جبکہ کسی مائل نے
 یہ دعویٰ نہیں کیا یہ ایسے معنی بالکل ایسی شخصوں کے کلام کے کس طرح کئے جاویں اور وجہ نہ مستند رہنے اس
 اجماع کے یہ ہے کہ جماع بیضی میں دو امر ضروری ہیں ایک تو مجتہد ہونا اہل اجماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک
 عصر میں اتفاق کرنا اور نکاحیہ کہ یہ تین ضروری ہیں اگر ان الثانی اجماع وہو اتفاق المجتہدین من ائدہ مجتہد
 علیہ السلام فی عصرہ احکام شرعیٰ لہجہ یعنی اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعیٰ پر اور علامہ سعد الدین
 تقیہ ازانی نے کہا ہے کہ قید ایک زمانہ میں اتفاق کر نیکی بہت ضروری درجہ قیامت تک جماع نہیں پایا جائیگا اور
 کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو یہ وقت ہو گا جبکہ قیامت برابر ہوگی اور اجتہاد ختم ہو گا چنانچہ تلویح میں تحریر ہے
 فی حقہ حال من المجتہدین معناه زمان ماقبل و کثر و فائدۃ الاحقر از عماد علی من ترک هذا القید من لزوم
 عدم انعقاد الاجماع الی اخر الزمان اذ لا یحقق اتفاق المجتہدین الہیئۃ و لا من ترکہ اما تو کہ لوضوحہ لکن القصر
 بہ النسب بالتعریفات انتہی و کذا فی الاسامیٰ فی شرح لسانی و غیرہ اور عینک ان دو امر و کما ذکر کر گئے ہوتا اجماع
 بیضی کا او پر بلبلان قول مخالف کی و طوی آئیداربعہ کی ممکن نہ ہو گا اسلیٰ اجماع اگر خود آئیداربعہ کو ہر بیرون تو لیس ظاہر کیا
 میں اجتہاد زمانہ کی نہیں کہہ سکتی کیونکہ زمانہ آئیداربعہ کا ایک نہیں کہا لایحییٰ اور مقتلین کو آئیداربعہ کی اہل اجماع کہیں
 تو بجا امر اہل یعنی مجتہد ہوئی اہل اجماع کی نہیں کہہ سکتی اور یہ تصور ہی نہیں کہ او مجتہدین فی سوا آئیداربعہ کے

۱۰ بی شک تقلید سارا آئیداربعہ کی منع ہے ۱۱ اور میں بڑا شبہ ہے ۱۲ مگر تیسرا اجماع میں متفق ہونا مجتہدین
 است محمد مسلم کا ایک زمانہ میں حکم شرعی پر ۱۳ لفظ فی عصر کا حال ہی مجتہدین ہی معنی اس کی کچھ زمانہ مشہور یا بہت اوقات
 اس قید کا یہ ہے کہ بچاؤ ہو جاوے اس کی جس کہیں اس قید کو چھوڑ دیا ہی اور یہ بیرون عصر میں لازم آتا ہے کہ قیامت تک جماع
 نہیں ہو سکتا اسلیٰ کہ سارے مجتہدوں کا توجیب ہی متفق ہونا پایا جاوے گا اور یہ امر کہلا ہوا ہے کہ جس نے اس قید کو چھوڑ دیا ہی معنی

بطلان براس قول کے جو مخالف ہو ائیداربعہ کی اجماع کیا جھٹلائے کہتے بطلان کو بھی اقاویل مخالفی کا یہی لازم آتا ہے اور اسکا کوئی
 قابل نہیں کہ مجتہدین اپنے قول کو باطل کہیں اور دوسرے مجتہدین کی تقلید جو کہ حوام ہی افوی حق میں اختیار کر کے کوئی
 اقاویل کا اتباع جب کہیں ثابت ہو اگر فہم معنی اول کا یعنی اجماع لمبیط کا اون تین عبارتوں میں غلطی ہی ثواب
 سنو کہ فہم معنی ثانی کا یعنی اجماع مرکب غیر ائیداربعہ کا اون تین عبارتوں میں بوجہ اظہار باطل ہے پہلی کہ اجماع مرکب ہی
 خلاف کا چنانچہ مؤلف ہی کی قول میں عین عبارت محصول کی لایا ہی موجود ہے اور جبکہ خلاف ائیداربعہ کا مبطل
 قول مخالف کا شہرہ پایا گیا تو اس اختلاف کو اجماع اور مجتہدین کا کس طرح کہا جائیگا کہ لا یخفف علی من لہ اذنی فطانتہ
 اور جبکہ مؤلف کا فہم دونوں معنوں کا باطل ہوا تو سنو کہ ان چاروں عبارتوں کی معنی یہی ہیں کہ اجماع مرکب ائیداربعہ کا ہے
 اور بطلان اس قول کے جو مخالف ہو ائیداربعہ کی تو ان عبارتوں میں ہی معلوم ہوا کہ ائیداربعہ کی مراد ہونی پر
 ہیج آیت اہل الذکر اجماع ہو گیا ہے لکن ان عبارتوں میں خصوصاً شکیک سمجھا جاتا ہے پہلی جواب دینا لیسے ضرورتاً
 تو سنو کہ ان عبارتوں میں جواب یہ ہے کہ یہ عبارتیں مخالف ہیں تفسیر حسب علماء مسلمنا و خلاف کی اور نسبت پہلی عبارت
 طرف شیخ ابن الحام کی اور نسبت چوتھی عبارت کی طرف امام رازی کی مدعی منع میں ہے حاشا کہ شیخ ابن ابراہیم نے
 یہ دعویٰ کر کے ان عبارتوں میں مستفاد ہوتا ہے کیا ہو تو حسب اس سابق میں امام نوادی پر بیان مرافک کا معلوم ہوا ہے
 ایسا ہی جبہ ہی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب سلف نصیح نقل کر ہی دین اور شیخ ابن ابراہیم نے ہی یہ دعویٰ کیا ہے
 جیسا کہ قاضی حسامی نے کیا ہے تو دعویٰ اور کلام مخالف دلیل اجماع کی اور مقبول عند ارباب العقول اور جو مخالف ہیں
 اوس دعویٰ کی دلیل اجماعی میں یہ ہی کہ ہر اجماع مرکب ہو خواہ مبیطا و میں اتحاد زمانہ اہل اجماع کا بشرط ہی ورنہ چھٹا
 ایک اجماع منعقد ہی ہو چنانچہ یہی کلام علامہ قسطلانی کا متضمن ان معنی کا گذر بلکہ غنا سکوا اجماع مرکب کی تلافی میں ہی
 یہ امر ملحوظ رہی پہلی کہ اجماع مرکب عبارت ہی اختلاف معنی تو چاہی کہ زمانہ خلاف کرنی مانوں کا ایک ہو ورنہ اجماع مرکب
 قیامت تک منعقد نہ ہو گا کیونکہ خلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو اسی دن ہو چکی گا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور
 اس اختلاف کرنی مجتہدین کی منقطع ہوگی چنانچہ عقرب تفسیر احمدی میں معلوم ہو گا اسیدو پہلی کتب اصول فقہ کشف
 بزودی اور مسلم اور ذوالفقار دیروزین اتحاد زمانہ پر تفسیر کی ہی کہا مسلم میں اذالم یخاف اهل العصر علی قولین و مسئلہ
 لا یخفون احداث ثلثہ عند اکثر حصہ بعض الحنفیہ بالصحابہ و جاز عند طائفة مطلقاً و مختار
 الامدئی البازی ان رفع ما اتفقا علیہ ممنوع انہی و کذا فی الکشف وغیرہ اور ائیداربعہ کا خلاف ایک زمانہ
 ظاہر ہے بلکہ جو یہاں لیکن مقام تلافی میں اس قید کی تفسیر کو دنیا بہت مناسب ہے اس طرح سامی شرح حسامی وغیرہ میں ہے
 سلسلہ چنانچہ پوشیدہ نہیں ہی ازہر میں کہ یہ سب سے قوت کی کیفیت انہی لوگ کسی سلسلہ میں دو قول صحیح بخاری و
 ترمذی اور قال عائدا نہیں ہی اکثر علماء کی ترویج ہے بعضی حنفیوں نے اس امر کو صحابہ کی عبادت خاص کر انہی اور ایک جماعت کی ترویج

نہیں ہوا اس لیے کہ امام عظیم کے سال ذات میں پیش امام شافعی کی ہی اور امام احمد اونی ہی بعد پیدا ہوئی ہیں انکی اختلاف کا
 سطح اجماع مرکب قرار دیا جائے اور اگر بعد از نزول کے اجماع مرکب میں اتحاد زمانہ مشروط کہنیں تو یہی لازم آتا ہے کہ فقط یہ اجماع
 خلاف کو اجماع مرکب کہنیں بلکہ یہ کہنیں کہ اوکھا خلاف اور امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داؤد ظاہری کا اور امام
 محمد بن جریر طبری کا کسی مسئلہ میں اجماع مرکب ہی اور بطحان قول آخر کی تو عدم اعتبار اتحاد زمانہ سی قہاری ہی بلکہ
 خلاف مذہب سابعہ کا درست ہوا اور مختار باطل ہوا اور یہ دلیل اولیٰ تفسیر حجت ہوئی بلکہ اس میں اعتبار اتحاد زمانہ
 لازم آتا ہے کہ قیامت تک اجماع مرکب پایا جائے کیونکہ خلاف سب مجتہدین کا اوسیدن ہر جہی کا تووری او کی ہر جہی
 کا خلاف درست ہو گا تو بغیر ہی عہد انی نکال کی اور یہ دلیل ہونی بلکہ مخالف دلیل ہونی دعویٰ اجماع مرکب
 آئید سابعہ کی متا تفسیر احمدی فی اثبات سی اس دعویٰ کی عاجز ہو کر اعتراف کیا ہے کہ اس ضمن میں سی جواب دینا سخت
 امر ہے چنانچہ قول انوار میں بعد بیان اجماع مرکب کے فرماتا ہے ان هذا الاجل هو المشاء لا يخص المذهب الا في
 وبطلان الخاص المستحدث ولكن وعليه نذ ان اريد بالاختلاف اختلاف في زمان واحد فينبغي ان يكون مذهب الشافعي واحدا
 باطلا جن اختلاف بوجہ مختلف و مالک م زمان واحد وان اريد بالاختلاف اختلاف اصغر من ان يكون في زمان واحد
 ام لا فيكون لا يعتبر لاختلاف كما اعتبر لاختلاف الشافعي واحدا بن حنبل الجواب عنه صعب فقد بالغت في تحقيقه في التلخيص
 انتهى كات الحروف التماس کرے کہ حضرات مدین جہاں کو حسرت ہو کہ ملا احمد نے خدا مانی تفسیر احمدی میں کیا ہے کہ
 تحقیق کی ہے کہ نہ کہ یہ عاجز اوس کلام کو انکی ہی نقل کرتا ہے اور بعد نقل کے او کی جواب دہی سی ہی مشرف ہو گا
 قال في التفسير الاحكام وليت شعري ما معنى الاختلاف في الاقوال هو في زمان واحد بالمشافهة ام مطلقا فان كان مطلقا
 لا اختلاف باق الیوم البتة فلم يخص المذهب الا بغيره وان كان في زمان واحد فالمعنى للعلم ان زمان الشافعي و زمان احمد بن حنبل غير زمان الشافعي
 و مالک فاذا اختلفوا بوجہ مختلفه و مالک لا ينبغي ان يكون اجماعا على بطلان قول الشافعي واحدا بن حنبل الا ان يقال لاختلاف المعقبين و زمان
 واحد الشافعي و غير اذ قالوا لا نقولون اذ اجري يد اى الى سبب و معنى الاختلاف ان كان الاختلاف بين الصحابة فاختلاف بوجہ مختلفه

ہر صورت میں انکا قول ذات کا رد ہی اور سبند ہادی اور ماہ دیکھا ہے کہ مستعد میں کی دو دو تو کوئی امر اتفاقی ہو سکتا ہے کہ انکا ہر دینا
 منوع ہے ۱۰ میرے نزدیک یہ ہے کہ یہی قاعدہ منشا ہے جنہوں کا چار میں مختصر ہوئی اور بنی باجوین کی اصل ہر یکا لیکن اس میں
 غلطی پڑنا ہے کہ اگر خلاف سی سوہندہ و سبندہ کا اختلاف ایک نہ کا ارادہ کیا جاوے تو چاہی کہ حسب حینفہ و مالک ہر ایک کے ان میں اختلاف
 کیونکہ تہذیب امام شافعی اور احمد بن حنبل کا باطل ہے اور اگر خلاف عام ارادہ کیا جاوے کہ ایک نہ کا ہو یا نہ ہو تو ہر اختلاف کیونکہ تہذیب
 ہو سکتا جسطرح کا امام شافعی اور احمد بن حنبل کا اختلاف معتبر ہوا اور جواب اس اقرض من کا دشواری اور اسکی تحقیق تفسیر احمدی میں میں ہی خوب
 ہے ۱۱ تفسیر احمدی میں کہتا ہے کہ مجتہدین نہیں آتا کہ کسی معنی ہے اختلاف کی قولوں میں آیا وہ ایک نہ کا مدینہ و مدینہ ہے
 بالحق ہے ہر اگر مطلق تو تو خلاف قیامت تک پایا جاوے گا اور چار میں مذہب مختصر ہوگی اور اگر ایک نہ کا خلاف تو تو یہ بات ظاہر ہے

اس مقام میں اس شخص کو تو یہ بھی کہ نورانی عبارت میں گذر رہی اور جواب اوس سی نہیں دیا ہے کہ جس نے حق ادا
کیے اعتباراً اتحاد و زمانہ کو اختیار کیا اور دفعہ اوس ایراد کا جو اس شخص پر ہوتا تھا دو وجہ سی ہی وجہ اول یہ کہ امام
شافعی اور امام حنبلی امام عظیم سے اوس قول میں اختلاف کیا جو گاجسین ابو یوسف اور امام محمد کی رائی ابو حنیفہ سے
متحد ہوگی تو اختلاف شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ خلاف ہوا ابو حنیفہ سی نظر االی الاتحاد اور اختلاف
اور احمد ابو یوسف اور محمد سی تو ایک ہی زمانہ میں ہوا ہی تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ سی بھی ایک ہی زمانہ میں ہوا اور وجہ
دوسر یہ کہ بیشک بسبب اختلاف و زمانہ کی ابتداء یہ کہ اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہیں ہو سکتا لکن چونکہ اختلاف ان کا جزو
کرنے کے طرف اختلاف صحابہ کی ایسے ہیہ خلاف اجماع مرکب ہو سکتا ہے ایسے کہ خلاف صحابہ کا اختلاف اجماع مرکب
ہونا مسلم ہے **اقول فی الجواب** عن جواب یہ کہ جواب دو دفعہ سی باطل ہے اولیٰ تو قابل مضحکہ کی ہی کہ یو کہ جب ایک دفعہ
خلاف امام مالک امام عظیم کا مثلاً مقدار سرسمرین ایک تہ زمانہ میں واقع ہوا اور اسکو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بعد ازاں
اجماع کے وقت احداث شافعی کی قول ثالث کو مسح سرسمرین چوتھا ہے ان دونوں کی موافقت لای ابو یوسف اور محمد کی ابو حنیفہ سے
کیا فائدہ رہی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ سی فرض کیا جائے تو یہی کچھ فائدہ نہیں ایسے کہ اجماع مرکب ایک دفعہ مستند
ہو گیا اور احداث قول ثالث کا باطل نہیں رہا گیا اور اگر کہو کہ وقت خلاف امام مالک امام عظیم کے فی انفرادی اجماع ہوا تھا بلکہ
امام شافعی کے استخاری ہی ہوا جبکہ اولیٰ خلاف ہر عصر ابو یوسف اور امام محمد ہو گیا تو اجماع مرکب مستند ہوا تو ہم کہیں کی لایا
ہی امام محمد اور طبری اور داؤد شافعی اور اسکو سمجھو اور مجتہد دینی قیامت تک استخاری کرنی چاہیے اور اگر چہ شافعی کی
افرونی استخاری سی کوئی صحیح شرعی ہوتو بیان کردہ یہ کہ اس وجہ اختلاف مجتہدین و کثافت قیامت تک ایک زمانہ میں چاہیے
کیونکہ صحیح ابو یوسف کی ہجری امام شافعی سی ہوا تھا تو یہ ابو یوسف کے امام عظیم سی جب ہو چکا ہے امام شافعی کو امام عظیم
ہے ہر عصر کی کسی اور موافق فی الاسے اور کسی کے شکا امام ابو نوریہ امام جعفر سے یا کسی اور مجتہد سی قیامت تک موجب رہی
ہے ہر عصر اور دھیرہ کی امام عظیم سے کیا وقت خلاف ابو نوریہ یا جعفر کے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک فی شخص موافق
فی الاسے امام عظیم یا امام شافعی اور محمد کا نہ ہو کا علما وہ یہ کہ یہ دہرادی ضرورت اور اوس مسئلہ میں جاری ہوگی جس میں امام
ابو یوسف وغیرہ امام عظیم سے متفق ہوگی اور ہیئت سی مسائل میں جنہیں امام ابو یوسف اور امام محمد امام شافعی میں ان میں
اس جیسی اجماع مرکب مستند نہ ہو گا لکن یہ عاید تھا کہ ہر مسئلہ میں مجتہدین کی کا اختلاف درست نہیں اور صحیح جزاء نہیں ہے
اور زمانہ شافعی اور زمانہ حنبلی اور مالک ہے زمانہ ابی حنیفہ اور مالک سے سو جب خلاف کیا ابو حنیفہ اور مالک سے
تو جیسے کہ یہ اجماع ہو گا امام شافعی اور حنبلی میں جنس کے تو انکی باطل ہوئی پر ان کو یہ کہنا جا سکتا ہے کہ مگر اختلاف ایسا ہے نہ جتنا
اور امام شافعی وغیرہ نے جبکہ فی قول کہا ہے تو یہ اسکے نہیں کہ وہ اوس کا ہے پر یہ کہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے
امام ابو حنیفہ کے مقابلہ میں برتاہا یا یہ کہ خلاف صحابین تھا ابو حنیفہ کی کثافت قابل پاس و رد تھا اور امام شافعی اور محمد کی کثافت

[illegible]

ہستی اور وجہ باطل ہونے اس جواب کی یہ ہے کہ میں فقہوں مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کی اعلیٰ حد اسکا ارتداد
 اسکا باجماع اہل اصول کے مقبول نہیں ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرانی نے فعل کجا اور مبنی سولہ کی چراگیا
 اختلاف ائمہ بعد کا ہے جسکو یہ دلیل وجہ اجماع مرکب نام رکھ دیا اور جسکے قرار واقعی تقلید کی گئی ہے فقہاء کے لاکن
 من المختلفین متنبیہ بعد ذکر دینی دعوے اجماع مرکب کی حقا ذکر کرنے کی بانی کلام کو مولف کی نہیں دہی کیونکہ
 وہ تمام سی سے مستند اعلیٰ پر مبنی ہے اور جسکے مبنی اصل باطل ہو گیا تو جو کہ اس پر بنا کیا گیا ہے اور وہ سپر مستند ہے
 بطریق اولیٰ باطل ہو گیا لاکن چونکہ کام باقی مولف کا قلع نظر قطلان دعوے اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہ
 سے ہی باطل تھا اسلئے اسکی رد کی وہ پہلے ہوتے ہیں **قال** میں ثابت ہو میں اس سے کتنی باتیں اصل تو یہ کہ باطل باطل
 اولن چہذا کہ کہا اور نہیں نے تقلید شرک ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے **قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوائے بیننا و**
بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرب برسیبنا ولا نخذ بعضنا بعضا اربا بامن دون اللہ اور بسبب قول اللہ تعالیٰ کے **اتخذ**
واصبنا اربا بامن دون اللہ بس حاصل یہ کہ یہ قول باطل ہے بسبب اس اجماع کی کہ مشغول ہے پڑے علماء سے اور بسبب
 قول اللہ تعالیٰ کے **یا اہل الذین امنوا الطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** اور بسبب اس قول اللہ تعالیٰ کے **فاست**
اہل الذین ان کنتم لا تعلمون الخ **اقول** یہ چوتھی ہی سولوی پہنچیل حقا پر تو ثابت ہوا جو کہ پہلے
 غلبہ میں کہا تھا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ سولوی پہنچیل کے تالیف ہوا ہی سوبیان اسکا پہر ہو گا پہلی ایک مقدمہ میں لینا چاہیے
 وہ مقدمہ یہ ہے کہ میں نے تقلید کی مصلح میں اہل اصول کی یہ ہے میں کہ ان لینا اور عمل کر لینا سادہ قول بلا دلیل اس
 شخص کے جسکا قول مجہ شرعی نہ ہو تو بنا براس مصلح کی رجوع کرنا حکما کا نظر مجتہدین کی اور تقلید کرنی انکی کسی مسئلہ میں
 تقلید نہ ہوگی بلکہ اسکو اتباع اور رسول کہینگے اور منی تقلید کے عرف میں یہ ہیں کہ وقت لا علمی کے کہے اہل علم کا قول ان لینا
 اور اس پر عمل کرنا اور اس میں عرفی ہی مجتہدین کی اتباع کو تقلید بلا حجتہ چنانچہ ملاسن شرعی لا علمی عرفی عقیدہ الصریح میں قرآن میں
 تحقیقا تقلید العمل بقول من لیس قولہ احکم الحکم الاربعة الشرعیۃ بالاجتہاد منہا فلیس الوجود النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع
 من التقلید لان کلامہ ہاجتہ شرعیۃ من الیچہ الشرعیۃ وعلی هذا اقتصر الکمال فی خبرہ وقال ابن ایدر الحاکم وعلی هذا عمل العا

۱۔ سوسو کہ قواعد ہو گئی تھانی حالوت کے کہ اسلئے اہل کتاب او طرف ایک بات کی کہ برابر ہے دریا ہمارے اور دریا ہمارے
 بہا کہ یہ کہ عبادت کر میں ہم گراؤ کو اور نہ شرک لادین سادہ اسکی کچھ اور نہ پکڑ میں بعضے ہمارے بعضے کہ پروردگار سوا اللہ کے
 نہ ہو کہ وہ ہوش مالوت کے کہ اور درویشوں کے کہ پروردگار سوا اللہ کے کہ لے لو کہ جو ایمان دانی ہو قرآن پروردگار کے کہ اسکا کہہا انو
 رسول اور صاحبون حکم کی کا تم میں ہی ۲۔ سوسو کہ جو تم ذکر مالوت کے اگر جو تم نہیں جانتے ۳۔ عمل تقلید کی ہی شخص کی قن
 عمل کرنا کہ جسکا قول چاروں مجتہدین ترجیح نہ ہوا نہ اسکی قول عمل کرنا کی کوئی حجت شرعی ہو جو جو کرنا حضرت اور اجماع کثیر تقلید ہو
 اسکی کہ یہ دونو مجتہدین شرعیہ میں ہر ایک کی اپنی تقلید میں بحر میں اولیٰ الراجح ہے کہ ہے کسی پہنچ چہ عمل کرنا انجان کا

یعنی الحقیقۃ علی العمل لان کلاهما وان لم یکن احدهما یجب فلیس العمل بواجب بل بالجملة شرعیة لا یجوز بالنص اخذ العلماء
 بقول المفتی ونحو القاضی العمل فی العبادۃ الذمیه لیس الاخر من الاختلاف فی جواز التقلید اور فاضل قزاقی نے یہ مسئلہ
 قرآن میں التقلید العمل بقول من لیس قولہ انما یجب الشرعۃ بالجملة فالرجوع الی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور الی الامام
 لیس منہ شکلا رجوع العالم الی المفتی والقاضی الی العمل لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد والعالی الی مثل ذکر الفقہ
 علی ان العالم مقید بالجمہور قال امام الحرمین وعلیہم السلام والابوابین وقال الغزالی الامام والایمان ان سُمی الرجوع الی الرسول والایمان
 الامام والی الفقہ والاشرفی تقلیداً فلا مشاحۃ لہم پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے
 نسبت بالجمہور اور جبکہ متعدد ہند ہوا اور اب مسلموں کو اپنا پیغمبر کے تقلید مجتہد دیکھ عالم جامع حدیث و بالقرآن کو وقت جاسنی ایک مسئلہ
 کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اس مسئلہ معلوم میں چنانچہ مسئلہ جیکہ عالم جامع حدیث و بالقرآن کو مسلموں کو اپنا پیغمبر کے وقت کی نماز
 فرض ہے ہر یکلف پر تو یہ ہوا کہ اس مسئلہ میں تقلید کسی مجتہد کی چاہیے بلکہ اس وقت تقلید رسول قبول مسلم کی پر ضرور
 چاہیے مسئلہ کہ جس آیت کی حکم سے کہ تقلید ثابت ہے نودہ اویس صورت میں ہی جبکہ عالمی جو قتال استدل فی فاسئلوا اہل الذکر ان
 کتہم لا تعلمون سمیعہ پس سال کر و اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار
 الیہ الحقین ابن الہمام فی التخریر وغیرہ اور ظاہری کو امر بالسوال اس آیت میں مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ میں محقق ہے
 کہ حکم مقید بالشرط مستردی نہیں ہے بلکہ اس فرد میں جو کہ مجرہ ہوا اس شرط سے چنانچہ مسلم الفقہ و فقہاء میں کہا ہی
 الظاہران التخصیص بعضی القصر اتفاق وانما الخلاف فی اثبات التخصیص لہم اور نیز میں کہہ رہے ہیں و عندنا لا یثبت
 بدایۃ التخصیص بل یبقی الصکوک علی عدم الاصل حتیٰ لا یکن هذا العمل کما اشار الیہ علیہ السلام و اس کی دلیل قرآن کی یا حدیث کی
 یا جرح سے ہی یا جرح سے کہ اگر جو حکم کی تقلید کو واجب یا جائز کر دی اور اس کو عدم سے نکالی نہیں ہے بلکہ کسی آیات میں وجہ ولات کر فی ثانی
 ہر کو مجرہ حکم کے قرآن یا حدیث سے بدون کیسے تقلید کے پیرو سے قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال ابن
 قتیبہ و لیس انتجت احوالہم بعد الذی جاءہ من العام الاموال من ولادہ انصدید اور بدینہ کے اس عینی شیعہ اور نیز میں کہہ رہے ہیں

سمیعہ کے قول پر اور علی کرنا جاسنی کا مذکور قول پر جو کہ یہ دو لوگ جو خود جنت سمیعہ نہیں دیکھیں عمل اپنے پیغمبر جنت شرعی نہیں ملے گی کہ حکم
 کہلا ہوا اچانک لئے مفتی کی قول پر عمل کر نیکا اور جاسنی کی مئی مذکور جلیل و نامک نیک شیعہ میں علامہ ہوا کہ چونکہ وہ جرح سے جرح سے
 ہے وہ عندنا الفقہ میں خلاف جواز تقلید کے امر غالب کا یا ایک مسئلہ تقلید اس شخص کے قول پر یا دلیل علی کرنا ہے جکا قول جنتون
 شرعیہ میں ناسی نہیں ہو رہا کہ آنحضرت اور امام کثیر تقلید ہر سے اور طریقہ جمع کرنا ایمان کا مفتی کی قول کی نظر اور رجوع کرنا قاضی کا
 مذکور کہی قول کی نظر تقلید نہیں ہر کی کیونکہ یہ ہم حکم شرع دہی ہے بلکہ رجوع کرنا مجتہد یا ایمان کا اپنے جیسے دیکھ فی تقلید نہیں لیکن ہر صورت
 ہر کو اگر ایمان مجتہد کا مسئلہ ہے امام الحرمین سمیعہ کے قول پر مشہور بربری بر علی مہین اور غزالی اور امامی اور ابن جبر سے کہنا ہی
 رجوع کرنا آنحضرت اور اصحاب و ائمہ کی نظر تقلید قرار دیا تو کچھ جمع نہیں سمیعہ کا اشارہ کرنا کہ اس نظر میں ابن ہمام اپنے جرح سے

اور نیز میں کہہ رہے ہیں و عندنا لا یثبت بدایۃ التخصیص بل یبقی الصکوک علی عدم الاصل حتیٰ لا یکن هذا العمل کما اشار الیہ علیہ السلام و اس کی دلیل قرآن کی یا حدیث کی یا جرح سے ہی یا جرح سے کہ اگر جو حکم کی تقلید کو واجب یا جائز کر دی اور اس کو عدم سے نکالی نہیں ہے بلکہ کسی آیات میں وجہ ولات کر فی ثانی ہر کو مجرہ حکم کے قرآن یا حدیث سے بدون کیسے تقلید کے پیرو سے قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال ابن قتیبہ و لیس انتجت احوالہم بعد الذی جاءہ من العام الاموال من ولادہ انصدید اور بدینہ کے اس عینی شیعہ اور نیز میں کہہ رہے ہیں

۱۔ ہر مفسر کے قول سے اس قدر احتیاط کرنا چاہئے کہ اگر وہ کسی حدیث کی تائید کرتا ہو تو اسے مستحسن اور اگر نہ تو اسے مشکوک قرار دینا چاہئے۔
 ۲۔ ہر مفسر کو چاہئے کہ اس نے اپنے مفسر سے روایت کیا ہے یا نہیں اس کا ذکر کرے۔
 ۳۔ ہر مفسر کو چاہئے کہ اس نے اپنے مفسر سے روایت کیا ہے یا نہیں اس کا ذکر کرے۔

[illegible]

علیہ السلام علی نقیہ بالقرآن وقد عرفت ان الحق اولی الاولی فی حق ما قال ولا ناعبد العلی فی شرح مستخرج اور اگر کہہ کر طلوع ہوا
 اس کی یقیناً انکی دن دشوار ہے تو کیا مایہ تاک علم یقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہیں ہوتا چنانچہ مولانا شاہ علی نقی
 عند مجتہدین فرمایا ہے ورنہ باندہ از ادعای علم الشیخ فی حق الاحادیث والفتویٰ ایضاً لایصل الی فی زماننا الشیخین انما
 یستخرجون علی الظن وان ارد انہ لا یدرک ذلک بقا الظن منعناہ فی صلوٰۃ الزام لان المتجر فی المذہب المتبع لکتاب
 الحافظین الخ والفقہ مجملہ صلیحہ کثیرہ لایصل الی الظن بان الحدیث غیر منسوخ کما یؤید بایضاً بالظن انہی مکرر انکی دن پہلی
 نایہ وغیرہ من خاصہ مکرر کہ ابتدا از از من علم حدیث زمانہ زانی یکجا جاتا تھا۔ اور کتب متون تھی اور قواعد
 مہربان تھے اور کتب اسرار الرجال کا نام و نشان نہ تھا اور اب مجدد المدح کتب بالابد نہ العمل موجود ہے چنانچہ حضرت علی بن
 عبد الرحمن بن سنان ابو شامہ کے اور کیا اور وجہ ثانی یہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب سماعت ابنی کی ایک حدیث کو
 تحقیق کر کے دس پر عمل کرے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص عمل کرے نہیں ساتھ اس
 حدیث کی گنہگار نہ ہوگا اور وہ عمل اور کیا باطل اور قابل عاودہ کی نہ ہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ میرانی سبقت اللہ
 کی اس لوگ بہرہ طور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتے تھے وجہ آنحضرت سی اور کو تیرہ سو بیسی تو متوجہ کی طرف
 ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام نے اور کو تیرہ سو بیسی کی جانب جو نماز طرف بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہوئی نہ تقابل بیت المقدس کے
 پڑھ چکی تھی اور کو عاودہ کرین چنانچہ فاضل قزوینی نے مفتی میں کہا ہی اند علیہ الصلوٰۃ والسلام
 لم یسألوا اللہین صلوٰۃ الی بیت المقدس بل جاہلین بان تقبلوا اصلوہم انتہی تو عذر ان لوگوں کا جو کہ حدیث علی
 سے سی بالکل منسوخ کر کے میں جمع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم باحدیث کو وقت جاغزی ایک مسئلہ کی حدیث
 نقلی کسی مجتہد کے نہ جاسکتی اور کسی شاخص میں باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے قسم اول جب اور
 سبقت تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی کسی لاعلمی التبعین کہ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ
 لکھا ہے کہ یہ تقلید چاہیے اور صحیح ہے اتفاق امت واسکے یہ علامت کھینچی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کی اس طرح
 جیسے شرعاً کہی ہوئے ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کی ہو تو عمل کی جائیگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ افعیٰ ہے سنت کی تو اس کو چھوڑنا
 کوئی بالکل سبکدوش نہیں پروردی لازم ہے لئے انعام جہاد پر مبنی ہے اور یہ تو سچے معلوم ہے کہ حق پہلے ہی آج
 ہو چکے وہ عبارت جسے مولانا جہاد پہلے نے شرح مسلم میں کہا ہے **۱** اور یہ قول اسطوریہ کیا گیا ہے کہ اگر ان
 حالات کی نفی کا عدم یقین مراد ہے تو کیا یقین تو مجتہد کو ہی حاصل نہیں ہوتا وہ تو اپنے اکثر سائل غالباً غریبی کرتا ہے اور اگر
 مراد ہے کہ وہ شخص اس کو نہ بآل سائنین جانتا تو اس کو نزاع کی صورت میں نہیں مانتا کیونکہ متبر فی المذہب کہ قوم کی کہانہ کو کہتا
 ہوتا ہے حدیث اور فقہ میں سی مدار اشارت کا حافظ ہو اکثر اوقات یہ بات اومی یقین تھا حاصل ہو جاتا ہے کہ حدیث منسوخ ہے
 ورنہ اسطوریہ کی اول کا قائل نہ ہو جب کہ **۲** آنحضرت علیہ السلام ان لوگوں کو جو حق بعد بدل چلتے تھے کہ ان میں بیت المقدس کی طرف

چنانچہ فرمائی کہ میں اعلم ان تقلید مجتہدین علی جماعت واجب حرام فاحشہا ان یکون من اتباع الروایۃ ولو لانه تفصیل از الاحوال
 بالکمال السنۃ الاستطیعۃ التبع ولا الاستیساہد کما وطفتہ انما لایقہما ما حکم رسول اللہ علی اللہ فی مسئلہ کذا وکذا بلا تغیر فاذا
 انما تبعہ سوا کما کان ماخوذ من صریح نظر و مستنبطاً و منعیاً علی النصیب فکل ذلک احکم الروایۃ عندہ علی اللہ و لودلالة و ہذا
 تھا تفصیل الام علی صحیحہ قرآن و سنن و امامتہ ہذا تقلید ان یکون علیہ یقول المجتہد کما مسترط بکونہ موافقاً للسنۃ فلا ینالی استحقاقاً
 من السرد بقدر الامکا فتنہ ظہر حجتہ مخالفہ فقلہ بنید و لحدیثیہ قسم ثانی سابع اور وہ تقلید مذہب معتبر کے ہے بشرطیکہ تسد
 اس عقین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نفسی عقین کر لی کہ حیکما رسد تعالیٰ کا وہی اتباع الی ذکر کے سوا اور ہوا ہے تو ہر
 ایک مجتہد کا اتباع کونیکلی اوی کی اتباع سی عہد و تکلیف کسی نافر ہو جائیگی اور بہین سہولت ہی پائی جاتی ہے اور
 ملاست اس تقلید کی یہ ہے کہ اگر وہ سکر مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرے تو اس کے انکار نہ کری اور کسی شخص علی کرنی
 والیکو برا نہ جانی اور ملاست اور نیکو کری مشافہتی المذہب کے مسئلہ رقم بدین اگر معلوم ہو تو وہ کسی استعمال سی نفرت اور
 انکار نہ کرے بلکہ کہی کر بھی لے اور غرضی ہو کر کسی کرمیوالی برعین کرے قسم ثالث حرام و بدعت ہے
 اور وہ تقلید ہے بطور عقین کے بہیم و جو کہ بر خلاف قسم ثانی کے قریم رابع شرک ہی اور وہ ایسی تقلید ہے کہ قریب
 عالمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پھر اسکو حدیث میحکم غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اس مجتہد کے
 نظام معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بہ ستاد و زاون عذرات کی جیسے سابقاً بخوبی جواب یا گیا ہے یا تو حدیث کر قول
 ہی نہیں کرنا اور یا اسمن بدون سبب کے تاویل و تحریف کر لی اور حدیث کو طرف قول امام کی ایجابات ہی غرض کہ وہ مقلد
 رہے امام کا بہین جہوت اسوان قسمین ہی قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی بہین کیونکہ اون دونوں کو فریقین
 سلم کرتے ہیں لکن قسم ثالث اور رابعہ نیک موکرارا اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو بحث میں تقلید
 غرضی کے آویسے فانتظر اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو دین ہو جاوے کہ شرک ہوئی یا ایسی تقلید
 یات قرانی اور احادیث نبوی بہت سی دال ہیں اور بہت علما اون آیات اور احادیث سی شرک ہونا ایسی تقلید کا

۱۵ محمد کے مجتہد کی پردے و قسم کے ہے واجب اور حرام سوا یک تو یہ ہے کہ باعتبار دلالت روایت کا اتباع ہوا و کسی تقلید
 ہے کہ جو شخص قرآن اور حدیث کو بہین جانتا تو وہ بذات خود جستجوی سائل اور ستاد کی قضا بہین کہتا سوا و سکا یہ ہی وظیفہ ہے
 کسی فقہ سی جو پہلے کہ حضرت مسلم لائی لائی مسئلہ میں کیا حکم فرمایا ہے جیسے فقہ تبادی تو او کی پیروی کرے بلکہ اگر میری طرف سے
 یا ہو اور اسے استیساہد کیا ہو یا منصوص بر قیاس کیا ہو یہ سب معونین حضرت مسلم کے روایت کی کثیر رجوع کرتے ہیں
 اگر یہ بطور دلالت کے ہے ہوں اور ایسے تقلید کے صحبت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتین
 یعنی ابینی شریعتوں میں ایسے صورت پر متفق ہیں اور اس تقلید کا نشان یہ ہے کہ اسکا عمل مجتہد کے قول برتال شرک
 کے ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانگاہ کی سنت کے قائل ہیں نہ کہ چرچا یہی حدیث لحدیث کہ اس قول کی محابرت و سکوچ

ثابت کیا ہے جس نقل کو دنیا قبول کرے اور علماء کا جہنم وہ آیات اور احادیث موجود ہیں مستغنی ہے تو ذکر کرنی آیات
 ایسی علمیہ تفسیریں پوری ہیں جن میں اس آیت اتحاد واجتہاد و ہدیانہم اربابا من دون اللہ کی مذکور ہے
 کہ یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ ہی اپنے علماء اور رؤسائے خود انہیں لیا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل اودھنوں نے
 اپنے علماء اور رؤسائے کی برخلاف حکم خدا اور رسول کے کی یہی عبارت تفسیر فرمائی کہ بعد لکھی جاتی ہے اختلاف فی
 اتحادہم اربابا بابل اتفاق علی انہ لیس المراد ان جماعہم اللہ فقال کثر المفسرین المراد انہم اطاعوا فی اوامیرہم ونواہیہم ونقل
 عن عبد بن حاتم قال فیما نقل فی النسخ علی اللہ وهو یقر سۃ بولہ فلما وصل هذا الایۃ قال عبد اننا لسن نعبدہم فقال
 البیہقمر بنی ما احل اللہ وتخلی ما حرم فقلت بل فقال ناک عما تم قال الریبع قلت لا بل العا کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل
 فقال انہم ربنا بل فی کتاب اللہ ما یخالف قولہم والحب والرفا فکانوا یأخذون باقوالہم وکانوا یقبلون حکم اللہ تعالیٰ قال العلماء
 بل ہم تکفیر الفاسق بطلان التیظا لہا علی الخیر لان الفاسق وان کان یقبل دعوی الشیطان الا انہ یلغض ویستخفی بہ بخلاف اولیائہ
 الاتباع المعظین قال الامام فی الدین الرازی قد شاهدت جماعت من مقلد الفہم قرأت علیہم آیات کثیرہ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک
 مخالفہ لہم فیہم فیہا فقبلوا تلک الایات ولم یلتفتوا الیہا کانوا یستظنون ان التبعیعہ کیف یکن العمل بظہر تلک الایات مع ان الرازی
 سلفا رد بخلافہا لو تاملت خصالہم ووجدتہم لا یستلزمون الا انہم لکن انہم فی التفسیر النفا پوری وکذا فی التفسیر الکبیر بس امام
 فخر الدین رازی کی تقریریں صاف فرمے ہو کہ اگر مقلدین متعصبین مخالف قرآن وحدیث کی کوشش رہے ہیں سب غلط ہیں
 اور نیز فخریہ او کی کلام سی کہ ایسی تقلید کے مخالف قرآن وحدیث کی ہر وہ مذموم اور واجب الرفض اور متعصبین سات ائمہ پورے
 چلے آئے ہیں کہ باعث متعصبیہ ہی کی فخر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز اور ایسے ہی مقلدین معدود
 اتحاد واجتہاد و ہدیانہم اربابا من دون اللہ کے ہیں اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ فرمایا کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو
 ارباب سمجھ لیا کہ اسکے شان سی خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اوس امام کی ملی تو یہی اوسکی تقلید کو چھوڑے

۱ علماء مختلف ہیں یہود اور نصاریٰ کی اپنی علماء کو پروردگار نے ہدایت کی ہے مقلدین میں بدلتا فرق ہے باقی علماء کو خدا نہیں کہتے یہ سوا کثر مفسرین
 کہا ہے کہ وہ اسرائیلی میں اپنے علماء کی کاکہنا کرتے تھے عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت نصریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئے اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ برد رہے تھے جب اس آیت تک پہنچے تو وہ ہنسنے لگے کہا ہوتا ہے کہ علماء کی زندگی نہیں کرتے کہنے فرمایا کہ تم حرام نہیں
 کھاتے جسے اللہ حلال کیا اور حلال نہیں کھاتے جسے حرام کیا وہ کہنے لگے کہ یہ تو ہمیکہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایسی تو آدمی ہندگی ہے جسیر ان کہانی
 ابوالکاکبہ پوچھا کہ بنی اسرائیل کا علماء کو پروردگار نے ہدایت کیا اور ہنسنے لگے کہ ان کے ہندگی کی بنا میں وہ شکر اور ان کی مخالف ہوں پھر اپنے
 علماء کی فلو کو لیتے تھے اور حکم خدا چھوڑ دیتے تھے علماء نے کہا ہے کہ سوا اسکی نہیں جو اس کی تکفیر کا شیطان میں لازم نہیں آتی بخلاف
 خدا کے کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہنا مانا ہے مگر اسکو بڑا کہنا ہے بخلاف ان کی عت کرنے والوں کے کہ اپنے مقتداؤں کی برتھیں
 وہام فخر الدین راز سے لئے کہا ہے کہ میں ایک گروہ مقلدوں کے ملا اور ان کی مذہب کے مخالف کچھ آئین بنی راہ کی رو بہ در بین تو وہ ہنسنے لگے اور کہتے

[illegible]

مولانا شاہ ولی اللہ فی عقد الجید تحریر قال وقد صح منصوصاً انہ قال اذا بلغ عنی من ہدیہ صحیحہ
مذکورہ خبر علی مخالفۃ فاعلموا ان مذہبی موجب الحدیث انتہی امام محمد بن محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ کیا کلام
میں معارض نہیں ہو سکتا یعنی حدیث کی مقابل کیا قول پیش کرنا چاہئے چنانچہ یو اقیست الحجۃ امیر شریعت علی
ہیں وہاں امام احمد بن حنبل یقول لا یصلح لہم اللہ ورسولہ کلام لا یقلدونی ولا یقلدکم ما لا کواولا الا وادعی ولا الخفی
لا غدرہم فذلک الاحکام من حدیث اخذوا من الکتاب السنۃ ہے خیر المحدثین میں شریعت مشکوٰۃ میں اس حدیث کی الا انی اذیتہم للقرآن
ومثلہ مع الیوشیک رجل شعبان علی اربکۃ یقول علیکم عہدا القرآن فاوجدتہ فید من حلال فاحلوہ وما وجدتہ
فید من حرام فحرموہ الی اخرہ ما وہ ابوداؤد والازمی عن التقدیم بن محمد یکتب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہیں
اس حدیث میں بڑی جہر کی اوٹھکی ہے جو کہ پیا ہو ہے غضب عظیم سی اوس شخص پر جو حدیث کو ترک کر سی اس نظر پر کہ
قرآن حکم کو کافی ہے اب حدیث کی کچھ تائید نہیں پر کیا حال اوس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کے رعا سے ترک کرے
چنانچہ شریعت مشکوٰۃ میں فرمائی ہیں انھذا الحدیث توبیح وقرع یتا من غرض عظیم علی من تولی السنۃ وامل بالحدیث استقناء
بالکتاب کیف یمن حجج الرکعی الحدیث واذا سمع حدیثاً من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بها فان اعمل بها اتبع
نہی شیخ الصوفی عمی الدین ابن العزیزی فرماتے ہیں کہ جسے حدیث کی مقابل میں قول کسی امام مجتہد کا یا کسی پیشوا کا
ملکہا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہو گیا اور غل کیا اللہ کے چنانچہ فتوحات مکیہ میں ارشاد کرتے ہیں اذ
الحدیث وقاضی قول صاحبہ امام فلا یسمی الی الحدیث ویذکر قول ذلک الامام والاصل الحدیث
یعنی ترک ایذا و خبر بقول صاحبہ امام فی فعل ذلک فقد ضل الاوحد اللہ انتہی شیخ المشائخ محمد بن حجاجی قدس سرہ
لف حدیث صحیحہ ہو چو چکا تو او کی پیروی کرو اور زبان کو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فی عقد الجید میں نقل
کر کیا کہ اگرچی طبع بہت صحت کو ہو چکا ہو مگر امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب مجتہدین میرے مذہب کوئی مسلک ہو چکی اور حدیث کی مخالفت
میں حدیث کی ہے میرا مذہب جان رکھو ۱۰ اور امام احمد کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول کی مقابل میں کیسکو مجال بات کی نہیں
ہے پیرو کر اور نہ مالک اور نہ اوزاعی اور نہ غنی وغیرہ کی اور ان کے حکام شریعت الی چنانچہ سلا و ہونے لے ہیں یعنی کتاب و سنۃ
خبردار ہو لے لوگوں میں قرآن دیا گیا اور او کی ساتھیوں سے او پر خبردار ہو تھوڑی دن جا میں کہ سپاہی ہر لوگ تحت پیرو
کیے کہ ان کو مضبوط کبڑے اور جو اس میں حلال باوجود حرام باوجود حرام جائز اور ان لفظوں تک جنہیں روایت کیا
اذا اور وارثی مقدم بن سعد پر ہے ۱۱ اس حدیث میں نہایت چکر ہے بلکہ سنت پر قرآن کو کافی جاکر حدیث کو خیال میں
شوکا حال اور کجا و غلہ دیکر ای حدیث برا و جب کوئی حدیث سنی تو کہہ دے کہ جی میں ہی کیا کام میں تو اپنے مذہب کا یا مذہبوں ۱۲
سنت حدیث صحیح ہو جاوے اور کسی فیق یا امام کا قول او کی مخالفت میں چکر تو حدیث ہی بہتر ہے چاہی بلکہ و رفیق اور امام قول چوہر زری پر کیا
ہیں ابن عسکری نے نہیں جائزہ اور آیتہ اور حدیث کا کسی فیق یا امام کے قول مخالف میں چکر نہ کیا تو وہ گمراہ ہوا اور اللہ کے وسیع فضل گیا

محمد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب نے فرمایا ہے کہ فکر کرو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اور قریب بہ کتاب
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مقابل اور مخالف کیا قول متاثر و آثار کی شافعی ہی مروی ہے کہ جب کوئی ان کی
 سامنے حدیث کی متاثر کیا قول پیش کرے تو فرماتے کہ تجھے ہرکت یہ حدیث ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ عیسیٰ
 بن داؤد جیسا کہ ہم سے نقل کیا ہے ان اللہ و ان اللہ و ان اللہ کان یستفتی و یجابۃ فی حق الہی الشافعی ابی حنیفہ
 لہ ہذا یعنی الف قولہ افعول و یلکھ حلالہ فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہذا انتہی فقار فی مقدمہ و بحمد
 قاضی شمس بن ابن خلکان نے یوں نقل کیا ہے و کان ای الدار کی اذاجاءتہ مسئلۃ فیکلم طویلاً تہیفۃ فیہا
 و رہا افتی علی خلاف مذہب الامامین الشافعی و ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما فیقال لہ فی ذلک فیقول و بیۃ
 حدیث فلان عن فلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہذا و کذا انتہی۔ امام محمد بن عبد اللہ بن ابی حنیفہ غفرلہ نے کہا کہ اگر کسی
 نے تعجب ہے کہ فقہاء مقلد ہیں۔ اماموں کی منیفات بات پر توقف ہو کر ہر ایسے جہم جاتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے امام کا قول مروی ہو
 کتاب اللہ اور حدیث کی ان کی آگے پیش کیا جاتا ہے تو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب اللہ اور حدیث کی دفع کر دیتے ہیں
 حلیہ سازان کرتی ہیں اور طریقین ملکہ پیش لاتی ہیں مبیہ کہ کلام اولکامولہا شافعی و اولی اسلافہ مجیدین نقل کرتے ہیں
 حال ایچہ ابن عبد السلام و من اعجب الجہات ان الفقہاء المقلدین یفتن احلہم علی ضعف کلذل امامہ بحیث لا
 یجد لضعف مدفعاً و ہو مع ذلک یقلد فیہ و یترک من مشہد لہ الکتاب و السنۃ و بیانا و لہا بالکافی و لک البیضاء
 انتہی حافظ الفقہ و الحدیث عبد الرحمن بن اسماعیل ابی اسامہ نے فقہاء مقلدین کی طرف سے جو حمایت میں مستثنی ہو کر
 خبریات پر لیا اور قیہ کہ کتاب کر رہے ہیں اور حدیث کو بہت مشکل بنا کر یہی مذہب جو سابقین میں نقل کر کے اس میں
 دیا گیا ہے میں کرتے ہیں انوس اور تحریر کیا کرتے اور ان کی جان پر داؤد کر کے بنا کر کتاب اصول میں فراتی ہیں
 و قد رحم الفقہاء فی زماننا النظر و کتب الحدیث و الا تار و البیض عن فقہاء و معانیہا و مطالعۃ الکتب المنفیسۃ الحسنۃ
 لہ دار کی شافعی اگر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کی نہ کیے مخالف فتاویٰ دے کوئی کہہ کہ تیرا دن و تو کوئی قول کی کتابت تو کرتی ہے
 سزا ہو باب میں فلانی فی غفرۃ مسلمہ حدیث نقل کی ہے ۱۰۰ دار کی کا یہ حال تھا کہ جاب کی پاس کوئی سائے آتا تو خوب فکر
 اور پر غور دینے اور اگر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے مخالف فتوا پڑتا تو اسے سبب میں کہا جاتا تو کہتے جو خوش اس
 فلان فلاں راوی نے حدیث روایت کی ہے ۱۰۰ ابن عبد السلام نے کہا کہ اگر تعجب ہے کہ مقلد فقہاء کو اس لئے امام
 ایسی ضعف اغیر ہر تہن ہو جائے ہیں کہ جیسے کوئی توحید نہیں کر سکتے اور پھر اس میں اپنے امام کی شریک کرتے جاتے ہیں اور جتنے
 دیکھتے کتاب و سنت اور صحیح قیاس نہ ہاں دین میں اور سکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتے ہیں اور قریب ان اور شد
 ملا و باطلین کہہ گئے ہیں ۱۰۰ با شاکہ چار سے زمانہ میں فقہاء نے حدیث اور آثار کے کتاو کو دیکھا
 اور کی شرحوں کا مطالعہ کرنا اور مقلد سمجھتے حرام ہے اگر کہہ جائے

فی شریعتہا وغیرہا بل افئذ انہم وعمرہم فی النظر فی اقوال من سبقہم من متاخری الفقہاء وترکوا النظر فی نصوص
 بنیہم العصبی عن اعطاء علیہ وسلم واثار الصحابۃ الذین شہدوا الوحی عاینا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفہو نفا
 الشریعۃ فلا یجزم حرم ہوا لہ رتبۃ الاجتہاد وبقوامقلدین علی الابیاء وقد کانت العلما فی الصلۃ الاول معذورین فی ترک
 ما لم یقفوا علیہ من الحدیث لکن الزاحد ایشلم تکر حینئذ فیما بینہم وہ نہ نفا انما کانت تلقی من افواہ العلماء وہم یتفرقون فی البلدان
 زائد لک الخذلان ولہ الحدیث بجمع الخاد جمعاً وکتب بورہا وقسمها وسهل المطریق الیہ فیما یضعف کثیر من خاصۃ وتکملوا فی علی
 الرجال جرح الجرح منہم فی علل الخاد ولم یدعوا المستعمل ما یتعلل بہ فسر القرآن وتکملوا فی غیرہا ففہم انما کما یتعلق بہا مصنفات
 عدیدۃ جلیلۃ والالات متہبتا لذلک علی صادق وذلک طمانانہ وکذا اللغۃ وصناعۃ العربیۃ کل ذلک فقد جرح اہلہ وحقق
 فالوصول الی الاجتہاد بعد الجمع النظر فی الکتاب المعتمدہ اذا رزق الانسان الحفظ والفہم معرفۃ اللسان اسهل منہ قبل ذلک
 انتہی علی البتہ ای یک فہمہ کو کہتے ہتے کہ لے بیٹے بیچو اس بات سی کہ حدیث کی مخالف ہو کر رہے پر عمل کری اور ہر کہ
 تو کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے اماموں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہوں احادیث کی توہمای
 قول کو جوڑ دو تو اگر تمکو امام ہی کی تقلید منظور ہے تو اس قول کو کیوں نہیں ماننا اور دلیل یعنی اس حدیث کے
 جو مستقیم ہے عمل کیوں نہیں کرتا جبکہ امام کی قول پڑے احتمال سی کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی مجھ کو اور پھر
 نہیں عمل کرتا ہے چنانچہ شیخ شرفی مشافق الانوار العتیدہ میں فرماتی ہیں **یستدلون علی البتہ بقیۃ لفقہاء یاتوا بکذا وان تعقل**
برایہ لایستدلوا علی الخاد وتقول هذا مذہبنا فان الذکر انہم تہذوا من اقوالہم اذا خالفت صیح السنۃ وانت مقلد الاحدام بلا
فما لک لا تلتزمہم فی هذا القول وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامک الاحتمال ان یکون لہ دلیل لم تظلم انت علیہ
انتہی علامہ کمل متنا غایۃ نا قلا امام علامہ سی فرماتی ہیں کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کی معلوم ہو اور
اوپنا مذہب مخالف حدیث کی تو اس مقلد کو جاسیے کہ اپنی سببی احتمال کرے طرف اس مذہب کے جو موافق
بلکہ ایسے ساری عمر متاخر فہم کی قول کوئی دیکھیں میں کہو فی میں اور جب معلوم کی اذلال اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا
اکابر شریعت کو سمجھا اور انکی انکار جوڑ کہہا چھ ضروریہ لوگ بنا چہا دسی حرم رہ کر کہیں بردن کی مقلد ہی اور انکی علما مخفی حدیثوں کے
عمل نہ کر فی میں معذور ہیں کہ اس نامین حدیثین مجمع نہ ہتیں بلکہ حدیثین تو لوگوں کی موہنہ سی سن حاشین نہیں اور لوگ جا بجا ہوں
اسد کا شکر ہے کہ اب یہ عذر جاتا رہا بسبب اس کے کہ اب حدیثین جمع ہو گئی اور سائل کی باب مقرر ہو گئی اور قوی ضعیف حدیث
اور چہی بری راوی کا حال بیان ہو گیا اور قرآن کی تفسیر میں ہو گئی اور قرآن وحدیث دونوں کی شکلات اکثر کتابوں میں بیان
ہو گئی اور جبکہ دار کی علمی طبع کا سامان موجود ہو گیا اور سطح لغت والوں نے علم لغت کو اور عربی دان لوگوں نے علم عربیت کو چھان دیا
میں کتابوں کے بتی کی اور انکی دیکھیں کی اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونا سہل ہو گیا بسبب انکی چھ کتب کبلا دیکھو فہم اور سچہ اور دیکھو کہ اپنی سردار
علما ہی میں چھ کتب کے فہم کی کہتے ہیں کہ حدیث کی جرح ہو کر عمل کی کہے کہ یہ میرا امام کا مذہب ہے کہو کہ میرا امام اپنے ان

حدیث کی موجودہ تفسیر میں نزاع ہیں وذلک لہام الحلائی اندہ برحہ القول بالانتقال فی صوئین احدہما اذا کان
غیرہما بقضیۃ نشد بیدالیمۃ اخذ بالاحتیاط والثانیۃ اذ لا یخلف لاف مذہب امامہ دلیل من حدیث صحیحہ علیہ
فی مذہبہما جوابا قویا ولا معاضدا رجحان علیہ لا وجہ لہ الحدیث الصحیحہ محافظۃ علی مذہب اللزوم قلت ہذا موافق
لما نفع علیہ الحدیث الخفی ومشو علیہ بز الصلاح وغیرہ انتہی نقل کیا اسکو فاضل قندھاریؒ اور کہا کہ رد
مستورین انتقال کرنا وجہ ہے چنانچہ مستشرقین میں نزاع ہیں اقول بحسب الفرق بین الصوئین بان الانتقال فی الاولی
احتیاط و فی الثانی واجب کما ہو ظاہر کلام العلویؒ لیسبۃ اسوۃ محققین زبدۃ محمدین حافظ ابو محمد بن خرم فی تہذیب
تفہیم حرام فرمایا ہے اور درست یہی دلائل سی ہست کی ہے چنانچہ تہذیب الکمال فیہ من نزاع بین القائلین حرام ولا
یحکم لاحد ان یاخذ قول احدہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان لقولہ تعالیٰ استمعوا ما انزل الیکم
ربکم ولا تتبعوا من دونا ولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لہم استمعوا ما انزل اللہ قالوا بل نلتبع ما الفینا علیہا
وقال تعالیٰ ما دحا لمن یقلد فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہدانا اللہ
واولئک ہم اولو الالباب وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر
ظلم بکم اللہ تعالیٰ الرد عندنا التنازع الی احد دون القرآن والسنتہ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل
لانہ غیر القرآن والسنتہ وقد صرح اجماع الصحابہ کلام اولہم عن انہم وجماع التابعین اولہم عن انہم وجماع
قولہم ہی بیزار بن جریج حدیث کی مخالف ہرین اور نوخاد نوخاد وین ہی کسی ایک کیمیر وہی ہر کیمیر کیا ہو گیا کہ اس قول میں
او کی پیروی نہیں کرنا اور اس دلیل پر جو تہذیب ملگنی ہے کیوں نہیں چل کرنا صلیح او کی قول پر عمل کرتا ہوا اور او کی کوئی دلیل کو غرضی ہو کر
دیتا ہوا ۱۰ امام علانی نے ذکر کیا کہ ایک مذہب ہے دوسرے مذہب میں ہونیکا قول و صورتوں میں غلبہ دیا جاتا ہے کہ جب کسی امام کو
قول تکلیفنا میں نہ ہو دوسرے مخالف مذہب کے جبکہ حدیث صحیح ملے اور او کی مذہب میں جواب تو یہ نہ پایا جاتا کہ نہ کہ وہی جواب
اور نہ ہی کہ جکا ایسے فردا لازم کر کہا حدیث صحیح کے جوڑیکے کوئی وجہ نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ قول موافق قول احمد و دیگر مشائخ
کے ہے اور ابن صلاح وغیرہ علماء ابیہی شریعہ ۱۱ میں کہتا ہوں کہ جب ہے فرق کرنا دونوں حکوتوں میں طرح کہ پہلی صورت میں
انتقال مذہب ہوتا ہے اور دوسرے صورتوں میں جب ہے چنانچہ غلام شاہؒ ہی ۱۲ تقلید پر امام اور کیا ممالک میں کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول کو بلا دلیل میرے دلیل اس آیت کی بلواؤں پر جو اوترا حکوت پر ہے اور نہ بلواؤں کی اور نہ حق کی پہلی دلیل اس آیت کے اور جو ذکر
کہیں بلواؤں پر جو اوترا اللہ کہیں نہیں بلکہ چلیکے ہم جس پر دیکھا ہے اپنے بڑوں کو اور اللہ تعالیٰ کی مدح میں جو تقلید کرے فرماتا ہے کہ تو
خوشی سننا میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات اور ہر ملتی میں او کی نیک پیروی میں جو کوراء دی اللہ اور حق میں دلدار اللہ تعالیٰ ہی ہر کیمیر
جس کو بڑوں کی چیز میں تراء کو جو کہ اللہ اور رسول کی سنتیں کہتی ہیں بڑوں پر اور پہلی میں ہر اللہ تعالیٰ نے جس کے وقت جوہر ساقی
ہر کیمیر نہیں کیا اور کسی کیمیر کی وقت قائل کی قول کیمیر جو کہ حرام ہو گیا ایسے کہ وہ قرآن اور حدیث ہی معاویہ اور یہ حکام صحابہ کا ہوا

[illegible]

یقیناً احدی علی ضعیف ماخذ امام بحیث لا یجوز الضعف مدفعاً و هو مع ذلک یقلد قیة یزک من سہل لک کتاب
والسنۃ والاقتیة الصحیة لہذا جمیع اعلی تعلیل ما آمد بل بتعلیل لدرقم ظاہر لک ان السنۃ و سنا و لها بالنا و لک البغیة الباطن
انہی انی عقد الجید اور حضرت شاہ ولی اللہ رضا ایک جگہ یہ فرمائی ہیں کہ فقہا کی تفریق کو کتاب السنا اور حدیث سے الگ
مسلم پر عرض کر کے جو موافق قرآن اور حدیث کی دیکھو او کو قبول کرو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کی مہودہ متابع
بداد رکھو ٹی ہے او کو وہ نہیں کی ریش پر دلی رو اور ایسے فقہا متفقہ سی جہنم تک تقلید کو دست آورنا کہ قرآن
غور اور قبیح کو ترک کر کہا ہی انتہا حاصل کر دو اور اوشی و دشمنی میں خدنگ قریب کچھ چنانچہ رسالہ وحیہ و وضعیہ میں
فرمائی ہیں دو ایما تقریباً فقہیہ بار کتاب سنت عرض کر دیں اپنے موافق باشند و جزی قبول آدین والا کلا لا بدیر شریک و ذرا و ان
بہرچہ جو عرض مجتہدات بر کتاب سنت انتہا حاصل نیست و نحن متفقہ فقہا را کہ تقلید عالمی اسوت اور ساختہ متبع کتاب
سنت را ترک کردہ نشیند و بدیان التعات کردن و قربت با حق مبدی انہا ہے اور عقد الجید میں فرمائی ہیں
جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر لازم سمجھے کہ التزام کرے اور اوس امام کو ایسا کہ وہ خشک پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی امام
سیچ مخالف قول اپنے امام کے دیکھ کر حدیث کو قبول کرے تو یہ عقیدہ اور اسکا فاسد اور یہ قول و سکا کہو ٹی ہے کوئی او سکا اور
انہیں عقل سی اور عقل سے اور ایسے ہی شخص کے حق میں یہ نیت دارد ہے انا وجدنا ابا عبدنا علی اللہ وانا علی انا ہم مقصد
اور علی و سینون میں جو فساد ہوا ہے تو ہی عقیدہ سی ہوا ہے چنانچہ عقد الجید میں فرمائی ہیں و التوہم انہ انی ان فیظن
بفقہیہ انہ بلغم الغائما القصو فلا یمکن ان یخطئ فہما بلغہ حدیث صحیحہ صیحیحاً یخالف مقالہ لم یترک او ظن
انہ لما قلده و کلفہ اللہ بمقالہ و کان کالسفیہ الحجی علیہ فان بلغہ حدیث و استیقن بصحۃ لم یقبلہ
لکون ذمہ مشغی لہ بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد و قول کا سدا لیس لہ شاہد من النقل والعقل و ما کان
احل من القرون السابقہ یفعل ذلک فلا کذب فی ظنہ من لیس بمصہوم من الخلاء معصوماً حقیقۃ و معصوماً فی حق العمل بقولہ
و تہ ہوتی ہیں او کی منف کی دفع کی گئی صورت نہیں مٹی اور وہ پہری اوس سلسلہ میں او کی تقلید کی جاتی ہیں اور سبکی نے فرمایا کہ
اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتی ہیں او کو اپنے امام کی تقلید پر ہم کچھ رو دیتی ہیں بلکہ ظاہر کتاب و سنت کی دفع کرنے کی دلی
حیلہ سوچتی ہیں اور او کی دو را کا را اور چوٹی و اولین گروہی میں ہر جگہ عبارت عقد الجید کی ہے بی شک بلا جہت اپنے بزرگ
ایکسا و ہر اور ہم او کی قدیم کی نشانوں پر تکتہ پانی والی ہیں ۱۰ اور دوسرے قسم ہے کہ کسی فقہیہ کی حق میں ہیں گمان کرے
کہ یہ نہایت کی درجہ کو پہنچ گیا ہے سو ممکن نہیں کہ یہ غلط کرے ہر جہت اوس عقلمند کو صیح مرید ایسے حدیث کی فقیہ کی قول کی
ہو تو قول کو نہ دے یا یہ خیال کرے کہ جب میں اسکا عقلمند ہو گیا تو میری حق میں اسکا حکم ہی کا قول ہے اور یہ عقلمند ایسا جیسا فرما
منہج التفرق پہرا او کو حدیث عجا و اور محنت کا بغیر نہیں ہی کرے تو یہی نانی اور ایسا ذمہ تقلید ہی میں لگا ہوا جیسا سر پر عقدا و فاسد
اور کچھ بات او سکا کوئی شاہد نہیں ہی نہ نقل عقل اور طبقات سابقہ میں کوئی نہ تھا کہ ایسا کہ ہوا دینی گمان کا ذمہ میں تھا کہ

وفی ظنہ ان اللہ تعالیٰ کلفہ بقولہ وان ذمہ مشغولہ بتقلید وفی مثلہ نزل قولہ تعالیٰ واناعلیٰ اثارہم
 مقتدون وحل کان خریفات الملل السابقۃ الامن ہذا الوجه انتہی تراب غرر کو کہ یہی تقلید کو کہتے ہیں
 ایاہی شرک کہا ہے اور کہتے ہیں ان کی ذمت کی ہے پس اگر جناب مولف ایسے تقلید کی شرک کہیں دلائل کو مبالغہ جانی ہیں
 بہر حال کم کون ہوگا اور معلوم نہیں کہ جناب مولف پر دلیل کیا کہتے ہیں تو مجرد قول حبیبی تھے ایاہی بر جہل کا دعو کیا کلمہ
 سنا جائے اور جو کہ مولف اس میں دعویٰ پر آیات اور حدیث اور بزم خود جماع کو نقل کیا الخسی مطلق تقلید وقت لاعلمی کے
 ثابت ہوتی ہے نہ یہ تقلید حکما شرک ہونا ولا نال تقلید سے ثابت کیا گیا ہے فافہم **قال** دوسرے بات اس جماع کو کہ
 یہ بھی نقلی کہا جاتا ہے یہ قولہ دانونکا بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جن حکم کیا ہو کہ اوجینہ کے اتباع کو شکار اور نہ کیا بلکہ نہ
 کیا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نہ کیا **اقول** قل اس نقل کے ایک جناب شاہ ولی اللہ صاحب
 رسالہ قول سدید میں فرماتے ہیں اعلم انہم یکلفہ تعالیٰ احدا من عبادہ بان یکون خفیاً او مالکياً
 او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمد اھلے اللہ علیہ وسلم انھیں
 اور ایک ملاحی قاری میں جناب پیر شرح عین العلم میں فرماتے ہیں وثمن المعلوم ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کلفہ احدا ان
 یکون خفیاً او مالکياً او شافعیاً او حنبلیاً بل کلفہم ان یعملوا بالسنن ان کا نوا علما و یقلدوا علما ان کا نوا اھل
 اہل بیت اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے اور علامہ سید بادشاہ فی اور شیخ ابن الحامی نے اور قاضی
 اور صاحب مسلم صاحب ابن کثیر نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلی کبھڑی نے اور صاحب معتمد فاضل قندھار سے نے
 اور بیت سی علما و خلفاء و سلف نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیونکہ حکم نہیں کیا کہ ایک ہی امام کی اللہ مجتہدین میں
 تقلید کرے جیسا کہ بحث تقلید خفی میں عنقریب کیے کلاموں نقل کیا جاوے گا تو غرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کیونکہ نہیں
 کرے بلکہ غرض اہل فکر خشکا اتباع ناوقت پر واجب کیا ہی اور یہی دعوے اور حضرات کا یہی ہے اور انالہ خطا کا اوس میں ہوتی تقلید
 شخصی میں کیا جا چکا یہ معلوم نہیں کہ جناب مولف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتی ہیں **قال** اور نام کہتی ہیں
 فرقہ محمدیہ جیسے نام کہتے ہیں معتزلیا اہل توحید **قول** یہ ایک اور چوٹ ہی مولوی اسماعیل صاحب ریسٹے کے ادھون نے
اصباح الحق میں ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے چنانچہ عنقریب کلام تمام اور نقل کیا
 حقیقی معلوم باد کی قول پر عمل کر نہیں معلوم ہوا دیا ہی اور اس کی گمان میں یہ ہے کہ اگر مذکور حکم اوس کا تو ہے اور کہ اللہ تعالیٰ تقلید
 کا امر ہے ایسے ہی حق میں یہ نہ اتنی ہی اور متباد کی نشانہ کی پر وہیں اور کیا اصل سابقہ کی تحریفات ہی دیکھ نہیں تین **مسئلہ** حاکم
 کہ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں ہی بلکہ اوپر واجب کیا کہ ہر ان حکام کو حضرت صلعم کا ہونے اور
 ایمان لا دین **مسئلہ** یہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کسی کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں ہی بلکہ یہ
 تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کریں اگر عالم ہیں اور اگر انجان ہیں تو حسبہما کے پیسہ دے کریں

باب و یحیٰ و انفس ہے کہ مولوی انہیں کو جسکی مسمی سے اللہ تعالیٰ نے ایک عالم کو راہ دست پر کر دیا معتزلی ہوں اور خواجہ
 مولف سینے خالی اللہ المشتکی تو جواب پہلا لایق جواب مولف کے تو یہی تھا کہ اونکا بھی کوئی ایسا لقب نہیں کر
 اور کثابت کرتے لاکن سبب منتہی شکر خاموش رہا اور منبر کا طریق اہل اہل کا ہے رزق اللہ اقتضایہم قالہ
 فاصبر کما صبر اللہ العزم وقال قتادہ فاصبر علی ما یقولون و اصبرم صحرا جمیلا قال اور منبری بات اس اہل عام سی یہ نکلی
 کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق تعبیر یعنی مذہب معین اور باطل جو تقلید بطریق عدم تعین کی اور ثبوت تقلید کا بطریق تعین
 پس اس سبب کہ وجہ منقذ ہوا اجماع اہل سنت و جماعت کا اور اجماع اہل اربعہ کا اور نہ عمل کرنے اور عمل کرنے کے
 مخالف ہوا اربعہ کے ثوابت ہوئی اور نہ تو باحوال سے تقلید مذہب معین اسلئے کہ یہ ایک فروغ ہے افراد اور نہ تو باحوال
 سے اقول یہ ایک اور چوٹ ہے مولوی انہیں پر کہ چونکہ انہوں نے اس تقلید کو بدعت اور شیعہ فتن کا کہا ہے چنانچہ حنفیہ کا
 اونکا اونکا اور حق ہی یہی ہے کہ وجہ پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے
 نہیں اور نہ کوئی فعل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتد علیہ سے و ظاہر ہے کہ جواب مولف کی یہی کوئی دلیل شرعی نہیں کہیں گے
 کہ جبکہ یا مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی یہی ثابت ہو گئی تہہ دلیل ایسے ہی کہ قابل التفات اور جواب کے
 نہیں کیونکہ یہ تو ایسے بات ہوئی کہ جبکہ چاہت ہوئی تو ایک ہی جنت ہو گیا اور بلبلان اس ملازمت کا ظاہر ہے ہر حال میں
 اور قطع نظر اس بلبلان میں سے بناوٹ کے تخصیص پر مذہب کے بعد کی ہے اور یہ کمال برابر جن معلوم ہو چکا ہے تو دعویٰ جو ب تقلید
 مجتہد معین کا ہی دلیل ہوا اسلئے اس عوسے کو ہم نہیں مانتی بلکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ وجہ جانکار ایک مجتہد کی تقلید
 بدعت ہے اور حرام اور حرمت کی ثابت ہے کتاب یا حد سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوقاف سے جسکو چاہو ملازمت کر
 تعبیر کرتے ہیں اور نام راضے قیاس نام کہتے ہیں اور تمام کا بسلف اور خلف کی تصریح سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام
 مذہب معین چنانکہ قرون ثلثہ کی تو سب سے بغاوت قرون ثلثہ کے ہاں گائیہ ثلثہ نے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب معین منقلد کو
 درست ہے پس پہلی انا دلیل سلف نفل کے جاتے ہیں بعد اسکی دلائل کتاب یا حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کنی جاگیں
 اور علی ان دونوں میں نفل اور حد سے لوگ بہت مطمئن تھے ہیں لیکن حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین مروی ہے کہ جو شخص
 اپنی عورت کی کسی حادثہ میں مبتلا ہو اور اسی حکم اور مادہ کا کسی فقیہ سے پوچھا اور فقیہ نے ایک حکم کہا یا کہ تیری عورت تجھ پر حلال ہے
 یا حرام ہو تو اس شخص نے اس حکم کو اس مادہ میں جاکر کو دیا مثلاً اور عورت کو حرام سمجھ کر چوڑ دیا یہ وہی جائزہ اور سکود و سر عورت
 پیش آمد تو اسنے اس فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچھا تو اس فقیہ نے یا دوسرے سے اب ایک حکم مخالف پہلی حکم کے دیا
 مثلاً اور عورت کو حلال کہا تو اب اس شخص نے بلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے حادثہ میں پہلی فقیہ کے تقلید کرنے چاہے
 دوسرے فقیہ کی تقلید کرے چنانچہ فحاشی عالمگیری میں کہا ہے وہی تو اور داؤدین و رشیدان محلاد

اس میں سب سے سزا دہی پر وہی پختہ فرمایا کہ اگر کسی نے اس کو سزا دینا چاہے تو اس کو سزا دینا چاہیے اور اگر کسی نے اس کو سزا دینا چاہے تو اس کو سزا دینا چاہیے

فی رجل ليس بفقیه ابتلى بنازلة فی المرأة **فصل عن فتنها** فافناه بأمر من تحریرها وتحلیل فعرم علیه
وامضاه ثم افناه ذلك الفقیه بعینه او غیره من الفقهاء فی امرأة اخرى له فی حین تلك النازل فافناه
ذلك فاخذ یعزم علیه سعة الامر ان جمیعاً ولو كان هذا الرجل سال بعض الفقهاء عن نازل فافناه
بجلال او حرام فلم یعزم علی ذلك فی زوجته وترك فتق الاول وسعد ذلك ولو كان امضی قول الاول
فی زوجته وعزم علیه فیما بینہ و بین امرئته ثم افناه فقیه اخر بخلاف ذلك لا یسمع ان یدع ما عزم علیه
ویاخذ بفتوی الاخر قال محمد وهذا كله قول ابی حنیفة و ابی یوسف وسعد وقولنا انهم متنبهون
فان من دیت کو اخیر میں باب ثانی کی نقل کر کی لئے دوسرے جواب دیے ہیں کہ اس عبارت میں دوسرے الامر ان سے
مراد یہ ہے کہ گنجائش ہے سائل کو نفاذ اس حکم کا اور نفاذ حکم کسی جواز اس فعل کا لازم نہیں آتا وہ دوسرے یہ کہ یہ بحث
علی العموم نہیں خواہ مخواہ رو فیض و خواجہ ششی نہی اہل سنت مستحب نہی کی اور جبکہ ایک دفعہ تخصیص پہلے تو اب ہم
تین کہ میں دوسرے فقیہ سے مجتہد فی المذہب راوی فی جوابہ بکلا الوجهین سو جوابہ بادل کا یہ ہے کہ فقہاء
سے جو ثنیہ کا سیغہ ہے ارادہ نفاذ سفر و کاحلاف فعل اور عقل کے ہے اور ملا وہ کسی و دلفا ذہبت میں سائل کے کھانچے
اور یہ کہ وہ دو امر سائل کے بہت میں ہوں کہ انقضیہ قول وسعد الامر ان اور وہ دوسرے میں مکرمل کرنا اور پھر سے پہلے فقیہ کے
اور عل کرنا اور پھر فتنی دوسرے کے فافہم اور جواب و ثنائی یہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی توبہ باعث ہے کہ دفع و فاض خارج
اہل حق نہیں ہیں نزدیک اہل سنت کی تو اس تخصیص سے تخصیص نہیں فی المذہب کی سطح بلا قرینہ اور بلا باہجہا و درجہ کو
جامعیت اسوی عالمگیر کے کلام کو قرینہ قرار دیا وہ مفید نہیں کیونکہ قرینہ تخصیص اس فعل میں کلام تألیس اس قول کا
امام صاحب اور صاحب کا چاہئے ۱۔ امام مجتہد شیخ محمد الدین بن عبد السلام اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ جبکہ کوئی مسئلہ میں
اسی کی تقلید کرے تو کہو یہ ضرور نہیں کہ اور سائل میں ہی اسی کام کی تقلید لازم کرے کیونکہ راہ صحابہ کی سیکر راہ
صحابہ مذہب تک یہی چال تھی کہ بدون تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ یہ بادشاہ شہر تحریر میں الہام میں
افتی الشیخ المتفق علی حد و صلاحہ العلامة عز الدین عبد اللہ فی فتاویہ لا یتعین علی العالمی اذا قلنا ما فی مسئلہ
رہبت علیہ شخص کے حق میں کہ جو انجان ہے اور اسی ایک کتاب میں ایک مسئلہ پیش آیا اور اسی کسی عالم کے پوچھا اور اسی کو پوچھا
حرام یا جلال اور اس شخص نے اوپر عمل کر لیا پھر اسی عالم کسی اور نے ایک دوسرے صورت کی نسبت اسی صورت میں اور طرح کا فتوی دیا اور
اولی اوپر سے عمل کر لیا تو اس شخص کے لئے دو نام جائز ہیں اور اگر اس شخص کو کسی عالم سے ایک مسئلہ میں فتوا پوچھا اور اسی حرام لگا
کہہ دیا اور اسی اوپر اپنے زوجہ کی نسبت عمل نہیں کیا اور وہ فتوا جلال چھوڑ دیا تو اسکی لئے یہ روا ہے اور اگر اس فتوی پر
عمل کر چکا ہے اور دوسرے عالم نے اسی صورت خاصہ کی نسبت اور فتوا دیا تو دوسرے جلال جائز نہیں امام محمد نے کہا کہ یہ سب عالم متنبہ
اور ابو یوسف کا اور سائل قول ہے **سنة** ایسی چیز ہے کہ علم اور حلال کا کہو قاری می شیخ محمد الدین بن عبد السلام اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ جبکہ کوئی مسئلہ میں

ان بقلہ فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يساءلون فباستئذان
لهم العلماء المتخالفين من غير تكليف كلام السيد بنوع من الاختلاف ويجوز ان لا يتقرب لورولا ما ساول لمد قدس سرہ ع
فراقی بن وقال بعن السیّد بن عبد السلام لم یزل الناس یسألون من اتفق من العلماء من غلب تفضیل بحد
ولا انکار علی احد من السائلین ان ظهرت المذاهب ومعصوبها من المقلدین انک
شیخ عبد الواب شعری فی یہ بات جواب عبد السلام بن کہی ہے اور مجتہد علی بن نقل کر کے کہا ہے کہ یہ ہم التزام نہ
معین ابی اسحق علیہ السلام ہے جسکا خلاف دست نہیں یعنی بحکم قرۃ ویتلم غیر بیس المثنیین تولدوا تولدوا وتصلح
سید مصطفیٰ جانی سر لانا سر سرف عظیم الدین فراقی بن ونقل بعن السیّد عبد الواب الشعری ان من جماعۃ عظمت من علماء
المذاهب انہم کانوا یعلمون ویفتون بالمذاهب من غیر التزام مذہب معین من ذم اصحاب المذاهب
الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ فدیہا حدیثا حتی صابغہ لہ المتفق علیہ فی مسائل
المؤمنین الا انہم خلافتیہ یہ شیخ کمال اللہ محقق ابن ہمام جنکی رفت شان اور علو مکان ہی سبب اہل علم وقف فرما کر
ہیں کہ جب کسی کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کری تو اسکو دست ہی کہ دست سطلہ میں دست مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یہ
علوم ہے کہ سب لوگ فرقہ اولیٰ میں کہی کیسکی تقلید کرتے کہو کیسکی تقلید کرتی اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام
کرے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید کروں گا تو اسکی حق میں تین قول ہیں اول یہ کہ اسکو التزام لازم
دوسرا یہ کہ لازم نہیں اور تیسرا یہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہی اور پر ظن کی چنانچہ
تربین فراقی بن لیرجم قلد فیہم اتفاقا وعل قلد فیہم غیر الخاتم للقطم بانہم کانوا یستقنوا مرقا واصل وقویہ غیر ملتزم
قبلا واصلوا الذم مذہبا معینا کا بحقیقۃ والشافعی لیم قلد الا وقل مثل من لم یلتزم وهو الغالب علی الظن
سی مجتہد امام کی تقلید کرے تو اوپر تین بہن کہ تمام بغیر ملون خلا فیہ میں ہی اور کیسکی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ جہاں جہاں ہو چکے
ہو جہاں جہاں ہو چکے مذہبیات میں باروگ لوگ حکم مختلف سے فتویٰ میں رہی ہیں مختصر کلام یہ کہ ہر ایک الکی برادر لیکھا سطح ابن
کہ باروگ لیکھ نہ کہ ہر لوگ جس عالم سی اتفاق چو گیا اور کسی فرقے سے جیسے ترین ہیں اور کوئی بالغ نہیں ہوا ہر ایک کہ نہیں ہوگی ہر
برادر ہی سے ذایا الاستعلاء اور پردی کری خلاف دوسرا دلی ستورہ کیسکے ہم اسکو بد پر ستورہ میرا اور نقل کر لیگی ہم اسکو دوسرا
رہی ہے جگہ پر یا یکی سے اور نقل لایا ع عبد الواب شعری نے حکم انہم کہے ایک شے ہے جس سے یہ کہ فتویٰ میں ہی تھی اور نقل کر لیتے
خاص مذہب کے بغیر قیاد کہ یہی زمانہ تھا جیسے لیکر شیخ کی زمانہ تک یہ نقل شیخ کی ایسی شے جس کا وہ کلام میں جانتا کہ ہر مذہب کا
محقق علیہ ہو کر سبیل بدین چلے اسکا خلاف یہ محمد نہ ہے سے نہ جرم کرے بلا اتفاق دوسرے علماء میں علی کہ چکا کہ بات کا اور ذکر
کلام اور مجتہد کی تقلید کرے تو اب نہ مذہب پر ہی کہ ان کوئی متبیین ہوتی اسباب کی کر لوگ بغیر التزام مذہب معین کی فتویٰ چو جی
ن اور اگر کوئی التزام کرے کہ مجتہد کے جیسے معینہ یا شافعی تو کہا گیا ہی کہ یہ التزام لازم ہو گا اور کہا گیا کہ لازم نہیں اور کہا گیا ہی کہ التزام

التفسیر فی قولہ لا یجوز ما قلنا معنی اسکے یہ ہیں کہ جس حد میں عین تقلید کر چکا ہی اوس حادثہ خاص میں رجوع نہ کرے
 اگرچہ اسی مسئلہ میں دوسرے حادثہ میں اور دوسرے وقت میں رجوع کر لے چکا کہ خاص شریعتی حنفی نے اور سید علی الہمدودی
 نے اور سید ابن العابدین نے اور سید محمد طحاوی نے اور سید یازد شاہ شافعی نے اور قاضی قزازی نے اور قاضی لائل اور تفسیر
 کو کہا گیا کہ بحث رجوع بعد اعمل میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ سید یازد شاہ شافعی نے تحریر فرمایا ہے ایشا کہا ہے کہ صحابہ کی زبان
 لیکر آج تک بھی حال اور مسلک چلتا آیا ہے کہ کبھی کیسی تقلید کرتے اور کبھی کیسی بدون انکار کی اور ان تینوں قولوں میں
 اس قول کو کہ التزام سے بھی لزوم نہیں ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیا ہے تو کہ ختم کو گنجائش اختیار کرنے کے قول اہل
 یمنے لزوم کی نہ ہی اور کہا ہی کہ یہ تین قول اور شخص کے حقیق میں جواز خود ایک مذہب کے التزام کر لے اور جو کوئی سرسری
 سی التزام کرے تو اس پر بالافتقار یقین نہ رہے معین کے نام نہیں بدلیل جماع صحابہ و من بعدہم کی اور کہا ہی کہ گنا
 محض کہ تو یقین نہ رہے سرسری معنی اور باطل ہے اسلئے کہ اسکو مذہب کی خبر اور اسکی اصول اور قواعد سے کیا اطلاع
 ہو سکتا ہے قول کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں ایسا ہو گا جیسا کہ کہی کہ میں حنفی ہوں چنانچہ شرح تحریر مختصر
 شرح ابن امیر حاج میں فرماتے ہیں لا یجوز المقلد فیما قلنا فیہ من احکام المجتہدین ای علی بہ تفسیر لقلید
 والحدیث المجتہد راجع الی المصلح اتفاقا قلنا لا و ابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلنا فیہ
 الذکر بشی لیس کا قال فی کلام غیرہا ما یقتضی جریان الخلاف لعدم العمل ایضا و ہل یقلد غیرہ ای غیر من
 قلنا فی حکم غیرہ ای غیر المحکم الذی عمل بہ و لا المختار فی الجواب نعم للقطع بالاستقراء بانہم ای المستفتین
 فی کل عصر من زمن الصحابة الی الان کانوا یستفتون مرة واحدا من المجتہدین و مرة غیرہ ای غیر المجتہد
 الاول حال کو نہم غیر ملتزمین مفتیاً واحداً و شاع ذلک من غیر نیکم یہذا اذالم یلتزم مذہباً معیناً قلنا التزام
 مذہباً معیناً کان حقیقتہ او الشافعی فہل یلتزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلہ من المسائل ام لا فقیل لا
 کان یلتزم الاستمرار فحکماً تائید معینہ قلنا فیہ کہ لا اعتقاد مذہبہ حق فیجوز علیہ العمل بحسب اعتقادہ قیل لا یلتزم و هو

اور عدم التزام ایک بات جی کہ گنتی ہی ہے نہ یہی مسئلہ جس میں عمل کر چکا بالاتفاق ابن حاجب اور اسی نے
 اس پر نے پر اجماع نقل کیا ہے اور ذکر گنتی نے کہا ہے جملہ یہ دونو کہتے ہیں و یوں نہیں ہے بلکہ ان دونو کی سوا اور ذکی کلام
 اس صورت خاص میں یہی خلاف پایا جاتا ہی رہی یہ بات کہ اور مسئلہ میں اور کی تقلید کر سکتا ہے تو جواب پسندیدہ
 طور پر یہی ہے کہ ان کیونکہ جستجو کے بعد یقین یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آج تک ہر زمانہ میں غیر
 التزام ایک مذہب کے فتوے اور مستفتا چلا آیا ہے اور یہ بات جی دیگر کہ پہلی رہے ہے یہ گفتگو تو اس میں ہی کہ ایک مذہب
 میں کا التزام نہیں کیا اور اگر ایک مذہب میں جیسی ابو حنیفہ اور شافعی کا التزام کر لیا تو یہ بات لائق گفتگو ہے کہ اوس مذہب پر
 جانوسی یا نہیں سو بیٹھوں نہیں کہا کہ جو اسی جیسا کہ جس حد میں عین تقلید کر چکا، اوس میں جاکو کہ اوس حق جاکو کہ اوس حق

[illegible]

اعلمون وليس لقراءة من المویات شر و یخرج منه ای یستنبط منه ای من جواز اتباع غیر مقلد
 الاول وعدم التضييق عليه جواز اتباعه رخص المذهب ای اخذه من المذهب ما هو الا هو عليه
 فيما يقع من المسائل ولا يمنع منه ما تم شرعی اذ للانسان ان يستلك المسلك الاخف عليه اذ كان له
 الانسان اليه ذلك المسلك سبيل فربما السبيل بقوله بان لم يكن عمل باخرى بقول اخير مخالف لذلك الاخف
 ای فی ذلک الحلل المختلف فيه انتهى عبارة السد باد شاء هكذا فی العقد الفريد للعلامة ملا حسن الشیرازی
 العلامة ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ دعائی ہے کہ ایک مسئلہ میں ابو منیف کی متابعت کر لی اور دوسرے مسئلہ میں دوسرا امام
 تقلید کر لی باج اور مجوز ہے سب سے پہلے یقین سے اس بات کے کہ تمام مخلوقات رانہ صحابہ کرام کی اتباع کی کہ وہ کسی
 اور پہلے شایع اور شکر ہو گیا اور اس کے پچھلے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل امین کا یہی جو گیا اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب سے
 وہ مذہب لازم نہیں ہو جاتا اس میں کہ وہ ایسے لازم وہی امر ہو تا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اور کلام اور فقہ کی کسی حد تک
 اور رسول کی حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب کے خاص کر تقلید کرنا اور فرمایا کہ دلیل شرعی ہی تو فقط یہی ثابت ہوئی کہ نبوت
 صحت کی قول کسی مجتہد کا خدا کیا ماکونے پر التزام اسی مجتہد کا سو یہ نہیں ہی ثابت ہے کسی فیما فیہ تجسیر شرح تحریر میں فرما
 میں وہل یقلد غیر ای من قلده اولاً فی شئ فی غیر ای غیر ذلک الشئ کان یعمل اولاً فی مسئلہ بقول
 ابن حنیفہ وثانیاً فی اخری بقول مجتہد اخر المختار کا ذکر الادی وان الحالج بعم للقطعم بالاستقراء التام بانهم
 ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحاب وھم جراحا کا فی الاستفتین مرة واحدا ومرة اخرى غیر غیر التوفیر مقتدا
 واحدا وشلہ لکن لم یکر انھی اور دوسری جگہ بحث اس قول تحریر کے وقیل لفرانی میں اذلا واجب الاما وجبہ
 اللہ تعالیٰ ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احدا ان یذهب بحدھ جل من الائمة فیقلد فی کل ما
 یاقی ویدرغیہ استھل اور تحریر کی جگہ بحث اس قول تحریر کی عدم مرجع فرانی میں بل الدلیل السری اقتضی العمل بقول
 اشارہ دین اگر ابن ہاشم کے گمان کہ یہی اس کا ہے دوسرے نہیں پہر جادوس قول کی ضرورت ہوئی ہوں بیان ہے کہ حکمی ہو گیا التزام
 کسی اور ضرر غلام نہیں ہوتا اس سبب کہ جو جب اس کی کہ پر چھوڑا ان کی کسی اگر تم نہیں جانتا مقلد پر ساجا علم کا اتباع فقہ اور اسکا التزام
 شرعی شرعی ہیں نہیں اور یہی حکم جب ہی تو ہی ہی پیروی ضرورت کی یعنی اس میں ہوں تو ان کے جن میں کوئی مانع شرعی نہ ہو کل ای اس کی کہ
 او کیوں نہ ہو کہ جب ہی کوئی ہل لایۃ نظر دے گا وہی اختیار کرے پر وہ ہل طریقہ اپنے قول ہی بیان کیا ہے کہ ضرورت میں غیرت
 عمل کر کے نوبت نہ پہنچی ہو چکی جارت حمید بادشاہ کی اور ملتان شرف علی خانی کی عقد الفید میں دینہ میں اسے کیا جس طرح
 عمل کر چکا ہی اس کی حال اور اس میں ان کے ہتھک نقل کر کے ہے مثلاً ایک مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کی قول پر عمل کر لیا اور دوسرے مسئلہ میں
 مجتہد کی قول پر جو جب نقل امی اور ابن حاکم کے تحت مذہب ہے کہ لا وکروہا اس کے کہ لا فی تحریر سے یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ ہر
 کی ایک صحابہ کرام کے بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف غیرت ہی غیر ایسی ہی ہیں اور بل انکار یہ بات جاری رہی ہے

الجہد ونقلیدہ فیہ فہما یحتاج الیہ وهو قولہ فاسئلوا اهل الذکر والسؤال انما یحقق عند طلب حکم
 الحادثة المعینۃ فاذا ثبت عندہ قول الجہد وجب عملہ واما التزامہ فلم یثبت من السہم اعتبارہ
 ملزمًا انما ذلک فی الذر ولا فرق فی ذلک بین ان یلزمہ بلفظہ او بقلبہ علی ان قول القائل
 مثلاً قلدت فلانا فیما اتفی بہ تعلیق التقليد والوعادہ ذلک المصنف انتہی ابن الحاجب کاشغری
 کہ ایک مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولیٰ میں ثابت ہے
 کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ قرون اولیٰ میں ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کے التزام میں ہی کر لی تو وہ التزام ایسا
 جیسا عدم التزام چنانچہ محض الاموال میں فراموشی میں ولا یرجع عندہ بعد تقلیدہ اتفاقاً و فی حکم آخر المختار جوازہ
 لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر فلو التزم مذہباً معیناً کمالک والشافعی وغیرہ فشاہا کالاول انتہی ۲۰ قاضی
 عضد الملک والذین شافعی نے بھی کہا کہ زمانہ صحابہ کی طرح بعد اسکی ہر عصر میں بھی مسلک تھا کہ بدون التزام ایک
 مذہب کے تقلید کیا کرتے تھے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے جیسا کہ عنہ اسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہے چنانچہ
 شرح مختصر میں فرماتی ہیں اذ عمل العالی بقول مجتہد فی حکم مسئلۃ فلیس الرجوع فیہ الی غیرہ اتفاقاً و اما فی حکم مسئلۃ
 اخرى فلی یجوز ان یقلد غیر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ فی زمن الصحابة فان الناس فی کل عصر
 یستفتون المفتیین کیف ما اتفق ولا یلزمون سوال مفت بعینہ وقد شاع وتکرر ولم ینکر
 فلو التزم مذہباً معیناً وان کان لا یلزم کما ذہب مالک ومذہب الشافعی وغیرہا ففیہ ثلث
 مذاهب احدها یلزم وثانیہا لا یلزم وثالثہا انہ کالاول وهو من لم یلزم فان وقعت واقعة
 یقلدہ فیہا لیس للرجوع واما فی غیرہا فیتبع فیہا من شاء انتہی ۲۱ فاضل جامع و ماہر اصولی و محقق
 حوالہ اور دلیل فی واجب کیا اور انہوں نے یہ مذہب نہیں کیا کہ ایک مذہب میں کر کے اسکی تقلید کرے اور کچھ چوڑی ۲۲ بلکہ دلیل شرع
 حاجت کی وقت میں جیسا کہ یہ چوچہ اہل ذکر کسی مجتہد کی تقلید چاہتے ہے اور جو چاہنا صاحب کے وقت ہوتا ہے سو اس وقت جو قول جس
 مجتہد کا ملا وہ پر عمل پیر کیا اور التزام کا اعتقاد لازم ہوتا ہے ہر تبار کو نہیں چوچا التزام تو نذر میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں التزام
 زمانہ کے سے یا دل سے علاوہ یہ کہ تقلد کا یہ کہنا کہ میں فلان مجتہد کی تقلید حاجت کی وقت کر دیا کرتا ہوں تقلید کا وعدہ ہی یہ قول مصنف نے
 یعنی ابن ہاشم کو کیا ۲۳ بعد اس کے بالاتفاق نہ پہری اور اس مسئلہ میں نہ مختار پر اور نہ کسی جزوی رسد کہ کیونکہ ہم یقیناً ہر بلا مختار
 پر نہیں تھرتھرتا اور اگر کہنے مذہب میں التزام کر کے جیسے مذہب مالک شافعی کا تو وہ بھی پہلی ہی سنت کی طرح ہی ۲۴ علی گڑ
 کوئی عجیب مسئلہ میں کسی مجتہد کے قول پر اور اس میں اب بالاتفاق وہ نہ پہری راسلہ و رسالہ نہ مختار پر اسکی لئی اور مذہب پر عمل کر دیا
 مسئلہ میں درجہ یقین کہ یہ بات چوچہ کوئی ہے کہ زمانہ صحابہ میں وہ نہیں تھا کیونکہ لوگ ہر عصر میں حسب اتفاق یا التزام منہج کی فہمی میں تھے
 ہر زمانہ میں یہ بات خوب پہلی ہی ہے اور اگر ایک مذہب میں التزام کر لیا گیا تو لازم نہیں تھا کہ مذہب مالک اور شافعی کا تو اس میں غیر ممکن ہے

واجب حقیقی ہے کہ اگر انکی مجلس ان کے اہل علم کا بل مقرر ہو ہندوستان وغیرہ کی خوب وقت میں ویسا ہی کہنا ضروری ہے
 من نعمات مذکورین بالکلیہ انہم ہر ایک اپنے مسلم الثبوت میں زمانہ میں وہی بقدر فی غیر الحماہ نعم لما علم من استقامتہم
 و احاد و اخری غرض بلانکہ لو التزم مذہباً معیناً لکذهب ابی حقیقہ و غیرہ فہو یلزم الاستمرار علیہ فقیل
 لم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد علیہ الحقیقہ فیہ و قیل لا اذ لا وجب الا ما اوجبه الله ولم یوجب علی احد
 ان یتخذ مذہباً معیناً بل من الاعیہ و قیل من التزم کما لم یلتزم فلا یرجع عاقلہ فیہ و فی غیرہ یقلد من شاء
 علیہ السبک و فی التفریر و هو الغالی علی الظن لعدم ما اوجبه بشرحاً و تخییر متہ جواز تتبع الرخص لمدار
 لا یمنع فیہ نہ شرعی اذ لا انسان ان سلك الا حلف علیہ ذاک ان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ یاخر و کان علیہ
 سلام یجوز یحقق علیہم انتہی و ما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامة تتبع الرخص اجماعاً فاجیب بالمتبع اذ
 بتقسیم متنبہ الرخص اجماعاً و ایتان و ما اورد ربما یکون المجموع مما لم یقل بواحد فیکون باطلا اجماعاً لکن
 الاصل اولی و الاولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلہ ولانہ لو تقرر لم استفتاء صف بعینہ هذا
 ہنری لا سراً لا بخر العلم علی حقیقی سبب جنکی تحقیق سے علم فقہاء و فقہاء میں کسی اہل علم کو انکار نہیں اور نام اور کما
 و در اندر اہل مجلس میں اہل علم کے وغیرہ زبان ہو رہا ہی تو ایسا ہے کہ اجماع ہست کہ ہتا اسپر کہ ہوا ایک ایام کی
 قی اور کہ ہوا دوسرا ام کی تقلید کرتے اور ان میں تو لون میں ہی جو سبکی عبا تو نہیں گزری ہیں اس فصل کو کہ التزام کر لیں
 پہلے نام نہیں ہو جاتا ثواب است کیا ہی اور دیکھو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہی کہ اس مسئلہ کی کسی شخص پر ایک مذہب متنبہ

بتقریر کہ التزام ہی مذہب نام ہو جاتا ہی تو دیکھو کہ کہ نہیں لازم ہوتا دوسری یہ کہ التزام اور عدم التزام دونوں یکساں ہیں اور اگر کسی کیلئے
 کہ لکھنا تو میں نہ پہلے اور مسائل میں جنکی جاسے ہرگز کہے سے اور کیا اور کلام میں دوسرے جہت کی تقلید کر سکتا ہی تو یہ مذہب
 دیکھا ہو گیا و اما دیکھا ایسے کہ بلا دیکھ کر ہمیشہ مختلف متنبہات تو پر جنے کا عمل متنبہات آیا ہے اور اگر التزام کر لیں تو یہ مذہب
 ام اور حیدر کے مذہب کی دیکھا اور یہ حال لازم ہو جاتا تو بعضوں نے کہا کہ ان کو اس کی التزام میں جا کر کیا ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں
 اور جب وہی جو مسئلہ نامے واجب کیا اور نہ سنے یہ واجب نہیں کیا کہ اگر اس کی ایک کا مذہب میں کر دے بعضوں نے کہا کہ التزام اور عدم التزام
 یکساں ہی جس مذہب میں عمل کر لیا اور میں نہ ہو گا اور اوں کو میں جنکی چاہے ہرگز کہے اور سبکی اسی پر ہی اور تحریر میں کہ یہی جنکی لکھا
 بیستہ اور اہل شرعی کے جو سبکی سا کہ وہی کہے اور یہ کہ گفت ہے کہ ان شرعی ہنو تو حصہ کی ہی عمل ہو چکا ہے اس کی اور دیکھو
 یہی طریقہ اختیار کرے جو پہل طریقہ ہے کہ سبکی اور یہاں انہی لکھنا یوں ہو گا کہ میں اور مذہب عمل کر لیا ہوا مذہب متنبہات کی لکھی ہو
 دست لکھتے ہو جنکی عبارت تحریر کے اور وہ جو ابن عبد البر متنبہات ہی کہ بلا جملہ نہیں لکھی لکھی متنبہات کا تحسین متنبہات ہوا دیکھا جائے
 و اما متنبہات جنہ و درصفت کی باب میں اہل علم میں دو مذہب ہیں اور وہ مذہب ہر مذہب میں کیا گیا ہو کہ کسی مجموعہ یا ہر مذہب کا کسی کی مذہب
 نہیں دیکھا تو لا جرم باطل ہے کہ مسئلہ ایک شخص متنبہات ہر مذہب کو اور مذہب کو اور مذہب کے خلاف کیا میں کہتا ہوں کہ یہ متنبہات مندرجہ مذہب

و جب نہیں کی تو اسکا وجہ کہنا گویا نبی شریعت نکالنے پر ہی اور اس قول کو کہ التزام کر نیسی ایک مذهب پر جاتا ہے
بجز مستقول باطل کیا اور قول ثالث کو یعنی التزام نہ مل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لکن کلام ان سبہو کے یعنی فلا يرجع
ما قلنا فیہ فی غیرہ یقلد من مشاء کوفی اور وکیای اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین نے تشدید کی ہی کہ اگر کسی مذهب
شافعی ہو جاوے تو قابل تعذیر کے ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کے شرع ہی اور بہت دہم و ہم اس التزام مذہب میں کہ
ہی ہی بخانہ شرح مسلم میں فرمائی ہیں وہی یقلد غیرہ ای من قلاد یہ فی غیرہ ای غیر ما قلنا فیہ المختار نعم
ان شاء لما علم من استفتائهم مرة اماما واحدا ومرة اخرى اماما غیرہ من غیر نکر من احد فصار
اجماعا و قاتر هذا البحث لاجال للماراة فیہ ولوا التزام مذہبا معینا ای عهد نفسه انہ علی هذا
المذہب مکذہب حلی حنیفة و غیرہ من غیر ان یكون هذا الالتزام لمعرفته دلیل کل مسئلة و قلنا لاجل
للائل المذاهب الاخر المعلومہ مفصلا بل انما یكون العهد من نفسه بطن الخلاء اجمالا
او بسبب اخر فهل یلزمه الاستمرار علیہ ام لا قلیل نعم یجب الاستمرار و یحرم الانتقال من
مذہب الی مذہب اخر حتی شد بعض المتاخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعی
یعذر وهذا تشریع من عند انفسہم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبہ الحنفیۃ فیہ قلت
انتم ذلك فان الشخص قد یلتزم من المتساویان امر المنفعة له فی الحال و دفع الحرج
من نفسه و لو سلم فهذا الاعتقاد لم ینشاء دلیل شرعی بل هو هوس من هوسات المعتقد
و لا یجب الاستمرار علی هوسه فافهم وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال و هذا
نہی من سلب کہ اور البتہ سلب کہ کہ اگر پہلے ہنس پر ہر تو لازم آوے گا ایک مفتی معین کہ تو جو چاہا اور کہو سب کو سلب اور کیا سپر کری و دوسری
مجتہد کی سوا اور سلب کہ کہ جسپر کہ چکا تو نہ سبب فخر پر جواب دہ ہو سکتا ہو کہ اسکا سلب کہ کہ عار ہو کہ عیشی لوگ مختلف مبنیوں کے سلب
پر جیسے آئے ہیں تو پہلے چلے ہو گیا اور سنا کر ہو گئی ہے یہ بحث یہاں تک کہ جبکہ دیکھا و سین گنہائش نہیں رہی اور اگر کسی ایک مذہب کا
التزام کر لیا ہے اپنے جبین نہاں لیا کہ میں فلاں مذہب پر ہوں جیسے امام ابو حنیفہ کا مذہب سلب کی سبکی کہ یہ التزام تغصلا سار سلب
و لیون سمیت جانکر ہو بلکہ مع گمان غلط فقط جی عین نہاں لی کہ میں فلاں مذہب پر ہوں تو کیا اس التزام پر جاؤ لازم ہو جاتا ہے
تو بعضوں نے کہا ہے کہ ان جاؤ لازم ہے اور امتحال ایک مذہب کے دوسرے مذہب کی طرف حرام ہے یہاں تک کہ بعضے متاخرین
تکلف کر کے سخت گیری کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جاوے تو تعذر و دیوار سے اور عید کہے شریعت بناتی ہے
کیونکہ التزام آدمین حق کو غالب جانکر ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہاں اسلام نہیں اس واسطے کہ کہی آدمی برابر کی دو چیزوں میں سے
ایک کو نفع و غیرہ کی نبی التزام کر لیا ہے اور اگر وہ اسے تسلیم ہی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جاننا کچھ دلیل شرعی ہی نہیں پیدا ہو
بلکہ عقائد کو نبیوار کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جاؤ و جب نہیں اس بلکہ غور کرنا چاہیے و بعضوں نے کہا کہ التزام مجبورا لازم نہیں

اور

هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن ويعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتأله فان التأله حرام في
 التذويب كان اذ في غيره اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى وانحكم له ولم يوجب على احدا ان يتذويب
 يتذويب من الالهة فليجاب به تنزيه جديد وقيل من الذم لم يلتزم فلا يرجع عما قلده فيه وفي غيره يقلد من
 شاء وعليه السبيل من الشافعية وفي التحرير وهو الغالب على الظن لعدم ما يوجب شبهة اي لانه ليس لا تمام ذهاب
 واحد موجب شرعي وهذا المايدل على جزء الدعوى وهو انه يقلد من شاء فله البيان قطعي اذ لم يوجب الشرع
 باطل لان التشريع بالرأى حرام واما انه لا يرجع عما قلده فيه فلم يلزم منه قطعاً فلا ينطبق الدليل على الدعوى
 فتأمل ويخبرهم منه اي ما ذكرناه لا يجب الاستمرار على مذهب جواد اتباعه رخصاً للمذهب قال في فتح القدير
 لعل المانعين للانتقال انما منعوا التلا يتتبع احد خصل للمذهب قال هو حجر رحمة الله ولا يمنع منه مانع شرعي
 اذ لا انسان ان يستلك الاخت عليه اذ كان له اليه سبيل بان لم يظنهما من الشرع منع التحريم وان لم
 يكن عمل فيه باخر هذا مبني على منع الانتقال عما عمل به ولو مودة وكان عليه والداً وصحابه الصلوة والسلام
 بحسب الاخت عليهم انتهى لكن لا بد ان لا يكون اتباعه الرخص للتأله كعمل خفي بالشطرنج على رأى
 الشافعي قصد الى اللهو وكشافه شرب المثلث للتأله به وهذا حرام بالاجماع لان التأله حرام بالنص
 القاطع فافهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامة تنسيع الرخص اجماعاً فقد وجدنا تأتم شرعي

من ہے چہ چہ بیان دلا اور نہا ذکر کیا ہے شائستہ بات ہے کہ ہوتا کہ کبیل کی طور پر ہو کہ کبیل مذہب اور غیر مذہب سب سب کے برابر
 اور جن لوگوں نے جاؤ کہ ہم نہیں کیا اور نہیں نے ویسے یہ بیان کے ہے کہ وہ مذہب نہیں، جواسے نے مذہب کیا کہ
 حکم اور کو سزا دے اور اسے ایک مذہب ہرانا مذہب نہیں کیا سو ایسے امر کہ وہ مذہب کہنا میں شیخ بنانی ہے اور بعضوں
 کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام ایک بات ہے سو بعد عمل کے جرح مکرری اور اسوا کی میں جکی چاہے پیر دے کرے اور شیخ
 جکی اس پر ہے اور خوبین کی بھی جی لوگتی ہے اس کو کہ مذہب ہے جو بدوی بہت حد واحد پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور شیخ
 اس پر زور ہے کہ جکی چاہے پیر دے کرے قطع دلائل رکھتا ہے اس سے کہ جس امر کو شرعی مذہب نہیں کہتا اور کو بعضوں
 مذہب کہنا شریعت بڑا ہے اور وہ حکم اور وہ بات کہ بعد عمل کی خبری یہ دلیل متبیج کے طور پر نہیں لازم آتا طویل اور عامین طویل
 نہ ہی ذرا سمجھنا چاہا اور یہ جو مذکور ہوا کہ ایک مذہب ہے جو لازم نہیں ہی اس کے خستوں چہ عمل کرنا ہی کلکی آفات القدر میں کہا ہے
 کہ شاید ہنگام نہ ہو کہ منع کرنا کوئی مذہب کے خستوں ڈھونڈنی لگی اور یہ اس کی حمت کو نکال کر ہے اور یہ کہ کوئی
 ان شرعی نہیں اس کے آدمی کو یہ چاہتا ہے کہ سب طریقہ عملی جو سب طریقہ عمل کی اس طرح کہ درست شرعی گمان میں ہوا اور نہایت چہ عمل کرنا چاہا ہے
 بات ہے کہ ہر مذہب کے ہنگام نہ ہو کہ منع کرنا کوئی مذہب کے خستوں ڈھونڈنی لگی اور یہ اس کی حمت کو نکال کر ہے اور یہ کہ کوئی
 مذہب کے کہ نہ ہو کہ منع کرنا کوئی مذہب کے خستوں ڈھونڈنی لگی اور یہ اس کی حمت کو نکال کر ہے اور یہ کہ کوئی

عن اتباع رخص المذاهب في المنيع اي يمنع هذا الاجماع اذا في تضييق متيقن الرخص عن الامام احمد وايمان فلا اجماع ولعل
رواية التضييق انما هي في اذا قصد التام فقط لا غير وما اورد انه على تقدير جواز الاختيار بكل مذهبا احتمال
وقوع الخلاف المجمع عليها ذريعا يكون المجمع الذي يعمل به عالم يقل بل حاد فيكون باطلا اجماعا كن تزوج بلا صدا ولا ابتداء
بقول الامامين اي في حذيفة والثاني في رخصها الله ولا شهود اقباحا بقول الامام مالك ولا ولي على قول الامامنا
اي حذيفة فهذا الكناج باطل اتفاقا اما عندنا فلا تنقضاء شهود واما عندنا فلا تنقضاء الولي
فاقول من دفع بعدم اتخاذ المسئلة وقد مر ان الاجماع على بطلان القول الثالث انما يكون اذا
اتحدت المسئلة حقيقة او حكما فتدبر ولا بد لو تم لزوم استثناء مفت بعينه والا لاحتل الوقوع انتهى
محققين نكته مناس كواس كلام بلاغت نظام سي مولانا بجز العلوم كي تحقيق اقوال ثلثة كي رباب التزام تقليد كي خوب
معلوم هوئي اور خوب متيقن هو انكه امر محقق هي ہے كه التزام سے هي تقليد مجتہد معين كي لازم نہیں ہو جاتي
بالمحافظة الفتوة والاصول فاضل اخوند حبيب الله قد لا رسي حفي نے هي هي کہا ہے كه بالاجماع
التزام مذهب معين لازم نہیں اور اگر كوئي اپنے طرف سي التزام كي لے تو پھر معين مين قول مين لاكن حتر
هي ہے كه لازم نہیں كي نكه الله تعالى نے كي بشر به وجوب نہیں كي اگر ايكي هي مذهب كي چرطے سے
فرمايا ہے كه عامے كي ہم درست هي نہیں كي نكه مذهب تو اوسكا ہوتا ہے جسكو كچھ معرفت دليل اور حكام
ہو اور اگر عامي ہو كر كي كي حفي المذهب ہون تو وہ ايسا ہے جيسا کہے مين خوي ہون لينے وہ جو ہوتا ہے
خارج منقسم بمحصل مين فرامتنے مين وكل يقلد المقلد العالم بذهب في حكمه غير المختار نعم للقطعة بان
المستفيين من عصر الصحابة وھم جوا كواوا يستفتون مرة واحدا واخرى غير مصلتين مفتيا
اور یہ بالا جماع حرام كي ہاں لو بطلان طہي سي حرام ہے مجتہد اور جو جہاں لبري بقول هي كي پيڑ كل لئي بالا جماع حضو كاشو ن جابر نہیں
نكہ اسبر ان مشرے پايا گيا ہے موليك جواب دين يا گيا ہے كي نقل كر اس اجماع كا شك نہیں اموصل كي امام احمد سي شخصو كي حل كرے
كيكي فتن مين دور دوتين مين تو اجماع کہاں رما اضمايد كي رويت فتن كي خطہ ہو اور كے صورتين ہے اور یہ جو عرض كي گيا هي كي ہر عصر
كرے كي كي حالت مين خلاف اجماع كا لازم آتا ہے اس سب كي گيں جو محل كايہ ہوتا كي كس كي مذهب پر نہيكي قرہ علي
باطل ہر گيا جيسی كي شخص انسا خارج كي اكر موافق مذهب ابو حنيفة اور شافعي كے ہر زمانہ اور موافق مذهب امام مالك گواہ كئي اور موافق مذهب
امام ابو حنيفة كے ولي نہ ہر انا تو یہ محل بالاتفاق باطل ہے فتن كي زيديك تو بيديك ہے گواہ كي اور كي زيديك بيديك ہي ولي كي سوين كيا ہون
كرہم عرض نے ہے جيسيا ايكي ہون مسئلہ كي اہر ہيات پہلي گدو كي كي سيناك حقيقت مين والہو حكم كے مسئلہ ايكي ہون تو قول ثالث كي باطل كي
اجماع نہیں قرار پانا فكر كرہ باتين اور ايكي بات پيش كرہم عرض پر اور سوكا تو مني معيق فتوا جو چلا لازم ديكا و نہ پھر كہ خرابي هي
كيا پري كي سوكا ہے غدار يا شہيد كي سكر مين جہنم كي مذہب پر جواب پيچي كر ان كر سكتي هي بيديك پري سوكا كرہم سوكا كيا كے گيا اور لازم كي

درم كيا كرہم سوكا كيا كے گيا اور لازم كي

[illegible]

و قد هما قلدان یستغنیان ابابھرہ و معاذ بن جبل رضی و غیرہا من ادعی فہم ہذا بنی الامامین علیہ السلام
 اقول و انت تعلم ان اجماع الصحاح لا یجوز فی النسخ بل اجماع آخرہما فی المغتصم بتفسیر جبرک من قول ربنا بالزام تفسیر
 گذرے ہیں تو وہ سہو تین ہیں جب کوئی اپنے تفسیر الزام کسی مذہب کا کرے تو کوئی حضرت مخاطبین میں
 یہ نہ سمجھیں کہ یہ تین قول لازم تقلید میں ہیں خواہ کوئی الزام کرے خواہ کسی عالمی کہ قبل الزام کی اجماع
 معتین مذہب لازم نہیں ہی چنانچہ ہر ایک عبارت سے عبارت مذکورہ بالا میں کیا ظاہر ہو رہا ہے کہ کوئی عالم علم
 یہی سمجھ لے اور یہ بھی واضح ہو کہ تین قولوں میں سے ہی قول حق اور مدلل بدیل یہی کہ الزام ہی لازم و لازم
 نہیں ہو جاتا اور قول بالزام محض غلط و بدیل شرعی ہی اگر کچھ دلیل ہے تو یہ کہ لانا الا لزام لا یجوز اعن غلبۃ ظن الحق
 سو کی بھی مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط وہی دلیل بکا بنیاد میں مقابل قول حق اور مدلل کے
 ہو سکتا ہے فقہر بلا شرح شیخ ابن الحجاج جیسے میں لکھا ہے کہ یوں کہنا کہ جبکہ ایک دفعہ کسی مسئلہ میں تقلید کیا تو وہی
 اور سونہیں ہی اور کی تقلید وجہ ہے یہ نہ سوخ کرنا مض کا ہے یعنی فاسئلوا اهل الذکر کا اور مخالف ہی اجماع سلف کی اور مخالف
 حدیث کی چنانچہ فرمائی میں لایحج بعد تقلید فیما قلدا اتفاقا و فی حکم آخر المختار حواہ لقلہ تھا فاسئلوا
 اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الی من قلدا و لا فی مسئلۃ یکون مقیدا
 للنسخ و هو یجزم بصرہ النسخ علی ما تقرّر فی الاصول و لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی اجمعون
 بایہم اقتدیتم و انتہیتم وان العوام فی السلف کا تو ایستفنون الفقہاء من غیر رجوع الی معین من غیر تکرار فی محل
 الاحوال علی الجواز کذا فی شرح ابن الحاجب کذا فی عقد المجید اقول لنا فی هذا الحدیث بناء علی ما قال ابن خرم والبرار
 والامام احمد کلاہ و انما نقلناہ مع حفاظت علی النقل فیبقی مستندا و کلامہ عنہما لفظ الی اجماع فافہم ہذا ابو الاضراس
 ملاسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ الزام مذہب معین کا انسان پر
 فتوا چھی اور اوکی تقلید کرے تو اسی ردائے کو فتوا چھی ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل اور سوان و نوکی ہی اب جیکو ان دونوں اجماع کوئی
 رقم کا دعوی ہے تو وہ دلیل میں کری میں کہتا ہوں اور چھی یہہہ علوم ہی صحاح رض کا اجماع اور آخری ماخری نہیں ماہہہ سکتا
 الزام گمان حکام کی طور پر جن جاسنی سے خالی نہیں ہوتا ہے جس مسئلہ میں عمل کرنا تو بالاتفاق اوسین نہیں ہی اور
 ورسولون مذہب تھا پر غیر مذہب کی طور پر عمل کرنا جائز ہے البسب کے زمانیکہ کہ بوجہ قمر اپنی کرسی اگر تمام بخان ہو ہو پہلی ہی
 چھتہ کی خطرا رسولون ہی جو کہ وجہ جاننا نفس کو مقید کرنا ہے کیونکہ مست علم اصول کی قائم مقام نسخ کی ہی اور وجہ
 انفسہ مسلّم کے زمانیکہ کہ سیر ہوا ستاروں کی ناہن جسکی سپر قمر کوگی راہی کی اور سب کے کوگی ہتہیہ بلا تعین کہ نہ ہر کے فتوا چھی
 جلی ان ہی قہم جواز اجماع ہو گیا پیشتر حواہ واجب ہیں عقد مجید میں یونہی میں کہتا ہوں کہ میں اس حدیث میں بموجب قولہ ان من
 بنا الزام احد کی کلام فقط پوری ہر نقل کے لئے میں ہی نقل کر دیا ہوں ہر گز عدم اسناد اور اجماع سلف سے باقی رہی تو سب کے

مرو بہین اور سہات میں ایک سال استقلال تک کی بجائے نام کر کے عقد الغریب لیمان الراجح من الخلف
 فی جواز التقليد چنانچہ بیخبر ہر سال کے فرائض میں وبقول فقہ العید الواقع بکرم ویدہ الوفی بالذلالہ من التسلل
 الحنفیہ قد ورد مسئلہ فی رجل خفی الذہب یسئل منہم او عنی اراد تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء
 بذلک الخافہ تقلید ایضا فی عدم النقض بالنسب لکن لا الذمہ معہ کا قال الامام الاھم مطلقا فہل یجوز لہ التقليد مالک
 وذلک بسطی الجواب لکم الثوابین الکریم الوہاب فاجبت بحوزہ التقليد من غیر تقييد بالعدد مجابا
 للتلفیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وساذکر عن اعتنا جواز ذلک بجلد من الفروع کقول اھل الاصول
 انشاء اللہ ثقا وجمعتہ ہذا الاوراق امتثال الامر النبوی علیہ الصلوۃ والسلام حیث امر بجمع العلم والتقیید
 وسمیۃ بالعقد الغریب لیمان الراجح من الخلف فی جواز التقليد اجابا من اللہ سبحانہ القبول فوی خیر مشول واکرم
 فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمہ اللہ عدم نقض الوضوء بما یسئل منہم قیر سواد کان من الخضر او غیرہ وسلم
 کا التقليد لمن مراد اسلام من الناس وسواء کا التقليد بعد العمل بما یخالف من مذہب فی حلیۃ او کا قبل العمل بہ لکن علی
 الایمان بما ہو منہم او مستحب عند الامام احنفیۃ وہو شرط عند الامام مالک کا یتوضا نا ویا مرتبا مولیا غسلا علیہما
 پر یہ کہ کسی پر ایک خبر دعوے کو دلائل سے ثابت کر کے اخیر میں رسالہ قبل ایک ورق کی فرائض میں فصل مذکور نا
 علی الانسان الامام مذہب غیرہ وانی چونکہ العمل بما یخالف ما علی مذہب مقلدا فیہ غیر امامہ مستحبہا شرطہ وعلی ما یمن
 مقتضی فی ثانی لا تقلد لاحد منہم بالآخری ولسی لہ ابطال عین فعلہ تقلید امام اھل الذمہ من مقلد التمسک بالحق

۱۔ جو مرد و عورت کی کہتا ہے ہند پر رسا کہنہ اللہ کے چرے بخشش پر ہوا فلا من حسن مشربا لاجن کر کے کہ شخص حق کے
 حق میں یہ سوال آیا کہ وہ وضو نموش کی حکم میں خون نفسی سے اور عورت کے چہرے بغیر لذت سے امام مالک کہہ کی تقلید کر سکتا
 سر جواب یا مینے جواز کا بغیر غصہ کی بشرطیکہ نفس سے بھی اور عین لبی اماموں کی کچھ فروغ اس جواب پر فریب ذکر کر دنگا اور
 سوائے اس کی قول بل اصل کہ جسی ذکر کر دنگا اور صحیح کیا مینی ان دونوں کو زمان برداری حضرت مسلم پر کہ اپنے علم کی معجز کیا
 ارشاد فرمایا ہے انام اس سال کا مینی عقد الغریب لیمان الراجح من الخلف فی جواز التقليد کہہا ہے یہ حد سے قبول کی ہے
 کہ ہے ہر ساجت اور یہ سید کا پور کر نوالا ہے جو کہانی سے صحیح ہے تقلید امام مالک کہہ کی وضو کی نموش میں خون
 ادب کے کہنی سے خواہ جن بیب نفسی کے بلکہ سے ہو یا ہنوا اور خواہ یہ تقلید ہند کرے یا بلا ہند والا اور خواہ بعض کے
 یا ہنوا ان مقلد ہر مرد ہے اگر انہا دن باتو لنگہ جو سنوں یہ کہتے ہام بر صیفہ کی نزدیکی رشرابہ میں ہی ہیں امام مالک کہہ کی نزدیکی
 بیسی نیست کی بل بی بی ترتیب دھنا کو لنگہ دشو کرنا سے سو تمام مذکور سے حاصل کلام یہ ہوا کہ انہم مذہب میں کا آدمی جو
 اور مخالف اپنے مذہب کے اور مذہب کی تقلید کر کے اسی کی کر جائیہ کہ ان شرط کا کما کہی اور شوق کی لسی در امر ولین علیہا بل کہ
 کر کیا حد ہند و در سر او در فرائض کی تفصیل کا باطل کرنا دوسرے امام تقلید کر کے کہی کہ جاری کرنا کسی فعل کا شمل صحیح نہیں کہ ہند و ہنوا میں

۱۵۰۰ محمد امین لم شہور ابن العابدین الشامی الحنفی نے یہی ایسا ہی کہا ہے کہ یہ سب میں انسان ہر لازم نہیں اگرچہ
 خود الزام کر لے اور سہنا دس جوہر کے کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شیخ محمد بن امیر حاج سی اور عبد اللہ بن الحسن بن علی
 حنفی کے لای ہیں مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شیخ ابن امیر حاج کا اور ملاسن بن علی کا ایسی گذر ہے اسلئے نقل کرنا
 عبارت شامی کا جو مشتعل ہے اور کلام ابن اکابر کے ضرور نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب کیا علاقہ اسلئے کہ
 مذہب اس شخص کا ہو تا ہے جسکو کچھ بصیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہو کہ کوئی کہی کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ
 حنفی فی الواقع ہو گا اور کسی ہو جائیگا جیسا کہ میں کہ میں بخوبی ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں بعد نقل کرنے
 عبارت تحریر اور تخریر کی ارشاد کرتے ہیں قلنا وایضا قالوا العاصی لا مذہب له بل مذہب مذہب مفتیہ
 وعللہ فی شرح الخضر بان المذہب انما یکون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذہب علی حسبہ وامن
 قراء کتابہ فی فروع ذلک المذہب عن فتاویٰ امامہ واقوالہ وامایزہ من قال انا حنفی وانا حنفی لم یصیر
 بحمد القول کقولہ انا حنفیہ او بخویہ وتقدم تمام ذلک فی المقدّمات اول هذا الشرح واما اطلاق ذلک
 لثلاثہ فبعض العلماء یأیقہم فی الکتاب من اطلاق بعض العبارات الموصیة خلا المراد فیصلہم علی تنصیف الائمة
 المتجددین فان العلماء حاشا ہم ان یریدوا الزدراء عند هذا الشافعی او غیرہ بل یطلقون تلك العبارات بالمنع
 من الاستعمال خوفا من التلاعب عند هذا المتجددین عا بدستند حنفی فراتی ہیں کہ مذہب ہونی پر تقلید مجتہد
 سبعین کی کوئی دلیل نہیں نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت حکما عدم وجوب پر مقرر کی ہی اور اس قول اپنے کو مستند کرتی
 ہیں فقہا حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کی طرف اور فراتی ہیں کہ قرون اولی کا اجماع تھا اسپر کہ ہمیں حلال کیسوا ایک
 مجتہد کی تقلید کرنے اور اس قول کو مستند کرتی ہیں مگر علامہ ابن امیر حاج کی چنانچہ قواعد الانوار حاشیہ الدر المختار میں ارشاد
 کرتے ہیں ناقلا عن الشیخ العاصی من علماء السنن وجوب تقلید مجتہد معین للاجته علیہ من جهة واحدة ولا من جهة العقل
 ۱۵۰۰ میں کہتا ہوں کہ وہ ہونے پر یہ جیسے کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں بلکہ مفتی کا مذہب ہے اور سکا مذہب ہی اور شیخ محمد بن
 فہرہس متولد شامی کی یہ بیان کی ہے کہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جو کچھ عقلی واقعت مذہب پر رہی اور سکا بصیرت ہو یا سائل جزیہ سب
 میں کوئی کتاب پڑھے ہو اور اپنے اکہم فتوے اور قول جانتا ہو اور ابھی جو کوئی کہہ کر چنانچہ شافعی پر تو فتاویٰ حنفی حنفی ہوں سکا مالکیہ مالکیہ
 بات ہے کہ کوئی کہہ دی کہ میں حنفی ہوں یا بخوبی ہوں آخر عبارت شیخ محمد بن امیر حاج اور شرح کتاب میں سکا عبارت گذر چکی ہے اور اب میں
 ہوں بھی طول کلام کی ہے کہ بعض جاہل کہیں بجل بنیادین کیونکہ بعضی فتویٰ کہ ہوں میں کچھ قید عبارتیں دہم میں دلتی ہیں مگر
 مخالفہ و معمول کہ ہوں ان جہات قریب قریب کہ جاہل المسلمان کی کہی پر سوا ہرگز مذہب شافعی وغیرہ کی حشرت میں اور وہ نہیں کہتی بلکہ
 ہر وقت اس خوفی بولتی ہیں کہ کوئی کہی ہو کہ وہ بہت اتنا نہیں ہو کہ وہ جو کچھ عبارت فاسد کی سنا شیعہ و مالکیہ علماء کی اسلئے کہ
 کہ وہ جب شہوت پر تقلید مذہب معین کے کوئے دلیل نہیں نہ شریعت کی روشی عقل سے کہہ روئے

انما ذكره الشيخ ابن القيم في فقه القدير وفي كتابه المسبى بتحرير اصول و بعدد وجوبه صرح الشيخ
 ابن عبد السلام في مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية و ذكر ان
 البخاري في التفسير يشرح التفسير ان الفرق الماخية من العلماء اجتمعوا على انه لا يحل لما كره ولا مضت
 تقليد بجعل واحد بحيث لا يحكم ولا يفقه في شيء من الاحكام الا بقوله الله تعالى ما مضت
 ابن خرم في فوائده كرماء اورا بعين اور تبع تابعين كما اجماع اير سر اسے کہ التزام ایک مذہب معین کہ کجا
 پیر جو کوئی کہ ایسا التزام کرے تو اس نے مخالف کیا بطبع کے اور اس کا اس امر میں کوئی پیشوا اور امام نہیں اور اس وقت تک
 خلاف راہی نہیں کے چنانچہ نیکو کافیه میں فرائض میں دفعہ جمع اجماع الصحاح کلام اولام عن اخریم و اجماع التابعین
 اولام عن اخریم و اجماع تبع التابعین اولام عن اخریم علی الامتنان والمنع من ان یقصد احد قول انسان منهم
 او من قبلهم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بتبعیم اقوال ابی حنیفة و جمیع اقوال مالک و جمیع اقوال الشافعی
 و جمیع اقوال احمد رضی اللہ عنہم ولا یرک قول من اتبعہ منهم و من غیرہم الی قول غیرہ ولم یعتد علی اجاء فی التبع
 والسنة غیر فصار ذلك الى قول انسان بعینه انه قد خالف اجماع الامة كلها اولها عن اخرها یقین لا اشکال فیہ
 و انه لا یجوز لنفسه سلفا ولا اماما فی جمیع الاحصاء المحصاة الثلاثة فقد اتبع غیر سبیل المؤمنین فغیر الله من هذا المنزلة
 الله ما مولانا بحر العلوم عبد العلی مکتومی الخفی فرائض میں کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب میں دینیکیا دینیکیا
 کی طرف التفات کرنی چاہیے بلکہ یہ شریعت کی حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت و رحمہ کا بند کرنا ہے بلکہ یہ
 علماء فی بندہ کو بھی تکلیف دی ہی کہ جس مجتہد غیر معین کی بامین تقلید کریں چنانچہ شرح تحریر میں فرائض میں
 احکم انک قد عملت ان التکلیف من الشارح لیسر الالعمل بقیتو مجتہدا علی التخییر و تخصیص العمل بقیتو مجتہدا و ان

جیسا کہ ذکر کیا اس امر کو شیخ ابن ہمام نے حینر میں سے اپنے کتاب فخر القدير میں اور دوسرے اپنے کتاب میں جہاں نام تحریر کیا
 اور ان کیوں میں شیخ بن عبد السلام اپنے کتاب مختصر منہی الاصول میں لکھی تصریح کی ہی کہ مجتہد معین کی تقلید ہی نہیں ہی اس وقت
 شافعیہ میں عضد الدین محقق فی لکھی تصریح کی ہی اللہ غیر بشرہ تحریر میں ابن ابرہہ جہاں فی ذکر کیا کہ اگر اگلی زمانہ کی سادہ علماء اس پر حرج کیا ہے
 کہ اس کا اور منی کہ حلال نہیں ہے ایک مجتہد معین کی تقلید اس پر حرج کہ سوا اس مجتہد کی قول کی اور کسی قول پر حرج نہ کری ہو یہی عبارت شافعیہ
 جہاں شک صحیح ہو گیا ہے اجماع سادہ علماء برہم کا اکل آخر تک اور اجماع سب تابعین اور تبع تابعین کا اس بات کی منع پر کہ کوئی اگلے
 پہلے کسی آدمی کا سب کہا ہو اس لیے سوجان لو کہ جسے ساری قول امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد کے کہ ہے
 اور انکی سوا کسی کے قول کی فواد قرآن و حدیث کی اور پر قہما و سب کی کیا کہ تاویل کر ڈالی تو اسنی ساری امت کا خلاف کیا کہ
 اس میں کوئی شبہ نہیں اور ایسا شخص قرون ثلثہ میں پایا کوئی معتدنا یا پیگما سنے سوار سہدہ مسلمانوں کی اور نہ ہتھار کیا کہ نہ پناہ
 ایسے مقام سادہ جان کہ کفر سے فقد اسنے تکلیف کہ کسی مجتہد کی قول پر عمل کری اور ایک مجتہد کی قول دوسرے کی پسند نہ کرنا

بجہت اختلاف لا یافت الیہ بل ہوتا ہے حکم الشارح من دون برہان و جہت اولیٰ الاسعۃ استیضہ ۱۹ مولانا مسیح علیہ السلام
 المتأخرین جتہ من جہل البید و لفتا شاہ ولی اللہ صاحب دلائل غایۃ اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا
 اور کتاب مستجاب عقیدہ الجید اور رضاف ایک محقق اند فقیل من تألیف فراتی ہے سو تمام عبارات کتابوں اولیٰ کی
 اہمکہ یہاں نقل ہو سکتی ہے طالب حق کو اور شاہین محقق اور مؤلفین کو چاہیے کہ ان کتابوں کی مطالعہ ہی مشرف ہو کہ
 الاکن کچھ قدر سی فقیل بطور متین اور بزرگ کے ہم ہی ذکر کرتے ہیں مگر پہلے تنازعہ سمجھ لیا جائے کہ عامی کی حقین توین
 فراتی ہیں کہ اور کتاب کوئی مذہب ہی نہیں اور اس کی مبیل علی کی ہی ہے کہ وہ علماء وقت سے سوال کریں جیسا کہ پہلی
 ساتویں روایت میں کلام سید باؤشاہ کی اور گیارہویں روایت میں کلام سی ماخون قداری کی اور پندرہویں میں
 کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا ان کی نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع و اصول
 امام کے سے وقت میں سوا اس کی حق میں عقیدہ میں فراتی ہیں اذ ارادہذا المتبحر فی المذہب ان یعل فی مسئلہ خلاف
 مذہب امامہ مقلدا فیہا امام آخرہل یجوز لہ ذلک اختلاف فیہ فیقتل الغزالی و شریذہ و ہو قول ضعیف عند الجہود
 لان منہا علی ان الانسان یحب علیہ ان یأخذ بالدلیل فاذا فات ذلک یجملہ بالدلائل اثنا اعتقاد افضلیۃ امام مقام
 الدلیل فلا یجوز لہ ان ینتزع من مذہبہ کما لا یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی و رد بان اعتقاد افضلیۃ امام
 علی سائر الاممہ مطلقا اخیر لازم فی صحۃ التقليد اجماعا لان الصحۃ والتابعین کا نوا یعقلون ان خیر ہذا الا
 ابو بکر ثم عمر کا نوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرہا بخلاف قولہا ولم ینکر علی ذلک احد من اجماع
 ما قلناہ و اما افضلیۃ قولہ فی ہذا المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتہا للتقلد الصریح فلا یجوز ان یکون بشرطاً
 للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جہود المقلدین و لو سلمہ ففی مسئلۃ ہذا ہذا علیہ کلام لا ینکار کثیراً ما یطل

سینہ زوری ہی اس کی طرف کچھ خیال نہ کرنا چاہیے بلکہ وہ بل وائے ہے شریعت کی حکم کو بلا دلیل کے اور نہ گناہی اس کی رحمت کو
 سو پہلی عبارت شریعت تحریر کی صلح اگر تخری فی مذہب یہ ارادہ کرے کسی مسئلہ میں اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر
 عمل کرے یا یہ اس کو جائز ہے کہ ان علماء کے خلاف کیا ہے سو امام خود اور ایک گروہ ہی منع کیا اور یہ قول چہر کے نزدیک ضعیف ہے
 کیونکہ ان کی اصل جہت یہ کہ ان انسان پر واجب ہے کہ دلیل کے ذریعہ سے اختیار کر لی پر جب دلیل ہی لائل کی جیسا کہ سبب قوت ہو گئی تو
 اس کی امام شریعت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کر دیا سو اس کو اپنے امام کے مذہب کے نقصان جائز نہیں ہے جیسا کہ اس کو یہ
 جائز نہیں کہ شریعت دلیل کے مخالفت کرے اور یہ قول اس طور رد کیا گیا کہ امام کی مطلق منہلیت کا اعتقاد تمام مذہب صحت تقلید میں
 لازم نہیں ہے اس واسطے کہ صحابہ و تابعین یہ عقیدہ رکھتی تھی کہ اس امت میں فضل اول ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد
 سکونین ان کی اولیٰ کی رضا اور ان کی تقلید کرے تھی اور کچھ کچھ کہتے ہیں کہ ان کی قوی باری قول پر اجماع ہو گیا اور یہ منہلیت اس کی امام کی حق
 ایک مسئلہ میں خاص کر سو کہ کچھ جہاں راہ مقلد صرف کو کوئی نہیں ہے سو تقلید کی یہ شرط پڑانی جائز نہیں ہے اس کی کہ لازم آتی ہے کہ یہ

علی حدیث یخالف مذهب امامه اور بعد قیاساً قیاساً یخالف مذهبہ فاعتقداً لا فضلیتہ
 فی تلك المسئلة یعنی ہذا الکتب فی الجواز منهم الامکان ان الکتاب اذ ازل امام والحق ان کتابا کان جرحاً والی وجہاً من الحق
 والمالکیۃ من یفرض ذکر اسمائهم الی التظویل وهو الذی اعتقد علیہ الاتفاق من مفتی المذاهب الاربعۃ
 من المتأخرین واستخرجہ من کلام اوائلہم اشترے نہ سہید فی سبیل اللہ بحلیل مولانا محمد الدین محمد علی
 ایسی ہی تقلید کو بدعت متعین قرار دیا ہے اور شعبہ رفیق کا ہر ایک ہے اور جناب مولف کو انہیں کسی مذہب ایسی اور انہیں کسی
 کلام کے مقابلہ میں دعویٰ وجوب تقلید مجتہدین کا کیا ہے اور بدعت مجتہدین کا اس علم و وجوب کا تمام عالم قائل ہے
 اس کو کلام بابت نظام دلائل عظام نبویؐ بحلیل صاحب کا ایضاً الحق تصریح فی احکام الملیت و
 المصرح میں اعدائے مجتہد سے استدلال کر کے مسائل متفرع کرتے جاتے ہیں اور بعد تقریر چند مسائل کے فرماتے ہیں مسئلہ
 خامسہ تجہات اکثر متأخرین از فقہاء و صوفیہ کہ بعض نابینا برحق حصول بعض منافع و فیدہ مسائل شرعیہ بدون شک و دلیل
 دلائل شرعیہ عبادت یا مسائل اخراج مینا میندیا متحدہ پہلی از ہول دینیہ بحد و خاصہ محدث سیکندہ یا ترویج کر کے
 قائل در قرآن سابقہ بود بر رد کہ دے آرند یا احتمال کر کے دلائل از منہ مروج بود بل سے آرند مثل نماز مسکون جو تقلید
 شخصی میں ان کے مجتہدین دوسرے ثواب عبادت ایجا ہے اسلئے بخلاف بنیادت در عبادت مایہ کہ ان ثابت اسلئے
 و مثل متحدہ مذکور کہ تبدیل باد ضلع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و عمدہ یا اکثر البشر فی عشر و ترویج انہ و انہا بطلان
 عبادت و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاس و کفیفہ ہم متفرق جمیع بہت خوران و جمال ظاہر کتاب بدعت گردید برین ترک
 دین و جمال امر معروف و نہی عن المنکر و ہم مبالغہ باقامہ جہانگشا و سانی و شال این امور عمدہ نشان ہمہ از قبیل بیعت
 حقیقیہ بہت اہتہ اور دوی جگہ ہی ایضاً الحق میں ارشاد فرماتے ہیں بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس تحقیق احکام قیاسیہ
 اشغال صوفیہ و فوائین عربیہ ضرور نیست و ارادۃ و تقلید شخصے معین از مجتہدین و مشائخ و ارکان دین
 نہ بلکہ ہمین قدر کافیت کہ وقتی کہ حاجی سپیش آید کسی از ایشان مستغفراً کردہ شود نہ انکہ ارادۃ و تقلید ہم مثل
 ایمان بالانبیاء و از ارکان دین شمرہ شود و لقب جنتی و قادسی بنابر لقب سلمان و سنی الظہار کر دہ شود و امتیاز
 از شافعیان و حشمتیان مثل امتیاز از کفار و دہن من از لوازم دین شمرہ شود و استعمال را از مذہبی بد مذہب
 تقلید جائز نہ ہوے اور اگر فرض کیا جائد نہ ہوے اس مسئلہ میں یہ ہر کوئی مفسر ہے معین نہیں ہے الہی کہ اکثر اوقات ایسے ہیں
 معلوم ہو گیا ہے کہ اوکی امام کی ذہب کے مخالف ہوتی ہی باقیاس نوی عبادت اوکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پھر وہ اوکی مسئلہ میں کہ
 فضلیت کا مستند ہو جائے اور اگر کلاماً اسکو جائز کہتے ہیں او میں ہی کہہ سے ہے اور ابن ماجہ اور ابن ہمام اور نووی و اوکی
 اتباع جیسے ابن حجر اور علی و احمدیون میں کا اور اوکیون کا ایک گروہ معتقد کہ اوکی ناموں کی ذکر اس بات یعنی ہوتی جاتی ہی اور بعض
 مسئلہ ہے جس پر دین مذہب کے متاخر مفتون کو اتفاق ہو چکا اور انہوں نے ہر ایک کے ہر ایک کے کلام میں کلام الہی اور کلام جبارت کے

یا از طریق بطریق مثل ارتداد و ابتداع و بخی موجب قتل و حبس و دزدی و دوا و عوی اجتهاد و ولایت راسل و غیر
 سبوت یا دوا و کرامت بطریق بغی بر ایام حق باعث قتال و کرامت قرار داده شود آیا نمی بینی که باطل قاضی حیر کردن
 میرسد نه بر طاعت مجتهد که رو حکم قاضی دیگر بر ایام میرسد چه جا احاد را یا بر افعال حکم مجتهد که بر هر کسی قبول آن واجب
 نیست لایسازد و قید کند آنس خود مجتهد باشد که او را تقلید مجتهد اولی صلا جائز نیست و بغی بر ایام حق اگر چه آن باغی نسبت
 است به مشیت نباشد صلا جائز نیست برخلاف دعوی مجتهد که در تفسیر مکه اجتهاد و حاصل شود و لا بد دعوی اجتهاد باید کرد
 و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت باجمله غرض ازین کلام آنکه شغال بقتضی ظاهر کتاب حسنت و تعلیم و تعلیم آن خوا
 بخواهند باشد خواه با تسلع مضامین مبنی و اشاعت آن از جنس اکل شرب لباس است که مدار زندگانی برینست و شغال
 با حکام فقیه معتبر و شغال صوفیة نافذ از قبیل مداوہ و مصالحہ است که عند ضرورت بقدر حاجت لعل آرد و بعد از آن بکار
 اصلی خود مشغول باشد و عنوان دشوار خود محدودیت خالصه و تسنن قدیم باید داشت نه تذبذب به غیر طب من اینست که در طریق
 مخصوصه بکده مذہب و طرق راشن کا کین عطارین باید مشرود و خود را از سنگان جند محمدی باید سبک داشت چنانکه سپاهیان را
 عنوان سپهری دشوار است و علامه کاسطانی کار و بار دینی که بر دوش محتاج میشود از هر دو کافی که بدست آمد میگیرند و
 حجت لعل آرد و باقی را برای وقت ضرورت نگذاهد و بکار و بار خود مشغول میباشند همچنین محدث یا فاضل دشوار
 باید کرد و با قاعده ظاهر سنند را کار و بار خود باید داشت و حکام فقیه و صحیح و فاضل مدفوع معتبر را که زمانی از شرب فساد و عیبت
 باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از آن بآن توکل نباید کرد و البته سجان اعدا مولانا کی کیا چپی قشیل عمل باشد
 صابنه امور مدار زندگانی کی و تشبیه حل با قول مجتهدین کے ساتھ دو الکی ہی سو و تشبیه اول کی تو ایسی ہے
 اس کے مسلمان کو انکار نہیں لاکن وجہ تشبیہ ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے وہ وقت در و ذات لجنب کی شکایت
 ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی سلسلے در کار ہوتی ہے اور تشبیہ ثانی
 مجتہدین کی دو کانون ہی عطاروں کی ہی کیا واضح ہے تو اس ہی بنظر بار یک غور کرنا چاہی کہ جب کوئی شخص التزام کرے
 کہ میں عبد اللہ عطار ہی سے منقاد و الیا کرونگا دوسرے کسی کہہوں تو گنا تو وہ بیشک ایک الکیدن ہلاک ہی ہو جائیگا
 یہی اوسدن کہ وہ تو در و ذات لجنب میں مثلاً مبتلا ہو رہا ہے اور عبد اللہ عطار کے پاس اوسکی دوا نہیں ہے
 ایسا ہی وہ شخص جسے التزام کر رکھا ہو کہ میں تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہیں کرونگا
 تو وہ کسی کیس دن گناہین مبتلا یا کسی فرض کا مارک ہی ہو جائیگا مثلاً ایک عورت صغیہ ہو جو ان مشتبہ اور ہوگا
 مناد و مفقود بآخر ہوا و رخ صد بار برسکا گذریا ہوا اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ رزاک کی صادر ہو نہ کا خوف
 غالب ہو تو دیکھو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کی مذہب میں کوئی علاج نہیں وہ تو ہی فزائی ہیں
 کہ تو ہی برس تک خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ مخواہ زنا میں مبتلا ہو چکے گی اور اگر التزام نہ ہوتا تو بیشک نہ اسے

بیج جاتی اسلئے کہ امام ہانک کی مذہب میں کسی دوا یعنی تجویز نہ نکاح ثانی کی بعد چار برس کی وجہ وہی یہاں تک
 شخص حنفی کو سفر میں ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر عصر کی اپنے اپنے وقت میں ادا نہیں کر سکتا اور اسکو التزام
 ہمارا فنی مذہب کی تقلید کہہ کر لگایا اور جمع میں الغیر و البصر ہو کر نہ لگایا تو وہ بیشک ایک نماز کو ادا کرنے میں
 قضا ہی کر لگایا اور اگر اسکو التزام خفیہ کا ہونا تو بے قابل دو نماز نہ لگوشا فنی مذہب پر چمبہ کر کے ادا کرنا اور ترک
 فرض سے محفوظ رہنا اور رسولنا مرحوم رسالہ تنویر العینین نے ثابت فرمایا کہ یومین میں نہیں ایسی تقلید کہ شہر نفس کا
 فرمایا ہے یہ ارشاد کرتے ہیں وقد علا الناس فی التقليد و مقتبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا
 الاجتهاد و منعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل و هذا علی الداء العصال اللی اهلکت الشیعة فهو لا داعی
 اشرفوا علی الهلاک الا ان الشیعة قد بلغوا اقصاها فقی زواردا القصوص یقولون من یزعمون
 تقلید و هو لا یأخذ فیہا و اولو الروایا الشہیة الی قول امامہم استہ ۲۲ شیخ سید الحق می شاہد علی
 حنفی ہیں مقررین کہ طریق متقدمین کا یہی تھا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہیں کیا کرتے تھے اور اس قول کو آیت اور
 حدیث اور جماع کی فکر مستند فرماتے ہیں اور کلام میں حافظ ابو محمد بن خرم کی یہی ہستہ ہاؤر کہستہ ہیں
 اور فرماتے ہیں کہ انصاف اور عدل ہمیں ہی چاہئے بحصول المتعرف فی معرفۃ الفقہ والقصر من انشاء و کرتی ہرین
 لزوم اتباع المجتہدین والافتداء بہم فیہ طریقان فکان طریق المتقدمین انہم لا یزعمون التزام مذہب
 معین و اتباع مجتہد واحد بل کان للمجتہدین العمل بالاجتہاد و کان سبیل العوام ان یتسفلوا الفقہاء
 و یرجعوا الیہم من غیر متابعت احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن خرم الظاہر ما نقلہم احد فی زمان القرون
 الثلاثہ الذین ہم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ و انما حشد ذلک بعد ذلک القرون من غیر انکار احد فخذ ذلک محل
 الاجماع دلیام علی ذلک قولہ سبحنا فاسئلوا اهل الذکر ان کتہم لا تقلون و یقولون ان الناس ما مروا بالعمل
 بل انہم یأتون فی کسبہم لہم تقلید باب میں اور یہ ہر کو کرتے ہیں ایک مجتہد میں کسب تقلید کے التزام میں یہاں تک کہ وہ قائل ہوں کہ
 اجتہاد کی متنع ہو چکی اور نہ کرتی ہیں ابھی امام کس کو کی تقلید میں یعنی مسلوین امامہم و تحت مضامی کو اور میں مذکور شیعہ ہلاکت کو پہنچا
 اور یہ ہر وہ لوگ فریبہ جبر ہلاکت کی پہنچ گئے ہیں ان اتنی بات کہ شیعہ فی سالفہ کہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک اپنے مقتدا کی قول کی قبالہ
 میں اسلئے کہ شہور و امیران کو اپنے امام کی قول کی فکر نہیں یہاں تک کہ لاتی ہیں ہر کو کی عبارت تر توبہ العین کی استہ اتباع اور یہ وہی
 مجتہد معین میں دو طریقہ ہیں طریقہ اولیٰ لوگوں کا توبہ کہ ان کی نزدیک تقلید مجتہد معین نہیں ہی بلکہ اس زمانہ کی مجتہد تو اپنے چاہے
 عمل کرتے ہی اور اس جہل کی خرافات کا یہ حال تھا کہ غیر التزام ایک مجتہد میں کسب عالموں کے فتوے پر جی تھے حافظ ابو محمد بن خرم ظاہر
 ہا کہ فی قرون غشہ میں کہ وہ اپنا زمانہ کہہ سکتے ہیں جانی کہ ایک معین امام کی قول پر عمل کرتا ہو بلکہ یہاں تک کہ نزدیک ان زمانوں کی
 جیسے ہا جہا توبہ بمقام جماع کی ہو گیا اور ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ کلامی لوگوں کی پوچھ لو کہ تم نہیں جانتی اور اب دیکھا

بالکتاب السنۃ والجماع والافتاء بالعلماء فیما یقتضی فاجوبہ التیین والتخصیص فی الہدایۃ اشارۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 احکموا حوائجکم بایہم اقتدیتم اقتدیتم والعلماء کلامہم فی حکمہم وهذا القول اقرب الی الرضا والعدل انھما أقول قدر الکلام
 فی هذا الحدیث فیکف مستندنا فی کلام الشیخ الأئمة والجماع ۳۲۰ علی قاری فی ہی عترتہ کیا ہی کہ استدلالی فی کیو
 حکم نہیں کیا کہ حنفی ہی ہو گیا یا شافعی ہی ہو گیا بلکہ یہ حکم دیا ہی کہ اگر اہل علم ہوں تو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عوامی
 ہو کسی اہل علم ہی پر چلی جائے شریعت میں علم میں فراموشی میں ومن العلماء ان اللہ سبحانہ وثقاکا کلفا احل ان یكون خفيا
 او مالکيا او شافعيًا او حنبليًا بل کلامہم ان یجوز بالکتاب السنۃ انکا نوا علماء او یقلدوا العلماء ان کا نوا جہاد
 انہی اور نیز بیچ رسالۃ التوارث کے فتاویٰ دینا فی نقل اندلہ انتقل حنفی والشافعی تم قبیل شہادت و انکا عالم کا فی و انکا
 وهذا كما تری لا یجوز المسلم ان یتفقہ بمثلہ فان المجتہدین من اهل السنۃ والجماعۃ کلام علی الہدایۃ ولا یجوز علی احد من هذه الائمة ان
 یكون خفيا او شافعيًا او مالکيا او حنبليًا بل یجوز علی احاد الناس اذ لم یکن یجوز ان یقلدوا احدا من هؤلاء الاعلام لفقہ الثقات فاسئلوا عن
 الکتم للعلماء ویقول البعض مشائخنا ممن تبع عالمنا اللہ سالما انہی کلام ہی القاری فی سنن توارث و ذم الرافضی ۳۲۱ علما ہنسیہ عارف و ذموا
 سات مسلمانین امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتویٰ دی رکھا ہے پہر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی وجہ ہوتی تو
 وہی علما خفیہ کیوں نہ سب مالک و شافعی پر فتوے دیتے جیسے کہ فرمایا شریعت پیچا پی میں نقل عن جامع الفتاوی
 ائقی لملہاء العراق وما وراء النہر علی قول مالک والشافعی فی سبعة مسائل منها تقریر فی امراۃ الغائب بلادیر
 سنن الی اخرہ اس روایت سی دفع ہوا عند رادون مقلدین مختصین کا جو کہتے تھے کہ جسے کہ اپنے مذہب کے خلاف ہے
 فتوے دیا ہے تو ایک یا دو مسلمانین دیا ہے اور اس سے زائد ممنوع ہی اور وجہ دفع ہونگی ظاہر ہے اوس شخص کو کہ
 دوین اور سات میں فرق کر سکتا ہے ۳۲۲ فتاویٰ حسب اہل سنن میں ہی فرمایا ہی کہ مسئلہ نخل از زن مفقود میں امام
 متولید یہ ہے کہ کوک قرآن اور حدیث اور جماع ہست اور اقوال علماء چل کر نیکی اور میں سو کوئی وجہ نہیں اور تخصیص نہیں ہے اور ہر اشارۃ
 کرتے ہی بخیر من معلوم کہ بہ حدیث کہ میرا مثل تاروخی میں جنگی ہم پر ہی کر دل ہیہت پاؤگی اور علما صحابہ کی حکم میں ہیں اور یہ قول انھا
 کی ہیہت قریب ہیں کہتا ہوں کہ چہرہ میں جو کلام تھا پہلی گز چکا تو ہمارا نہ پکڑنا شیخ کی اس کلام میں آیۃ اور جماع رسالہ ۳۲۳
 معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیو تکلیف نہیں دی کہ حنفی مالکی شافعی حنبلی سب سے بلکہ یہ تکلیف دی ہی کہ قرآن اور حدیث پر عمل کریں اگر عالم
 اور عوام میں پر چلیں اگر انجان ہوں ہو چکی عبارت شریعت میں اہل علم کی ۳۲۴ اور جامع الامور والی شہادت غور میں لکھا کہ یہ نقل
 دیا ہے کہ جو کوئی حنفی یا شافعی ہو چکا تو اس کو ہا ہی مجوز ہونگی اگرچہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو جو اہل کی غایتہ پر یوں ہیں لکھا اور یہ ہے
 تجس معلوم ہے کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ ایسے بات نہ بات نہ کہانی کیونکہ عام مجتہد اہل سنت و جماعت کی ہدایت پر ہیں اور سات
 میں ہی کسی پر وجہ نہیں کہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بلکہ جو مجتہد ہوا وہ ہر جگہ کہ کسی عالم کی تقلید کری سبب اس آیت کی
 پرچہ لایا ذکر سی اگر تم نہیں جانتی اور سبب اس متولہ حصے شایخ کی کہ جو کسی عالم کی برپا کر گیا تو قیامت میں گرفت سی

امام کی مذہب پر خفیہ ہونے کے محل کر کہا ہی چنانچہ بعد بیان مذہب امام امام کی درباب کفر و زور و مفسدوں کی فرمایا ہی
 قول مالک معہذا بما فی هذا المسئلة وهذا قول الشافعی ولما فی البدیہۃ یحییٰ فستواء انتہی علی بعض علماء
 خوارزم کی بی ہمتیا کر کہا تھا کہ جو کوئی نماز میں خطا سے قنوت غلط پڑ جائے تو نماز اسکی خاسد نہیں ہوتی تو نہیں
 امام شافعی کے مذہب پر فتویٰ دی رکھا تھا چنانچہ فتاویٰ نزاریہ میں کہا ہی ان کے علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من
 اختلافهم فشا الصالح بالخطا فیہا اختلاف بعد ہذا فیقل مذہبہ فی قبلہ لعلہ فقال اخذت من مذہبہ الاطلاق وکذا فی
 انھن نقد العلاقات المتاخرین بنیچیم بعض رسائلہ الذی قد نقلت لفظہا فی بعض النسخ وکذا فی بعض رسائلہ الذی قد نقلت لفظہا فی بعض النسخ
 بعض علماء خوارزم کا بیان کیا کہ یوں جاری ہوتا ہے قصات متاخرین بنی فتویٰ دی رکھا ہی قسم کہ ہائی گواہ ہو کہ جو خاتم
 ترکی کے بنابر مذہب ابن ابی لیلیٰ کی چنانچہ مولانا سحر معلوم شرح مسلم میں فرماتی ہیں تو وہی وایہ صحیحہ میں مجتہد آخر
 یہی العمل جا الاتری ان المتاخرین افقوا بتجلیف الشیخ اقامہ لہ مقام الذکریۃ علی مذاہب ابن ابی لیلیٰ فافہم انھن
 سو اگر تعین مذہب معین کی ضرورت ہوتی ہے کہ اگر تعین مذہب کے بعد کہ لازم ہوتی تو یہی فتویٰ مذہب براہ بنی ابی لیلیٰ کی کہ
 جاری ہوتا جبکہ مترین مذہب معین ان روایت کو دیکھتے ہیں تو کہچہ نہیں کہہ سکتی کہ تا کہ یہی فتویٰ امام حکام علماء
 حنفیہ کی مذہب امام شافعی اور ابن ابی لیلیٰ پر بنا بر ضرورت کی ہی ضرورت تہ فیج لمخوضات چنانچہ حضرت مولانا
 روایت اخیر میں اخیر میں بابنا مالک کے ہی جواب دیا ہی ابی لیلیٰ ضرور ہو کہ علی الرغم انکی جواب میں اس خاکہ کی وہ بات
 جنسی بلا ضرورت فتویٰ دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو فعل کیجا دین تو سنو شیخ الاسلام علاء الدین حمزہ علی ایک
 شخص نے ایک مسئلہ بظراف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ وہی اجزا اس حکم کے جو مخالف حنفیہ کی ہی حافضی
 حنفی کسی شافعی مذہب کی اس مقدمہ پہنچے کہ وہ شافعی موافق اپنی مذہب کی حکم جاری کری اور حنفی حافضی اپنے
 مذہب کے مخالفت میں باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہی حافضی حنفی کو پہنچا مقدمہ کا پاس شافعی مذہب کی اور اگر وہ
 حافضی حنفی آپ ہی اور مقدمہ میں مخالف مذہب اپنے امام کی حکم دیوے تو یہی درست ہی چنانچہ مجموعہ التوازیل میں فرمایا
 سالم دیکھا مسئلہ فتویٰ دیا ہی علماء احواف اور اولائے امام امام کے کہ قول پر سات مسوین او نہیں ہی یہی کہ جاری ہیں میں غائب وہی
 حدیث کو مدد ملی کا حکم دیا جائے مسئلہ قول امام امام کہ لا مدراء بینہم شیخ مسئلہ کفر و مفسدوں کی اور ایک قول امام شافعی کا ہی چنانچہ حنفی مذہب
 اگر یہ فتویٰ دیوے تو جاری رہے مسئلہ بلا شک خوارزم کی حنفی علماء سیکر۔ ایسے لوگ ہیں جن کو بموجب مذہب امام شافعی حکم کی نہ تو نماز کا سہارہ
 اور ہونے اختیار کیا ہے اور جب انکو کوئی مسئلہ کہا کہ امام شافعی حکم کا یہی حکم سہارہ فاحتمل اور او نہیں ہی تو جواب دیا کہ امام شافعی حکم
 مذہب کے مطلق بات لیکر سہارہ فاحتمل کی خد کو مبنی چڑیا ہے نقل کی ہے یہ عوارث خاتم متاخرین ابن نعیم نے اپنے بعض رسائل میں کی
 بحث دفع میں اور حاکم قول سنی ہی اگر کوئی نقل کیا ہے مسئلہ اگر ایسے جادو روایت سیم احمد بن حنبلہ فتویٰ نوادہ پر عمل جائز ہے تو دیکھتا
 کہ متاخرین قایم تہ نہ کہ گواہ کہ کہ قسم دلائے بموجب مذہب ابن ابی لیلیٰ کی تو اذید یا ہے ہو چکی عبارت شرح مسلم

سئل شيخ الاسلام عطاء بن حمزة عن اب الصغیر ورجل من صغیر قبل ابن وکبر الصغیران وبيدها عقيقة منقطعة وقد
 كان النکاح بشهادة الفسقة هل يحل للفاضل ان يبعث الى شافعي المذهب ليطلب هذا الکافر بسببه کان بشهادة الفسقة قال نعم
 للشافعي الخيفة ان يفعل ذلك بنفسه هذا المذهب ان لم يكن من هذه هبة انتبهت كذا في الدنيا لمگیریه توخروا وکذا اگر حل اور فتویٰ
 بمذہب مخالف ضرورت ہی کہیو وقت غایز ہوتا تو اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ فی باوجودیکہ شافعی المذہب موجود تھا
 اور ضرورت خلاف کر تکیا اپنے مذہب کے حنفی کو نہ ہی کیونکہ حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نجات کو برخلاف مذہب عالم اپنے کے
 باطل کر دے ۱۹ جیسار کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدول ضرورت کی ہی درست کیا ہے
 ایسا ہے اور فقہائے ہی درست کیا ہی چنانچہ عہدہ میں فرمایا ايجز للفاضل ان يبعث الى شافعي المذهب ليطلب النکاح
 اذا كان الزويج بشهادة الفسقة وللحنفي ان يفعل ذلك وهي مسئلة القضاء علی خلاف مذہب انتہی
 کفای فی المنہول العادیۃ ۱۰ امام طرطوسی نقل کرتے ہیں کہ اگر در جمعہ کی قاست ہو گئی تھی اور قاضی ابو الطیب طبری
 شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہو تو نماز ایک جا تو رہے لکن اُوپر پش کردی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب میں بیٹ جانور کی
 بخش ہوتی ہی لکن قاضی ابو الطیب نے شافعی ہو کر اس بیٹ کی بخشش نہونی میں الم احمد بن حنبل کی تقلید کر لے اور کہا کہ میں اب
 حنبلی ہوں اور تکبیر تحریم کہدی اور نماز میں داخل ہوئی چنانچہ امام سید شریف علی السہوک نے نقلاً عن الکتاب النہایم فرمایا
 ان الامام الطرطوسی رحمہ اللہ حکي انما قيمت صلوة الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالتكبير فاذا طارث قد ذرق
 عليه فقال لا حنبلي ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انما كان شافعيًا يتجنب الصلوة بذرق الطارث فلم يمنع ذلك من الصلوة بمذہبہ
 ذلك من تقلید المخالف انتہی علی ما نقلہ العلماۃ حسن بشر بن سلامی الحنفی فی العقد الفرید ۱۰ اور ایسا امر دیکھ کہ قاضی ابو عاصم
 عامر سے حنفی وقت نماز مغرب کے فقال شافعی کی مسجد میں تشریف لیگی تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو فقال شافعی ہی دیکھ کر
 منون کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو کلکے کہنے سے خاطر داکر قاضی حنفی کے باوجود کہ شافعی مذہب میں تکبیر میں ایک کلک کہا جاتا
 تھا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو وہ منون نے ہی اپنے مذہب کے خلاف پاسخا طر فقال شافعی کے جہر لفظ مع القراءة اور فرید بن وغیرہ

[illegible]

شافعیوں کی موافق نماز میں ادائیجا پھر امام سے شریف علی کو دئی کتاب فادس من فضل فراتی ہین ان القاضی اباعاصم
العاسی الخنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والمؤذن یؤذن المغرب فتک ودخل المسجد فلما أراد القفال
المؤذن ان یشئ الافاقه وقدم القفال فقدم وحج بالبلد مع القراءة والی بشعرا بالمشافعیة فی صلواته ومعالم ان القفال
ابا عاصم انما یصل قبل بشعرا مذهبہ فلم یغفہ سبق عملہ عندہ فی ذلک ایضا فتک علی ما نقلہ للعلاقۃ الشریفہ للامام
الخنفی فی القفال القفال اور مکتوب کے ہیں اس قصہ کو نقل کیا ہے تعلیمی حضرت مولف نے جو ب من ردہت فقال اور ابو عاصم کی بھیج
ایسا دیا ہے کہ یہ ردہت مخالفت ہے جماع کے تو اس کو تم خرب دیکھتی علی آئی ہر کہ جماع است کا کس طرح ہے التزام کس طرح ہے
یا عدم التزام کس طرح ہے یہ فرمایا ہی کہ جائز ہے کہ کیا گیا ہو یہ فضل بن عوف کی نظر سے اس کے کہ یہ فعل درست ہے سو بطلان
اس قول کا صریح ہے اس لئے کہ یہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابو عاصم وغیرہ ہی باوجود ممنوعہ جنگ کے مانع نہیں
ہوا اور نیز کیا جبر ہوتا کہ باوصف علم عدم حجاز اقدام کی ترک میں اس گناہ کے اپنے ترک تفسیر کے بزم مولف ہونی ہی است
فرمایا حضرت مسلم بن یزید اللہ یہ خیر یفقہ فی الدین نانیم ہرین فہم وہنس خاتم المتأخرین زین الدین ابی عبدین
ابن نجیم متاخر الزمان قایل صحت حکم ملفی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص غیبت میں جو جمع میں اندھینوں فی حادثہ وہم
عبادت ہی جائز رکھی وہ ہتیار علی مذہب مختلفہ میں بطریق اولی جائز رکھنا کیونکہ جمیع اولیین تو مختلف ہی ہیں اذنان
جمع علیہ ہے خاتمہ فراتی ہین رسایل زبیدیہ میں ولیمکن ان یؤخذ صحت الاستبدال من قول ابی یوسف وصحۃ البیہ بغیان
فاحش بقول ابی حنیفۃ بنہ اعلیٰ جواز التلطیق فی الحکومین القولین ۱۲۰ غایہ میں منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہا لی
کہ میں عدو تگو میں نکاح میں لاؤنگا اس کو طلاق ہے پہلا دینی ایک عورتی نکاح کر لیا اور کسی غیبہ میں پوچھا کہ اب اس کو طلاق
ہوئی یا نہیں تو غیبہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہیں ہوئی تو اس شخص نے اس عورت کو اپنے زوجیت میں رکھا اور یہ پراہنہ دہی ہے
قسم کہا لی اور بعد اسکے دوسرے عورتی نکاح کر کے حکم اس کا کسی دوسرے غیبہ سے پوچھا تو اس دوسرے غیبہ نے بے غلافی سے
غیبہ کی حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے سین میں ہمارے آئہ کا یہ فتوے ہی اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلی غیبہ
تعلیق سے اپنے نکاح میں بھیجی اور دوسرے عورت کو دوسرے غیبہ کی تعلیق سے سلفہ کیجئے جو دوسری سو یہ حکم صریح دلالت کرتا ہے سبابت
بیٹھی نماز کیونکہ پڑھنے کو شافعی مہدی فی انکو اس کام میں نہ کا اور مذہب مخالف کی تقلید کر لی ۱۲۱ قاضی ابو عاصم حارس
منی فقال کی مسجد کے دروازہ پر بیٹھے فتوہ دیا کرتے تھے ایک دن موافق سورج کے انان کہی سو وہ اپنا مشغلہ چھوڑ کر مسجد میں چلی
جب فقال فی انکو دیکھا تو مولف کی کہا کہ دو دفعہ کلمات تجیر کر اور کسی اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے بکار کر بسلم مداب
فرارہ پڑ ہے اور سب بائین شافعی مذہب کے اپنے نماز میں برترین اور یہ معلوم اگر پہلی قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑھا
سوا انکو دینی مذہب کے اس عمل کہ بے ہمتی سے اپنا ترک کیا ہوگی عبارت عقد الفریک ۱۲۲ جسکی ماہنامہ سیدہ لکھا اور دوسری قاضی
دیکھ کر کچھ دیا ہے ۱۲۳ اور دیکھ کر کہ ہتھالی کی صحت امام فی یوسف کی قول پڑا اور جو فقہا صریح کی یہی کی صحت امام حنیفہ کی اور

کو کہو ایک فقہ کی تقلید کرے اور کہو دوسرے کی اور ایک مسئلہ میں حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ میں شافعی ہو اور دست ہے اور اگر کسی
 مسیح کے تقلید میں ہے میں بنی چار پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی مسرۃ ہفتہ اشعار میں فرماتی ہیں ونقل
 عن الحائثی فی مسئلۃ تعلق الطلاق بالزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادۃ اذا استفتی عدلا
 من اهل التقوی فلا فی بطلان الیہین وسواء ان یاخذ بفتوایہ ویمسک المرأة فان تزوج اخری بطلان اولیہا وقلنا خلاف بطلان
 کل امرأۃ تزوجا فاستفتی فقہا آخر مسئلہ فانہ ابھت الیہین وقوع الطلاق المضا الیہ بالزوج فانہ یمسک الاولی فیفارق
 الثانیۃ وهذا کذلک علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذہب فی مسئلہ وشافعی
 المذہب فی غیرہ فان کمالیہ تقلیداً ما یصلح لہ اریہ روایت وغیرہ میں اور نوادر میں اور قول صدیق وغیرہ میں ہیں موجود
 ہے اور مولوی سید حیدر علی مرحوم صاحب فقہ نوکس کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد سید مولانا شاہ عبدالغفر
 اور مولانا شاہ ولیعزیز الدین قدس سرہا کہتے ہیں رسالہ سیانہ الاناس من دوست اخلاص کہ جو رد میں فصل اول
 پر ایسے کے تحریر کے ہیں فرماتی ہیں قول مرحوم صاحب بعض متروکین پر حال نکلتا ہے کہ جنہا میں مولوی ابوعلی
 اہل حق فصل کر دیں کہ موافق مخالف سے تحقیق کیا اور بن حنفیہ ہشت مند بن بر مولوی ابوعلی کے کلام سے ظاہر ہے کہ انکو مسئلہ قید نہ
 ملت کی نہیں ہے اور سینا اخبار وغیرہ رسائل میں محقق ہو چکا ہے اسکا یہ ہے کہ حال رسائل مذکور کا تو دیکھیں
 معلوم ہوگا پراٹھا جاتا ہے کہ ملت سے اگر ملا ہے کہ نہ ہوگا ابوعلی کو قید دین اسلام کی نہیں ہیں کہیں مسلمان کہیں یہود
 کہیں نصرانی کہیں مشرک یعنی تھے تو یہ بات قابل جواب کی نہیں سکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہی اور اگر ملا ملت سے
 وہی مذہب ہے تو جواب سکا یہ ہے کہ قید ایک مذہب کے اکثر لوگوں کے حقیق اگر احوال میں اولی اور تحسن بلکہ ضروری ہوتی ہے کیونکہ
 دین پر دلایا سہل ہو جاتا ہے لیکن شخص کیلئے ضرور نہیں جبکہ وہ کفار مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے ہر تقلید
 ایک شخص مدین کے سپر اگر کوئی اولیہ شریعہ اور جہی ہو تو لاؤ ذکر و تقلید تو دہلی مہمل کے ہے فاشلاً اھل الذکر انکم لا تعلمون
 سید شریف ان حکم الہدیک حاشیہ میں فرمایا ہے کہ اولاد و اصل مذہب کی ایک جہی وہ سادات کرام میں اور پھر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے
 دوسرے اولاد و جہی وہ علماء اعظام میں اور پھر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام اور جو تحقیق اصل ہو اور تقلید ضروری یعنی قوت
 علی مسئلہ تزوج کی تعلیق طلاق میں غایہ میں منقول ہے کہ ہاں ہاں کہا ہے کہ جب کوئی شخص کسی حنفی عادل کے حساب میں
 فتوا پوچھی اور وہ میں کا اہل ہونا بیان کرے تو اسکو رد کرے اور اسکی فتوہ پر عمل کرے کہ عورت کو روک کہیں بہر کسی اور عورت سی نکاح
 کیا اور یوں قسم کہاں کہ شریعت میں نکاح کرے اور بطلان ہے پیر ویسے معنی متقی سے فتوا پوچھا اور معنی لے لیا فتاویٰ یاد
 تری قسم شہید ہے اور یہ طلاق مسئلہ پر گئے قریب ملی عورت کو روک کہیں اور دوسرے کو چھوڑ دی اور یہ سب اسلئے کہ ایک فقہی
 دوسرے فقہ کی نظر سے کرنا درست ہی اور یہ جائز ہے کہ ایک مسئلہ میں حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ میں شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام مسک
 تقلید واجب نہیں ہے ہر چکے عبارت تحصیل التعرف کی ہے ہر چہ اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو

ہونی مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی تو ہوتی تو اس لیے مجتہد محلی کو بھی ایک اجرب ہے اور اگر مصیب ہو تو وہاں مجتہد عامی
 مسئلہ کی کہ اس کو خطا میں نہ دونا اجربہ ایک محقق کے تحقیق کلام میں سبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور قائل کو بھی سرفراز محقق
 متاخرین اور متقدمین کی تقلید کی نفی کے لازم آمد وجہ نہیں اگرچہ اولیٰ اور ہیتراد وجہ سبیل سہل ہو عمل کے بغیر اس ہمار
 دعوے پر صحابہ رض کا اجماع صحت اور دلیل کے توجہ شخص کو تقلید ایک شخص کی لازم آمد وجہ کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم
 وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے نہ اس پر کو علم نہیں اس سہل کا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ کے جس خوبی سے ہے
 اخیر اور پہلی کتاب میں حاجت بیان کی نہیں ہیں ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام اور اس کی شرح میں یہی ہے اس لیے
 کتاب اور اس کی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مستقیم اور اس کی شرح میں یہی مسئلہ قال الامام احمد للتحقق علی صنع العلم من تقلید
 اثبات الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم فان اقوالہم قد تحتاج فی استنباط حکم منها الی تحقیق کافی السنۃ ولا یقلد العوام علیہم
 یحییٰ علیہم اتباع الذین سبوا ای تعقوا و یویدا ای وردوا ابوابا کل مسئلہ علی حدة فہذا ہوا مسئلہ کل باب فحقو کل
 من غیرہا وجعلوا جامع و فرقوا بفارق و علوا ای وردوا الکل مسئلہ مسئلہ علو و فضلا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید
 تصحیح لعلم الفقہ لکثیرا الصحابة الجلیلین الثقلیٰ و علیٰ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الذیہ الامام الامام الامام الائمۃ امامنا ابو حنیفہ
 الکوفی والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم تعاف و جہا عن احسن الجہل لان ذلك المذكور لم یل فی غیرہم و فیہما فی الحانیۃ قال
 القزالی نقول الاجماع علی الذین اسلم فلان یقلد من شملہ من العلماء غیر حرج و لہم الصحابۃ علی الذین استفتی اباہم و عمر ایدی الخ
 فلان یتفقہ اباہم و معارفہ و معارفہ و غیرہا یعمل بقوام من غیرہا فہن ادعی برفع ہذین الراجعین علیہا انفقہ فقل بطل ہما
 الراجعین قول الامام و قولہ اجماع المحققین لا ینفہم منہ الاجماع الذی ہوا الحق حتی یقال لہم نقاض الراجعین بل الذی یکون معانہ
 الراجعین علیہ یقال لہم المحققین علی کذا و کذا خلا الخ اذا لہم الاخریٰ ان یقبلوا ہما مثل الائمۃ الذیہ و انکما کما ہما
 الامام الحوین نے کہا ہے کہ محققین پر مجرب ہو گئی ہیں کہ عام لوگ صحابہ رض کی پیروی کریں کیونکہ ان کی قوتوں میں جبریت کا
 بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام میں یہ کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیے صحابہ کی نہیں
 اور ابن مفلح اس پر بنا کر کہہ کر سوائے ائمہ اربعہ کے اور وہی تقلید سے منع کیا ہے یعنی امام والاہمیت ہمارا امام ابو حنیفہ کو
 امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم تعاف دوسرے رحمت کرے اور حجاز سے کیونکہ ان کی صوا اور وہی مذہبوں میں ان کی پیروی
 بائیں نہیں باقی شاہین اور سہین اعتراف ہے شاہین میں یہ کہ ہا توافی نے کو اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو مسلمان کے اور کورہا
 کہ علماء میں سے جسکے چاہے تقلید کرے اور صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ جو امیر المؤمنین ابو بکر اور عمر سے فقہا پر چسے تو اسی کو
 اور معاویہ بن جہل وغیرہ سے فقہا پر چسے اور بلا دہر کہ ان کی قول پر عمل کرے سو جس کی کو ان دونوں جگہوں کی ادبہ جائے
 دعوے ہے تو اس پر دلیل ہے ان دونوں جگہوں کے امام الحوین کا قول باطل ہو گیا اور امام الحوین کا یہ کہنا کہ محقق مجرب ہیں
 وہ اجماع جو ہے نہیں سمجھا جا کہ یہ کہا جا کہ درجہ احوال میں یہ فرقہ لازم آتی ہے بلکہ جو کہ کیا معنی اور بدستغنیہ ہوتا ہی اور کیا گروہ

بل الحقیقۃ انما منع من منع تقلید غیر هم لانه لم یبق روایت مذہبهم محفوظه حتی لو وجد واروایت
 صحیحه من جہتہا آخر بجای ذالعمل بها الا ترى ان المتأخرین افوا بتجلیف الشہوخ افاقہ لموقع
 الذمۃ علی مذہب ابن ابی العلی فانہم انتہی عن تحقیق سے معلوم ہوا کہ مذہب فقہ حنفی علی علماء ان پر عدم تقلید مذہب
 اور ملت کی اور دوسرے شہوخ انشا اسکا وہی شد و شریعت فقہی کا ہے جیسے کہ معلوم ہوا تمام ہوشی القریۃ ولانا حدیث علی
 مرحوم کی میمانۃ الاناس میں اور نیز مولانا صفور علی شہید دوسری ستریم ایک فتویٰ جواب میں کسی سائل کی تحریر فرمایا
 اور شہد میں مع سواہر علماء ارونک اور دینی بقالب طبع آیات وادہ ہی نقل کیا جاتا ہے چہ مبغض آئند علماء دین و فضیلان
 شیعہ متین و بارہ کیسہ بیان پر خدا و رسول آورد و برتباع حکام شرعیہ بلا تقلید نہ رہی از مذہب اربعہ دینی و جان
 کربستہ و آئند اربعہ را پیشوا خود میداند و خود را محمد سے میگوید و معتقد مذہب معین را کہ خود را حنفی یا شافعی مثلاً
 میگوید نیز محمدی میداند مثل عبداللہ بن مسعود و مانند ان آن شخص مسلمان سننے بہت باند و ہر کہ اور اشکر یا کا فر یا بدو
 گوید ان کیست پس تو جو را جوابی ازین استغناء است کہ این سوال استغنی سے سوال بہت اول آنکہ ہر کہ با دو جو
 بخدا و رسول برتباع حکام شرعیہ بلا تقلید مذہب از مذہب اربعہ جان کربستہ و آئند اربعہ و غیر ہم از انیمہ ہی سنت
 جماعت را حق میداند و خود را محمدی میگوید یا این اتباع جابر بہت باند دوم آنکہ اورا کا فر یا اشکر یا مردود گفتن و اورا
 از فردہ الی سنت خارج و نہ تنج و نہ است یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ اورا کا فر یا اشکر یا مردود گفتن و اورا نہ باشد حکم این
 چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب سلیم کہ در مہول الفتنہ مذہب حنفی مثل ان این زمان مالیت نہ گشتہ و نہ ہم
 ان از امام قرانی رحمہ فعل کردہ ترجمہ اش اینست کہ اجماع معتقد بہت بریکہ ہم کلام آورد و برگزیدہ است تقلید بر محمد کہ بخوابد
 بغیر یقین من غیر محمد و نیز اجماع صحابہ رضاست برانیکہ شخصی کہ ہفتاد از حضرت ابی بکر و حضرت عمر رضی میگرد و تقلید این پرورد
 میسر و برگزیدہ است ہفتاد از ابی ہریرہ و مساذین جبل بکند و عمل بقوال اینان نہایہ من غیر نیکو کہ سیکر رفع این ہر دو اصحاب
 دعویٰ کند و وجہ بہت کہ دلیل دعویٰ خود بیان نماید ہفتہ ترجمہ حاصلش اینست کہ اتباع حکام شرعیہ و خدا و
 از ہر جہت کہ بخوابد بلا تقلید مذہب از مذہب اربعہ و غیرہا جابر بہت باجماع صحابہ پس منکر و مخالف ان منکر و مخالف اصحاب
 صحابہ بہت و در خوف تردی و ہلاکت لیکن باید دانست کہ چنانکہ عدم یقین مجتہد و تقلید جابر بہت ہمچنین یقین نیز
 جابر بہت بلکہ یقین دین زمانہ موجب بہول عمل در دین است و نیز در تقلید مجتہد معین فائدہ دیگر بہت کہ چنان کہ
 اور بہر تحقیق ہر جہا نہ ہے تو بران کہد جیسے میں کہ اس بات پر تحقیق جمع ہوگی میں پیرا کسی کلام میں اور ظلی ہی کہ مثل آئند اربعہ کی اور
 مجتہد و انجمنی کوششیں کی ہیں چنانچہ اسکا انکار بہت دہری او گستاخی ہی بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوا آئند اربعہ کی اور دینی تقلیدی جہت سے
 منع کیا ہی اوسنی بیہ وجہ ٹھرا ہی کی اور دینی مذہبوں کی رد متین محفوظ نہیں رہی چون یہاں تک کہ اگر کسی اور مجتہد سی و نہایت صحیح
 قواعد عمل ساز ہی کیا تو دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم مقام ترک کیا این کیسے کہ ہر کہ موافق گوامہوں کی قسم دلائی پر فتوایا دیکھا و از سمجھ

[illegible]

[illegible]

مکلف تھا کذا الخصہ شیخنا من القول السدید لابن الملا فی رد المحتار الخفہ اہ ابی السعد و
 ہے تمام یہ تھا تو ماشیہ الدینا وادبارت مسیح ابن المافریہ الکی الخفی کے قول مسدودین برکت، ولس المراد الخ
 کل مقلدان یعقده ذلک فیما قلد فیہ اذ ذلک تقلید فیما لا یحتاج الیہ وہی منہ کما اذ ذلک من قبل ان الثقلان
 یسوغ یقل الضرۃ وہی محتاج الی العمل فلا بد من التقلید فی حلی واما اعتقاد حقہ ما قلد فیہ وبطالان کل ماعداء فلیس
 مکلفا فان قلت بل ہو مکلف بل لا یلزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم حقہ ما قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم حقہ ما قلد فیہ
 لا یقلد بل ہو علی الصفا ظاہر احیث فعل ما علیہ فی الخذ بقول مجتہد واما الخفیۃ من الخذ بخلاف قول مجتہد مقلد بل ہو مکلف
 استہ اور یہاں ہی ملاحظہ قاری فی ہی شرح معین العلم میں اس قول پر خفی کے تحفہ و تعلیل کی ہی تو مقدمہ کو چاہے کہ جابون نہ ہو
 برابر باقی بر حسب چھ مہر ہوا تو اب وجہ لال کی بیان ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو خفی الخفی المذہب مثلا ہو کر بھی
 اپنے مذہب کے کلمے کو شافعی مذہب کا تسلیم مسئلہ میں اتباع نہیں کرتا اور اسکو ناروا جانتا ہے اور کرنی والی کلمیں کرتا
 ترک کیا اسی بعض اثنی بالرسول کو حکم مقدمہ تا یہ کی اور ترک کرنا بعض اثنی بالرسول کا حکم کو حکم مقدمہ اولی کی تحفہ
 کرتا اس خفی کا اپنے مذہب کو پہلے کر شافعی کی کسی مسئلہ کا اتباع نہیں کرتا اور ایا مکرم حرام ہوا حکم کو تو مقدمہ ترک اور پہلے
 جاری نہیں ہو سکتی خفین انشاء ربہ فیہم من المجتہدین کے سبب تک کرنی اذ کی بعض امداد کو حکم مقدمہ الشکی اور مقلد
 بعض عامی یہ بات نہیں کہہ سکتا بلکہ مقدمہ راہ کی اور بعض مقلدین مسلمان آج کی زمانہ کی حسیا کہ مکلف ہی وہ ہی نہیں کہہ سکتا
 بلکہ مقدمہ خاص کے اور دونوں قسم مقلد کی طرف سے یہ عذر کہ ہم لوگ مذہب اور کرام کا سوا مذہب امام اپنے کے یقینا انا
 اور انہیں ہے کہ ہر مقلد اسکا تکلیف دادہ ہے کہ اور مجتہدوں کو خطاب جانی کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا اور وہ
 ضرورت یہ ہی کہ مقلد صاحب بعیرت ہو کہ دلائل شرعی میں حکم نکال سکی سو نقطہ عمل میں مجتہد کی تقلید کرنی اور اگر تو یہ کہنے کے
 کہ مقلد اس بات کا بھی تکلیف دادہ ہی ورنہ باوجود عقیدہ عدم حجت کی اور اگر نا تکلیفات شرعیہ کا لازم اور انکا تو میں جواب دہ نکال
 بات لازم نہیں مگر اسی امتین کہ جس پر عمل کیا اذ ہی غیر صحیح ہے اور ہم یہ نہیں کہتی بلکہ وہ ٹھیک ہی بظاہر را غیر کو خطاب جانا سو یہہ تکلیف
 دادہ نہیں ورنہین ہا شیخ نے جو سود کی قول مسدود کی ہے پر یہی عبارت ملاحظہ کی ۱۵ اور یہہ را وہ نہیں کہ جس مسئلہ میں مقلد کی
 قول پر عمل کرے او میں وہ تھا کہ کہہ کیونکہ یہی بات میں تقلید کا یہی کی جاتا نہیں اور اسلیئے منع ہے چاہی پہلی گذر چکا کہ تقلید
 بقدر ضرورت روا اور وہ ہی کی عمل میں حاجت ہو سو سہو کہ تقلیدی وہ حاصل ہوا اور یہ عقیدہ کہ جس پر جسے عمل کیا صحیح
 اور جو ادا کی ہے وہ غیر صحیح ہے سو کی تکلیف نہیں دی گئے اور اگر کوئی کہے کہ وہ یہی تکلیف میں داخل ہے انشاء
 باوجود عقیدہ بے صحتی کے اسے تکلیف لازم ہو گئی تو میں جواب دہ نکال کہ یہہ لازم نہیں آتا مگر اس میں ہرگز
 کہ جس پر عمل کیا ہے اسکو غیر صحیح جاسے اور ہم یہ نہیں کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹھیک دہ ہے اسلیئے کہ جو کہ اسکی
 تہادہ کر چکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر را اور نکالنا حقا پر جانا سو یہہ تکلیف میں داخل نہیں

الرسول جانتے ہی نہیں بنا بر قول علامہ لغنی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو موجب ترک آئی بہ الرسول کا
 ہونا نہیں بن سکتا بحکم مقدمہ سادہ کی فافہم و تفکر اور آجگاہ کے کوئی یہ نہیں ہے کہ اس دلیل کا لازم آتا ہے کہ ہر ایک کے
 واجب ہوا کہ ہر مذہب کے نام میں سائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض آئی بہ الرسول کا لازم آوے گا سنو کہ یہ دلیل اور
 مسئلہ کے حق میں جا کر ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو قاسم تقلید سے اختیار کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب میں ہے بغور
 ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقت تارک بعض آئی بہ الرسول کا نہیں ہے بلکہ عامل متبعا عموم نفس کے ہے اسلئے کہ تخصیص
 اور کی یا بنظر عدم استلزام کے ہوگا یا بنظر اسکے ہوگی کہ نفس سے علمو اتباع آئی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہی پر اگر حنفی
 مذہب کے مسئلہ کی ضمن میں اخذ آئی بہ الرسول کر لیا تو یہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا ہونا نظیر کی یہ ہے کہ
 مثلاً عموم آیتہ فاقروا ما نیرہن القرآن سے فرضیتہ قراوہ کی نماز میں بدوین یقین کی ثابت ہوتی ہے تو اگر کو
 شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد میں موجود آتا ہے یا بنظر اسکے کہ مجھے نام قرآن کی حفظ پر تھا نہیں
 بارہم کو وہی قراوہ کی نماز میں خاص کر رکھا تو اس شخص نے باقی قرآن کی قراوہ کو ترک نہیں کیا مان اگر کوئی شخص نہ
 علم کو باوجود قدرت کی تمام قرآن پر اس نظر سے کہ بارہم کا پڑھنا نماز میں واجب اور باقی قرآن پڑھنا درست نہیں
 خاص کر لے تو بیشک سنی باقی قرآن کو ترک کیا اور رنگب منہو کا ہوا حدیث کہ مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک
 مسئلہ کے بموجب مذہب سرے امام کے اس نظر سے کہ ہر سوائے اتباع اپنے امام کے کیے پر جو درست نہیں اور مسئلہ کو
 حق میں نہیں لانا تو بیشک ترک کیا ایسے بعض آئی بہ الرسول کو بخلاف مقلد تخصیص تقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص
 بنظر کفایت یا عدم استلزام علامہ عموم نفس سے تو ثابت ہوا کہ ایسے مقلدین تارک بعض آئی بہ الرسول کی نہیں اور اگر
 تقلید ہر مذہب کے ہر مسئلہ کی واجب نہیں فافہم دوسرے دلیل حدیث آسود کی ابن مسعود قال قال عبداللہ
 یجعل احاکم للشیطان شیطان من صلواتہ یروی حقا علیہ ان لا یصرف الا عن یمینہ لذلک ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہینا ہر مذہب کے
 روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبداللہ بن مسعود صحیح جلیل الشان کہ جو کوئی امام یہ الزام
 کرے کہ بعد فرغت کن نماز سے دہنے سے طرف کو پہر کر بیٹھے اور بائیں طرف نہ بیٹھے تو اسے اپنے نماز میں شیطان
 حصہ پڑھ دیا ہوا اسلئے کہ سینے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائیں طرف کو پہر کر بیٹھا ہے شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا
 کہ یہ حدیث ابن مسعود کی اسکی حقیقت ہے جو دہنے طرف سے کی پہر کی کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب
 نہ جانے تو وہ دونوں طرف برابر ہیں لاکن دہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرم بخاری میں فرماتی ہیں ماتحت ہی حدیث
 فکان فی حتمہ و وجوہہ اذ الم یبعث ذالک فیستوی فی الامران ولکن فی الیین اولی انتہی اور طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث
 ۱۵ کہ عبداللہ بن مسعود کی کوئی آدمی بعد نماز کی سیدھی پہر کر بیٹھے کو ضروری جانکر اپنے نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگا دی بلکہ
 ۱۶ اعترفت معلوم کو دیکھا کہ اگر بائیں طرف پہر کر بیٹھے تھے ۱۷ سو گیا کہ وہ اسکو مڑ کر دیکھا اور گریں ہوا تو وہ دوار بار بار کہیں

معلوم ہو کہ جو کوئی ایک مرتبہ پر یعنی مسیحا کے اسم غلام میں اختیار کرنا جانب یمن کا ہے خوب اصرار کر کے
 سطرہ کر کہیو اور سکو خیر پڑے اور سی شیطان فی حصہ یا اہلال کا پھر کیا حال اور شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر
 ہر ہی چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں فراقی بن تحت اسی حدیث کی وفیہ ان من اصر علی امر مندق وجعل عزما ولم یعلی الامر
 اختار الشیطان من الہلال فکیف من اصر علی بدعة ومنک انتہی اور اسی جگہ سے ہی جو فقہانی لکھا ہے کہ مجدد فکر
 کافی نفیہ مستحبہ لکن بعد نماز کے کر وہ ہے اس جیت سی کہ علوم دیکھ کر وجہ جانیشکے یا سنت سمجھیں گی چنانچہ
 درختار میں فراقی بن و بتجاء الشکو مستحبہ یہ فیقہ لکن تا کہ بعد الصلوة لان الجهل یعقل خاصنتہ او واجبة
 صلیح یوک الیہ فکر وہ انتہی دیکھانی سائر کتب الفتنہ اور طحاوی نے لکھا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث فخر
 سی مطابق تقریحات اون محدثین اور فقہا کی جیکے کسی مرتبہ کے التزام اور اوپر اصرار اور سہل کرنا فعل شیطانی فی
 مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار اور وجوہ ایک جہت کی مذہب کا جو مخالف جامع قرون ثلثہ کی اور مخالف قرآن کے
 کیونکہ بدعت نہ ہو گا تیسری دلیل اجماع صفا کا جو قرانی سے نقل کیا ہے واجتمع الصحابة علی ان من استغنی ابابکر
 وعمر وقلدھا فذلہ ان یستغنی ابا ہریرہ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب سلم الثبوت فی حاشیہ منہیہ میں نقل
 کیا ہے اور فاضل قناد سے نقل من اقل من التقریر منتہی اصول میں نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلی فی شرح مسلم
 نقل کر کے اوپر تقریبات کے ہیں اور عبد الوہاب شعرائی نے نیز ان میں نقل کیا ہے اور امام کتبہ اصول میں
 مذکور ہے فالاقوی اجماع الصحابة یعنی قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلافاً لاجماع کا مقبول نہیں
 بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولیٰ میں چنانچہ روایت ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰
 بوجہ بلکہ معلوم ہوا ہے جیکے کل صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کسی ایک شخص کی
 تقلید کرتے اور کسی دوسرے جہت کی پہرا اب ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اسکو وجہ جاننا اور تارک اس التزام
 گراہ جاننا اور لای مذہب نام کھنا اور لایق تقریر کے جانکر تقریر دینی اور مردود و لہ شہادۃ کہنا پھر نسبت ایسے عقیدہ
 والے کے بدعت منکر اور حرام نہیں تو کیا ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیت کریمہ فیغیر سبل الذکر
 کیونکہ نہ ہو گا اور مصداق من غلغل فی النار کا اس حدیث سی اتبعوا سواہا لا علم ومن غلغل فی النار سطرہ نہ ہو گا چنانچہ
 ۱۰ اور اس حدیث میں یہ بھی کہ جو کوئی امر کرے ایک امر غفل پر اور اسکو ضروری نہ ہو اور احدی صحت جو اسکی مقابلہ میں نہ ہو اور
 کرے تو اسکو شیطان گمراہی ہو نہا تا ہے پھر خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اسکا کیا حال ۱۱ اور بدعت
 کا مستحب ہے اور فتوا دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کی مکروہ ہے مگر انھان اسکو سنت اور وجہ نہ ہو العین کسلی کہ جو مباح ہے بدعت
 چوبہ جاد سے نوہ مکروہ ہے ۱۲ اور صحیح ہو گئی ہیں صحابہ سپر کہ جو شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سی فتوا پر ہو
 ادنی قول بغل کرے اسی روا ہے کہ فتوا پر چہرے ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ۱۳

قیاس مجتہد معین کا لفظ اربعہ میں سے ہے مجتہدین پر مطلقاً اربعہ میں سے ہی تصویر کی ہے کہ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جتنے
اہل بیت اسی کیونکہ انکار نہیں اور فضایل اہل ان کے فخر من الشمس میں باجماع اہل سنت کی تقلید بالتحقیض دون کی حسب
ہنوی اور کوئی مذہب اہل ان کا خاص کر التزام نہیں کرتا تھا تو اب مثلاً ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید بالتحقیض بطریق اولیٰ
واجب اور لازم ہر مسئلہ میں ہونگی پس قول کسی مذہب ہونیکا حرام ہوگا جیگر تیرکینہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم
الکذب هذا حلال وهذا حرام لتقلوا علی الله الکذاب اور اس مسئلہ لال سے پہلے کہ یہ مذہب
مکتبہ سے غیر مجتہد ہو کر قیاس کیونکہ کیا اسلئے کہ یہ وہ قیاس نہیں جو کہ مستند علیہ سی ہوا اور مختص ساتھ مجتہد کے ہونا
بلکہ یہ دلائل نہیں ہے کافی قولہ تعالیٰ ولا تقل لہما اذ دلالت علی ہنی الضرب اور دلائل نہیں کوام ہی سمجھتے ہیں چنانچہ
شیخ ابن الہمام تحریر میں فرمائی ہیں دلالت النص بخالف القیاس فان القیاس یختص بالمجتہد ودلالة النص
یفہمها العوام انتہ اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام مازنی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم میں لکھا
وجہہ الخفیة والشافعية علی انہ نغنی بہ دلالت النص لیس بقیاس قلیل قیاس جلی اختارہ الامام الرازی
انتہہ دکانی مستقیم الحصول تنبیہ خباب مؤلف فی دعویٰ خوب نہیں برہمی دلیل فرمائی ہی کہ جبکہ جابر مذہب کے یقین
مذہب ہوگا تو ایک کی تقلید ہی ہوگی کیونکہ یہ ایک ہی تو اور نہیں چار میں سے ہے تو اس کے شامل ایسی ہونی کہ جبکہ جابر مذہب
ہونی تو ایک ہی مذہب ہو گیا سو یہ تو ایسی دلیل ہے کہ آج تک کسی جابر محض سے ہی صادر نہیں ہوئی چہ جابعلیٰ اور ہی
ہرگز وجوب ثابت نہیں ہوتا اور اس سے چار نے عدم التزام مذہب معین کو بائد لال جابر دلیلوں کے اور سبب ہوا
پیشین روایات سلف اور خلف کی جو ہر ایک اوہن ہی دلائل ہے بعض روایتیں اجماع است کو حجت نہیں لایا
اور بعض میں عدم وجود دلیل وجوب یقین کو نہ پکڑا ہے اور بعض میں عدم آیت قرآنی کو دلیل گردانا ہی اور کسی میں
قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت نہیں لایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہی دس شرفی فی ان را کا بلا دلیل
کے مقابل دلائل اور روایات دلائل کے ہو سکتا ہے اور جابک دو قول ضعیف خباب مؤلف فی اخیر میں اس کی
نقل لئے ہیں کیونکہ معارض ایسے حصص حصین دلائل اور روایات کے ہو سکتی ہیں اسیدوہی بعد بقدر تحقیق کے
حاجت رکھنے اہل ان قول ضعیف مؤلف کی نہیں رہی لاکن چونکہ بعض مباحث کو جو کہ اصول فقہی واقف نہیں ہیں
اوسکی باقی کلام ہی وہو کہا ہو جائیگا اسلئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو موازن روایات کے رکھیا جائے فلسفہ عربیہ قال ابن کثیر
اور نہ کہو اس چیز کو جسے تمہارے ذہن پر چوٹ کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ نہ ہوا اس پر چوٹ
سو کہو ان باب کو ان دلالت النص قیاس سے جدا ہے ہیات میں کہ قیاس مجتہد کے ساتھ
خاص ہے اور دلالت النص کو سب عام لوگ سمجھتے ہیں اور اگر وہ ضعیفون اور شافعیون کا سپر ہے کہ
کہ دلالت النص قیاس نہیں ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ قیاس علی ہی اور ہوا امام مازنی فی پسند کیا ہے

یہاں میں تقلید کا طریق عدم یقین کی سبب سے لکھا ہوا ہے

طریق اول یہ ہے کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آریسی فاسٹلو اہل الذکر وغیرہ کے تو مستحقا کہ یہ ہوا کہ
 اس پر عمل کر کر بری اندازہ ہو جائیں ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید کیسی غم قال سو یہ بات حاصل ہوتی ہے
 تقلید مذہب معین میں سادہ نہیں وہ چون کے وہ اول یہ ہے کہ کہیں ہوتا ہے پڑھیکہ خلافا براعتا میں یعنی اس
 بات کو لگایا کہ آیت کی نزدیک عمل باطل ہو جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا سو مذہب نام ایک ہے کہ کہ وضو کیا قبلتین
 کے کم سے کہ اس میں نجاست پڑی ہی اور سچ کیا ہو جب مذہب شافعی کی جب انوشہر پیر ناز پڑے تو یہ نماز چنان
 ادا ہوئے کیسے کیسے نزدیک بایز نہ ہوئی اقول غرض مولف کی رد باطل ہی یہ ہے کہ عدم تین مذہب میں ہوتا
 پڑھیکہ ان صورتوں میں جو باطل ہیں باجماع مرکب اندر بعد کی صیغہ صورت مذکورہ میں گذر اور جبکہ تقلید غیر معین
 میں ایسا ہوتا ہے تو تقلید معین مذہب ہو جس معلوم کرنا چاہیے کہ یہ قول مولف کا باطل اور یہ وجہ اول پر
 مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کو نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ایسے صورتیں مرکب باجماع مرکب کا منوع ہے اس لئے
 کہ اجماع مرکب میں اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور اگرچہ مسائل متعلقہ فیہا مختلف ہیں مسئلہ یا نمکنا علیحدہ ہے اس کے
 علیحدہ ہی ہو جیسا ہے کہ محققین اصولین فی صورتہ فکوح بلا ہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل باجماع مرکب ہوا نہیں
 تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس میں وہاں وہ اندر بیا لکن الجموع مالم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا لکن ترویج بلا
 صداق ولا شہد ولا اولی فاقول منہا بعد اجماع المسئلہ ولا نہ لوقولہم استفادہ مفت بعینہ انقضاء اور کہ شرح
 بحر العلوم میں وہاں وہ اندر علی تقدیر جواز الاحد بکل مذہب ختمال وقوع الخلاف الجموع علیہ اذہر بما لیکون الجموع
 یعمل تمام یقل احد فیکون باطلا اجماعا لکن ترویج بلا صداق ولا یقل بقی الامامین والی حقیقۃ والاشفاق والاشفاق التام بقول
 لا الاول والاولی امانا الحقیقۃ فی الکام الا اتفاقا امانا فلا استفادہ الشہد الامتداد فی فلا استفادہ الا اتفاقا ولا استفادہ بعد اتحاد
 مسئلہ اور وہاں امر میں کیا گیا ہے کہ اکثر بل کہ ایسے صورت ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی بھی قائل نہیں تو بلا جماع ایسے صورت
 باطل پڑی جیسے کہ ایک آدمی فی فکوح بغیر چہ کے اور بغیر گواہ اور ولی کی کر یا تو جواب ایسا کہ یہ ہے کہ یہ اعتراض مندرج
 بسبب ہوتی مسئلہ کے اور یہ ہی ہے کہ اگر یہ اعتراض پورا ہو جائے تو لازم آوے گا کہ ایک ہی منہی سی فتوا ہو چاہا و سے
 مسئلہ اور وہ جواز من کیا گیا ہے کہ بر تقدیر بایز ہونے عمل جملہ مذہب کے ہوتا ہے کہ کہے کسی اعتراض کی
 مخالفت پڑ جاوے اس سبب کہ کسی عمل کو ایسی صورت ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی بھی قائل نہیں تو بلا جماع باطل ہو جیسا
 جیسے ایک شخص نے بغیر ہر کی ہو جب مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی رحم کی نکاح کر دیا اور ہو جب مذہب امام مالک
 کو اد ہی نہ کئے اور ہو جب قول امام ابو حنیفہ کے دلی ہی نہ کیا سو یہ نکاح باطل ہو جیسا حنفیوں کی
 نزدیک تو بسبب ہونے کو امون کے اور اور وں کے نزدیک بسبب ہونے ولی کے تو میں جواب
 دیتا ہوں کہ یہ ہمت ارض مندرج ہے بسبب ایک ہونے مسئلہ کے

وقدر ان الاجام علی بطلان القول الثالث انما يكون اذا استحدثت المسئلة حقيقة او حكما فقدر ولان لو قدر
 لنم استفنا مسئلة لا بد من الاستنباط اس عبارتین خیال کرو کہ وجہ اول کو نفیاً لشعار و ذکر کبریٰ ہا کر سطح سی
 احتمال کو بیان کر کر ذکر کیا، اور کہا ہے مقتسم الحصول من ثم ما يتعلق به بعض المتفقهة في المنع بين الذہین ولو
 فی مسئلتین من انذار الاجام المركب و بیان شرط ترکیب الاجام انما اذا المسئلة و ایضاً تو نم لنم استفنا مسئلة مقتبہ فی جمیع
 المسائل و قدر بطلان الذہن بالاجام کذا فی المسلم ^{المتنبہ} اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اور بطلان ایسی صورت
 ہو سکتا ہے اس تصویر کی بنیاد نام مالک کے کم ہونا مقدار مسم کا یعنی ایک دو بال کا مانع صحت و ضو ہے نہ کسی
 مقدار بانی کی لینے کم ہونا قلیتین سے اور بزمہب امام ابو حنیفہ کے دو نو مقداروں کی کمی مانع ہے صحت و ضو
 اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قلت مقدار اپنے کی قلیتین سے مانع صحت و ضو ہے نہ مقدار کی
 توجہ کوئی امر حکم و ضو کر لیا تو اپنے یہ سمجھا کہ او مذہب کی کوئی چیز بھی مانع صحت و ضو نہیں کہ لینے شمول عدم حکم
 حیا کہ تو مذہب میں ایسی صورت لگی ہے اور و کو شمول عدم ہی تعبیر کیا ہے اور یہ شمول عدم باطل ہے، جامع
 مرکب اگر باجماع کی تو یہ ضو بھی باطل ہوا اجماع مرکب ہی او کی تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ او میں
 احتمال ہے پڑھنا ایسی صورتوں بالخلہ میں ثواب جواب کی چار میں اول یہ ہے کہ ہر سطح بعض اور صورتوں میں
 شمول عدم تحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتیں تہا کہ نزدیک ہی مسلم لہو میں حیا کہ ایک شخص نے پانی بقدر قلیتین سے
 جبین کچھ نجاست ہی امام مالک قتلہ ہو کر وضو کیا اسلئے کہ جبکہ مذہب انکی میں قلیتین سے کم پانی نجس نہیں ہوتا بقدر
 قلیتین کے بطریق اولیٰ نجس نہ ہو گا اور صحیح ابوہریرہ کا امام ابو حنیفہ کا قتلہ ہو کر کیا تو ظاہر ہے کہ تجویز میں صحت وضو کی بھی
 شمول عدم موجود ہے اطمحہ کہ امام مالک کے مذہب میں کسی رہبر صحیح کی مانع صحت وضو کو ہی اور امام ابو حنیفہ کی مذہب
 کی قدر بانی کی مانع ہی تو گویا مجوز اس وضو کی لئے کہا کہ دو نو امرار مانع نہیں ہیں تو شمول عدم بوجہ اطمحہ اس صورت میں
 مستحق ہو گیا اور باوجود اسکی یہ صورت تہا کہ نزدیک صحیح ہے پھر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنی بیان کئے کو فاسد کہو اور اس
 صورت کو جو کہ یہی بیان کی ہے صحیح کہو باکنہ شمول عدم دو نو صورتوں میں متحقق ہے بلکہ پہلی صورتیں باطل ہونا
 ایک عسریں نہیں اور صورت ثانی میں اہل اختلاف کا ایک زمانہ میں اختلاف ہوا ہے فلیس ذلک الا
 ترجیح المرجوح اور اگر کہو کہ یہ صورت ہی باطل اور فاسد ہی تو اوقات اور مصیبت پڑیگی کہ تفصیل ایک
 اور یہ پہلی گندہ کا کہ تیسرے قول کی باطل ہونی میں حقیقتہً کا مسئلہ ایک ہونا جا ہیے سمجھئے تو اور یہ بھی کہے اگر یہاں
 پورا ہو جاوے تو لازم اور لگا کہ ایک ہے مفتی سے فتوا پوچھا جاوے ورنہ وہی خرابی پیش آو گی سلہ پہر لینے فقہہ و مؤلفین
 ہی خلا فاجام مرکب دلیل شہر کر و مذہبوں پر عمل کو نیکو منع کرتے ہیں تو یہ بات مردود ہے ہر چہ کہ اجماع مرکب میں مسئلہ کا
 ایک ہونا جا ہیے اور یہ بھی کہ اگر ہر مذہب میں ہر مذہب و لازم اور لگا کہ سب مؤلفین ایک ہے مفتی پوچھا جاوے کہ باطل ہونا بالاجماع جو جان

کی ثابت کرتے کرتے مذہب اربعہ کو مانتے ہی وہ بیٹھو گے کیونکہ یہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کی ہر جگہ
 پہلی کو انہی مذہب میں کمی مقدار باقی اور کمی مقدار صحیح کی دونوں نفع صحت وضو نہیں ہیں پس اگر ہمو ویکو فاسد
 کہو کی تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہو جائیگا اور خداوند مذہب اہل سنت کا مذہب اربعہ میں نہ بیگا بلکہ مذہب
 میں امام مالک اور امام عظیم کے مذہب اہل سنت منحصر ہوئی وہ سراسر ہمہ کی صورت نمول عدم مقلد کو بلا جماع درست ہے
 تقریر کی یہ ہے کہ جب ایک شخص نے فقیہ کے کم اپنی نجات افتادہ ہیں وضو کیا امام مالک کا مقلد ہو کر تو اس
 پانی کی وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابو حنیفہ ہرگز فاسد نہیں جانتے بنا براس بات کی کہ اس شخص متوفی نے
 اس مسئلہ میں فقہ امام مالک کی کی ہے اگرچہ وہ امام اس بابی کو اپنے حق میں اور اپنے مقلد کے حق میں کج
 جانتے ہیں اور یہاں ہی جیکر اس شخص نے مسیح کیا وہ بال پر امام شافعی کا مقلد ہو کر تو اس کو امام مالک اور امام عظیم
 اور کسی حق میں ناقض نہیں جانتے اس نظری کی کہ وہ شخص اس مسیح میں مستند ہی امام شافعی کا اگرچہ امام عظیم اور امام
 مالک اس مسیح کو اپنے حق میں اور اپنے مقلدین کے حصین ناقض جانتے ہیں تو یہ وضو باجماع امام اربعہ کی درست
 ہوا اس واسطے اور یہ طریقہ پر جسے محققین فی صورت نکاح بلا صداق و بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے
 بعد تسلیم تمام مسئلہ کی ہی درست کہا ہے چنانچہ بادشاہ شہر تحریر میں فرماتی ہیں واعترض علیہ بان بطلان الصلوة
 المذكورة عندها غیر مسلم فان مالکاً مثلاً لم یقل ان من قلدا الشافعی فی عدم الصلوة ان نکاحه باطل ولم
 یقل الشافعی ان من قلدا مالکاً فی عدم الشہوع ان نکاحه باطل انتھ واور علیہ ان عدم قولہا بالبطلان فی
 حق من قلدا احدھا ولا علی مذہبہ فی جمیع ما یق ففت علیہ صحة العلق والحق فیہ من قلداھا والخالف لہما
 فی شئ وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول بظہر هذا وقد یجری عنہ بان الفارق بینہما البطلان کا
 من الجہتین الیحد فی صوة التلیف جمیع شرط فی حقہما بل یحد بعضہما دون بعض وهذا الفارق لا یسلب ان یکون
 موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والخالف لہ فی بعض الشرط اھن من الخالف لہ فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحة
 سلم اور ہر اعتراض کیا گیا ہے اہل ہر مذہب کا باطل ہونا صورت مذکور کا اور دونوں کی نزدیکی مسلم نہیں ہے کیونکہ امام مالک حاشا نہیں
 کہتے کہ جسے ہر کے نہیں لے میں امام شافعی کی چرچہ کو سے تو اس کا نکاح باطل ہو گیا اور امام شافعی یہ نہیں کہتے کہ جسے
 ہو ہوئی نہیں میں امام مالک کے پیروی کرنے تو نکاح اوکا باطل ہے اور اس تقریر پر پرین اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا باطل
 نہ کہنا اس کی حق میں ہی جسے ایک کے پیروی کی اور اپنے امام کی ساری تو کئی رعایت رکھی اور ہم حساب کی در پی جو
 اس کی حق میں کہ جسے دونوں کی پیروی اور بعض بات میں ہر ایک کی مخالف ہوا اور یہی صورت کو باطل کہنا اس کی باطل نہ کہنے کو لازم
 نہیں کرتا اور کہیں اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ فرق دونوں تو نہیں یہ سب سے کہ کوئی مجتہد فقیہ کی صورت میں

ساری شرطیں محنت عمل کی نہیں پاتا

فی الہدیٰ بالطریق الاولیٰ من یدعی وجہ فارق آخر و وجہ دلیل آخر علی بطلان صلوۃ التلغیق علی خلاف الصلوۃ الاولیٰ
 فعلیہ بالبرہان فان قلت لاسلم كون الخالفۃ فی البصر ہوں من الخالفۃ فی الكل لان الخالفۃ فی الكل یتبع مجتہدا واحدا
 فوجہ ما یتوقف علیہ صحۃ العمل ضالم یتبع واحدا قلت هذا انما یقولہ اذا کان مدعی بطلان فصل واجماع و قیاس قوی دل علی ان العمل
 اذا کان لہ شرط یجب علی المقلد اتباع مجتہدا احد فوجہ ما یتوقف علیہ ان قائلہ ان کنت من الصادقین واللہ اعلم انھم کلام السیّد شاہ
 رحمہ اللہ ما نقلہ الما یصل الشرح لہ الخفی فی العقد الفرید وما اورد علیہ فسنجی عنہ انشاء اللہ تعالیٰ فی بحث التلغیق
 اور ملاحظہ کر لیں صاحب غایہ تقریر میں فرماتی ہیں و تعقب الاول بان الجہم المذکور لیس بضالان مالکالم یقل بطلان الخلفۃ انما یقل
 ولا الشائب بطلان الخلفۃ المالیۃ بلا شہد و لکن فیہ نظر ظاہر علی ما نقلہ القنداری مغتہم الحاصل اقول وجہ النظر ان کلام السیّد شاہ میں یہ
 میرا یہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کی تقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور اصول عدم تقلد کو درست نہیں لکن بال
 اور میں اس عدم حجاز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ خلاف ائمہ اربعہ کا تسلیم بطلان حق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان
 بحث میں اجماع مرکب کے بوجہ بطل معلوم ہو چکا چوتھا یہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا یہی درست ہو سکتا ہے
 اور یہ صورت وضو کی باطل ہے تو یہی ایسے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ میں واجب ہو جاوے
 بلکہ ہو سکتا ہے کہ تقلد ایسی صورتوں میں جن میں اندسب لازم آوے پر ہر مسئلہ اور یا وجہ کی التزام مکمل نہ ہو
 غرضے مثلاً کوئی شخص سطح کرے کہ فجر کے وضو میں امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنی شرط
 اور ارکان اور مستحبات اور منی مذہب میں ہیں مکوا اور کوئی امر ایسا کرے کہ جیسے امام مالک کے مذہب میں
 وہ وضو فاسد ہو جاتا ہے اور پھر کے وضو میں امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسی کیفیت میں کہ امام
 مالک کے مذہب کے عمل میں گزرے ہے اور عصر کے وضو میں امام احمدی تقلید کرے اسی کیفیت میں اور مغرب کی وضو میں
 بلکہ بعضے شرطیں پاتا ہے اور یہ نہیں ہائیں کہ فقط اتنا فرق باطل ہو چکی وجہ ہو سکتا ہے اور کیونکہ یہ امر مذکور نا جاوے حالانکہ مخالفت
 بعضے باتوں میں نہ نسبت سار کا با تو کنی نہیں کہ تو حکم صحت کا سہل میں مطرین اولیٰ دیا جاوے گا اور جبکو اور فرق کا ذکر اور بعضین
 کے بل ہو چکی اور دلیل اسکی پاس کہ تودہ پیش کرے پورا کوئی اعتراض کرے کہ بعضے باتوں میں مخالفت کا سہل ہونا نسبت
 ساری باتوں میں نہیں مسلم نہیں ہے کیونکہ مخالفت کرنا لا سار کا با تو کنی ایک مجتہد کی جو کہ پوری کرتا ہے اور یہاں یوں نہیں ہے
 میں جواب دو گنا کہ یہ بات جب چوتھی ہوگی کہ تیری پاس کوئی دلیل آتیہ یا اجماع یا قیاس قوی سے جو کہ دلالت کرے اس پر کہ
 کسی عمل کے جبکہ طریق ہو یوں تو معتد پر وہ جبکہ ایک مجتہد کا اتباع شہر طوعین اگر وہ دلیل کے تو لا اگر تو سچا ہو چکی عبارت
 سید ابوالدا کی جو چاروں شرطیں فی عقد الفرید میں نقل کی ہے اور پھر عرض جو کیا گیا ہے اسکا جواب انشاء اللہ ہم بحث فیض میں
 اور تعقب اول کہ یوں کیا گیا ہے کہ ہم مذکور مذہب نہیں کیونکہ مالک کے شافعیوں کی کمال باطل ہو چکی نہیں کہا اور نہ شافعی نے مالکیوں کی کمال باطل
 ہو چکی جو بلا شہد ہو کہ مالکین ابن عمر بن خطاب سے جیسا کہ نقل کیا تھا قرآن مجید میں مستقیم انھوں میں کہنا ہوں کہ وہ جہاں عرض ہو چکی

امام ابوحنیفہ کی تقلید کر کے اوس کیفیت اور شرائط سے جو کہ مبنی ہیں نواس شخص کے حق میں سرفراہ کی وجہ اہل کفر و کفر
 ہر ایک اور ہر تقلید شخص مہین کی اوس دلیل سی کیوں کہ وہ یہ ہوا ہے پہلی کسا ہی ملا حسن سہ شلالی فی حدیث لغویہ میں
 مختصراً ما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذهب بعین وانہ یجوز لا العمل بما یخالف ما عمل علی مذهب مقلد اذ فیہ غیر امام
 مستقیم ما شرطہ و یعمل ہا میں متضادین فی حادثین لا تعلق لواحداً منہما بالآخری اقصی کا نقل سابقاً
 قال اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب مذہب غیر مہین پر عمل کر لیا تو ہمال ہی پڑنیکا غیر ثواب میں نزدیک امثالہ کے
 میا کہ ایک شخص نے عمل کیا مروجہ ہشت فنی کی کہ پڑنا ناز میں ساتھ چہرہ سہامہ کے اور عمل کیا مروجہ ہشت فنی
 انعم اور امام کا کہ کہ ترک کیا چہرہ میں کو تو ناز جہاں کی نزدیک غریب ہوئی اقول بہت ظاہر ہے کہ ان اور
 اس وجہ کا طرف وجہ اہل ہی کی ہے تو جیکہ اس وجہ کی خاک اور اسی گئی تو ہکا کیا ذکر ثانی را تو چاہئے کہ پڑنیکا ہا ہا
 سیر ملین کر لین قال تیسری وجہ یہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کر نیکی ممنوع ہے بالاتفاق کہ مایہ شیخ ابن
 اسکے نے بسیح مختصر اصول کے اور قاضی عضد الدین شافعی نے شرح
 اوسکی میں اور شیخ ابن ہمام نے بیج تحریر اصول کے اور صاحب در النہار نے بیج در مختار کے
 اور سارے ائمہ اور علمائے رحمہم السلام مذاہبی وغیرہ نے اور عبارت تحریر کی یہ ہے لا یجوز علی عمل بہ اتفاقاً
 لہے اور کہا صاحب بحر الریان نے بیج رسائل زینیہ کی نقل التیغ فی تصحیح عن جمیع الاصولین انہ
 لا یجوز الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق لہے یعنی نقل کیا شیخ قاسم نے بیج تفسیر اپنے کے بیج
 کہ بلاشبہ مہین میں ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کر نیکی بالاتفاق شلا ایک شخص ناز پڑے ہے تقلید امام علم کے تو مہین
 درست ہی کو ناز پڑے اور کی طور پر اور یاد اور نگاہ رکھنا ہمال کا کہ مہنے فلا نے مذہب پر عمل کیا ہے فلاں قوت
 اب اسکی خلاف ذکر میں مشکل ہے بسبب کم ہونڈا دیکھی اور سستی چونکی امور دین میں پس جبکہ یاد نہ ہو تو پڑے
 اوس میں ممنوع ہے بالاتفاق یعنی بالاجماع پس اسی معین مذہب ضرور ہوئی اقول جواب اسکی دو میں اہل جواب
 ساتھ اثبات خلاف کی رجوع بعد عمل میں اور ساتھ تو عروینے دعویٰ جاع کے اسکے ممنوع ہونے پر تو کہتی ہیں
 ہم کہ اولاً دعویٰ اس اتفاقاً ابن الحاجب اور آدمی نے کیا اور باقی صاحب کا سرفراہ فی ذکر کیا ہے اور سولے
 ادنیٰ سبب اتبع میں ابن الحاجب اور آدمی کے تو معلوم کرنا چاہئے کہ دعویٰ جاع کا منع ہوئی پر رجوع بعد العمل کے
 جو یہ بادشاہ کی کلام میں گذرا اور بہتہ اور کا جڑ ہی ہر جگہ ملے جو میں ذکر کیا اور کا حاصل کلام یہ ہے کہ اس میں پر لازم نہیں کہ ایک مذہب
 الزام کرے اور دیکر کہ اسکو عمل کرنا منع اسکی جبر علی کہ چکا مع ہی غرض ان کی اور عمل کرے دوام مضائقہ پر ایسے دوام و تفریق
 کہ ایک کو دوسرے نقل نہیں بہ عبارت ہر جگہ میا کہ پہلی گذر چکی ملے نہ پڑے اور سہلہ سی جبر علی کہ چکا بالاتفاق ملے
 نقل کیا شیخ نے اپنے مضمون میں سارے ائمہ ملین سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پڑے تقلید سے

معتقدین کے رد کر دیا ہے اور قال ہونی میں اختلاف کی اس سلسلہ میں چنانچہ روشنی کہا ہی کہ جو کہ ابن ابی حنیفہ کی
 کہتا ہے یہ غلط ہے یعنی دعویٰ الخراج کا نہیں کہیں اسی کو ان دونوں کی غیر کے کلام ہی معلوم ہوتا ہے کہ رجوع
 میں اختلاف ہے یعنی جیسے کہتے ہیں کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور جیسے کہتے ہیں کہ درست نہیں ہیں
 ہا یہ ہے کہ اتباع کرین اوس شخص کا جو قائل ہے جو از کا چنانچہ لاقس شر بنیلا یعنی نا فلا شرح تحریری فرائی
 قال الزکشی لیس کا قال یعنی الامدی وابن الحاجب فی کلام غیر ہا ما یقتضی جریان الخلاف ای قلنا اتباع القائل
 بحدیث النقل بعد العمل بقول غیر من قلدہ و عمل بہ انتہی کلام شر بنیلا اور فاضل بہار کی
 سلم میں ارشاد کرتے ہیں قال الزکشی الاتفاق ذکر الامدی وابن الحاجب و لیس کا قالہ ففہ کلا
 غیر ہا ما لاقس جریان الخلاف بعد العمل ایضاً انتہی مافی الحاشیہ انتہیہ فاضل العمل صاحب غایہ فی تقریر میں
 کلام کو زکشی کے نقل کر کے اور تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کو تا کیہ مکرر منع ہو گا جس حالت میں کو غیر کی مذہب کو صحیح
 بنی چنانچہ فاضل ترمذی نے مختلفہ محمول میں کہا ہے و فی تقریر الاتفاق ذکر الامدی وابن الحاجب
 و تعقبہ الزکشی بان کلام غیر ہا یقتضی الخلاف بعد العمل ایضاً و کیف یستتم الرجوع اذا اعتقد صحیحہ غیر
 انتہی اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے ہی دعویٰ جلع کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن ابی حنیفہ
 اور آدمی کے اور دیگر کلام سے رجوع بعد العمل میں خلافت معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کس طرح سے رجوع ممنوع ہو گا
 جبکہ صحیحہ مذہب غیر کے معلوم ہو گی چنانچہ یہ نہ صرف علی سمرقانی عقدا الفریدی فی حکام التعلیل میں فرما رہے ہیں
 فخرایت فی فتاویٰ السبکی اندسٹل عن ذلک فی ضمن مسائل الی ان قال السبکی و دعویٰ الاتفاق فیہا نظم فی کلام
 غیر ہا ما یشرع باثبات الخلاف بعد العمل ایضاً و کیف یستتم اذا اعتقد صحیحہ انتہی کلام عقدا الفریدی للشر بنیلا اور
 ایسا ہی سید محقق ترمذی نے ہی کہا ہے کہ دعویٰ جلع میں نظر ہے اس لئے کہ خلافت مروی ہے ہے ابن
 حبان نے اتباع القائل کا چنانچہ رجوع میں شیخ ابن ابی حنیفہ نے ہی دعویٰ خلافہ کی اختلاف
 سب سے کہی کہ آدمی اور ابن صاحب حنیفہ کہا ہے و یا نہیں کہ کیونکہ ان دونوں کی کلام میں وہ عبارت ہی کہ جس خلافت
 جاری کا ہونا یا نہ ہونا یعنی جو جائز ہی اتباع اور کجا جو یہ کہتا ہے کہ بعد العمل کی اور کی فقیر دہی سے کہ زکشی فی اندی اور ابن صاحب نے اتفاق کیا
 اور صاحب اور چونکہ کہ یہ یون نہیں کہ کہ اور آدمی کلام میں بعد العمل کی ہی خلاف جلع ہے ۱۰ اور تقریر میں کہ آدمی اور ابن صاحب نے
 اتفاق نقل کیا ہے اور اس پر زکشی ان یون اعتراض کیا کہ اور وہ کلام بعد العمل کی ہی خلاف جلع ہے اور یہاں رجوع کیونکہ منہم وہ کجا جب غیر کی
 مذہب صحیح ہو گیا تھا تو ہم جابجا ۱۰ پر یہ وہ کجا قری شکی میں کہ اور اس کی مثال کیلئے رجوع کا سلسلہ پھر ان کی ہی کہ کہ وہ اتفاق میں
 کیونکہ آدمی اور ابن صاحب کے اور آدمی کلام میں وہ عبارت ہے جس بعد العمل کی ہی خلاف جلع ہوا تھا اور کیونکہ رجوع منہم وہ کجا جب غیر کی
 صحیح کا عقدا فریدی نے ہی شر بنیلا کی عقد الفریدی میں ۱۰ علاوہ یہ کہ وہ اتفاق میں بحث ہے کیونکہ نقل کیا گیا ہے

فیجوز ابتاع القائل بالجواز لنتیجہ کہ خود شیخ ابن الہمام نے کہ جو تحریر میں موافق ابن العاصی کے کہنا لاکہ
فتح القدر میں ابن ماجہ کے اتباع کو کافی ہے کہ اگرچہ کوئی متاخر کیا ہے اور قائل اختلاف کی جہوں میں خارجہ بحر العلوم
شرح مسلم میں وفات میں لایرجع المقلد عامل بدین حکم جزئی اتفاقا کذا فی المختصر التحریر للشیخ وان ذلک
مہناموافقا لکخص فی تنازل اعلیٰ رایہ لکن کلاہ فی فتح القدر و مشعر بالکلاف بعد العمل انتہی بلکہ جمہور کے
کلام سے اختلاف جو بعد العمل میں معلوم ہوتا ہے ایسے کہ لزوم تقلید میں بعد التزام کی جمہور نزدیک تین قول میں قبول
یلتزم وقیل لا و ہوا لآخر وقیل کن ہو لم یلتزم ہر مباح کہ سابق میں نودس کتابوں کے بارے میں معلوم ہوا اور ظاہر ہے
کہ جبکہ لزوم ببال التزام میں تین قول ہوئی تو منع رجوع میں جو فرع ہے لزوم کے کیونکہ اختلاف نہ ہو گا چنانچہ مسلم نے
کہا ہے وقیل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل اولیٰ علیہ التسلب فی الالتزام فان وجہ لیس اولیٰ من عدمه و قد
اور ضرر میں بحر العلوم نے کہا ہے اقول یدل علیہ التسلب فی المذاہب فی الالتزام رای مجتہدا فان وجودہ ای
الالتزام لیس اولیٰ من عدمه ضرر ولا معنی الاتفاق عند وجودہ والا فالحال عند عدمہ تدبر انتہی پس جبکہ کلام سے
ذکر کش کے اور شیخ تقی الدین کے کہ بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام فائین بالثبوت کی ثابت
کہ دو سطح کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے قریبہ اور مختلف فیہ ہر اس میں بقول ملاحظہ شریانی حنفی کے
جواز کو اختیار کیا بسبب اس کے کہ جواز رجوع دلیل ہے بعینہا دون دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گندہ کھینچ میں
اور امتناع رجوع پر کوئی دلیل یا دلیل شرعیہ نہیں ہے ما اتلہ اللہ بھامن سلطان و دوسرا جواب یہ ہے
کہ اگر فرض بھی کیا جاوی کہ دعوئے جماع کا ثابت ہے تو یہی اسے تقلید معین نہیں ہوتی پہلی کہ محققین متاخر
معنی جماع رجوع بعد العمل کے یہ کہتے ہیں کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ میں کسی مجتہد کے تقلید کرے تو اس کو
درست نہیں کہ اس حادثہ خاص میں اس تقلیدی رجوع کرے مثلاً ایک شخص نے فہر کا وضو کیا ساتھ مسیح
سر کے امام ابو حنیفہ کا مقلد ہو کر تو اس کو درست نہیں کہ اس شخص خاص میں تقلیدی امام ابو حنیفہ کی رجوع
کرے اور اس مسیح کو باطل کہے اور مسیح تمام سر کا بنا بر مذہب امام مالک کے اسی وقتوں میں وجہ جانی اور قضا
تو جواز کا قائل ہے اور کسی پر وی ہوکتی ہے نہ پہری مقلد اس مسئلہ کی جمیع بطور حکم جزئی کی عمل کرے اتفاق یہ نہیں ہے
مختصر اور تحریر ابن ہمام میں اور بیان موافق مختصر کی مذکور ہے لیکن کلام کا فتح القدر میں خبر دیا ہے کہ بعد عمل کے عملی اس کے
بعضوں نے کہا ہے کہ لازم ہو جاگا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور یہ بہت صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ التزام کرنا
اور نہ کرنا ایک بات ہے بعضوں نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کی اختلافی ہی میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتی ہیں اس مسئلہ
آپ کی تین قول بلا شک التزام اور بلا التزام در دو ایک ہیں سوچئے ہر ایک عبارت حکم کی ہے میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتی ہیں
اور ہر حق قولی مذہبوں میں جو بایا التزام ایک مذہب کے لئے بھی تو التزام کرنا ذکر کی کسی دلی نہیں بلکہ التزام کی وقت اتفاق

رجوع بعد العمل کے یہ معنی نہیں کہ جبکہ اس شخص نے شلاہج فرض پھر کے دن جمعہ کے صبح رجب میں قلیل اور بعض
الغیر کی تو اب اسکو دوسرے وضو میں شلاہج نہ کہ پھر کے وضو میں یا جمعہ کے عصر کی وضو میں ہی رجب سر کی
صبح سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت سونہ بھیجی ہیں اور بعض محققین اس امتناع کو اس محل میں جہاں کوئی
ہنر جیجیکہ کے کا ضرر لازم آوی جبکہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود بنا پر مذہب مالک کہ اگر کوئی جہاں کوئی
ہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک کی رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں خفی مذہب کا مقلد ہو کر اس نکاح کو ناجائز
نہر کر چروینی سے بچ جاؤں تو اس محل میں رجوع کرنا اور مذہب مالک کی باعث ضرر اور عورت کا ہی اور
بعض کے نزدیک بہت مشاع رجوع مجہول ہے صورتہ تعین پر لاکن یہ محل خلاف تحقیق کی ہے چنانچہ بحث تفسیر میں لکھا
اسلئے اسانہ پہلی دونوں معنی کی نقل کیے جاتی ہیں تو سنو کہ کہا محقق شامی نے رد المحتار میں بعد قول عدم جواز
رجوع کے اسی ہی محمول علی منع التقليد فی تلك الحادثة بعدہا لا مثلاً کے ما صرح بالامام
السبک و تبعہ علیہ جماعۃ وذلك كالوصلی ظہر بمسرح رجب الراہس مقلداً للحنفہ فلیس له ابطالها
باعتقاده لزوم مسح الكل مقلداً للمالکے و اما الوصلی یوما علی مذہب و ادا ان یصلی
یوما اخر علی غیرہ فلا یمنع منه علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکى الخلاف فیجوز اتباع
القائل بالیحواز کذا افاده العلامة الشربلانی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذکر فروع من اهل المالک
بالحواز و کلام طویل فخصل ما ذکرناه انه لیس علی الانسان التزام مذہب معین و انه یجوز له العمل
بخیلاف لمصلحة علی مذہب غیر امامہ مستحباً بشرطه و العمل بامرین متضادین فی حاد تثبتین لا تغلوا و احل قسماً بالآخر
لشئہ اور کہا طحاوی فی حاشیہ رد المحتار میں قوله و ان الرجوع الزکان قلد الحنفیہ مالکاً مثلاً فی کلام بغیر شہود
اور عدم التزام کی وقت خلاف ہونا اس کوئی وجہ نہیں ملے یا وہ عمل کیا گیا ہے منع تقلید پر جو بغیر اسی سلسلہ میں ہونا اسکی
مثل اور دوسرے مسئلہ میں چنانچہ امام کی ایک تصریح کی ہے اور ایک بتائیں کی پیروی ہی چنانچہ ایک شخص نے یہی وجہ قول امام ابو یوسف کہ
بادر کاسح کی ہر کی نادر ہے تو اب یہ نہیں چاہی کہ امام مالک کے مذہب کو متنازعہ کر کے اس نماز کو باطل نہرادی ان اگر ایک دن
یہ شخص کے موافق پڑھے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑھے گا اور دوسرے تو اسے منع کیا جائے علاوہ یہ کہ اتفاق کی کو
میں بحث ہے کیونکہ اختلاف ہی یقینی فعل کیا گیا ہے تو جو علماء رجوع بطل عمل کو جائز کہتے ہیں انکی اتباع جائز ہے یہ نہیں
بخش ہے علامہ شربلانی نے عقد الفرید میں یہ صاحب مذہب کے جزیئی مسئلہ ذکر کر کے جس سے یہی صریح جواز رجوع کا نکلا ہے
کہا ہے کہ جو شخص نے ذکر کیا اسکا حاصل کلام یہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایک مذہب معین کا ضرور نہیں اور بشرطہ
شرط کی اسی بعد عمل کے ہے اور مذہب کے مسئلہ جو مسائل معمول کے مخالف ہیں عمل کرنا اور ایسے زوہاد و تہجد
ادی عمل ہو چکا کہ ایک کو دوسرے کا دھونڈنا چنانچہ تقلید کرے خفی امام مالک کے شلاہج گواہ ہے کے مخرج میں

تھا ارادہ الرجوع عن التقليد ای دیکھ کر یہ مہربان المہر لایزبہ فلیس لہ ذلک ۱۵۱۰ ہجری بزیادۃ واعلم انہ لیس المراد نفی
 جواز التقليد مطلقا بل فی نحو ذلک ناہ لان الرجوع صہ ہا لزم متہ صر الغیر واعلم ان تقلید الخفاہ الشافعی مثلا فی مسئلہ
 عبارة عن الاحتیاج بقولہ مع بقاء علیہ علی عبد فی المسئلۃ حتی لو استغنی عن خصوص ہذا المسئلۃ التی قلد فیہا الیحبیل بسائل
 الا یطبق مذهب الامام ومعنی بقاء علیہ علی ذہب فیہا ان یکون وقت العمل بذہب الشافعی فی المسئلۃ التی قلد فیہا بقاء
 علی اعتقاد متابعتہ الامام فی حکم المسئلۃ التی قلد الشافعی فیہا ای بالنسبۃ لما عساه ان یقع ثلہ المستقبل فان قلت
 ان بقاءہ علی مذہبہ لا یجیب الایقول اما یتضمن الرجوع عما قلد فیہ قلت المتبع الرجوع عن عین تلک الواقعة المتفقہ
 الاما یحیث بعد ما من جنسہا انتہی اندک ہا تامل فذری منہ منہم من قران الشرع لالی الخفاہ فی قران الشرع
 عن الرجوع بعد العمل بما هو فی تلک الخفاہ بشخصہ بالافی مثلہا انتہی اندک ہا یہ شریف علی اسہود فی عقدہ لفرغی من کتابہ
 الخفاہ ان کل مسئلۃ الفصل عملہا فلا مانع من اتباع غیر مذہبہ الاول وبہ یعلم ما فی
 حکایۃ اطلاق الاتفاق علی المنع ولعل المراد اتفاق الاصحاب لیبین نھان کان المراد من منع الرجوع
 حیث عمل فی الواقعة عین تلک الواقعة المنقضیۃ لامایحدث بعد ما من جنسہا فھو ظاہر کخفاہ سلم شفعہ
 بالجواز علی یقید تدریج لہ تقلید الشافعی حین ینزع العقلمن سلمہ لہ فلیس لہ ذلک کما انہ لا یحیط بید
 تقلید الشافعی باعادۃ ما مضی من عبادتہ التی یقول الشافعی بطلانھا المضیہ علی الصحۃ فاعتقادہ فیہا مضیہ فی شری

ہر ارادہ کرے ہر دم کہنے اپنے مذہب کے موافق کہے کہ ہر مذہب پر لازم نہیں تو یہ اسی نہیں چاہیے کہ ہر مذہب کا ہر ایک فکر کی تقلید سے راحت
 مراد نہیں ہے بلکہ ایسے موقع نہیں ہے جہاں سے ذکر کرے ہر مذہب کو ایسی وجہ میں ایک کا اتفاق ہو جان کہہ کہ تقلید کر حتیٰ کا مسئلہ امام
 شافعی کی کہے مسئلہ میں یہ ہے کہ شافعی مذہب کا نقل لیکر اپنے مذہب پر آتی ہے اور مسئلہ میں یہاں تک کہ اور اس مسئلہ میں ہر مذہب کو
 خود پر ہے تو اپنے اکہم ترک موافق جواب دہی اور معنی باقی ہے اپنے اپنے مذہب کے یہ ہیں کہ امام شافعی کی مذہب پر عمل کر سکی وقت
 اور مسئلہ میں تا بعد ازیں امام اپنے کا کہے کہ مستند ہے یہ اگر نہ کہی کہ باقی رہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتویٰ کا دینا اپنے اکہم صرف
 شریعہ ہے ہر کو اس سرت کی جس پر عمل کر چکا تو میں جواب دوں گا کہ متفقہ وہ ہر صحیح جو میں اسی حادثہ میں ہونا کو میں جواب دہی
 میں ہے پیدا ہوا ہی مسئلہ ہر مسئلہ لای غنی فی ثمرہ ای کہ منہ رجوع بعد عمل کے اویسہ کو میں ہے کہ جواب میں مسئلہ خاص میں ہر مذہب کا
 نہیں ہے مسئلہ مذہب ہر مذہب ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اور میں اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور طاری اتفاق
 نسخ میں جو نسخہ ہے وہ اویسہ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق میں ہو لیکن کان اتفاق مرکزہ پر اگر منہ رجوع معنی ہی
 مسئلہ خاص یعنی ہر ارادہ ہے نہ اس کی میں کا دو صورتوں ہر مذہب جیسے ایک معنی مذہب کے موافق اپنے عقیدہ کی حق شفعہ ہر مذہب کی
 وہ ہر ارادہ کی تقلید کر کے وہ ہر مذہب میں لیا تو اسے یہ وہ نہیں حبیب کہ نہیں کہا جاتا اور معنی کو بعد تقلید مذہب
 ناخکی ان مسئلوں کی اعادہ کی اسے بخود کر چکا اور ہر مذہب میں مذہب کے موافق مذہب شافعی کی ہر مذہب ہی ان اگر

[illegible]

[illegible]

المنع وكذا الكلام على عبارة جمع المجموع وسنذكر ما يقتضي هذا ان شاء الله تعالى فهذا قد علمت به جواز
 التقليد بعد العمل في جنس ما عمل به من قبله لا في الشيء كالمثل من اني شخص حاصل كلامه من غير ان يكون من جماعه كالمسلم من اني كذا
 في معنى اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا
 درست كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا
 قال جرحي جرحي كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا
 اور نو كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا او من اني كذا من غير ان يكون من جماعه من تقليد كذا
 دين من خصوصاً اس ما بين پس پیشگی لوگ پیچ منہ کی کہ بالا جماع ہے پس کینہ مری الذمہ ہوگی عہدہ تقلید کسی
 بالیقین قول جناب مولف فی اس قول میں یہ خیانت کی ہے کہ لا تقربوا الصلوة کو تو لے لیا ہے اور انتم بسکات کی
 چہرہ دیا ہے پھر جسے کہتا مسلم میں ہی جماع ابن عبد البر کا ہے کیا اور جو کہ مسلم میں اسکا جواب لکھا ہی اسکو چہرہ
 خیر یہ چالاک کی اور جس اکچہ نئی نہیں ہے بلکہ اس چالاک سے کچھ تعرض نہیں اصل بات کا جواب دینا چاہیے تو سنو کہ
 جو جرحی وجہ کی جواب وہیں اول جواب تو یہ ہے کہ دیگر جماع ابن عبد البر کا منقول ہے کیا تہائبات خلاف امام احمد کے
 اور نہ تہ ہونی اسکی کے مخالف احوادیت صحیحہ کی جو مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا یہ ہے کہ امام احمد
 بروایت یہی کہ تلاش کرنا اور حضرت نہ سب کا فاسق نہیں فتوح ضحیٰ اسکی نزدیک منہج ہوا تو جماع کہاں ہوا بنا بر
 اس فائدہ متفق علیہا کی اختلاف احوالہم کلام فی جمع کتب الاصول اور ایک روایت میں ہی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے
 لکن قاضی ابو یعلیٰ وغیرہ نے روایت منہج اور شخص کے حق میں حمل کے ہے جو غیر اصل ہوا بعض سے کہا ہے کہ روایت
 مستحکم کے حق میں ہے اور روایت السنودی میں شکہ انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص فاسق نہیں ہے چنانچہ ہر ایک اصل پر
 اصل کیا جاد لکھا اور سنائی اسکی جماع کید ہے کوئی سند چاہیے قرآن ہی یا حدیث سی باتیاں سچا لاکہ متبع شخص کے منہج
 ہونی پر کوئی سند دلیل شرعی نہیں چاہیہ معترب باب مذہب کی کلام میں کہ مسلم ہوگا و لکن حدیث صحیحہ مخالف اسکی منشی
 شخص جائز مسلم ہوا ہے موجود ہیں چنانچہ معترب کلام میں شامہ تحریر کے اور کتب کو باقی شیخ ابن الہمام فی تحریر میں وغیرہ
 منہ جواز اتباعہ رخص المذاہب لا یمنع منہ ما نفع شرعی اذ لا لسان ان یسئلک الخف علیہ اذ کان لد البیہدیل
 بان لم یکن عمل فیہ باخرو کان علیہ السلام یحب ما خفف علیہم انہی اور کہا تہ باب مذہب شرعین و کما فی اللہ علیہ
 نہیں نامی اور سب کے گفتگو بنیہ الیہم کلام اللہ تبارک و تعالیٰ ہم قریب تحقیق کو ذکر کریں یہاں بات تو تو جان لی کہ بعض کو
 اس میں کہ در سائل میں اور جرحی تقلید جائز ہے جو کچھ کلام شرعی اسکی لا مسلم ایک کلام ہی مانع جماعیوں ہی سب سے
 تبارک و تعالیٰ اسے رخصت کی ہے اور وہی جائز ہوا اور نہیں منع کرنا ہی اس کوئی ان شرعی اسکی اور اس کو بھی ہے
 کہ جو طریق ہادی تو دور سے جلی جو ہر پہل کردہ و طریق یہی اور غیبت چل کر کچھ ہوا تو ختم مسلم پر خفیف کو درست ہی

یجوز الا ذاة والرفق فی کاشی حتی طلبه فی الشیء الی الصلوة وان کان ذلک یقتضی بعض ما معه بالجماعة وکونه الصراخ وقوه عند
وان کان فضلا ظاهرا بالجماعة تحسب لافضلته الحشوع اذ هو یدھب بالسرعة انھ قلت وهو مغف حدیث فی
الجامع الصغیر للشیخ عن عمر بن الخطاب افضل الحق الذین یحذرون الرخص ^{انھ} اور کہا سید بادشاہ شامہ بخروان و ما نقل عن ابن
عبدالبر من انہ لا یجوز للعامة تتبع الرخص اجماعا فلا تسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا تسلم صحة دعوی
الاجماع کیف وفی تفسیق منتقم الرخص روايتان عن احمد بن حنبل القاضی ابو یعلی الروائیة المفسقة علی عیننا ولولا ان نقل
استی کذا فی العقد الفرید للعلامة شمس الدین اور کہا فاضل بہاری فی ستمین وما عن ابن عبدالبر انہ لا یجوز
للعامة تتبع الرخص اجماعا فاحیب بالمانع اذ فی تفسیق منتقم الرخص عن احمد روايتان نہی اور کہا بحر التعمیم
شرح مسلم من اذ فی تفسیق منتقم الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسیق انما هی اذا قصده الظاہ فقط
استی اور کہا فاضل قندھاری نے مستقیم میں قائل و یخرج منه جواز اتباعه رخص المذاهب لا یمنع
منه مانع شرعی اذ للامان ان یسلك الا حنف علیہ اذا کان لدسبیل الیہ بان لم یکن عمل باخر فیہ
وکان علیہ والذ الصلوة والسلام یحب ما خفف علیہم فی التقرب یاخر جہد البخاری عن عائشة رخص

کہ بعد آنحضرت مسلم کی ساری چیزوں میں پہل گئے اور شہرہ والا کو برا کھینچنے علم کہ روایت کی اور آنحضرت کی فرمایا یہی کہ میری امت کا ہنگام
دست ہی تو یہ بہتر لا صیر کی ہو گیا سب میں کہ مراد اختلاف ہی حکام کا اختلاف ہی سید بہرہ ہی جی کہ کو کہا تاو کیال الدین ابن ہمام نے
فتح القدیر باب مشکاف میں کہا اگر اسد بخاری کو برا کام میں پسند کرتا ہے یہاں تک کہ اسکو ناز کی طرح خیالی میں ہی پسند کیا ہے کہ
اوس نے جہاد وغیرہ میں بیچ بڑھائی تو غیر مدحیہ کی کردہ ہی اور اوس نے ہی آئی ہے اگرچہ اوس نے وہ جانے والے فضیلت پوری ناز کی آئی
کیونکہ ہوا اور یہ ضرور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلیلین نہیں ہوتا ہر پہلی عبارت فتح القدیر کی میں کہتا ہوں کہ یہی معنی میں اوس حدیث کی ہر
مابعد غیر مدحیہ میں عرفہ سے مرفوع آئی ہے کہ ایسے لوگ میرے رستے وہ ہیں کہ رخصتوں پر عمل کرتے ہیں ہر پہلی عبارت فتح قدیر کی ۱۰۵
اور وہ جو ابن عبد البر کی نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لہجہ رخصتوں کا ڈھونڈنا بلا جماع جائز نہیں ہے تو اول نواس نعل کو صحیح ہم نہیں مانے
اور اگر صحیح ہی ہے تو میں خود ہی جماع کا نہیں مانے کہ سئلے کہ امام محمد سے رخصتوں کی ڈھونڈنی والی کیا فاسق ہوئی کی باب میں روایتیں
ہیں اور ابو یعلیٰ روایت فاسق کو غیر منادل اور بنی بانیہ تقلید پر عمل کیا ہے شمس الدین کی عقد الفرید میں یہ نہیں ہے ۱۰۵ اور وہ جو ابن عبد البر کی
منقول اگر عامی کی لہجہ جائز نہیں ہے رخصتوں کا ڈھونڈنا بلا جماع تو اسکا جواب لگایا ہی کہ ہم دیکھا جاو کہ نہیں مانے اسلی کو فاسق نہیں ہوتا
ڈھونڈنی والی امام احمد کی دور یہ نہیں ہیں ہر پہلی عبارت مسلم کی ۱۰۵ اسلی کہ رخصتوں کی ڈھونڈنی والی کیا فاسق نہیں امام احمد کی دور یہ نہیں
میں تو اجماع نہ اور شاید کہ روایت فاسق بتائیں کہ اوس حدیث میں صحیح و لو بعد کا محض قصد ہر پہلی عبارت شرح مسلم کی ۱۰۵ کہا فاضل قندھاری کہ
کھانا ہے اس جابر ہونا ہے رخصتوں پر عمل اور اس کی سب کوئی ان شرعی میں نہیں کہ اگر نہ لاد سکر نہ لاد کہ اپنے اوپر پہل لادو کہ اختیار کری جو کس ہوئی اور
ابن ہمام طبرہری کی غرضیت برعل کر چکا ہوا اور آنحضرت مسلم است ہر پہلی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر میں ہی روایت کی بخاری مالینہ

ملفوظ علیہم و فی لفظ ما یخفف عنهم ای عن ائمہ و یدل علیہم علی احادیث صحیحہ لکن ما عن ابن عبد البر لا یجوز
للعامی تتبع الرخص جماعا ان صرح احتیاج الی جواب و یکن ان یمنع صحة دعوی الاجماع اذ فی تفسیق مستقیم الرخص
عن احمد رواه ابان وحمل القاضی ابو یعلی الروایتہ المفسدۃ علی غیر متاول ولا مقلد و فی روضۃ النور انہ لا ینفی عن
اور ابن امیر حاج متاعل میں روایت کی جو اس نتیجہ پر منع کیا ہے قرآنی ہیں و تعقب هذا ای منع الرخص ان تتبع
الرخص بانہ ان اراد بالرخص ینقض فیہ فضلہا ^{الضمان} و ہذا لریبہ ما خالف الایام و القواعد او النص و القیاس الجمل
فہو حسن متعین فان ما لم نقرہ مع تاکدہ بحکمہ الحاکم فالو ان لانقرہ قبل ذلك وان اراد بالرخص ما فیہ
سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد الامام مالکا فی المیاء والادویۃ و لذلک الالفاظ فی العقود مخالفات لقولہ
ولیس لک انقض ما قال ابن امیر الحاج کثیرہم التخریر کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور علیا ہی قرآنی ہی متاعل میں روایت کی ہرگز انکی
منع کو منع رخص سے کہہ کر کیا ہے چنانچہ تقریر میں متاعل میں فرمایا ہے و تعقب القرآنی الاخیار بانہ ان اراد بالرخص ما
ینقض فیہ فضلہ القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد
مالکا فی المیاء والادویۃ مخالفات لقولہ تعالی و لیس كذلك انتہی کہ انتقلہ القاضی فی التفسیر فی آخر جواب میر
کہ معنی قرآن کیا کہ نتیجہ رخص منع ہے لکن اس ہی پہ کہ ان لازم آہی کہ تعلیق مجتہد معین کی وجہ سے ہو گا و کیا عدم نفس مذہب کو منع
رخص لازم ہی ارشاد مال اور میں جیسا کہ مؤلف کہتا ہی ہوا کہ وجوب نفس ثابت نہیں ہر بابا مثلاً ایسے شخص کے حق میں جو ایک مذہب میں
کہتے ہیں بلکہ انکو دوست کہتے ہیں اور ایک بات میں ہمت سی آیا ہے ائمہ ائمہ پر جنبہ حد میں صحیح دلائل کرتی ہیں لیکن وہ جو انکی ایسی سنتوں کی
کہا یا جماع عامی کو رخصت کر دیتے ہیں انہیں جائزہ ہر گز یہ بات وجہ سمجھ کر بھیجی جاتی تو جواب میں انکی امتداد بیٹھیں تو ممکن ہے کہ دعوی جماع کی
صحیح ہو سکتی منع کیا جائے ایسی کہ ناسن تباہی میں رخصت کی دھونڈ مینا لیکی امام محمد رحمہ علیہ اور امتین ہیں داخل کیا ہی قاضی ابوبکر
رہدیت ناسن تباہی کو اس شخص پر جو اوایل میں کراچیا چھوڑ کر تھلہ کا ہوا اور دھونڈ نوئی میں ہی کہ ناسن تباہی ثابت نہیں ہی سالہ اور روایا
لے رخصت کی دھونڈی پر مانتے جو کہ ہی ہر ہر روایت میں اس کی کیا ہے اگر اگر اسنے رخصتوں ہی وہ مسائل ارادہ کی ہیں جس میں ناسن
قضا ٹوٹ جائی اور وہ چار موقع ہیں یا تو مخالف جماع کی ہو کہ تو قاضی شرعی کی یا نفس کا یا فاس سبلی کی تو یہ خوب ٹھہری ہوئی ہی ہے
کیونکہ جس چیز کا باوجود مضبوط ہو جائے حکم حاکم کی ہم از روایت میں کرتی تو اس کے پہلے ادلی ہی کہ ہم از روایت میں اور اگر رخصتوں کی مکلف کی کہ
ارادہ کیا ہی جیسا کہ ہی ہوا اور سیر لازم آہی کہ جیسے پانی اور لید جزیرہ میں امام مالک کی تعلیق کر لی اور القاضی شہور کو عقوبتین بڑا تو مخالف
اسکے خوف کی ہو گیا اور ہر گز روایت نہیں ہی ہو چکی وہ عبارت جواہر مباحث فی شرح تحریرین کہا روایت میں ہی حجتہ الفرید میں سالہ اور
کیا ہی قرآنی ہی اخیر پہلے کہ اگر ارادہ کیا ہے رخصتوں کے وہ مسائل حین قاضی کی قضا ٹوٹ نہیں تو یہ خوب ٹھہری ہوئی بات ہی اور اگر
اس کو ارادہ کیا ہے تو کیونکہ لازم آہی کہ جیسے پانی اور لید کی مہارت وغیرہ میں امام مالک کی تعلیق کر لی تو اللہ کی خوف کی مخالف
ہرگز روایت نہیں ہے جو جسکی عبارت تقریر کے سبب طرح معتقم میں قاضی قضا دھار سے لے نقل کیا ہے

تعلقہ تو نہیں کرتا اور جادون مذہب کی بنیادیں اس کی روایت مخلد میں مل جاتی ہیں لہذا ہے یہ وہ جوہر جوہی جنہاں پہ
 سچ جادری ہوگی مذہب **قال** یا سچوین جسے یہ ہے کہ تعلقہ بطریق تعین کی جائز ہے بالا جماع اور تعلقہ بدون
 تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کی اقوال میں اس کی یہ ہے کہ تعلقہ بطریق تعین جسکا جواز مجمع علیہ ہے
 کہ بری الذمہ ہو سکتی ہیں نیز غیر معین کے وہ مختلف فیہی وجوہاں کا بہت ظاہر ہے پہلی کہ کلام اس تعین تعلقہ میں
 منظر و جوہر کے ہونے کا کہ مولف معوی کرتا ہے اور اس کی جواز پر جماع ہونی کی کیا معنی جبکہ باعتبار عقدا و کہنی وجوہاں
 عت ہونا اور کسان میں جادون لیلون اور عینین روایتوں ہی ثابت ہو چکا ہے **قال** اور وجہ چہنی یہ ہے
 کہ تعلقہ بدون تعین کے کہوں اور وازہ فساد کا ہے میں میں اور اگر تاد وازہ فساد کا وہ جبکہ بالا جماع **اقول** مقدمہ اولیٰ
 مردود ہے بلکہ تعلقہ بدون تعین کی عین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظان ہے ساتھ فساد رسول کی اور اسی میں شرک
 کی حکم کی اور تعلقہ بطریق تعین کی برعکس وجوہاں لافساد ہے اور خبر ہوتی ہے طرف شرک کی جیسا کہ کج کل کے ہونے
 ہی تعلقہ معین کے التزام سے شرک ہو رہے ہیں کہ متابل میں رویت کی دانی کی اگر حدیث صحیحہ پیش کر تو نہیں مانتی بعضی
 مسکتی ہیں کہ ہمارا منصب ہے کہ حدیث کو سمجھیں علواً و خروناً و ادنیٰ ماید باوجود اس کی کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے
 مدعیوں کو سمجھتے ہیں اور حدیث کی کتابوں کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعضی تادیلین کرتے ہیں اور شرک ہونا ایسی تعلقہ کا سابقین
 دلیل و بلائیں مابین ہو چکا ہے مان پر دیکھنا چاہیے تو کہو کہ تعلقہ بدون تعین کہ ہر سب معین کہوں اور وازہ فساد کا ہے
 یہ تعلقہ تعین ایک مذہب کے برعکس وجوہاں مضمین فساد ہے اور اختیار کرنے میں تعلقہ غیر معین کی در وازہ فساد کا بند ہونا
 یا تعلقہ معین میں **قال** اور جوہی دلیل یہ ہے کہ جبکہ معوی تعلقہ غیر معین ایسے جو اور گذر گئی تو اہل مذہب یہ ہے کہ جو
 مرجوح **اقول** جبکہ تعلقہ معین وجوہاں کا بدعت ہونا ثابت ہو گیا تو اس کی راجح ہونی کی اور غیر معین کی مرجوح ہونی کے کیا سبب
 یہ بات نظر ہے ہی لیکن استقامت میں قابل اعلام و تنبیہ کے یہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسری تکرار
 گذرے اسلئے کہ مولف نے پہلی اس سے تین بائیں اپنے داعی جماع ہی تہنبا طر کی مابان کہین ٹہلادی اور تیسری بات اگر
 ان معنی پر متضمن ہے لاکن وہ ایک مسئلہ تین پہ اس دلیل کو جو حضرت مولف دلیل جوہی فرائی ہیں اس کی معلوم ہو کہ با تو
 ایسے جاہل ہیں کہ ایک دو تین جاہل کی گئی سے ناواقف ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جاد کے پہلے تین درجے احاد و عدا
 ہی ہو کر تین میں اور با جوہر کہ دیکھ چوہی دلیل تو کہ عوام معلوم کریں کہ اس پہلے تین تعلیلین گند جکی ہیں اور فساد و بلائیں
قال اور با جوہر دلیل یہ ہے کہ جبکہ معوی تعلقہ غیر معین مرجوح تو شرک کرتا اور اسکا وجہ ہوا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کہ
 ولکن وجہ حق یہاں فاسد بقول اللہ تعالیٰ اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کہ **اقول** جواب ہے اسکا ہی ظاہر ہے کہ تعلقہ بطریق
 تعین ہی پہلی مومنین کے اپنے صحابہ اور تابعین اور محدثین کے اور تعلقہ معین نعم وجوہاں عت اور عت کا اسلئے کہ
 لہذا اگر کوئی ایک فقرہ کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے سو ہم پہلانی کی طرف دوڑو دوڑو لیستے ہیں پہلانیان

[illegible]

من فصل زلة الفاروق علماء خوارزم من اختراع علم الفساد بالخطاء في القراءة اخذوا هذا العلم الشافعي فقال
 اليا قوجي مذهب من غير الفاروق فقال لليا قوجي اخذت من مذهب الاطلاوق وتركتم القيد لما تقر في كلام محمد بن ابي حنيفة
 الدليل الى القائل حتى صرح القضاء بصحة الكلام بعبارة الشافعي على الفاروق في ما وقع في آخر الخبر من منع التلقين فانما غراه
 الى بعض المتأخرين وليس هذا المذهب كلامنا البكر الرافق وكرهنا ما يروى عنه من تحريم واعترض عليه بان بطلان الصلة
 المذكورة عند ما غير مسلم فان الكلام يقول ان من قبل الشافعي في عدم الصلة ان نكاحه باطل لم يقل الشافعي ان من قبله كان في عدم
 ان نكاحه باطل انتهى واورد عليه ان عدم قوله ايا بطلان في حق من قبله احدها وادعى مذهب جميع ما يتوقف عليه صحة العمل واما
 نحن فبمن قبله ما وظاف كلاهما في شيء وعدم القول بالبطان في ذلك لا يستلزم عدم القول به هذا وقد يجاب عنه بان
 الفارق بينهما ليس لان كل واحد من المجتهدين لا يجب في صحة التلقين جميع ما شرط في صحة ما يلجأ به بعضه ما دون بعضه
 الفارق لا يسل ان يكون موجبا للحكم بالبطان وكيف يسلم المخالفة في بعض الشروط من مخالفة في الجميع فيلزم الحكم بالبطان
 بالاهون بالطريق الاولى ومن ثمة وجوب فارق اخر ووجود دليل اخر على بطلان الصلة التلقين على خلاف الصلة الاولى فعليه
 بالبرهان فان قلت لا تسلم كون المخالفة في البعض اهي من المخالفة في الكل لان المخالف في الكل يتبع مجتهدا واحدا في جميع ما
 عليه العمل وهو ان لم يتبع احدا فقلت هذا التمايز لا اذا كان معا لثبوت دليل من اوجه او فيا سعى يدل على ان العمل اذا كان
 ملزمة الفاروق فخلص من ادعاء خوارزم من ذلك بعضه بين جمهور في افكارنا كما عدم قناتنا زكاة فزادة في خلاص الامم شافعي
 في سبيل علمه اذكره في تولى عالم في قوجي في کہا کہ مذہب شافعی کا فائزہ کی سوا میں ہے تو اوجی یا قوجی کو جواب دے کہ میں
 امام شافعی پر کتب کو مطلق کی لکھا اور فائزہ کی قید چھوڑ دے ہے چنانچہ شریک الیہ امام محمد کی قول میں کہ مجتہد دلیل کبریہ
 ہوتا ہے نہ کہنے والیا یہاں تک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر بموجب بیان حور تو کہی اور وہ جو آخر تحریر میں منع تلغیوں
 کی بحث واقع ہوئی تو وہ بعض متاخرین کی طرف متاخرین منسوب کی ہے اور یہ مذہب نہیں ہے اور چکا کلام بحوالہ ابن کا
 سلطان اور تعرض کیا گیا ہے اس پر سے کہ باطل ہو یا ضرورت مذکور کا ادا و ان دونوں کے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام ناگ نے
 نہیں کہا کہ جس نے امام شافعی کی تقلید کر کے جہاد کے نکاح کر لیا تو نکاح او کا باطل ہے اور امام شافعی نے نہیں کہا کہ جو امام
 مالک کی تقلید کر کے بے گواہوں کے نکاح کر لیا تو نکاح او کا باطل ہے جو بھی عبارت قرآن میں شیعہ شریک اور اعتراض کیا گیا یہی بزرگ
 کو ادا و ان دونوں کا باطل کہنا اس کی حق میں ہے جو ایک کی تقلید کر کے مذہب عام ضروری یا تو کئی رعایت رکھی اور اس میں تیز
 جبین ہمارا کہتا ہے بحث ہے باطل کہنا لازم نہیں اور کسی جواب اس اعتراض کا یوں دیا جائے گا کہ ان دونوں میں فرق فقط تھا
 کہ کوئی مجتہد صورت تلغیوں میں ہے مذہب کے سوا کہ شریک نہیں پاتا بلکہ بعضے پاتا ہے بعضے نہیں اور یہ فرق ہم نہیں مانتے
 کہ باطل نہیں کیا سبب کی اور کیونکہ ان کا مخالف بعض شرط میں اس کی بوری مخالفت کی لازم ان کا حکم صحت کا دنیا سہل پر بدیق اولیٰ
 شخص جو کہتا ہے کہ اوہی فرق ہے تو اوہی دلیل لازم ہے کہ اگر کوئی کہی ہم نہیں مانتے کہ بعضی یا تو کئی مخالفت ہو کر نہایت سے کہ کیونکہ بوری

شرط یجب علی المقلد ہوتا تھا اور واحد فی جمیع ما یتوقف علی ذلک فات یدان کنت من الصادقین
 انقی کلا۔ کما من قول الغیر علم ان الملا حین الشرع بلالی یدعی خلاف ما ادعاه السید بادشاہ فلذا نقض
 کلام السید فی رسالۃ العقائد فرید نظر اور وہ علیہ کلام طویل لکن میں نے جدید کے لئے علی الاجماع المركب للائحة
 الاربعة وقد دایت فسادہ وما اورد علی استد منہیۃ بوجود الفارق من اندر مع التلیف لاجل شیانہ العکس
 علی بالصحة والفساد وادعاء اھونیۃ التقليد فی البعض من الكل یتلزم وجود موصوف
 یقال بوضوح بالاهونیۃ ولا وجود لشیء حالۃ التلیف فانتمی ادعاء الھونیۃ فلا یحتاج لاقاۃ
 دلیل من نفس او اجماع او قیاس علی منع التلیف انتہی ایرادہ فلا یخفی اند باطل صریحا وبعید من
 شانہ کل البعد ومصادرة علی المطلوب اذ لا یخفی علی من لدانی مسکنة ان مناط الایراد علی نہ لا وجہ
 لشیء حالۃ التلیف وهو عین الدعوی اعنی بطلان التلیف فکیف یصلح لکونہ دلیل او منع السید رحمہ اللہ لیس الای
 یاء ولا یطلب السید ۶ الدلیل من نفس او اجماع او قیاس قوی الا علی هذا فکیف الاستغناء للورد من
 اقامۃ الدلیل کما قال لا یحتاج لاقاۃ الدلیل من نفس او اجماع الخ فالقول قول السید بادشاہ من جواز
 التلیف واللہ اعلم بما هو الحقیق اور کہہا سر ملنا الحق ابن اسلا فروغ اگر کسی نے منع سے قول مدید میں

قلت من ایک چھوٹے سے بڑے شرطین بین الیہ بیان ایک کی یہی شرطین نہیں میں جواب دوں گا کہ یہ بات تو جب پھر ہو کہ
 ہی پس آیتہ یا اجماع یا قیاس قوی کی ایسی دلیل ہو کہ لا یتکرم علی سبک کسی کے لئے جسے شرطین ہوں تو مقلد پر جب کہ لا یتکرم
 شے ہو زمین ایک مجتہد کی پھر کہے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا ہو چکا کلام سید کا اور آدھا چکا کلام ہی اسی معنوں کا گندہ چکا ہی تھا
 کہ اس سر نہ بلالی سید کی خلاف کا دے ہے ایسے اپنے رسالۃ عقد الغرید میں سید کا کلام نقل کیا پھر اوپر لکھا اعتراض کیا ہے
 میں نے اس سب کا اندازہ کیا اجماع رک ہے اور اس کا فائدہ بھی معلوم ہو چکا اور وہ جو مائشہ کی سند پر اور فارق ہو چکا اعتراض کیا گیا
 کہ یہ تفسیق میں کوئی خیر نہیں پایا کہ اس پر صحت اور فساد کا حکم لگایا جائے اور یہ دعویٰ کہ تفسیق بعض کے ساتھ بہ نسبت نمی گفت
 یہ بھی سہل ہے یہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تاکہ سہل ہو چکی صفت اس کی متعلق کیجا وہ در حالت تفسیق میں کوئی خیر نہیں ہے سہل
 ہو چکا دعویٰ جا تا اس میں کسی دلیل کے ساتھ نہیں آیت اور اجماع ہی تفسیق کے منع پر ہو چکا اعتراض سو پوشیدہ نہیں کہ یہ تفسیق
 میرے باطل اور مترس کی شان ہی بہت ہے اور مطلوب پر مصادرہ کیونکہ جسے کچھ بھی سمجھ ہے اوپر پوشیدہ نہیں کہ ملاء اعتراض
 اس پر کہ حالت تفسیق میں کوئی خیر نہیں ہے اور وہ عین دعویٰ ہے یعنی باطل ہونا تفسیق کا سو یہ کہہ کر نہ کر لیں
 ہو سکتا ہے اور منع کرنا یہ کہ اسی ہی گنا ہے اور اس پر آیت اور اجماع اور قیاس قوی سید کی دلیل طلب
 ہے جواب اعتراض کرنا الیسر دلیل ہے پھر کہہ کر ہو سکتی ہے کہ اس میں کہہ دیا کہ بہین دلیل قایم کر لیکی آیت
 اجماع سے حاجت نہیں اور متوالہ تک سواب بات تو سید ہی کی بات ہے کہ تفسیق جائز ہے آگے اللہ جانے

قد استفاض عند فضلاء العصر منج التلخیص فی التقلید ذلك بان یعمل مثلاً فی بعض اعمال الطهارة والصلوة
او احدهما بمنزلة امام وفي البعض بمنزلة امام آخر ولم اجد علی امتناع ذلك برهاناً بل قد
استشار الی عدم منعه المحقق ابن الهمام فی الخیر ورواه لم یل ما یمنع منه ونقل منج التلخیص عن بعض
المتأخرین قال شارح تحریر العلامة ابن امیر الحاج هو العلاقة العراقی انقی قلت وهو من فضلاء الاصول
من المالکة ولا علینا ان نأخذ بقوله خصوصاً وقد وجبت عن بعض اعتناء ما یدل علی جوازہ بل وقوعه وهو نقله
فی البرزانیة ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوة بالخطاء فی القراءة فیما اخذ بمنزلة
الامام الشافعی فقیل له من مذهبہ فی غیر الفاتحة فقال اخترت من مذهب المطلاق وترك التفتید لما تقرّر کلام
محمد بن ان المجتهد یتبع الدلیل لا القائل حتی صح القضاة بصلیة النکاح بعبارة النساء علی الغائب انتم نقله
عنها العلاقة المتأخرین ابن نجیم فی بعض رسائله فی الوقف فانظر حیث لقوا بان اخذ بمنزلة اعمی بنفسه المحنف
فی ان الفاتحة لیست برکن فلا یضر نقصان بعضها فیما اخطا فی بعض اخطاء فاحشاً بان قال مثلاً یا الیه
وا یا الیه نستعین لسبق النساء فخطا فان الفاتحة نقصت بلفظ نقص فلم یجز صلاوة علی مذهب الشافعی ما لم یجد
قراءة تغیر فاذا اعادة اصححت ولم تقصد صلیت عند هذا اللفظ لان عند الکلام الخطاء لا یفسد اذا کان قليلاً

ملک مشهور مرکباً علیاً کرانه من تقلید من تغیرت کما منع منناه واد کل صورت یسیر کما عمل کر سے بعضے علموں و مشورہ عمل میں اور
تازمین یا نہیں سی ایک سے چیز میں ایک سے موافق اور اور بعضے چیزوں میں و سرکار ام کے موافق اور سینے کی منع مرکب کی لیل
نہیں باقی بلکہ اسکی منع نہیں برتو برتو میں بن ہاتھ اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ روایت نہیں ہوتا کہ بعض سی کو کسی چیز منع کران
ہے ہاں بعض متاخر گوئی اسکا منع نہ اقل کیا ہے کہلا ملا میں امیر طبع کی کوہہ تاخر علامہ عراقی ہے میں کہتا ہوں کہ وہ عراقی
نہیں میں کا ایک ضل الصلی ہے تو ہر ضرورت میں کہ او کا قول اپنا حل دہا ہر میں خود وصا و صحت میں کہ پایا ہے اپنے مذہب کے
بعضے امور سے وہ کلام جو دلالت رکھتا ہے اسکی جائز ہوں بلکہ واقع ہوں پر اور وہ کہ جو بزازتہ میں نسل کیا کہ خوارزم کی علمای
نے ذوق پذیر ہونا ناز کا پسند کیا ہے قرأت کی خطا میں امام شافعی کہ کا مذہب اختیار کر کے سوجب اسکا کہا گیا کہ امام شافعی ہی کا
یہ مذہب ہے کی سوا کی قرأت میں ہے تو جواب دیا کہ اختیار کیا ہے سینے اسکی مذہب کو بلا قید و قید اور کہ چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام شافعی
کلام میں یہ بات ہر جگہ ہے کہ مجتہد دلیل کا پیر و ہوتا ہے نہ ہر کہنے والی کا یہاں شک کہ غور تو کی سیانہ غائب پر نکاح صحیح ہو جائے
غل کیا اسکو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ میں مویکہ کہ کسی شخص ہوئی کہ اپنے مذہب یعنی سی یہ لیا کہ الحیر کہ نہیں تھی ضرورت نہیں
ہو چنانچہ ایک اور علین کو میر نفسان پر جانی مثلاً تیزی زبان نمی ایک فقہ و ایک مستعین کہہ سے تو خطا کیا سوا کی کہ لفظ
نقد کے روسی گہٹ جاوی گے سو فاضل ہی شخص کی ہو جب مذہب امام شافعی کے کہ جائز نہ ہوگی تا و نفسیکہ لفظ
تعبیر ہو کہ نہ لفظ ان جب ہر کہہ لیا تو نادر و درست ہر جا لیا اور اسکی ناز فاسد نہ ہوگی شافعی کہ نہ دیک کہ نہ کہ نہ ہو جائے کی یہ کہ کہ کلام نادر نہ ہوگا

مذہب امام شافعی

پر بدظن ان پر تفسیر نفس معین کی اور حقیقت پر عقیدہ برہان التزام کی نقل کی گئی ہیں پہلی کراون دُلّ سی عموماً تخصیص برہان باطل پر
 ہندہ خاوند و دہدہ میں ہوتا ہوا حادثہ مختلفہ میں ہوتا ہوا جواب فرض کیا کہ تعین باطل ہے لیکن اس سے وہ عدم تعین
 جس میں تعین نہ پای جاوے کیونکہ باطل پر گئی کیا عدم التزام مستلزم تعین کو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص ایک محل میں ابو سینہ کے
 نزدیک عقیدہ کرتا ہے سطح کو دوسرے مذہب کے اس میں خلط نہیں کرتا اور دوسرے محل میں خاشاں ہی کی تقلید کرتا ہے اور سطح پر قراؤں نفس کے
 متعین اطلاق تعین کیا نہ کر گیا اور اس کی مسلک کو گویہ نکر باطل کر گیا متغیہ ایک دلیل خباب سولفی فی خاص اپنے طرف ہی جس میں کو
 اور مختلفہ نہیں کر رہا نہیں اور کابھی ارشاد فرمائی ہے منقول کرنا اور مکاتبات تعین و اوقات کی کچھ نہیں ہی اور زمین او کی اسی قدر گاہے کہ وہاں
 اس کی کتب میں اس میں اجماع کر گیا ہے اور کلام مذہب مذہب کا تعین نظر اور سطح پر متعین نفس کا باجماع و سلطان تیزان اور کلام مذہب مذہب کا
 وہی ہو کر گیا کیا اور تعین نہ کیا تھا بحوالہ اربعہ اور شیخ ابن ابیہام کے بارے میں کہ وہی ہو کر گیا تھا کہ تعین نہ کیا تھا کہ تعین نہ کیا تھا
 اور کئی خاص معلوم ہوا اور مذہب ابن ابیہام کا بھی کلام اور کلام ملاغت نظام شی شاہ ولی کی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر مؤلف ہندہ
 فہم کلام اور کئی کے مذہب ہوتا تھا۔ بحوالہ ابن ابیہام کا کیا قصو لیکن سبب کے کہ تقلید مذہب کی ٹہنی انہوں اور دل پر باندہ رہا
 نظر اور کئی تو ہوا اس میں کیا خفیہ رانا اللہ انا اللہ اچھی اور جہاں ویں ابن ابیہام کے اور صاحب بحر کے سولفی اطلاق تعین نہ کیا تھا
 اور زمین ہی ہرگز اطلاق تعین کے مفہوم نہیں ہوتی اور چونکہ اخیر میں باب ثانی کی مؤلف قول ابن ابیہام کا فتح کثیر
 ہو سکتا ہے لکیرے کے اور صاحب بحر کا ساری زمین ہی پر کر لایا ہے اس میں رد اس کا دان برہے ہو گا تو وہ جگہ پر
 معلوم ہو گا کہ ان قولوں کے عدم التزام مذہب میں مطلقاً باطل نہیں ہوتا چہ جا باطل ہونا تعین کا فائدہ نظر وال
 چوتھا طریق اخذ قول اس طریق میں یہ خرافات کیسے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہیے جدید کہ
 کہا مسلم میں ولو حکم بحدّ اجتہادہ کان باطلا اتفاقاً وان قلہ غیر لانہ یجب علیہ العمل بظنہ والایحییٰ لسا تقلید
 مع اجتہادہ اجماعاً لکان فی شہم المختصراً اور ہر مقلد کو مجتہد پر قیاس کر کے کہا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر
 عمل نیا ہے تو اس کی مقلد کو بھی خلاف اپنے امام کے نیا ہے اس سے حاصل کلامہ لاکن ہمیں ایسا ناسخ نہیں
 نہیں دیکھا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرنا ہے حالانکہ مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کے حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم علم
 کے تقلید کسی مجتہد کی لاسالی تعین واجب ہی ساتھ قول ائمہ قائلے کے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
 پس رو کیا اس خافل سے اس قیاس کرنے سے ائمہ اور بعض شریعہ مذکورہ سابقہ کو جو تعین مذہب معین پر ہم جو یہ نتیجہ
 کر رہے ہیں اور سابقین میں نقل کی گئی ہیں اور رو کیا اقول ائمہ کو جو پیش رو ہیں ان کے ضمن میں گذر چکی ہیں اور
 قطع نظر ان اولہ اور روایات میں نفس مختصر الاصول میں خاص کر یہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالفت
 اور اگر حکم کیا ہے اجتہاد کے خلاف تو باطل نہیں بلکہ اتفاق اگرچہ غیر کی تقلید ہے کیونکہ اگر سے
 کیونکہ اوپر وہ جب ہے کہ ایسے گمان کی موافق عمل کریں اور اس کو تقلید نہیں ہو چکی باوجود اس کی اجتہاد کی باجماع شہم مختصر میں

اجتہاد امام اپنے کسی ترکم اور سکا جائز ہے چنانچہ کہا مستقیم حصول میں فی الخضر ولو حکم المقلد بخلاف اجتہاد
 امام جری علی حوز تقلید غیر انتہی ای استدلال حکم علی ما یجوز من المقلد فی المستقبل غیر انتہی یہ مخالفت لایل را بعد کی تفسیر
 روایات سلف کی اور باوجود خاص مختصر الاصول کی تفسیر کی اور یہ سہا کی کہ اگر مقلد اپنے امام کے اجتہاد کی خلاف
 حکم کرے ترکم اور سکا جائز ہے ہو جاوے گا قیاس مع الفارق جناب مولف کا سوائی غفلت اور ترکم فہم کے کیا
 تصور کیا جاوے گا و ذرہ اس مقام میں غور کرنا چاہیے **قال** نقل کیا محمولی نے بیچ شرح اشیاء و مہنظر کے
 فن ثانی میں بیچ کتاب التفسیر کے **وفی لغتہ قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والیدھا انما لیستوا**
التخیر فیما اجتہاد وبرہان اولی انتہی **اقول** اس نقل میں فتح القدیر سے بھی وہی نقشہ ہوا ہے کہ لا
 تقر الاصلوہ کو تو لے لیا ہے اور ختم سکاری کو چھوڑ دیا ہے اسلئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہ قول شایخ کا
 فتح القدیر میں نقل کر کے یہاں و سکور کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تشدیدات بعض الزامات میں یعنی کوئی امر
 شرعی نہیں اور حجت دینی نہیں چنانچہ ابن امیر الحاج شیعہ تحریر میں تمام کلام شیخ ابن الہمام کا نقل کرتے ہوئے
 میں جیسا کہ ملا حسن شربلہ **الحقی** کلام ابن امیر حرج کا نقل کرتے ہیں **وقال ابن امیر الحاج عقب کلام**
الماتن ابن الہمام فی هذا المحل مانصبه وقال ايضا یعنی شیخ ابن الہمام فی شرح الهدایہ عقب ما قد منا
من بیان حقیقتہ الانتقال والغالب ان مثل هذا یعنی التشدیدات التي ذکرها فقالوا المنتقل من مذہب الی
مذہب بالاجتہاد وبرہان آخر یستوجب التفسیر فیما اجتہاد وبرہان اولی لا بد ان یزاد هذا الاجتہاد معنی
وتحکیم القلب لکن العامی لیس له اجتہاد فتلک التشدیدات الزامات منهم ای من المشایخ لکن الناس عن تتبع الخضر
والاخذ العامی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد یكون قولہ اختص علیہ انما لا ادری ما یعنی هذا من العقل والسمع والحدیث
بنتبع ما یحی خف علی نفسه من قول مجتہد مسوغ لذلک الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمۃ علیہ انتہی

۱۔ اور اگر ترکم کی مسئلہ اجتہاد امام کی اجتہاد کی مخالفت ترکم اور سکا جائز ہو گا بنا بر یا بر مونی غلط فہم کی معنی بناوے گا دیکھ بیچیم اوس تقریر پر جواب کی
 کہ مقلد کو تقلید پر مجبوری ہے یا نہیں ۲۔ شایخ نے کہا ہے کہ قتال کرنا لایک مذہب ہے دوسرے مذہب کی تفسیر کو اجتہاد اور دیکھ کہ ہرگز ہرگز
 سوائے اجتہاد اور دلیل کے بجز اولی گنہگار ہو گا ۳۔ اور کہا ابن امیر حرج نے ماتن کی کلام سمجھے کسی گنہگار کے شیخ ابن الہمام نے ہمیں کہا ہے کہ
 یہ ہے کہ ہرگز کسی تشددت جو شایخ نے ذکر کی ہے میں مجتہد قتال کرنا لایک مذہب ہے دوسرے مذہب کو اجتہاد اور دلیل ہرگز ہرگز لایق تقریر ہے سوا اجتہاد
 دیکھ کہ ہرگز اولی گنہگار ہو گا اور دیکھ کہ اس اجتہاد کی تحکیم معنی ملاوے گا وین کہ عامی کی اجتہاد نہیں ہوتا سوائے تشددت اور ان الزامات میں نہ کہ
 اولی خفینہ ر و ہرگز نہیں اور نہیں نو لایک عامی ہر مسئلہ میں بموجب مذہب اوس مجتہد کے جو اوس پر سہل ہوا اور میں نہیں جانتا کہ اس نقل
 اور نقل ہی کون مانے ہے اور ان کا مجتہد کی قول میں سے سہل بات کو لیا نہ لیکہ وہ مجتہد جائز تقلید ہوں میں مشہور سے
 اس کے کچھ مذمت نہیں جانتا ہو چکی وہ عبارت جو شربلہ نے صحت العسرید میں نقل کے لئے

ہو جائے کہ جرم بدل لافے و تبعہ النودی و قال فی الرخصة اذا دوت المذاہب قبل بحول للمقلدان ینتقل من مذہب
 الی مذہب ان قلنا یدل علی الجہاد فی طلب العلم و غلب علی ظن ان الثانی اعلم ینبغی ان یجوز بل یحب ان خیرناہ فینبغی ان یجوز ان ینتقل
 اس کلام میں سیوطی کی غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جو اختلاف کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعضی
 تاکیدوں کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر مبنی کہ مولف فی نقل کیا ہے اگر تسلیم ہی کیا جاوے تو بطور طعن اور
 تعریض کے اس میں کسی پر مہر لگانا لا ینبغی اور کما مولا لہنا بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم میں لایعجب
 الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد بہ ولكن ینبغی ان لا یکون
 الانتقال للمتأخر فان التأخر حرام قطعاً فی المذہب کان و عیسٰی ؑ انتہی اور قبل اس عبارت کی فرمایا ہے
 حتیٰ تعدد بعض المتأخرین المتکلفین و قالوا الحق اذ اصابوا شافعیاً یعزروہ و اذا تشریع من عند انفسہم انتقل
 پس ان روایات سے جواب آوے روایات کا جنہیں مستقل کے حق میں تعزیر کا حکم دیا ہے اور جناب مولف نے وہ
 روایتیں نقل کی ہیں یہی ہو گیا اب باعث تنصیف تعزیر کا شاخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ انتقال
 مستقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہ ہو بلکہ واسطی اتباع نفس کے ہو مگر ایک شخص کے حد میں ہو مگر
 جو زمانہ کے قطع ہوا تھا چنانچہ محقق شامی نے رد المحتار شافعیہ و مختار میں نقل کیا ہے قولہ ان ینقل الی
 مذہب الشافعی یعزری اذا کان ارتقا لہ لا لفرع مضمود شرعاً کا فی التارخانیۃ حکم ان رجلاً من
 اصحاب الی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الخ و حاکم
 فابی الا ان یتزل مذہبہ فبقدر خلف الامام و یس فی یدل یہ عند الاخطاط و نحو ذلک
 فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد ما سئل عن هذا و اطرق راسہ النکاح جاشن
 عازب ہے مگر معتبر کیا اور کاشی فی اور پر ہوا اور کاشی فی اور روضہ میں کہا ہے جب مردوں کو کسی مذہب تو کر لیا جائے کہ مقلد
 ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کرے اگر ہم کہیں کہ زیادہ علم والا ایک شخص مقلد پر مقلد اور کاشی غالب اور کاشی کو دوسرا عالم امام
 انتقال جائز کیا بلکہ جب ہوگا اور اگر مقلد کو غیر کرین تو یہی جائز ہے مگر کبھی عبارت جزیل اللہ ہو گئی ہے جہاں لازم نہیں ہے اور صحیح ہے
 انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ سزاوار ہے یہ کہ دوسرا ایمان اور عہد دیا جائے لیکن لائق یہ ہے کہ انتقال بطور مہر و عہد
 ہو کہ ہو کہ مہر و عہد حرام ہے یعنی مذہب کے باب میں ہو اور میں ہے یہاں تک کہ کبھی کسی ہے جسے سناخون فی اور کہا ہے کہ حنفی
 جب شافعی ہو جائے تو تعزیر و جہاد وہ یہ شروع ہے اپنے خواہش کی ہے جو وقت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کی طرف تعزیر دیا جاوے گا
 یہ جو وقت کہ انتقال اسی غرض سے ہو شرع کی طور پر مگر کہ آثار غایہ میں ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی فی ایک
 شخص اہل حدیث کی ان پیام کاح کا ادنیٰ جیسی ہی ہو یا اور کبر جو زمانہ کی زمانہ میں سوا دینی یہ شرط تھا کہ اگر ایسا مذہب ہے کہ کلام
 پیچھے الحمد للہ کرے اور فائدہ دین کی کار اور داریاں کیا کرے اوسنی قبول کر لیا سوا دینی نکاح کو دینا نہیں ہے جبکہ کہیں ہے تذکرہ کیا تو

ولکن اخاف علیہ ان ینہض بآئندہ وقت الزعم لایستغف بعد ہبہ الذی ہو حق عندہ وتركہ لاجل حقیقتہ
منتقہ ولوان رجلا برء من مذہبہ بالجمہاد وضمہ لہ کان محیی ما جورا انتہا قول خدا ماصف من هذا النفل ودر
ماکد روا علم ان معنی الاجتہاد فی کلام الشاہی ہوا الذی قالہ العلامة ابن ابی الجاح فی شرح التحریر للشیخ
ابن الہمام کما مر فی العقد القویذ اعترف بہ الجہزی وتحریم القلب لان العاصی این لہ الاجتہاد
اب معلوم کرنا چاہیہ کہ بعض ائمہ فی اس انتقال مذہب میں بعض شرطیں بیان کیں ہیں چنانچہ رویاتی کہا ہے
کہ جہاد انتقال میں تین شرطیں ہیں اول یہ کہ منتقل یقین کرے اور دوسرے یہ کہ متبع خاص نہ کرے اور تیسرے
یہ کہ حیک طرف انتقال کرنا ہے اور کواہل فضل و علم ہی عقاد کرے بل وکی تقلید کرے جبکہ باہل جانتا ہے اور
ابن قیم العید نے کہا ہے کہ منتقل یقین کرے اور وہ مسئلہ جس میں معتقد تھا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنی
بر کما لافاجاع کی اور قواعد کے اور نقص کے اور قیاس علی کے ہوا اور **شیخ عزالدین بن عبد السلام** نے
اس شرط کو اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ وہ مسئلہ جس میں معتقد تھا اس قبل سے ہو جو مستوفی حکم ہو چکی اور جسے
نقل کرتے ہیں کہ الشرح صبر ہی ان کی شرطی اور امام **صالح الدین العلانی** نے کہا ہے کہ دو صورتیں
انتقال مرجع ہے اول یہ کہ معتقد بر مذہب ثانی میں تہ یہ سوائے ہوا اور دوسرے یہ کہ مذہب اول کی معارض کوئی
حدیث صحیح معلوم ہو کہ در فاضل قندھاری کہتے ہیں کہ دوسرے صورت میں مرجع کیا بلکہ واجب کہ اس میں بہ تحقیق
کتاب تقریر میں ہی ہے اور شرح ابن امیر حاج میں ہی ہے مگر شرح ابن امیر حاج میں بہت ملالت سی ہی ملتی
عبارت تقریر کے نقل کے جاتی ہے کہا تقریر میں وقال الرویانی بخیر الانتقال بثلاثة شرطان لا یجمع بائینہما
على مقتضى الف اجزاء من تزوج بغير صداق ولا اولی ولا شہود وان یعتقد فین قلدا الفضل بوصول اخبار الیہ فلا
یقلدا میا فی عملہ واللا یلتزم الرضخ تعقب القرائی فی الاخیار بان ان اراد بالرضخ ان یقتضی فیہ قضاء الفاقس من متعین
ان ادا فہم علی العمل فیہ کما ان یلزم ان یکون من قلدا الکافی الیاد لا لا رواش عن الفاتح

لیکن میں نے انہوں اور سب کے نزدیک وقت اسکا بیان نہ کیا ہے کیونکہ اس میں اپنی اس مذہب میں کہا تھا اور چوتھا جس حق جانتا ہے
بسیار کتب میں ہے چوکی اور اگر کسی اور بنیاد میں مذہب کسی کو اپنی کی کہ اور کو ظاہر ہوئی ہی تو یہ چوتھا اور باعث ہر کا ہو گا
تہا کہ نہ ثابت اس عبارت میں ہی ملتی اور کمال جہودی اور جان کہ معنی اجتہاد کی فاسی کی عبارت میں وہی ہیں جو صدر ابن امیر حاج
میں ہام تو چکی شرح میں کہی ہیں چنانچہ اوپر گذر چکی میں دلی گواہی ورنہ بخان کی لمی اجتہاد کہاں کہ اسے اور دینے کہا کہ انتقال
میں شرطوں کا نہ ہے اولیٰ یہ کہ وہ مذہب میں نہیں ملے جو نہ کرے اجماع کی خلاف پڑ جائی جس میں ایک شخص نے بغیر ہر کی اور بغیر ہر کی اور ہر کی کہ
نقل کیا اور کسی تقلید کرے اور کسی ہر کی کا عقیدہ کہی کہ کسی کی تقلید کرے اور نہ کوئی مذہب مذہبی اور نہ کسی اخیر یہ کہ ہر کی اور نہ کسی اور نہ کسی
مذہبی میں جس کی اختلافی کا حکم ملے نہ ہو ایک ثابت ہے اور اگر وہ علمی و دینی میں بہت ہو تو یہ کہ کوئی نہ کرے کہ جسی امام امام

ولیس کنانک و تقصیر الاول بان ایچ المذکور لیس بظان مالکام یقل بطلان انکھ الشافعیہ بالمدق و لا الشافعی
 انکھ الما لکیہ بلا شہد لکن فیہ نظر ظاہر وافق ابن دقیق العبد الوفا علی الشرط الاول و ابان الشانان لایکون اقل فیہ شہاد
 فیہ الحکم لورقم واقفل الشیخ عن الدین بن عبد السلام علی اشتراطہما و ذکر الامام العلاء انہ یرجح القول بالانتقال فی صورت
 احدہما اذا کان مذہب فیہ امام معتقہ تشدید و اختلا بالاحتیاط و الثانیۃ اذ ارای ان لا مذہبا عامہ لیا من حد شخص صحیح لم یجب
 مذہبا عامہ جابا قوامہ و لا معاصرا اجماعا علیہ فلا وجہ لجمہ الحش الصحیح محافظۃ علی مذہب النہر قلت و هذا موافق لما نقل
 احسن القدر فی الخف و مشہر علیہ ابن الصلاح ثم انتم ما فی التعویق نقلہ الفاضل القندھار قالا قول بحجبا الفرق بین الصورتین
 بان الانتقال فی الاول الاحتیاط و فی الثانیۃ اجماعا ظہور کلام العلاء فی انہ یشترک فی ہر سہ کہ شرطی رویانی کے دو شرطین اول تو جو یہ
 انہر اطل من مہیا کہ عبارت سی تقریر کے گذر اور قبل اسکی مقامات متعدد دین شرح تحریر وغیرہ کی یہی ذکر مہیا اور شرط
 ثالث بینک سلم انہر ت ہے ظاہر ہے کہ اسے کے تقلید کیونکر درست ہوگی بلکہ یہ شرط اول ابن دقیق العبد کی یہی اصل
 ہوگی اور شرط ثانی اور اسکی جہین شیخ ابن عبد السلام موافق ہین باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے اور سلم لاکر باعتبار
 مفہوم مخالف کہ وہ پہلے اصل ہے نفس کلام سی ابن عبد السلام کی جو روایات ہنر میں گذری ہیں بلکہ یہ شرط باعتبار
 مفہوم مخالف کی مخالف ہے اور نہ شیخ روایات کے اور اولیاء بعد کے اور انشراح صدر جو بعض روایات سی شرط
 ابن عبد السلام کے معلوم ہوتے ہے راجع ہے طرف ثالث شرط روایت کے اور ہر سہ موافق ہے اب رہن دور
 شرطین امام علانی کے سودہ شرطین جواز کی ہنر بلکہ ترجیح انتقال کی ہین ایما صل ان شرطوں سی جو کہ حق ہین
 یہی انتقال مذہب منوع ہنر ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب ہنر ہوتی فافہم قال اور کہا ملا علی قاری فی مسیح

بانی اولیاد وغیرہ کی بابین تقلید کرلے تو اسکی تفرق کے مخالف ہوتا اور ہر دو میں ہنر ہے اور پہل حرکت ہر دو میں کیا گیا کہ جس
 کو ان کے بعد ہر مضر ہنر ہے کیونکہ امام مالک نے ہنر کہا ہے کہ تخلص شافعی ذہب لکھ کوئی بغیر ہر کی اصل میں اور شافعی بھی کہا ہے
 کہ انکی کوئی تخلص ہی گواہی کی اصل میں لیکن اسین ظاہر بحث ہے اور ابن دقیق العبد کو اسکی موافق ہما سی پہل شرطین اور ہر کی ہنر
 اسکا کہ ہنر تقلید کی ہے وہ ایسا مسئلہ ہنر کہ تامل کا حکم اور میں موافق کی تاملین ثلث اور شیخ غزالہ دین ابن عبد السلام پہل شرط پر کفایت
 کی ہے اور امام ملا علی نے ذکر کیا ہے کہ غلاب ہنر ہے متوال انتقال خبری کا دو صورتوں میں ایک تو یہ کہ اسکی امام کی غیر کا مذہب
 اختیار کو چاہنا ہے دوسرے کہ غیر کی مذہب کے دلیل حدیث صحیح سے ہوا اور کہنے امام کی مذہب میں جواب قوی چاہے
 اور نہ کوئی معارض راجح ہاوی کیونکہ التزام مذہب کے لئے حدیث چوتھنی کوئی وجہ ہنر میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اور
 متوال کے کہ جب ہر احمد اور قدر وی خفی اور ابن مصلح و ہمزہ ہین چوتھنی وہ عبارت تقریر کی جسی فاضل قدرہ نے
 نقل کیا ہے کہ کہتا ہوں کہ مذہب یہ بات کہ دو صورتوں میں ہر چہ فرق کیا جاو کہ پہل صورت ہنر انتقال
 درج ہنر کا ہے اور دوسرے صورت میں واجب چنانچہ یہ ہے ہے ظاہر کلام ملا علی کا ہر چکی وہ عبارت بخیر ہوگی

شرح عین العلم کے قائل التزم احد مذہبا کا ہر حقیقۃً او الشافعیہ جہاں علیہ الاستمرار فلا یقلد خیرہ
 فی مسئلۃ من المسائل انفقہ **۱** قول اسکی دو جواب ہیں اول یہ کہ ملا علی قاری فی السی شرح عین العلم میں یہ یہی کہا ہے
 ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالى ما كلنا احدا ان يكون خفيا او الكليا الى اخواننا نقلنا ما سابتا تو یہ کہہ کر کہا
 تو یہ یقیناً ہے کہ اللہ کے پرہیز نہیں کی تقلید ابو حنیفہ کی خاص کر اور سلف کی روایت میں اگر تسلیم کی جاوے تو اول
 بالوجہ یہ کہ بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام حجت شرعی موجب جو کچھ نہیں تو دونوں کلام اذکی
 مستارض ہوئی نوادقاً و ثباتاً قطاً دوسرا یہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کی ابو حنیفہ اور شافعی کا نہیں ہستی انکو
 اس کے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کی تمنا الفوتیش روایات آئمہ سلف اور خلف کی ملا علی قاری کا پیش
 کرنا سوائے مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے گا اس لئے کہ تمام جہان کی متقابل اکیلا ملا علی قاری کی طرح ہو سکتا ہے مثل
 مثل مشہور ہی کہ نقار خانہ میں طوطی کے کون سنتا ہے **قال** اور کہا صاحب **بحر الرائق** نے بیچ رسائل بنید کی
 قریب علی مقلد ابی حنیفہ ان یصل بہ والیہ لیل العمل بقول عنید انفقہ **۱** قول یہ قول مستاجر کا مطلق تقلید
 ابو حنیفہ میں نہیں ہے بلکہ ایک سلسلہ خاص میں یعنی وقت عصر میں جو اونکی نزدیک ادس مسئلہ میں مذہب ابی حنیفہ کا
 قوی اور بدل ہے یہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہ کلام صاحب بحر کا اوی سا کہ ان اخیر میں اس امر بہ تصریح کر رہا ہے
 فواقی بین فاذ اظہر لنا مذہب الامام الاعظم ابو حنیفہ فی ہذا الزمان وظہر لہ دلیل قوتہ وصحتہ وانما اقوی من
 دلیلنا علینا اتباعا للعلیہ الاختیار بہ استتہ کلارہد کچھ ہوا کہ حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ میں
 دلیل نہیں لایا ہے وجوب اتباع کے مسئلہ میں فاخرم فان قلنا نقلیہ بعد قبولہ لما نقلہ القاسم فی تصحیح الخضر عن ابن القنا
 التقلید علیہ لوجہ الاتباع مع قطع النظر عن كون مذہبہ قویا وصحیحا قلت قد دریت ان الرجوع
 الملتزم انما هو فی عین الحادثة التي قلنا فیہا والتعلیل بکویت الادبۃ الاتباع فی حادثة خاصة قلنا فیہا
۱ پہر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا شفا جیسے مذہب ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم تو اسکو جاؤ لا زہم ہی ہو سکی اور
 تقلید کسی مسئلہ میں نہ کرے **۲** یہ بات معلوم ہے کہ امدت اللہ نے کیو تکلیف نہیں دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری
 عبارت وہ ہے جو پہلے پہلے نقل کی **۳** سو واجب ہے تقلید ابو حنیفہ پر یہ کہ حل کرے اذکی قول پر اور غیر کی قول پر حل کرنا
 اسکو روا نہیں **۴** سو جب ظاہر ہوا ہیں مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کا ان دونوں متون میں اور اونکی دلیل اور اونکی قوت
 اور صحت ہی ظاہر ہوئی اور یہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے اونکی دلیل قوی ہے تو میں انہیں کی پیروی اور اونکی قول پر عمل
 کرنا اور اسکو اختیار کرنا وجب نہیں **۵** پہر اگر میں اعتراض کیا جاوے کہ جس قول کو قاسم نے اپنے تصحیح میں نقل
 کیا ہے اسکو اس اوپر کی قول کی ملت نہیں لایا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام ہی تقلید واجب ہو جاتی ہی خواہ وہ کچھ
 قوی اور صحیح ہو یا نہ ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ رجوع ہی منع ہے جو خاص ادس مسئلہ میں ہے

فاذا لم يكن قوله فوجي الخ نصافي وجوب الاتباع جميع الحوادث بل في حادثة خرج فيه حقيقة الامام البرصيفة وقلده فيها فصل المطلوب
 من ان لم يحكم بوجوب الاتباع كل مسئلة بل في مسئلة وقت العصر هذا مقاديرنا بتقوية الدليل ولم يحكم ايضا في كل الحوادث بل
 لما كانت خاصة قلده فيها وهذا المقادير بتقوية لما نقل الخ قال انه كما في قوله كبري مؤلف جواد سادات من مالكية انشاؤا في بعض تفسيره
 اذا التزم من هذا يجب عليه ان يلام على منه هذا لانه لا ينتقل الى هذا اخر الخ اقول اسکا جواب یہی وہی ہے جو کہ
 لا علی قاری کی قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے ملا وہ یہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہاں کہ مقابل میں اتالی
 علماء اصول کے بیان کیا جاوے کہ تراویح حضرت بن کثیر لرحمہ میں صاف فرماتی ہیں کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور
 جماع پر عمل کرے گا تو وہ ہی ابو حنیفہ ہے کا مسئلہ ہر جا بیجا کہ قرآن و حدیث و جماع پر عمل کرنا ابو حنیفہ ہی کی بنیاد
 ترکو نیاسب صحابہ و تابعین کو ابو حنیفہ کا مسئلہ بناتی ہیں اور ایسا ہی شیخ سعدی بکری کو حلال طیب فرماتی ہیں
 اور سوائی ایک اسی تفسیر میں جا بجا اسی خرافات و رشاد فرماتی ہیں کہ دیکھ کہ ہنسی نانی ہی نویسی شخص کا کلام ہی دلیل کس طرح
 مقابل اور بعد ورجوہ و مسلمین کی ہونگی کا قال اور مولانا عبد العلی شیخ تحریر میں کہتے ہیں و لکن للعالمی الانتقال
 فی کلام من منہب المنہب زماننا لا یجوز الظہن الخیال انہ ائمتہ اقول سابق میں تم خوب دیکھ چکی ہو کلام مولانا عبد العلی
 شیخ تحریر سے یہی اور شیخ مسلم سے بھی کہ کس طرح باطنی مذاہبی ہے کہ مولانا عبد العلی بحر العلوم ایک مذہب کے تخصیص
 کو کہاں مذہب اربعہ کی تخصیص کی یہی کہ حقیقت انہیں بھی مگر بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملی مذہب غیر کی امتیاز خاص اور
 رجوع بعد اللعل کو دہوم و نام سے جائز نہ کہتے ہیں اور تابعین کی حق میں فرماتی ہیں کہ منکر کرنا اور تشدد و انکار
 کہہ کے شرع ہی غرض کہ ہر امر میں ہمارے موافق اور شاذ ہیں اور محل اس قول کا تسلی کی حقیقت ہے جیسے کہ شرح
 مسلم میں فرماتی ہیں لاکن ینبغي ان لا یقولوا الانتقال للتأخر فان التمسح حرام کذا فی شرح المسلم بلکہ تخیل ذکی ساتھ اس
 قول کے بظہور الخیال نہ شاید میں ہے کہ یہ منکر کرنا اور تشدد اسی شخص کے حقیقت ہے جو مغنون خیانت اور تسلی کا ہو گا
 جس پر عمل کر چکا تو وہ ملت ٹھہرا ہے فائدہ فقط دیکھا کہ اسی مسئلہ خاص میں جس پر عمل کر چکا تقلید و حسب یہی اسکا واجب کہنا
 وجوب تقلید جلد مسائل میں میرے ہوا بلکہ اسی مسئلہ میں جو ہیں امام ابو حنیفہ کا حق ہوا بتین کر کے عمل کر چکا ہے تو یہ بات
 حاصل ہونے کو اسی ہر مسئلہ میں وجوب تقلید کا حکم نہیں کیا بلکہ مسئلہ وقت عصر میں کیا ہے اور یہی فائدہ ہوا کہ یہ بات
 کہ تعزیر دلیل کہنے ملت ٹھہرا ہے اور اسی مسئلہ خاص میں وجوب تقلید کا حکم لگایا ہے تو یہی فائدہ اوکو قاسم کی نقل
 ہوا ہے جو وقت کے التزام کیا ایک مذہب کا تو وجوب ہے کہ ہمیشہ رہے اسی پر اور نہ پہرے اسی طرف دوسرے
 کے اور کس طرح انہی پر کہ نہ انتقال کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف
 ہمارے زمانہ میں بسبب ظہور فضیلت کے جائز نہیں ہے لیکن یہہ چاہیے
 کہ انتقال لہو کے طور پر ہونے کہ لہو حرام ہے یہ نہیں ہے شرع مسلم میں

قال اور کہا سچ فنادی عالمگیری کے حکم کا کہ الفاضل المتبحر اما المقلد فانما ولا لی کہ عبد حبیبی حقیقتہً مثلاً فلا
 یدلک الخالفۃ فیکون معزولاً بالنسبۃ الی ذلک حکم حکماً فی الفتح القدیر **قوله** معزول ہونا قاضی حنفی مقلد کا اس
 حکم میں جو بظراف مذہب ابو حنیفہ کی ہو اس جہت سے نہیں کہ اس پر تقلید ابو حنیفہ کی واجب تھی تو کہ مفید عالمگیری
 ہو بلکہ اس جہت سے ہی جو خود کلام ابن الہمام میں موجود ہے یعنی مخالفت ولایت خاصہ کی جہت سے اور اس میں کسی کی
 دخل نہیں پس کہ تصنیف راجع تصنیف ایک کو نہ بیان آوے خود فرماتی ہیں فانما ولا لی کہ عبد حبیبی حقیقتہً اور اس پر تصریح کرتی ہیں
 فیکون معزولاً کو اور یہ بات اس سے کہ اس کی کوئی ادنیٰ طالب علم ہی انکار نہ کرے جیسا کہ کوئی بادشاہ کی خواہش
 قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پھر وہ قاضی اس شہر کا دوسرے شہر کے قضا یا میں حکم دی تو یہی معزول ہو گا
 بہ نسبت اوجس حکم کے مخالفت کی ولایت خاصہ سے تو اس سے پہلے ہوا ہی لازم آتا ہے کہ اس شہر کی تفسیر اس کو نہ فرما قطع
 ولایت میں جب ہو جاوے تو کوئی اہل عقل نہیں کہہ گا اور کچھ ہے شہادہ و نظائر وغیرہ میں کہ اگر حکم سلطان دم کا اس طرح ہو گا
 کہ قضاۃ ملک جو وسطانیہ کے دعویٰ کیس کا بعد پندرہ برس کے نہ سنا کرین بلکہ بعد پندرہ برس کا وہی دعویٰ کو باطل سمجھیں
 تو وہ جیسے اوپر کر اسکی دعویٰ کے نہ سنیں تو دیکھو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطان نہیں ہی سکتی اس امر خاص میں تو اتنی
 اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ حکم شرم کا ہی کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاغذ میں اس حکم کو نافذ فرماتی ہیں محض نادانی ہے اسکی تو
 امر السلطان بتمام حکم الامام بعد ائمہ عشرہ منہ لا یتبع ویحیی علیہ علم سہما کذا فی الاشباہ پر جو کوئی اس وجہ سے
 وجوب شرعی سمجھ لے سکتی ہو تو قاضی ہی تھا اشباہ کا کیا قصور **قال** اور کچھ اختار میں بیچ نکات بالتفصیل کی وہی الوہابیہ
 عشرہ منہ لا یتبع میں لیس مجتہد کھنقیہ زمانہ انجلا ف من صد عامہ لا فلا یفعل اتفاقاً الفخر یعنی اور دہائیہ میں کہ جو شرعاً
 تالیف کی ہے فقہ کے وہ شخص کہ نہیں مجتہد ماند حنفی زمانہ ہوا کہے فحلاً نہ رہے جس کے قضا بہت جاری کیا جاوے حکم اور کا
الافتاء **اقول** مستعیداً باللہ من المخریضین الضالین المضلین الذین یسرفون الکاذب عن مواضعہ لا یجانون
 لیس الذین شرب لالی کی کلام میں یعنی کالافتاء نہیں ہے جیسا کہ مؤلف فی نقل کیا ہی یعنی من لیس الخ اور وہ یہ ہے
 یعنی کا ہے کیا ہے کہ فوسے سے بلکہ اسکی کلام میں لفظ قضا کا واقع تھی چنانچہ درختی میں موجود ہے فی شرم الوصایہ
 لاشر لالی یعنی من لیس مجتہد کھنقیہ زمانہ انجلا ف من صد عامہ لا فلا یفعل اتفاقاً قائل کہ نا سیکندھا الخ فی الذل
 سر جبکہ لفظ حنفی کا ہوا تو میں یہ کہنے کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف خود نافذ نہ ہوگی تو سبب کا وہی ہی جو شیخ ابن الہمام کے
 ۱۰ یہ سبب باتن قاضی مجتہد کی باب میں ہیں اور مقلد تو اسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہے کہ مقلد
 امام ابو حنیفہ کی مذہب پر حکم کرے تو مخالفت کا خستہ یار نہیں رکھتا ورنہ معزول ہو جاوے گا بہ نسبت اس حکم خلاف
 شرط کے یہ نہیں ہے فتح القدیر میں ۱۱ اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعوے پندرہ برس کے بعد نہ سنا جاوے تو قاضی
 پر وجہ کیا کہ نہ سنے اس طرح ہی اشباہ میں ۱۲ فنادی وہی مثلاً مذہب کے جا کو وغیرہ مجتہد نہیں جس میں شہادہ زمانہ کھنقیہ تو

اور اسکی کوئی وجہ

پس پہلی تمام کلام قرانی کا جسکا مولف فی جواب فی ای عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سی سنا جاوے گی کہ بلکہ اس کی
خیانت ظاہر ہو جائیگی کہ مسلم میں اور شرح بحر العلوم میں فرقہ قال الامام اجمہ المحققون علی منع العلم من تقلید
اعیان الصحۃ و نزول اللہ تنہا علیہم اجمعین فان اقوالہم قد تختلف فی استخراج حکم منها التفتیح کا فی السنۃ ولا یقدر
العلم علی بل یجب علیہم اتباع الذین سبوا ای تعمقوا و بوبوا ای وردوا ابوابا کل مسئلۃ علی حد فہذا بواسطۃ
کل باب نفی کل مسئلۃ عن غیرہا و جمیع اجماع و فروقا ببارق و علما ای اوردوا کل مسئلۃ مسئلۃ علی فصل و فصل فی
یعنی یجب علی العلم تقلید من تقلید علم الفقہ لا اعیان الصحابہ و علیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الفقہ الا ربیعۃ
ہم الامام الطہام امام الامۃ ابو حنیفۃ النوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تنہا و جزاء من عدا
احسن الجزاء لان ذلك المذكور لم یل فی غیرہم و فیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرانی انتقاد الاجماع علی ان من سلم فلا یقلد
من شاء من العلماء من غیرہم اجمہ الصحابہ علی ان من استفتی ابابکر و عمر یدری المؤمنین فہذا ان یستفتی ابابکر و
معاذ بن جبل و غیرہا و یعلی بقولہم بغیرہم من ادعی برفعہ من الذین الاجماعین فعلیہ لیس ان انتھے فقد بطل حدیثہما علی
قول الامام و قولہ اجمہ المحققون لا ینفہم منہما الاجماع الذی ہو حجتہ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون مختار
عندہ ان یكون الاجماع مستفین علیہ یقال اجمہ المحققون علی انہ فی کمال افضل اخروصون التوبیخ دخل فی التقلید لکن التفصیل فانہ المقلد
فہم ملو الصحابہ علی انہما یخبرانہما بخلافہم بطل حدیثہما قول ابن الصلاح انہما و کمال افضل اخروصون التوبیخ دخل فی التقلید لکن التفصیل فانہ المقلد
مسئلہ الامم المحرمین ان کہہ ہی کہ محقق ہے کہ ہر ایک میں کہ عام لوگ متفق ہی پر ہی کہیں کہ یہ کہہ لو کہی تو لو میں حدیث کی طرح بدقت حکم
نکلتا ہے اور عام لوگ تنہا حدیث نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ کہ عام کو فقہان کی پر ہی جا ہی صحابہ و صحابہ میں اور ابن الصلاح شارب
سوائی آئمہ اربعہ کی اور وہی تقلید سی منع کیا ہی نہیں امام ولا بہت جاری امام ابو حنیفہ کو فی اور امام مالک امام شافعی اور امام احمد حدیثی فی اور
حدیث کے اور ان کو جزا دی کہ یہ کہہ لو کہی سوا اور وہی مذہب میں ان کی مذہب کی طرح مسئلہ صحابی نہیں باقی اور میں اعتراف ہی
میں ہی کہہ قرانی ان کہہ اجماع منع ہو چکا ہے کہ جو مسلمان ہاد کو رکھا کہ علما میں جسکے جاسیہ تقلید کرے اور صحابہ رضہ کا جملہ
ہو چکا ہے کہ جو میر المؤمنین ابو بکر اور عمر سی فتا پر ہی فتا پر ہی اور بلا درک ان کی
قول پر ہی جسکے کیوں دونوں جاحون کی اور نہ بائیکا و عیون تو ان کی ذمہ بردلیل ہے تو ان دونوں جاحون امام المحرمین کا قول باطل ہو گیا
اور امام المحرمین کا یہ کہہ کہ محقق جمیع ہوگی میں اس کو اجماع و حجتہ ہے نہیں سمجھا تا کہ یہ کہہ کہ اور اجماعونین مخالفت لازم آتی ہی کہ
جو کہہ کہ عیون اور ابو حنیفہ ہوتا ہی ایک کردہ شامل مسیتر ہو جاتا ہی تو یوں کہہ سکتی ہیں کہ سب پر ہی جمیع ہوگی میں یہ کہہ کہ
اور آخر ان ہی کہہ مابین ان کی پر ہی میں کی اصل ہی کہہ کہ اگر عقل فی مواضع کو سمجھ لیا تو عقل کر لیا اور میں فتا پر ہی پر ہی ہو گیا اور اس سے
ابن الصلاح کا قول ہی باطل ہو گیا پھر اس کے کلام میں اور دخل ہے کہ مثل آئمہ اربعہ کے اور مجتہدوں کے
ہی کو شہین کی میں حجتہ ان کا انکار مہت دہرے اور گستاخی ہے

وسواء ادب فالحق انما مانع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق ردوايته عندهم محفوظه حتى يسجدوا لله وحده
 بينهم اخير يجوز العلل بما الاتزان المتأخرين افتقار تحليف التهجئة افاقه لم مقام الذكوة على هذا لعل انما في التهجئة تعلم كروا
 تلميس ما بعنتر مولف في اس جواب بين دو قريب بازيان كمين بين اهل بيته كمين اجاع وراي كايه مضمون اي ك
 اجاع مسلمين كل قرون اولي اسي ليكراتك منقده ہے کہ فوسلم کو چننا ہے کہ جسکے چاہے تقلید کرے اسی اجاع سے
 اکر جزیہ ناطقین اس اجاع کی ادنیٰ تک تون میں تخصیص نہ سب ار بعد کو جو مختار ہی ابن صلاح کا باطل کرتے ہیں مسیحا
 عبارت مسلم اور نسخ مسلم سی اور سابق میں عبارت تقریر اور منقہم المختول ہی معلوم ہوا جناب مولف ادنیٰ
 اجاع مبطل ہے تخصیص نہ سب بعد میں فواتی ہیں کہ انہیں لفظ علماء اسی آئمہ ار بعد مراد ہیں اور یا عن است تخصیص اور کسی
 دای اجاع مرکب مصنوعی جعلی سیدیل کو ٹھہراتی ہیں جسکے قرار وہی خاک اور طائی گئی ہے اور اتنا نہیں سمجھتے کہ نہیں
 اجاع نانہ صحابہ اور تابعین ہی منقہ ہے حالانکہ اس وقت ار بعد کا تولد ہی نہیں ہوا تھا پہلے تولد کا وکتور پہلے
 تقلید کی خاص کرنا معنی لفظ علماء مراد کہنا ہے سی حالانکہ اوپر وہ دلیل ار بعد ہی ایسی توجہ اور دلیل ار بعد ہی استدل
 دیکھ سوائی مولف کی کسی سی صادر نہیں ہوئی دوسرے قریب بازی بیہ کہ دوسرے اجاع کو جو قرانی نقل کیا ہے
 جبکہ پہم مضمون ہی کہ جو لوگ تقلید کرتے تھے ابلاور عمر کی تود ہی تقلید کرتی ہی ابلاور ہر دواد و صاف کی اور دوسری وجہ تخصیص ایک نہ بکا
 باطل ہوتا ہی اور سکو جناب مولف نے ناؤا دیا اور کہا کہ من بتعینہ ہے تو میں بیہ سوچی کہ کسی ایک کی تقلید کرے اور تیسیم بھی
 کہ جس بتعینہ ہو ہی تقلید بعض غیر معین کی ابوقتہ میں اور ایک ملحد میں توبیک ثابت ہوئی ہی لاکن بیہ کہاں کہ
 انہا ہی گاروی بعض میں تقلید تخصیص ہر ہر حادثہ میں جیسے جادوی کیا بعضیں مستلزم برتین کو باوجودیکہ اجاع صحاح
 اس تعین کے باطل کرنا ہر طرح لغت کی تخصیص ساز کسی عالم کی ار بعد ہیں ہی باطل ہوئی اور من بتعینہ کہہ کر پہر سکو ایک بعضین
 منقہ کہہتا ہی غلط ہوا اور معنی اس اجاع کی جو قرانی ہی مولف نے نقل کیا ہے بغضام اجاع نامیکی جو ہی نقل کیا
 بیہ ہوئی کہ جو کوئی نو مسلم عہدوی نواد سکو جائز ہے تقلید کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ار بعد میں ہی ہوں نا
 غیر انکا اور سکو جائز ہے کہ کہہ کسی ایک عالم اہل حق کی تقلید کرے اور کسی دوسری اور ہی ہے مقتضای کتاب اعدا اور
 حدیث رسول اعدا اور قیاس کا اور ضریحات جہو سلف اور محققین خلف کا حدیث کہ دلائل اور نقل عدم التزام میں پہلی
 گذری ہر اب جو مخالف ہوا اس سبیل کا اور طاعن ہر ہر تودہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و علما و فقہا
 کا ہو گا اور جب ان لوگوں کی مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المؤمنین کا ہوا اور ایسی مخالفی خدا تعالیٰ سے مسلمانوں کو موصوفہ
 حکم حق توبہ ہے کہ سوا آئمہ ار بعد کی اور وہی تقلید ہی جس سنی منع کیا ہے اسے نہ یہر وہ ہر لائی ہے کہ اور انکی ذمہ ہون کی رہا تیز
 محفوظ نہیں ہی ہیں ہر اسکے اگر کسی اور جہت ہی اندیت میجر ہر ہر تودہ ہر عمل جائز ہے کیا توفی دیکھا نہیں کہ متاخرین نے فایم تھا
 ترک کیا ابن ابی لیلیٰ کی ہر یکے موقوف گواہن کی قسم لانی پر تودا دیا ہے خدا سمجھے اسکا تو ہو چکی عبارت مسلم اور اسکی شرح کی

والد اعلم بالصواب عتباراً علی الاطلاق بقصر فصل مطلب صاحب سالہ التوفیر الحق کا دوسرا باب میں ہے کہ فقہاء ایک جگہ
خاص کے ہیں، اور اس پر جماع پایا گیا اور مخالفت انکار مردود اور لازم ہے اور منکر جماع کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں دو
مؤلف رسالہ مذکورہ کا خواہیہ اعتبار شرعی سے ساقط ہے مسئلے کے معین نہ کوئی دلیل جو شرعی اور نہ دلیل جماع شرعی
کی پابندی جاتی ہے کہ دعویٰ مؤلف کا نزدیک قضا و عادہ شرعی کی قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال وجوب
شرعی اور جماع کی کان لگا کر سنو کہ بطلان حکم پر ادنیٰ اور علیٰ بر وضع ہو گا پس تفصیل اس جمال کی ہے کہ وجوب ایک حکم کے
احکام شرعی میں کہ جو حکم نزدیک اصل سنت و کتاب کے خطاب الہی ہی کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ فضل و مکلف کی از روی وجوب
یا از روی اباحت کی حق تفرق ان حمیدین ارشاد فرماتا ہے **اِنَّ الْحُكْمَ اَللّٰهُ اَلَا الْاَمْرُ الْحُكْمُ عِنْدَنَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی الْمُتَعَانِ**
بِفَعْلِ الْكَلْفِ الْقَضَاءُ وَالتَّحْدِثُ اَلَا فِي سَلَمِ الثَّبُوتِ وَتَحْرِيرِ ابْنِ الْهَامِ وَغَيْرِ هَٰؤُلَاءِ كِتَابُ الصَّوْلِ اور دلائل قرآن و حدیث کی اعتباراً
ثبوت احکام شرعیہ کی چار طرح ہیں دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة کہ جمال تاویل کا اوسین نہیں ہو سکتا جبکہ
آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور سلسلے سی فرض قطعی اور ظن ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے قطعی الثبوت
اور ظنی الدلالة جیسے کہ آیات و احادیث کہ جنہیں تاویل کو دخل ہے اور سلسلے سی فرض ظنی ثابت ہوتا ہے اور تیسرے
دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالة چنانچہ اخبار احاد صریحہ کہ جمال تاویل کی اوسین نہیں ہو سکتی اور سلسلے سی وجوب ظلال
اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی الدلالة جیسے اخبار احاد کہ جنہیں احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے
اور ہی سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے اعلم ان الادلۃ اربعۃ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالة کالآیات القرآنیۃ و
الاحادیث المتواترۃ الصریحۃ النحویۃ لا یختل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالة کالآیات والاحادیث المتواترۃ
الثالث ظنی الثبوت قطعی الدلالة کالاجابا الاحاد الصریحۃ الکریم ظنی الثبوت والدلالة معاً کالاجابا الاحاد
المختلۃ المعانی فالاول یفید القطع والثانی یفید الظن ای هو الفرض العلی والتأیید الواجب المکون تحریراً الالام یفید
السند والاستصحاب هكذا فی الطحاوی وغيرہ کتب الاصول والفروع المتفقہ اب علی رضائی بعد وضوح و بیان دلائل العرب
شرعیہ کی راہ انصاف سے غور فرما کر ارشاد کریں کہ اگر کوئی یہی دلیل ان دلائل اور بعد مذکورہ بالاسی وجوب فقہاء ایک جگہ ہونا

۱۰ پہن ہے حکم گمراہ کے لئے آخریہ تک حکم ہمارے نزدیک اور کا خطاب ہی مکلف کی کام سے متعلق رکھتا ہے وجوب
مستحب کے طور پر ہونے میں ہے سلم الثبوت میں اور وصول کی کتابوں تحریر غیرہ میں ہے جان کہ دلائل چار طرح سے پہلے ثبوت
دلالة دونوں میں قطعی جیسے آیات قرآنی اور حدیثیں متواترہ کہ جنہیں کسیر کی تاویل کو دخل نہیں ہو سکتا وہ کہ ثبوت میں قطعی اور دلالت
میں ظنی جیسے آیتین اور حدیثیں تاویل پذیر ہیں کہ وہ کہ ثبوت میں ظنی دلالت میں قطعی جیسے حدیث میں صریحہ یعنی احاد چوتھی وہ کہ
ثبوت اور دلالت دونوں میں ظنی جیسے اخبار احاد محتمل الحسنیہ سو پہلے قسم یقین قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور دوسرے
قسم ظن کا یعنیہ فرض ظنی کا اور تیسرے وجوب اور مکروہ تحریمی کا اور چوتھی سنت اور تنجیب کا طحاوی وغیرہ میں ہونے میں ہے

بانی جاتی ہو تو صلیان کرن کہ حق ظاہر ہو جائے گو ویری خدا گمان حق نکرین و لیکن مہین لاسکیگی و لو کہ بعضہم بعض
 اسید ملی سلف سی سلف تک کسی کوئی دلیل شرعی اس وجوب تعلیق ایک مجتہد خاص فایم مہین کی کن اگر ہو نو
 سلف رسالہ کا بیان کری کہ حق و باطل میں امتیاز ہو جاوے و دلیل شرعی کی فکر کرادین میں سر اسر مذموم ہے
 صیبا کہ خدا اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے یا اهل الکتاب لا تعقلوا فی دینکم الا بالادلة حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو
 اب اکی حکم اجماع شرعی کا حال منسوس اجماع شرعی کی موصلی دو امر ضرور ہیں پہلا امر یہ کہ اتفاق ساری مجتہدین
 ہمعصر کا اس امت سی او بر امر سرسی کی متفق ہو اور دوسرا امر یہ کہ مشدہ کی قرآن اور حدیث سی بانی جادی کیونکہ
 بنایا جائے کہ مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرادین میں بلا دلیل خطا ہے پس اگر ہمہ دلائل ثابت ہوں تو اجماع
 مشدہ مقصور ہوگا اگر ہمہ ہزار دن جمع ہو جائے وین کسی کام دین پر مگر اہل اجتہاد سی ہوں اور خدا کی کتاب
 اور سنت سی نہ پائی جاتی ہو تو ایسا اجماع کا کچھ اعتبار مہین شرع میں اسو مل کی اجماع شرعی عبارت ہے
 قول کل سے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کی باطل ہے تو یہ اجماع ہی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بی سند کہ جالبقی
 تمام مجتہدین ہمعصر کا بنایا جائے وادہ کوئی سند کی کتاب و سنت کی پائی جادی باوجود کہ ایسی اجماع کو منجملہ دلائل شرعی
 جانتا اور حکم اجماع شرعی میں شمار کرنا سر کج فہمی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم میں ما و جہنا علیہ آبائنا کے شامل ہوگا
 کہ جبر خدا تعالیٰ نے السرام دی ہے اور غصہ فرمایا تو منیع اور منیج کی عبارت فعل کی جاتی ہے اما انما منیج فی الس
 والناسل جمعہا فی بحث واحد لانها سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثانی سبب ظہور
 والجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عند سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء
 اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء انقی مافی التلویح مختصرا الاجماع و هو لقة العزم والاتفاق
 کلاهما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتہدین من هذه الامة فی عصر علی امر شرعی لا یعتقد باهل البیت و صلہم
 خلافا للشیعة ولا بالشیعین عند اکثر ولا بالمتخلفاء عند اکثر ولا بالمتخلفاء الاربعة خلافا لاجل عن مالک الانصار
 بالمدینة فقط الاجماع الا عن مستند علی المختار لنا او لا الفریق بلا دلیل شرعی حرم الخوافی و مسلم الشوافی و حنفی الا
 سبب بحث انہم ہند ورا کل من دونو ایک سبب بحث میں اسو مل کو دو سبب میں سادل سبب ثبوت اجماع اور دوسرا دلیل
 دلیل کا سبب اور جمہور میں اجماع جائز مہین لغیر دلیل اور قرینہ کی کیونکہ بغیرند کی اجماع میں خطا لازم ہی کیونکہ حکم دین میں لغیر
 حکم ہوگی عبارت جو تلویح میں مختصر اجماع لغت کی لغیر قصد و اتفاق ہو کہ ہی میں اور دونو ہم سی اخذ ہیں اور مطالع میں اس سبب
 مجتہد و حکما متفق ہوا ایک امر شرعی پر ایک اند میں اور فقہ اہل سبب کے اجماع منعقد مہین ہوتا جیسی کہ اہل تشیع کہتی ہیں اور نہ فقہ حنفی
 نزدیک کرلو کہ اور نہ فقہ غفلا سی یہ ہیں اکثر لو کہ مذہب کے اور نہ فقہ علقا واریسی جیسا کہ امام محمد کہتی ایلام مالک کے حدیث ہی کو اہل مذہب
 اپنے جماع ہے مگر مذہب مختار یہی کی بغیرند کی اجماع ہند ورا کل مہی سبب کو متا بغیر دلیل حرام بنایا جو پور علی است انوار میں کیونکہ محبت

دیگر بی جای نیست و در آنچه عمل کرده است هرگاه آنرا بدقت قیاس نماید و بگوید بر خود مذکور لازم گرفته است بر تمامه قول فکرم در این
 باب نیست که تقلید بر که خواب بکند لیکن بعد از آن که در بعضی سائل تقلید بخیرند و در بعضی تقلید شایسته پس حاکم است
 او را که در آنچه تقلید شایسته کرده تقلید بخیرند و بکند یا بکسر و بچسب گویند که در سبب لازم گرفته باشد یا نه و عمل نموده باشد یا نه
 هر مقلد را تقلید بر مجتهد و این اقربست تحقیق چه مقتضای دین باب پنج لازم نموده است و بدین التزام هیچ لازم نشود
 قول لغت فاسطو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام است مقید باینکه کسی ازین قیود نیست و در صدر اول علوم از خود
 استغناء نمیزند و عمل می کردند و سبالات ازین قیود مروی نیست تمام هوا کلام قاضی متناهی مغفور و مرحوم کاپس قول مؤلف
 تنویر الحق کا که آیه فاسطو اهل الذکر خاص است و تقلید ایک مجتهد کی چوب هوئی است بالاجماع و در دیگر سائل
 قاضی متناهی سوره کی او را با الحق در ذریع الباطل و منج هو الایم نانجی حقا و باطلی است بر حاکم اب کی بهر وی سی
 و صیت شیخ ابکر که بر سر پا حکم و جگه مولانا عبد العلی او را در نظام الدین و خیزه خاتم و لایت احمدی کی لکھتی برین آفرین
 کی سی نفس کی جانی است و صلوات اللہ علی او و صلیک به ان کنت عالما فخرام علیک ان تعلی بخلاف ما اعطاک الله و لیک
 و میرام علیک تقلید بخیر است مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذا الدرجه و کنت مقلدا فایا لک ان قلتم من جبا
 معتمد علی کلام الله و هو ان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلم و اهل الذکر هم العلماء بالکتاب السنه و اطیب قلم الحنفی
 ما استطع و اسال عن الرضه فی ذلک حتی تجد ما فان الله يقول یا جعل علیکم فی الدین من حرم و ان قال لک الله
 الله او حکم موقوفه مسئلتی فخذ به ان قال لک هذا راوی فلا تلحق به و مسل غیر آنست ما قال ابن العربی
 ما لیس الا کفر فی الفتنه المکیه او ایک ساله جزیر کا قاضی نماز و صلاه قدس سره و کامر کا میرا و کجا سکا که نه نکاحا و
 اوں ساله سی بهر وی سی عبارت او کی استقامت من نفس کی جاتی بر حق اما فانما یکن اهل السنه ففرضه قال الله ثقا فاسئلوا
 انکم لا یمنی و لا ذابا ما السنه علی یکتب السنه من کلام الله و ان سئلوا علی ما سئلوا علی ما سئلوا علی ما سئلوا
 ازین چه است نه شود و بگوید الله و دیت برین صحیح که ما برین بیست که اگر تو عالم است تو بر حاکم که تو خلاف اوں
 دی بی حق است او را هم است تجربه تقلید غیر کی استحسان که بچسب حصول دلیل بر قوت است او را که بهر وجه بنوا و نه مقلد بود و اس که بچسب
 و بکست سبب خاص کا التزام کر سبب حصول که جطر جزیر مجتهد دعائی می مکم کیا ہے وہ یہ کہ اگر تو نہیں جانتا تو تو اہل ذکر سی بر جہ
 اہل ذکر قرآن اور حدیث کی حاشیہ جانی ملتا ہیں سو تو اپنے ضرورت میں دفع حق کی خواہش کو مستحکمت جہاں اوجینست کہ چہ جہاں
 کتے یا دی کی کہ الله تعالیٰ فرماتا ہے دین میں تجھ پر ننگی نہیں کی گئی اور اگر تجھے معنی کہی کہ یہ الله تعالیٰ کی رسول کا حکم ہے تیری خلاف
 ملکہ میں تو تو اہل عمل کرو اگر کہی کہ یہ میری لیس ہے تو تو انکو مکتل اور دوسرے سے چسبہ ہو چکی وہ عبارت جس میں عربی کہ تو میرا
 انکر کی نہ ہو دین اور نہ تائید میں کہا ہے ۵۰ شکر کیو البیت ملک کی ہر تو تو کی نہ میرے بات کی کہ جو الله تعالیٰ فرمائی ہی کر اہل ذکر کی
 اگر سکا اوجینست کہ تو میری کا کما ترعا و بر جائز ہے چہ جہاں ہی باہر کیوں کہ کما کما کہ تو یہ بات درجہ جائز ہے لغات میں چہ جہاں مستحکم

میں عین علی مدبر پہنچے اسکی حال سے کہ تباہ کبریٰ کوئی مین فرما کہ جادوی یعنی سارا بانی اور سکا پس کچھ
 حدیثیں صحیحہ بعض اہل حق علیہ السلام اور بعض غیر متعلق مین صریح روایت کرتے ہیں کہ بانی اور مین پانچک شخص میں جاتا ہے
 حیثیت کی بڑی شے اور یہ بانی عام ہے شامل ہے قبیل کے اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلت میں ہی یا زیادہ یا برابر ہوتا ہے
 لغرض در میان حدیثوں قلتین کی اور در میان ان حدیثوں صحیحون کی پس ضرور ہوا یہ کہ ترجمہ دینیوں حدیثوں
 صحیحہ کو اوپر ضعیفون کی اور اہل کیا جاوے ان حدیثوں صحیحہ پر اقوال متوفیق الحدود توفیقہ کا اول تو یہ تمام حدیثیں
 حدیث قلتین کے معارض ہے نہیں حدیث اذا سہی قسط اور حدیث اذا نفع اسلئے معارض نہیں کہ او مین
 بقسط حکم مانگے بانی کا بیان کیا گیا ہے زبان عام کا صیغہ کہ سولف کو شہنشاہ ہوا ہے پس بانی بقسط قلتین
 اگر جو ضعیف ہو تو وہ مورد اون دونوں حدیثوں کا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی مین مین نہیں
 کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح البای شرح صحیح بخاری مین کہا ہے تحت پہلی حدیث کی قولہ فی
 وضوہای اناء الذی اعلیٰ للوضو فی روایت الکشف فی الاناء وهو فیہ من طرق اخری ولا یخفی
 فی نابہ اور وضوہ علی الشک والظاهر اخضاص ذلک باناء الوضو ولینحی بداناء الغسل لانه وضو و زیادة و کذا
 باقی الاثر فیما س لکن فی الاستحباب مین غیر کہ اہل بعدہم ورود التھی فیما عن ذلک واللہ اعلم وخرج بذلک الاناء
 والخیاض اللی لا یقر بغسل الید فیما عن نقلہا عن غایتہا فلا یبدأ و اگر وہ بانی بقسط قلتین کے حوض کے مکے اور بڑے
 مین ہو جیسا کہ مبادیہ وغیرہ تو یہی حکم ہے اون دونوں حدیثوں کے خارج ہے اسلئے کہ اون مین مراد وہ ہیں
 جو کہ اوکی عادت اور استعمال مین سے اور وہ قلتین سے بہت چھوٹے ہو کر تے ہستی جیسا کہ امام نووی سلم
 شرح صحیح مسلم مین کہا ہے تحت اسی حدیث کی روایت عادیہم استعمال الاناء فی الوضو فیہ نقص عن القلیل بل لا یقل
 سلمہ تحقیق ایک کی گرتا زمرہ کے کوئین مین اور اگر اس مین حکم کیا ابن عباس اور ابن زبیر نے یہ کہ نکالا جاوے گی اور حکم کیا اون
 دونوں نے یہ کہ نہ پنا جاوے گی اور سکا کہا ماسے نے کہ وہ سوت چوڑ کن کی طرف سے آتی ہی اور سکا بانی ٹوٹا سوا سوت میں نہ
 ٹوٹی ٹوٹ کر بانی نکالا اور صحابہ میں کسی نے انکار نہیں کیا روایت کی صحیح ہے حضرت علی سی کینے پوچھا کہ کوئی
 دن مین پناہ کر دے تو کیا کرے کہا سارے پائے نکالی سلم یعنی وضو کا برتن اور کھینچو کی روایت مین برتن
 اور سلم مین ہی اور طریق سے ہی ہے اور ابن حزمہ کے روایت مین وضو اور برتن نکالے ہوئے ہوا ہے اور ظاہر یہ ہے
 کہ یہ وضو کی برتن کی ساتھ تخصیص اور غسل کا برتن کی ذیل مین آگیا کیونکہ غسل مین ومنع بڑھوتری کی ہوتا ہے اور قیاساً
 اس طرح اور برتن کی طرح استحباب کے ہے کہ اگر نہ نہیں کسلے کہ حساب مین ہی نہیں وارد ہو ہی اس کے بعد جانے
 اور برتن کے ذکر کرے وہ حرمین و حیرہ جنین ناپاک ہوتے دینے کی ہی نہیں فرمائی نکل گئے سوا نہ کو بھی شامل نہیں
 ہو چکے عادت فتح البای سلم اون لوگوں کی عادت ہی کہ قدر دو قون سے چھوٹے برتن برتا کر تے تھے

ابن سیرین اور قتادہ کی ابن عباس سے کہا ہے ناقلہ الم یلقا ابن عباس بن السبعانہ یہ کہہ دو اور ابو جابر الجعفی عن ابی الطفیل عن
ابن عباس مرفوع عن ابی الطفیل نفسہ ان غلاما وقع فی زمزم فخرجت وجابر الجعفی لایختم بزوہ ابیہ لطیفة عن عمر بن عبد الوہاب
عن ابن عباس عن ابن لطیفة الجعفی یہ السنخے اور محدث سلام اللہ عنہ نے عملی میں کہا ہے وقد رقا ابن ابی
سبیتہ عن قتادہ عن ابن عباس ان حبسا وقع فی زمزم فأتی لیلہ رجلہ فخرجہ ثم قال اخرجوا ما فیما من ماء و هذا منقطع
انہی ہی انتفاع کی نظر سے مولف نے روایتوں کی سری سے نام اوس اور یحییٰ جو ابن عباس سے روایت کرتا ہے
اور زیادہ ہے پر یہ یہ حال کی کام نہائی کہ چوری کی کڑی گئی و جہانی نہ معارض ہوئی کی حدیث زنجی کی حدیث قلعین کو نہیں ہی
ہے زمین کی کہ یہ یہ روایت بحیثیہ طرف ثابت ہے لاکر نقل فعل صحابی کا ہے جسکو حدیث موقوف کہتی ہیں اور یہ ہے
کہ حکم میں مرفوع کی جسکی یہ یہ بیان ہی کہ اوسین اجہا کو فعل نہو مدیکہ خبر دنیا امور ضعیفہ کا یا آمینہ کا یا خبر دنیا کہ فلا
کام ہی اتنا ثواب ہوتا ہے یا ہندو مذہب ہوتا ہے نہیں ہی اور حدیث قلعین کی مرفوع ہے لیکن قول ہمیں کہ ہے
اور صحیح موصول الا شاذ جیسے کہ سیدہ کا غبار نہیں چنانچہ عنقریب خوب ثابت کر گئے اور یہ قاعدہ ہی اہل اصول دین کا
کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی ہوتی حجت نہیں ہوتی اور کسی معارض نہیں ہوتی حبیب کہ ابن نجیم حقی بجز الایق میں کرتا
ہیں و حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی غیرہ انتھی حکلا فی کتب الاصول اور حدیث اخیر جو میں مرفوعی مری ہے
وہ ہے اسی وجہ سے معارض قلعین کی نہیں ہو سکتی کہ وہ موقوف ہی اور حدیث قلعین کی مرفوع اور لایسور مرفوع کی
فرض ہی کیا جاوے کہ یہ تمام حدیثیں حدیث قلعین کی معارض ہیں تو یہی تو یہ نہیں لازم آتا کہ حدیث قلعین کی
کیجا اور ان حدیثوں کو ترجیح دیکر اسلئے کہ حدیث قلعین کی یہ صحیح اور حدیث ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوے گا اور مزید
اور موقوف اسکی ساتھ ان حدیثوں کی ممکن ہے چنانچہ علی نقیل بیان کیا جاوے گا اور یہ قاعدہ موصول حدیث کا
کہ حدیث کہ احادیث صحیحہ متعارضہ میں صحیح اور موقوف ہو سکتی ترجیح کی طرف رجوع نہیں کرتی حبیب کہ مافغان مجر
فتح الباری میں کہا ہے والد جیر لایضا الیہ امکان الجمع اھو اور نخبۃ الفکر میں کہا ہے وان علی بعض منہ فاق
یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولہا بغیر تعسف ولا فان امکان الجمع فوالنوع المسع بخلاف الحدیث ان یمکن الجمع
جاء لیس کہ ابو سعید بن ابی ہریرہ روایت نہیں چکا کہ لکھنا ان یامی کہ کو چنچا نکال لے اور در نہ نہیں ہی ابن عباس مرفوعی اوس میں ہما
اور کون ہی ۱۵ اور روایت کی جابر جعفی نے لے لیں ۱۵ اور ابی ابن عباس مرفوعی ابی طفیل سے کہ لکھنا کہ لازم میں لکھنا ابی ہریرہ
حالانکہ جابر جعفی ہی جسکے روایت حجت نہیں مکن جاتی اور حدیث کی اوس میں ۱۵ لکھنا عمرو بن دیار سے اور ابی ابن عباس اور ان
بوسکہ روایت ہی حجت نہیں مکن جاتی ۱۵ اور حدیث کی ابن ابی شیبہ سے قتادہ کی اور ابی ابن عباس مرفوعی کہ ابی شیبہ نے زمزم میں گر کر لیا
اور ایک آدمی نے اور کر لکھنا اور ابن عباس نے کہا کہ لکھنا ابی ہریرہ روایت متعلق ہے ہونے کی عبارت عملی کی ۱۵ اور حدیث
مقدم فرمے کہ کام پر اسطرح کہ لکھنا ۱۵ حدیث میں جہم مکن ہر تو ترجیح کی حدیث کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا ۱۵ اگر معارض ہو

[illegible]

الدلائل ای جمعاً بین هذا الحدیث للزنجی علی تقدیر صحته واصل الثقلین الصحیح الثابت کالثبت صحته عنقل بی
 حدیث بیدریضاۃ الصحیح کا مسیحی ذکرہ فافقہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سی یون مروانی کرئیکے کہ حکم دینا حضرت علی کا
 وہی اخرج بانی اس کنوین کی جہن کوئی پیشاب کو دے اس نظری نہیں تھا کہ کنوین پیشاب سی بخیر و جانا
 بلکہ اس نظر سے تھا کہ اگر اس کو ایک پیشاب کر دینے سے دگر کر گیا جاوے تو اسے کہہ اور کوئی پیشاب کو دیکھا ہوا نہ
 کہ رفتہ رفتہ پانی کو صابین تغیر واقع ہوگا اور یہ طبع کی ہی مخالف ہی ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نے علوی
 کے قول سے جیسا کہ کہا محلی میں وجاہ الشافعیۃ عن حدیث النہ عن البول بانداغی عنہ لثلا لیکون منہ الا تغیر
 الماء وتغیرہ باقتداء الناس بذلك الرجل ولثلا لا یتغیر عنہ طبعاً لا شراً انتہی اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مولف
 تویز نے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں درباب نجس ہونی پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سی چنانچہ بذیل حدیث لایون
 احد کہ فی الماء الدائم کے فراتے ہیں کہ مراد پانی سی یہاں پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا کہتا ہے
 اور نجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ سی اور نہ انہما انہما جاز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اکثر ہی ہو اگر وہ نہ نجس
 ہوتا لیکن آئینہ پیشاب کہ نا خوب نہیں شاید کہ اسکی دیکھا دیکھی اور یہی پیشاب کرین اور عادت اسکی بکریوں
 اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جاوے یعنی رنگ اور مزہ اور بوبدل جاوے گاہے پس حکم ہماری نزدیک پانی
 ہوا کنوین کا تو ہم کو کون مانے ہے اس تاویل سے بچ حدیث علی کی جو ضیاء کی ہی مترجم صاحب نے حدیث لایون
 اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی میں تاویل میں تکرر تو سوائی برابری حدیث صحیح قلیب کے ایک اور صحیح حدیث
 جسکے صحت میں کسی کو کلام نہیں بہانہ کہ حضرت مولف ہی اسکی صحت کی مقررین یعنی حدیث بیدریضاۃ کے
 باطل ہو جائیگی بیان اسکا یہ ہے کہ ایک کنوین جسکو بیدریضاۃ کہتے ہیں ابا تھا کہ اس میں حیض کی نئی آو گئی ہے
 ہو و نکا گوشت اور ناپاکیاں متغیر ہو جا کر تہتین پہر اسکی پانی کا حال کسی فی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہا
 تو حضرت نے فرمایا کہ کنوین چیر نہیں کر کے صاب کر کے تھک ہی ترش فی ماہہ ایسی ناپاک
 سب دی تھہ ہیں ابو سعید خدری سی قال قیل یا رسول اللہ انتوضا بیدریضاۃ وہی بیدریضاۃ فیہا حیض و لحوم
 الکلاب النتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہر ولا یفسد بشیء اور نہ ہت کیا اسکو بوداؤسے
 قول ہی اور بیان ہوئی کہ تھہ دلیلوں کی موافقت کرئیکے لئے معنی ظاہر سے تاویل کر لی اور وہ دلیلین بر تقدیر صحت ایک
 پیشاب ال حدیث ہے اور دوسر حدیث قلیب کی جو ثابت اور صحیح ہے چنانچہ اسکی صحت لگی نہ کہ ہوگی اور حدیث بیدریضاۃ کی جسکا ذکر لگی
 آو لگا سمجھو گے تو اس مقام کو سنے اور جواب ایسی شافعیہ پانی میں پیشاب کرئیکے حدیث سی اس طرح کہ وہ ہی اہلی ہی رفتہ رفتہ
 آخر کو پانی متغیر ہو کر نجس ہو جاوے گا کیونکہ ایک کے دیکھا دیکھی اور لوگ ہی پیشاب کرئیکے اور اس طرح کہ اس ہی میں نفرت طہی کے شرعی نہیں
 ہوگی عبارت صحیح کے سنے نہ پیشاب کر سی کوئی کہہ ہی یا نہیں سنے ابو سعید خدری کہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہا کہ کیا پیشاب

الاحادیث ولم یفت المدعون ذلك السببا الخاص لا یكفي مجرد النشاء وسبحی عن قرب تحقیق تقدیر الحرج علی
 التقدير بل مع الشاهد الدلیل فافهم وانظر اور نقل کیا ہی ابن طاہر خلیفہ بن کردا قری براہو واسے اور اپنے لکھی
 خاطر حدیثوں کی باطل کو نہیں جلد سنا بن کیا کرتا تھا جس کا مجموعہ البحار میں فرماتے ہیں قلیل کلاما احتیالی فباطل الحدیث منصرف
 للرای فان یدرجا مضمون مشہور فی البحار بخلاف ما حکى عن الواقدی انتہی پس ثابت ہو کہ کوئی حدیث مستفیض علیہ
 غیر مستفیض علیہ حدیث قلیتین کو ساقط اور مبرک العمل نہیں کرتی اگر صحت حدیث قلیتین کی ثابت ہو جاوے کہ ہذا الحدیث
 قلیتین کی صحت کیجانی ہے اور مؤلف کی جازون وجہ کو نقل کر کے اونی بخوبی جواب دیا جانا ہی تو سنو قال
 المؤلف ہیں کہتے ہیں ہم کہ حدیث قلیتین کے نہیں ہے قابل سند کی اور قابل قبول کر نیکی ساتھ چار وجہ کے
 وجہ اول یہ ہے کہ تحقیق حدیث قلیتین کے ضعیف ہی کہ ضعف بیان کیا اسکا ایک جماعت فی محدثین میں ہی
 ہے کہ کہا زلعی نے شیخ شمس کز الدقاق کے ان حدیث قلیتین ضعیف ضعف جاعا الحدیثین فی قال البیہقی من الشافعی
 اند غیر قوی و ترک الغزالی و رویا ی مع شدۃ اتباعہما الشافعی رحمہم اللہ لضعفہ انتہی کلام الزمیل
 اور کہا شیخ کمال الدین بیج فتح التذکرہ کی حدیث ضعیف ضعف حافظ بن عبد البر والقاضی اسماعیل بن
 ابی اسحاق وابوبکر بن العربی لما لکیون انتہی کلام ابن الطہام اور کہا صاحب قاموس کو وہ شافعی مذہب کے بیج
 شمس کے کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ ضعف بعض الحدیثین و صحیح بعضہم انتہی اور کہا بیج کتاب تہذیب کی مآذہب علیہ
 الشافعی من حدیث قلیتین مذہب ضعیف انتہی اور کہا ابویوسی فی اپنے کتاب سرائر میں و حقہ ضعیف اور کہا صاحب
 ہامد بن بیج ہامد کی حدیث ضعیف ضعف ابوداؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے امامون حدیث کی
 سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا اندک ما یثبت هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا انتہی عبد الحق فی شرح مشکوٰۃ
 امام نہیں ہیں اور یہ امران ہی لیا ہوا تریج تعلیل پر مقدم ہے چنان کہ جب کہ نہ الاسمعیل جم کا بیان کردی مثلاً یہاں انسان نے
 حدیث کا بنانا ہوا ہے اور تعلیل کرنا تو ان کی اسکی بھی نہیں کی اور فقط یہ نہیں کہ انہی کے کہنا ہے کہ حدیث ضعیف
 اسکی او کی کہ حج تعلیل پر مقدم ہے اور اسکی دلیل بیان ہوگی اور غیر پیش کیا دیگی کچھ اور منتظر رہے کہ کیا ہے کہ ہذا حدیث
 اپنے واسے کہ ہذا حدیث کی حدیثوں کو جہلا نہیں جیلہ کیا کرتا ہو گا کہ میری مینا عوہ کو گونا گویا عرب میں دیکھا ہوا ہے اور وہ اسکی مثلاً
 روایت کر رہے ہو چکی عبارت مجموع البحر کے حدیث قلیتین کے ضعیف ایک جہا محمد بن ابی اسکو ضعیف کہا گیا ہوا کہ حدیث
 کہ اگر وہ شافعی میں ہی کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہیں ہے بل امام غزالی فی اسکو ضعیف کی چہ تو وہ اسے اور دیکھتا ہے ہی باوجودیکہ
 وہ بڑے پر دنا فی کے ہیں ہو چکا کلام زلعی کا حدیث ضعیف حافظ بن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحاق اور
 بن عربی لکیر نے اسے ضعیف کہا ہے چکا کلام ابن ہمام کا حدیث ضعیف کیا ہے اسکو بعضے نے روایت فی اور بعض نے چھوٹی عبارت
 من مشکوٰۃ حدیث قلیتین کے حدیث ضعیف ہے چھوٹی عبارت تہذیب کے حدیث ضعیف ہے وہ حدیث ضعیف ہے وہ ضعیف ہے اور

المری و الفارسی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ تحقیق حقیقت مالکیہ متفق ہوئی ہیں اور ضعف اس حدیث فلیتین کی اگرچہ مختلف ہیں بیج بیان کرنے و بضعف کی اقول یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو جو بضعف اصل دلیل یا مقبول ہے دلیل یا ضعیف حدیث کی ثابت کیا جاتی ہے بلکہ کسی مضبوطی کے کلام میں جواب یا جاوید گناہوں کو رد کر دیتا کیا ہے اس کی تردید اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خرمیہ وغیرہم نے اس کی اسانید قوی اور جدید ہیں تردید کی اسباب ہیں حدیثنا احمد ناعبدہ عن میل بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابن عمر قال سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اور راوی اس کی سبقت اور صادق ہیں آثار الاول فہو ثقہ واما الثانی فہو ثقہ والثالث ضعیف والرابع ثقہ والاسامی ہوا بن عمر و ہوا واحد المکثرین من الصحابہ کل ذلک و تقویۃ الترمذی اور ابو داؤد کی ایک سند تو یہ ہے کہ ثنا ابن العلاء و عثمان بن شیبہ والحسن بن علی وغیرہم قالوا حدیثنا ابو اسانید عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید الحدیث اس کی یہ سبب بھی ثقات ہیں اما الاول فہو ثقہ حافظ والثانی ای فی الذکر و فی المرتبۃ ثقہ حافظ والثالث ثقہ حافظ لہ تصانیف والرابع اسامہ جاد بن اسامہ و مشہور بابی اسامہ و مصنف ثبت والحمد لمصلحتی والباقرین مرفوعہم فی رجال الترمذی اور دوسرا وہ اس کی بہت حدیثنا مسی بن اسماعیل قال حدیثنا جاد بن اسامہ ابو کامل ثانی زید یعنی ابن زریع عن میل بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو کامل بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید الحدیث اس کی راوی بھی سبقت ہیں اما الاول فہو ثقہ ثبت قال العسقلانی ثقہ قال ولا انتفاع الی قول ابن خراش حکم الناس فیہ انقص والثانی ہوا بن اسامہ

حدیث کی جہنم نہاد کہ حدیث کی ہیں عبدہ بن عمر بن ابن عمر کے ادھون محمد بن جعفر بن زبیر سے ادھون عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور ادھون ابن عمر کی کہ حدیث سے آخر حدیث تک پہلا شخص ہے جو ہر تہا اور باخبران ثقہ ہے اور دوسرا ثقہ اور ثقات صدوق ہے اور چشم بن عمرو وہ ایک کفر بن صحابہ ہیں میں یہ سبب تقرب التہذیب میں ہے حدیث کی جہنم ابن علاء و خزان بن عبد اللہ بن حسن بن علی و خزان اور کہ حدیث کی کہو ابو اسامہ و لید بن کثیر سے ادھون محمد بن جعفر بن زبیر سے ادھون عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے ادھون اپنے باب کے آخر حدیث تک پہلا شخص ثقہ حافظ ہے اور دوسرے جگہ جو شخص کو کہی وہ ثقہ ہے اور تیسری جگہ حافظ ہے اور ثقات تصانیف میں اور چہ کا نام جاد بن اسامہ ہے اور ابی اسامہ کہ کر کہ مشہور ہے وہ ثقہ اور ثقات صدوق ہے اور باقی ماندون کا ذکر ترمذی کے راویوں کے فریل میں گذر چکا ہے حدیث کی کہو موسیٰ بن اسماعیل نے ادھو کہ حدیث کی ہیں جاد بن عمر اور کہ حدیث کی ہیں ابو کامل نے کہ حدیث کی کہو زید یعنی ابن زریع نے محمد بن اسحاق کی ادھون محمد بن جعفر سے کہو ابو کامل بن زبیر اور ادھون حدیث کی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور ادھون حدیث کی اپنے باب ہی میں گذشتہ کی ہے پہلا شخص ثقہ اور ثقات ہی ابن حجر مقلاتی کہہ رہے ہیں کہ یہ جہنم خیال کرنا چاہیے اور سطور وہاں خراش نے کہا ہے کہ لوگوں میں شخص کے باب میں کلام کیا ہے اور دوسرا وہاں

حاد بن اسامة ثقہ ثبت والثالث وهو فضيل بن حسين ابى كامل ثقہ حافظ والرابع ثقہ ثبت و
 الباقون مرد ذكرهم اور تیسری اسناد وہ ہے ثلثا موسی بن اسمعیل قال حدثنا حاد قال انا حاصم بن المنذر عن
 ابن عبد الله بن عمر قال حدثني ابى الخديث يسے راوی ہی وہی ہیں جبکہ ذکر گذرا کہ ایک عاصم بن المنذر سودہ ہی
 صدوق ہیں کل ذلك في تقريب العسقلاني اور ثانی کی اسناد وہ ہے اختراہا حاد بن السمر والحسين بن حريش
 عن ابى اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر عن عبدة الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه الخديث يسے راوی ہی
 وہی ہیں مگر ایک حسین بن حريش سودہ ہی ثقہ ہیں قالہ فی تقريب التهذيب ایضا ابن خزيمة اور ابن ماجہ کی اسناد
 سمجھا چاہیے حاصل یہ کہ یہ حدیث جتنی طریقوں سے مروی ہی یہی راوی ثقات ہیں اور اگر بالفرض کسی ایک حدیث
 کچھ عجیب نکالو گی تو اس کی تقریت دوسرا روای ہی قائم مقام اس کی ہو جائیگی غرض کہ روایت کی جیسے حدیث تعلیق
 ضعف کا نام نہ لے سکو گی اور حالانکہ مدار صحت اور قوت اور ضعف حدیث کی راوی ہوں ہیں پس اس حدیث کو تبدیل روایت کی
 سی صحیح ہونا حدیث تعلیق کا ثابت ہو گیا اور با اینہذا قول ائمہ حجج اور تبدیل کے مستحسن محبت اس حدیث کی سنی چاہیے تو ضمن
 ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام حسین بن محمد بن منیل کا اور امام سہقی کا اور امام ابو عبیدہ کا اور امام ابو نوری کا
 اور ایک عجمی کا محدثین میں اور امام ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی میں وقال لشافعی
 واحمد ما بلغ القلتان فمن كثرة لافخص بوفوع الخاصة وبه قال اسحاق وابو عبیدہ ابولور وجماعة من اهل الحديث
 منهم ابن خزيمة اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور درمیان میں لکھا کہ ان ائمہ
 اذا استدلل بحدیث کان تفحصها لہ کا فی التخریر وغیرہ ۱۹ فقہی فیہ عن کے مجتہد کا اور کسی حدیث کی تصحیح ہے اس
 حدیث کی پس امام شافعی اور امام احمد اور سہقی اور ابو نوری اور جماعت دیگر مستحجج ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث
 ابن خزيمة نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا محلی میں صحیح ابن خزيمة وابن حبان والدارقطنی
 حاد بن اسامة ثقہ اور ثبت ہی اور تیسرے فضیل بن حسین ہو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتھا ثقہ ثبت ہی اور باقی کا ذکر گذر چکا ہے
 ہو کہ موسی بن ساعیل اور کہا روایت کی ہیں صحاح و کما روایت کی ہیں حاصم بن المنذر بن عبد الله بن عمر سے اور کہا بھی
 یسے اپنے آخر حدیث کہ ۱۰ یہ سب عقلانی کی تقریب ہیں، ۱۱ روایت کی ہیں ہنا دین موسی اور حسین بن حريش فی ابی
 اسامہ اور ابو ہریرہ ولید بن کثیر سے اور تواتر فی محمد بن جعفر سے اور ہونے عبد الله بن عبد الله بن عمر اور ہونے اپنے باپ کے آخر حدیث
 ۱۲ اور کہا شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ابی حنبلین تک پہنچ چکے تو وہ کثیر ہے نجاست کی گئی سی ناباک نہیں ہوتا اور ایسا ہی
 کہا ہے اسحاق اور ابو یوسف اور ابو نوری اور ایک عجمی اہل حدیث فی او میں ہی سی ابن خزيمة ہیں ۱۳ بلا شک جوت دلیل پر مبنی کو
 مجتہد کے حدیث سی تو وہ اس حدیث کا باعث صحت ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر و غیرہ ہیں، ہو چکی عمارت رد المحتار کی ۱۴
 اور صحت کی ہے اسکے ابن خزيمة اور ابن حبان اور دارقطنی نے ہو چکے عبارت محلے کے

اسکا بائع الزام میں وخطہ ابن خزیمہ و ابن حبان والاک انھی اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور معین نے
 اسوہی روایت نہیں کی کہ بہن ولید بن اسناو میں کچھ خلاف واقع ہو گیا ہے جیسا کہ کہا مملی میں وقال الحاکم
 صحیح الاسناد ولم یخرجاه لخلافه عن الولید بن کثیر ان شہی اقول اس اختلاف کا جواب ہم دیگی حضرت ابی
 یحییٰ بن معین فی کہ یہ حدیث خوب نکتہ ہے اور کہا یہ بھی سنے یہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا
 نے مکی اسناد جدید ہے اور کہا سیر طبع کا غبار نہیں جیسا کہ کہا مملی میں وقال ابن معین جید قال البیہقی
 موصول صحیح وقال المذاری اسنادہ جید لا اعتبار علیہ انتھی اور کہا ابن ماجہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بزرگوار
 میں معین میں ایک اعتراض کی کہ جسکا جواب بی دلیل ہے قلت ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم وجاعہ من اهل
 الحديث انتھی بلکہ حضرت طحاوی حنفی نے جسے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر دو جہاں کر لی ہا اور جہاں تک
 بن آتی ہے حنفی مذہب کی مدد گاری کرتا ہی جسکی حق عین شاہ عبدالعزیز قدس سرہ لبیان لہجہ عین میں فرماتی ہے
 بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دار و دوزخ خود در حضرت ابن مذہب سامعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ
 انہی لاجار ہو کر اقرار کر لیا ہے کہ حدیث قلیتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ عذر منطرب معنی قلیتین کا پیش
 لایا ہے لکن ہم اس کی یہی جواب دیگی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ ہم ہی کلام محادی کا شرح معانی الثامین خاتم
 القلیتین صحیح واسنادہ ثابت لکن انما ترکناہ لاننا لانقل ما القلیتان انتھی اور کہا مملی میں
 اعترف الطحاوی بصحة الحدیث انتھی اور کہا فتح الباری میں الفصل بالقلیتین اقوی بصحة الحدیث فیہ وقد
 اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلك انتھی اقول اعترف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہی حنیفہ پر الحاصل حدیث قلیتین
 صحیح اور ثابت اور اسناد او سکی جید اور رادی او سکی ثقات اور یہی وجہ اور یہی نظری صحیح ہے اسکو امام شافعی نے
 اور امام احمد بن حنبل نے اور امام سہب نے اور امام ابو حنیفہ نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے
 اور ابن ماجہ نے اور دارقطنی نے اور بیہقی نے اور حاکم نے اور یحییٰ بن معین نے اور علامہ منذری نے اور بیہقی نے اور
 ۱۵ اور صحت کی اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ہر چکی عبارت بلوغ الزام کی ۱۵ اور حاکم نے کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح
 ہے اور معین نے سبب خلاف کی جو ولید بن کثیر سے ہے اسکو روایت نہیں کیا ہو چکی عبارت مملی کی ۱۵ اور کہا ابن
 معین نے یہ اسناد جدید ہے اور یہ بھی لے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نے کہا جید ہے ہر کچھ غبار نہیں ہو چکی عبارت مملی کی ۱۵
 بلا تک صحت کی ہی او سکی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث نے ۱۵ حدیث قلیتین کی صحیح اور
 نہا رکھا ہے لیکن سنے اسلئے اور ہر حل نہیں کیا کہ ہم قلیتین کے معنی نہیں جانتے اور اقرار کیا طحاوی نے او سکی صحت کا ہو چکی
 مملی کے مفاصل قلیتین کے بہت قوسے ہے سبب صحیح ہو جانے حدیث کے اسباب میں اور خیر
 ۱۵ میں سے طحاوی بلا شک او سکی صحت کا مقرر ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی ۱۵

اب کلام سی اون لوگوں کے جو ان حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں جواب دینا چاہیے تو وضع ہو کر جکا مولف فی ذکر کیا ہے
 اور بہوں کی کلام سے ضعیف حدیث قلین کا ثبوت نہیں ہوتا اسلی کہ یہی کی دوس قول کی جو علی بن ابی طالب کی نقل کیا ہے
 یہ سنیں ہیں کہ یہ حدیث ایسی قوی نہیں کہ علی شرط انھیں سے ہے یہ معنی کہ ضعیف ہی در نہ وہ کلام بہت ہی کا جو علی
 میں مشغول ہو چکا ہے بی معنی ہو جاوے گا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور ربانی کا اور ربوی کا اور ضعیف ہایہ کا اور شیخ
 ابن الہمام کا اور بعضی مالکین کا حدیث کو ضعیف نہیں کرتا کیونکہ جیسے لوگ مقلدین ہیں ابجد جرم اور تعدیل ہیں
 نہیں ہیں ایسے ایسے سکر و ن علما رافضی کی تصحیح کر رہے ہیں تو جیسا کہ سنئے ان سب کے تصحیح پر اعتماد نہیں کیا گیا ہے
 اور علما کی جرح کا جکا مولف فی شمار کیا ہے یہی خیال نچا ہے اب ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور
 علی بن المدینی کا سوا البسمۃ جرم نچا بایہ اعتبار میں ہے اگر با بیان سبب اور با دلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بیان سبب الکفا
 جرح ہی مقبول نہیں ہو گیا جیسا کہ وحید الدین علوی اس ابن عبد البر کی شایعہ شرم خجہ میں نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں
 وقد یعتقد ابن عبد البر کذا بالعلم بابا الکلام المعاصر بعضهم فی بعض ذرا ان اهل العلم لا یقبل جرحهم البیان واضح الفحی
 اور علوی اہل اور ان کا یہی بھی نہ ہے کہ جرح کی کابی بیان سبب کے قبول نہیں کیا جاتا جیسا کہ کہہ رہی شرم خجہ اور
 شایعہ علوی میں و لہجہ مقدم علی التعدیل و اطلاق ذلک جماعۃ لکن محالہ التفصیل و ہذا نہ مقدم ان مدہ مبینا سببہ عارف
 باسبب اللہ انکان غیر مفسر لہ بیان سببہ مثل قولہم فلان ضعیف فلان لیس بشیء و خوفہ لک مقصود اعلیٰ ذلک لم یقید
 فیہ ثبت علی ان الناس مختلفون فیما یجرح فیما لا یجرح فیما یجرح فیما لا یجرح بناء علی امر معتقد جو تالیس جرح نفسانی اور فلا بد
 یہاں سبب صراحت میں غیر ارفا الالبان یعنی بدایہ و حواظہ انتہا و کہ ہر جرح میں قبل کلام کہہ قال الذی یجرح من اهل الاستقراء التام و نقلاً
 از الجاہلین انما من اهل الشافعی و شافعی ضعیف و اعلیٰ تضعیف نقض انتہا و ان کا مذکور ان لایزال علی حدیث الراجح علی
 علیہ اور بلا شک ابن عبد البر نے ہر دو کو کلام کو جرح کیا ایک باب ہر دو کی کہہ کہ لہم ان ہر دو جرح بغیر ان قبول نہیں کرتی علیہ اور جرح
 تعدیل پر اگر جرح ہوتا ہے علی الاطلاق ہی کہہ کہ لیکن بہ بات تفصیل طلب ہے وہ یہ کہ جرح جب مقدم ہے کہ کوئی جرح کے سبب نکاح جانی والا مع سبب کے
 جرح کرے کیونکہ اگر سبب جرح کا بیان نہ کیا مثلاً کہ ہدایہ اگر فلا ضعیف ہی یا فلا نچ پوج ہے یا اور کوئی ایسا انتہا ہدایہ کو کسی شخص ثابت احوال کہہ
 نہ مضرب ہو کہ کیونکہ لوگ ان باتوں میں جرح کرتے ہیں اور نہیں کرتے مختلف میں سبب ہر دو جرح و باتین جو ان کی عقائد میں جرح ہیں بہ جرح جرح
 ہر دو کی ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ جرح نہیں ہے سوائے بنا پر جرح کا بیان ضرور ہے اور اگر انجان سی جرح ہو گے
 تو اسکا اعتبار نہ ہو گا اور یہ امر ظاہر ہے ہو چکے عبارت شریح بخشک علیہ فیہ ہے کہ جو پورا اہل متضرعین سے ہے
 نقض الرجال میں کہا ہے کہ اصول حدیث کے علما میں سے دو عالم ہرگز نہ ضعیف کے ثقہ بانی پر جمع ہوئی ہیں
 ثقہ کے ضعیف بنانے پر ہو چکے عبارت نقض الرجال کی اور اسی سبب کی نئی کا مذہب یہ تہہ کہ کسی
 راوی کی حدیث نچوڑی جادوی جب تک کہ سبب کی جوڑنی پر جمع نہ ہو جائے :

[illegible]

اور اس ہنادین ولید کی ترجمہ بھی ممکن ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے یہ کہ ان میں اضطراب اور صورت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو روایت
ولید بن کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیری اور اس کی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کی ہی وہ حجر ہے اور شاید ہے ابور ویت محمد
بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیری سے اور اس کی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کی حبیبہ کا اول روایت میں ترمذی کی اور دوسرے
روایت میں ابو داؤد کی گذرا اور ضعیف کیا اسکو خطابی نے حبیبہ کو ذکر کیا ہے محل میں واجب عند الخطابی بان هذا اختلاط
من قبل ابی اسامہ حاد بن اسامہ القرضی رواہ بن محمد بن اسحاق بن یسار عن محمد بن جعفر بن الزبیری فالخطاب
احکام روایت یہ قزو و الصواب معمول بہ و لیس فی ذلک ما یوجب ترقیہا الحدیث انتہی
اور صورت جمع کی یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ولید بن محمد بن جعفر بن الزبیری ہی روایت کی ہو اور محمد بن عباد بن جعفر سے
ہی کی ہو یا سہمی عبد بن جعفر ہی روایت ہو اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ہی روایت ہو اور سبب ثقات بن
اصول اول فهو ثقة من السادسة والثانی ایضا ثقة من الثانی والثالث ایضا كذلك وهكذا الرابع
کذا فی تقریب التہذیب اور ضعیف کیا اسکو امام نوادی نے حبیبہ کو ذکر کیا ہے بحر الاثرین واجب الترویج عن
هذا بانہ لیس اضطرابا لان الولید رواہ عن کل من المحدثین فخرجہ عن احمد و عن عروۃ عن الاثر و رواہ ایضا
عبد اللہ و عبد اللہ ابن عبد اللہ بن عمر عن ایہما و ایضا ثقتان انتہی و کذا فی المحل علاوہ یہ کہ ترمذی کی
روایت میں ابو داؤد کی دوسرے روایت میں ابو اسامہ و سلم ہی اور ولید بن کثیر بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق
اولین اضطراب کی وہی ہے بہن آق قرابت ہو کہ اس سناد میں اضطراب بہن ہے ایسا کہ ہوا اضطراب کا متن میں اور
مغنیوں میں بھی ثابت کیا جا رہا اور شدت مالی میں جو جمع ضعیفین کی ثابت ہوئی اور جرح اور کمالی رہا باقی رہا تو پھر اسکو کو
قبول کرے کہ باک سمعت حدیث کی ثابت ہو و کمال التحقيق اندھ ماقال بعض قاصد الانظار المحدثین فی بعض
کواشیف علی بعض الكتب ولا یخفی ان الجرح مقدم علی التعديل فلا یل فہ تصحیح بعض المحدثین من ذلک ابن حجر وغیرہ
اور جواب دیا کہ اس خطبہ میں ہر خلاف اسناد بن اسامہ و سلم ہی یا بن جعفر رواہ کیا اور محمد بن اسحاق بن اسحاق
محمد بن جعفر بن زبیری خطا ایک روایت کچھ روایت کچھ شکایت بڑا کیا گیا اس میں بہن میں رہا کہ حدیث کو ضعیف کر ہی ہو چکی عبارت
عملی کے ساتھ یہ شخص باہر ہے میں کا تفسیر اور دوسری طبقہ تفسیری میں کا تفسیر اور تفسیر ابی اسامہ و سلم جو یہاں ہی بہن ہے
توقیف بہن میں اس کے اور جواب دیا کہ نوادی نے اس کے اضطراب کو یہ اضطراب بہن کیونکہ وہ ایک کتب اور اس کی روایت کی ہی ہو
ایک دفعہ ایک اپنے اسناد سے روایت کی ہی اور دوسرے دفعہ دوسرے سے اور روایت کی ہی اس طرح عبد اللہ اور عبد اللہ و ولید بن
ابن عمر نے اپنے باپ ہی اور وہ دونوں نے یہ ہو چکی عبارت محمد بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق
اور یہ گیا وہ شیعہ جو بعضے کو تاہم نظرون معذروں نے بعضی ساسیون میں بعضے کتا بہ کی کیا ہے کہ صبیح
مقدم ہے تعدیل پر تو اب اس جرح کو بعضے محدثوں کا صحیح کہنا بہن اور اس کا کہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کر دیا

اور اجماع کی ثبوت ہی میں کلام ہے صیحا کہ سابق ذیل میں حدیث ربیعہ کی انکار امام شافعی کا انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبیدہ کا اس قسم کی وقوع ہی نہیں جہاں سن گیری اور محلی کی گذر اور جس حدیث میں جفی اس قصہ کو ثابت کہتی ہیں اور روایت کا منقطع ہونا عبارت ہی میں گیری اور محلی کے ثابت کیا گیا دوسرا جواب یہ ہے کہ جیسے فرض کیا کہ یہ قصہ ثابت ہے اور اجماع پایا گیا لیکن یہ پہلی اجماع سکوتی ہو اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ جیسے جفی حدیث شرعی نہیں جانتی صیحا کہہا مسلم الثبوت میں بعد بیان مسئلہ اجماع سکوتی کے وعننا الاصلی والکفری ظنی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیسر صحیحہ وعلیہ ابن ابان والباقلانی اتفقوا قلت واذہب اکثر الشافعیۃ الی ان ہذا ہون مذهب الشافعی کذا فی منہیۃ المسلم فلا تغافل عا ذکرہ ابن الحاجب عن الشافعی من روایتہ علی خلا فذا یضاً فان صاحب البیت اعرف فیما فی البیت من غیرہ یہ کہ طرح یہ اجماع سکوتی تھا را شافعی بوجہت ہو گا تیسرا جواب یہ ہے کہ فرض کیا کہ یہ اجماع سکوتی ہی بوجہت ہی لکن یہ اجماع بانی کے نکالنی پر جو یہ اور تجربہ اس بات کا کہ ان ہوتا ہی کہ بانی کو بخیر جان کر وجہ نکالنا تھا بلکہ مجاہد حدیث المادہ وکرو جو یہ یضاً حدیثی جواب میں وارد کردہ اور غرض ان عباسی سرور کی اور صحت اس کی سابق میں ثابت کی گئی ہی اور بطریق ثبوت اس امر کی کہ ابن عباس نے ایسے حوض میں ہی وضو کیا جس میں کچھ مردار پڑا ہوا تھا صیحا کہ منہ میں عبارت میں کبرے کے گذر اور بطریق حدیث فلسطین کے یہی کہہ دینے کا نکالنا صحابہ کا بانی کو زرم کے اس سبب کے تھا کہ اگر گرنے سے ربیعہ کے بانی پر حق پسند ہی ہو گئی تھی اور زرم سے بچنے کا بانی تھا پس بطور نفی اور اعات کے بانی اس کا نکلنا اور یا تہا نہ بطور نظم میر نجاست کی یہ کہ ان مخالف مہدی حدیث فلسطین کے جہاں کذا قال الامام الہمام الشافعی کہ اس میں سابقاً فی عبارة المحلی و منہ کہیں قال التفسیری وجہ یہ ہے کہ حدیث فلسطین کی مضطرب ہے یعنی الفاظ اور معانی کے لفظ ہیں اس میں ایسی کہ ایک بیت عبد بن عمر ہے کہ کہ اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء ینکون فی الفلا من الارض وما ین من الدواب السباع فقال اذا کان الماء قلین فی الجبل الحدیث رواہ الترمذی والنسائی وابو داؤد وطلحہ بن یہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثین فی دلالت کرنی ہے کہ بر کر جیکہ ہو بانی قدر فلسطین کے اور اٹھا سکیا نجاست کہ بانی ہی یعنی بخیر جان کر وجہ نکالنا صیحا کہ متفقاً فی ان حدیثوں کا کہ اور مذکور ہو ہیں ایسی کہ من محل لفظ میں اور قرآن شریف میں اور اٹھا سکی ہیں کہا بیج تحت اللغات وغیرہ کے محل پر روشن آتے مسلمہ اور سند یہ ہادی اور کفری کا یہ کہ اجماع سکوتی فنی ہے اور امام شافعی ہی منقول ہے کہ اجماع بوجہت نہیں ان اور ابن ابان اور باقلانی یہی کہ عبارت مسلم کی میں کہنا ہو کہ اگر نہ فایہ طرف گئی ہیں کہ نہ شافعی کا یہ کہ یہی مسلم میں یہ نہیں ہے سوا یہ ہو کا مذہبی وہ تقریر جہاں کہانے کے لیے روایت ہی امام شافعی کا خلاف ہے ہی میں فکر یہ ہے کہ نہ کہ عالم کی موجودات غیر یہ زیادہ جانتا ہے صیحا کہ امام شافعی نے صیحا کہ گذر چکا پہلے عبارت محلی میں کبرے میں عنہ انحضرت مسلم سے سوال کیا گیا اس پائیکے حق میں جن چنگل میں ہونا ہے اور اس میں چوبائے پہر تھے ہیں تو اپنے فرمایا کہ جب پائے فلسطین کے حد کو پہنچ جاوے تو پاکی راہی مفسر نہیں روایت کے ربیعہ اور بنائی اور ابو بکر اور ابو داؤد اور احمد نے

[illegible]

ای لم یقبل بل یدفع وجہ روایت لابی داؤد فائدہ لا یجوز ہذا روایت ان صحت دلت علی ان تاویل لم یحل خبیثانہ
 یجوز ولا یطعن حملہ لضعفہ بل یجوز کما قال بعض اصحابنا الخفیۃ فی صحیح النبی کلّم الشیخ اقول وصحّہ روایت ابی داؤد کا شمس
 لضعفہ لہما کما حققناہ فافہم اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارکان اربعہ میں وادکہ صاحب الحدیث اند لضعفہ لابی
 حمل الخاستہ یردہ ما وقع فی روایت لابی داؤد فائدہ لا یجوز تھی مختصراً تفسیر دلیل یہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ حکمہ ابی داؤد
 قلیتین کہ ہو چکا ہے تو جس ہو چکا ہے تو یہ یہ کہوں مد مقرر کردی کہ حکمہ بقدر قلیتین کے ہو چکا ہے جس ہو چکا ہے ہی کیا حکمہ بقدر
 قلیتین ہو تو جس نہیں ہو تا یہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا صبیحہ ابن نجیم حنفی نے بحر الرائق میں کہا ہی ذکر
 الاثنتہ الشریح تبعہ فی ہذا لایہ ان معنی قولہ لم یحل خبیثانہ یضعف وتخصس وھذا مردود من وجہین ذکر
 النوای فی شرح المہذب الاول انہ ثبت فی روایت صحیحہ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلیتین لم یجوز
 فحول الروایت الاخری علیہا فضعف لم یحل خبیثانہ یجوز وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما
 جاء فی روایت اخری کنک الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلیتین حداً فلو کان کما زعم هذا القائل لکان
 التقید بذلک باطلا فان ما دون القلیتین یساوی القلیتین فی هذا النقص مختصراً اور کہا ہی میں قرآن ما ذکرہ شمس لایہ
 الشریح تبعہ صاحب الحدیث انہ یضعف عن الخاستہ یردہ روایت ابی داؤد اذا بلغ الماء قلیتین لم یجوز
 ہو ابی داؤد ثانی کا یہ ہے کہ حدیث وہ قلیتوں کی روایت ساتھ سند صحیحہ اور قوی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور کہا ہی میں
 متاعل میں ایسے سبب بہتین یعنی عین قلیتوں کی ہی اور چالیس قلیتوں کی ہی اور چالیس غریب کی ہی سبب نامستقول تھا
 یعنی نجاست کو قبول نہیں کرنا بلکہ دفع کرنا ہے اور ایک روایت ابو داؤد میں آیا ہے کہ جس نہیں ہو تا یہ روایت اگر صحیح ہو چکا ہو تو روایت
 ہے کہ یہ روایت اول کہ ابی نجاست کو نہیں دہننا یعنی نجاست جو جائز ہے اور حدیث کے بغیر ہماری ساری حنفیہ روایت کی ہی صحیح نہیں ہے جو کہی جا
 میں کہتا ہوں کہ حدیث ابی داؤد وہ یہ کہی سوچ کی طرح حکایت ہے چنانچہ ہم کہی تحقیق کر چکی کہ یہ ہے اور دلیل مستحایہ کہ
 بہت سبب کے نجاست کو نہیں دہننا اور کہتا ہے وہ جو ابو داؤد کی روایت میں آیا کہ جس نہیں ہوتا سند شمس لایہ شریح ہی ذکر کیا
 اور مستحایہ کہی ہر وہ کہی کہ ابی نجاست نہیں دہننا یا یہ میں کہ نجاست ہی وہ کہ ناپاک ہو جائے اور یہ بات شریح کے
 اور کہہ رہے ہیں وہ جو حدیث شریح مہذب میں ذکر کی ہیں اول تو یہ کہ روایت صحیح میں ابی داؤد کی ثابت ہو چکا کہ حقیقت
 ابی بقدر قلیت کی پہنچ جاوی تو ناپاک نہیں ہوتا اس روایت پر دوسری روایت ہی نکالیا دی کہ نواب کی معنی کہ ابی نجاست کو نہیں دہننا
 ہی ہو چکی کہ جس نہیں دہننا لابی کہا ہی لا بھی غیر حدیث کی نہ نہ منقول کی ہی ہی کہ وہ کہ روایت ہی کیچاؤد وہ کہ یہ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیتوں
 مدہننا ہی اس حدیث میں کہ شریح کا کہنا ہے کہ جو وہ قلیتوں کی حد تک نہ لے لیا کہ ابی وہ ابی جو وہ قلیتوں کی حد تک پہنچ گیا ہی اور وہ ابی
 پر اس حدیث کہ ابی ہونی میں برابر میں ہو چکی عبارت بطریق کتبہ کہ یہ ہے کہ اگر نجاست اور مستحایہ اسکا تابع ہو کہ ابی کہ ابی
 نجاست کو نہیں دہننا یا یہ میں کہ شریح کا کہنا ہے کہ ابی داؤد کہ حدیث کہ جب قلیتوں کی حد تک نہ لے لیا کہ ابی ہونی ہوتا ہو چکی عبارت محل کے

تو حدیث قلین میں منظر اب ہوا منظر اب جب ہوا جبکہ سب روایتیں برابر کی تو کہیں مختلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت
ہوئیں جیسا کہ مضیٰ میں منظر اب کے گنداس ایک ایک کو تفصیل وار سنئے جاؤ حدیث اول یعنی حسین دین آباد کو نقلی یا یقیناً
توشہ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق میں واجباً لا تو عن هذا المنظر الامع الشك في قوله قلین او ثلثا نقلی روایت شاذہ
و چونکہ فوجی ہا کعدہ ہا آشتہ و ہکذا فی المحلے اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتوں صحیحہ میں یعنی سید
اور ابو داؤد کی تین اور شانی اور ابن حزم کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتوں میں ہی آیا ہی اگر اذنا بلغم الماء قلین یعنی
دو نقلی اور سب انہ نقلی سے ایک صحیح کیا ہے اور روایت شکالی کو صاحب ستہ میں ہی مخصوص ابن ماجہ کی تخریج کیا اور اس کی
مفسرہ راویوں میں کلام ہے از منظر ابین سلمہ کو انکی صاف تین آخر میں فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تفسیر عقلانی میں کہا ہے
جاد بن سلمہ بن دینار ثقہ عادل و تغیر حفظہ بالخرافۃ انتہی مختصراً اور از منظر اب و کعب بن مخزوم اسکو و امام بہت
ہے جیسا کہ کہا تفسیر میں و کعب بن عذر بن و کعب البصرہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی مختصراً اور از منظر اب علی بن محمد کہ یہی ہے ہر دو
جیسا کہ کہا تفسیر میں علی بن محمد بن ابی الخضر صلی اللہ علیہ وسلم انتہی مختصراً پس بغیر غالب یہ شک انہیں تینوں میں
کسی سے صادر ہوا ہے تو یہ حدیث ضعیف مقابلہ میں احادیث صحیحہ کی حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا منجزہ الفکرین فالخلف
بارجم منہ فالراجح المحفوظ و مقابلہ الشاذ وان مع الضعیف فالراجح المعروف و مقابلہ المنکر انتہی اور حدیث منکر
کیونکہ مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب منظر اب کی ہوگی حدیث دوسرے جیسو مولف نے چوتھی مرتبہ لاکر کہا ہے رواد محمد بن
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نسبت کن مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن ابی ہریرہ کی کہ مذکور
اور بہتان قبیم ہے اگر کوئی بوجہ کہ محمد بن ابی ہریرہ کی کتاب میں اس حدیث کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جواب
تو لف قیامت تک ثبوت نہ ہو بخاکین کی فتور با امد من ہذا غیائہ منہل حال یہ ہے کہ حدیث اربعین نقل کی روایت
دار قطنی اور ابن عدی وغیرہ نے سنا ہذا قاسم بن عبد اللہ عمر سے کہ ابو سلمہ برابر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کہا یہ خود ابن عدی و ابن جبرون نے جنہوں نے اسکو روایت کیا ہے اسلئے کہ راوی اسکا قاسم جو ہے اور جو نہیں حدیث میں منسوخ
کیا کرتا تھا اور متروک احادیث ہی امام محمد بن حنفی نے اسکو جو ہوا قرار دیا ہی جیسا کہ کہا نور الدین علی بن خلف ترمذی شریف الزوہری
منظر اب و ابی ہریرہ کی حدیث صحیحہ کے منظر ابین سلمہ میں دو نقلی تھے اور بعض میں تین ہریرہ کی روایت شاذہ و اگر
اسکا ہونا ثابت ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یہ نہیں ہے جسے میں ۱۲۰۰ قاسم بن سلمہ بن دینار ثقہ و امابہ ہی اور
آخر عمر میں اسکا حافظ متغیر ہو گیا ہونا ہو چکے عبارت تفسیر کی بعد مختصر کے ۱۲۰۰ و کعب بن مخزوم و کعب بن عذر بن
بکر اسی دہم ہے ہر دو چکے عبارت تفسیر کے ۱۲۰۰ علی بن محمد بن ابی الخضر صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ ہے جو کہ جاتا تھا ہو چکے
عبارت تفسیر کے ۱۲۰۰ اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل اسکی شاذ و اگر
اسکی مقابلہ میں حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکے عبارت منجزہ کے ۱۲۰۰

اذا بلغ الماء اربعين قلعة لم يحل شامدا من تحت جابر لا يصح خلط فيه القاسم بن عبد الله العمري اور دوسری روایت
 اسی کتاب میں کہا ہے قاسم بن عبد الله العمري یکنیٰ ویضیع اور کہا تقریباً تہذیب میں القاسم بن عبد الله بن عمر
 حص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمري المدنی موقوفہ رعاہ اسناد بالکذب انتقل اور کہا ابن عمار بن عثمان بن
 مذکورہ مرفوعات میں فی کوفہ جابر اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یحل الخبث خلط فیہ القاسم بن عبد الله العمري اسی
 اور کہا قاسم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب العمري المدنی الا ما رویتہ المرفوع میں حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یحل الخبث رواہ
 ابن علی عن جابر مرفوعاً وقال لا یصح خلط فیہ القاسم بن عبد الله العمري انتقل اور کہا بحر الران میں روایت
 الدار قطنی وابن عمری الصخیل وکان ابن القاسم باسناده الى النبی ﷺ ثم اذا بلغ الماء قللتین فانه لا یحل الخبث فیہ
 الدار قطنی بالقاسم انتقل البتہ حدیث جابر میں کی روایت کی ہے دار قطنی نے اسناد صحیح سے بڑھ کر روح ابن عمر
 محمد بن المنکدر سے لاکر رسول اللہ مرفوعاً حدیث کے مؤلف نے افزا کیا ہے نفوذ بالسنہ بلکہ ابن عمر سے مرفوعاً حدیث ابن عمر
 نقل نقل کیا ہے اصل اسکا قول نہیں نقل کیا جیساکہ بحر الران میں روایت کی الدار قطنی باسناد صحیح میں تھتہ روح ابن القاسم
 عن ابن المنکدر عن ابن عمر قال اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یصح السنتھ اور کہا ازہ الدین کی روایت میں
 تھتہ قال ای الدار قطنی کذا رواہ القاسم عن ابن المنکدر عن جابر ووصف فی اسنادہ وکان ضعیفاً
 کثیر الخطاء وخالقہ دوسم والثوری مرفوعاً عن عبد بن عبد المنکدر عن ابن عمر موقوفاً اخرہ الدار قطنی الخ

۱۵ جوقت پہر چاوی پانی چالیس قلہ کو تو قریب است کو نہیں دہٹا تا یہ حدیث جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں
 پر قاسم بن عبد الله مرفوعاً خلط المکر دیا ہے ۱۵ قاسم بن عبد الله مرفوعاً ہے اور حدیث کا بیان والا ۱۵ قاسم بن عبد الله
 اس میں شخص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمري کی مرفوع ہے انام محمدی کہا ہے کہ یہ چوہا ہوتا ہو چکی جارت تقریب کی ۱۵
 اور مزین حابری روایت ہی جوقت پہر چاوی پانی چالیس قلہ کو تو قریب است نہیں دہٹا تا یہ حدیث جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں
 کر دیا ہے ہر چکی جارت مذکور کی ۱۵ جوقت پہر چاوی پانی چالیس قلہ کو تو قریب است نہیں دہٹا تا یہ حدیث جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں
 مرفوعاً اور کہا کہ درجحت کو نہیں پہنچ سکتی کچھ کا دیا جی میں قاسم بن عبد الله مرفوعاً ہے ہر چکی جارت فواء البحر کی ۱۵ اسناد
 کی مائتھی اور ابن عمری اور قتیبی نے اپنے کتاب میں قاسم کی اسناد علی حضرت تک جوقت پہر چاوی پانی دو قلہ کو تو قریب است
 نہیں دہٹا تا اور دار قطنی نے اسکو بقیابسم کے ضعیف کہا ہے ہر چکی جارت بحر الران کی ۱۵ اور روایت کی دار قطنی
 نے سند صحیح سے کر دیت کی روح بن قاسم نے ابن عکبرہ کی اسناد انہوں نے ابن عمر سے کہ جوقت پانی تہذیب جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں
 پہر چاوی پانی چالیس قلہ کو تو قریب است نہیں دہٹا تا یہ حدیث جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں
 ابن منکدر سے اور انہوں نے جابر سے اور اسکی سند میں قاسم کو دہم پر کیا ہے اور اہل حدیث کی نزدیک و ضعیف تھا جوقت
 اور دوسم ان ثوری اور عمری اسکی بخلاف روایت کیا گیا کہ ازہ الدین کی روایت کی ہے محمد بن منکدر سے اور جابر سے مرفوعاً حدیث جابر سے ہے اور رجحمت کو نہیں پہنچتی ان میں

اور تیسری روایت جالبیغریب کی جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سی مؤلف فی نقل کیا ہی وہ ہی رسول اللہ کا قول ہے
 کہ ابو ہریرہ کا قول ہی جیسا کہ کہا بحر الرائق میں اور تیسری روایت دواعی الیٰہدۃ النقیۃ وکان فی الخلفیۃ لہما اصل رسول اللہ کی ایت
 اور تیسری یعنی جالبیغریب کی جابر کے واسطیٰ ہی یا ابن عمر کے واسطیٰ ہی ثابت نہیں اور محمد بن المنکدر ہی یہ نہیں کہا جیسا کہ مؤلف
 فی جو وہ کہتا ہے اور تیسری جالبیغریب کی روایت ہی رسول اللہ کی ثابت نہیں بلکہ جالبیغریب تھے عبداللہ بن عمر سے مروی
 ہیں اور جالبیغریب اب ابو ہریرہ ہی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو مرفوع ہی جیسا کہ
 بحر الرائق میں حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علیہم قال النبی وکانا نعتد فی الجواب لہما فی البصر وکانا فی کتب الاصول
 میں ثابت ہوا کہ حدیث قاضی میں کس طرح کا حفظ اب نہیں نہ تو سند میں اور نہ لفظوں میں اور نہ معنوں میں اب جو تیسری
 مؤلف کی جواب یا جاتا ہے قال اور جو تیسری وجہ یہ ہے کہ لفظ قد کا مشترک ہی درمیان صحابہ کثیرہ کی واسطیٰ کہ کہا جاتا ہے
 قد واسطیٰ اوس چوتھے لکڑی کی کہ کہلاتے ہیں ساتھ اسکی لڑکے ساتھ ماری ایک لکڑی یعنی لہنی کے اوپر کہ اسکو کلی
 ہیں اور کہا جاتا ہے قد واسطیٰ اوس چوتھے کہ بانی پتے ہیں ساتھ اسکی اور کہا جاتا ہے قد اوس چوتھے کہ لہکا جاتا ہے
 اوسکو اور کہ اوس کہا جاتا ہے قد حجب کو یعنی پڑے ہوئے کو اور کہا جاتا ہے قد جرہ کو یعنی ٹھلکا اور کہا جاتا ہی قد قرۃ
 یعنی شگ کہ اس سے معانی مختلف ہیں کہ میں پس ہوئی یہ حدیث مشترک درمیان معانی متاثرہ کی اقول لفظ قد
 لہما اصل وضع کی بیشک مشترک ہی معنی ذکر کئے ہوئی مؤلف کی میں سوائی معنی کلی کے پہلی کہ گلی کہیلنی کی معنی قد خففہ
 کی میں نہ شدہ کی کہ لافانی الرشیدی وغیرہ لکن اس حدیث میں بقرینہ بانی کی مزایا متعلقات اور ظروف بانی کی
 کچھ مراد نہیں ہو سکتا جیسا کہ لفظ حدیث کے بیچ قول اللہ تعالیٰ فیہا عین جادۃ کے فی نفسہ تو مشترک تھا بولاجاتا تھا انکو
 ہی اور شہد بانی کہ یہی لکن اس بات میں بقرینہ لفظ جاریہ کی سوائی چشمہ کی کچھ مراد نہیں کہتے ہیں لہذا ہو گیا نقل کرنا لفظ
 کا کلی کے معنی کو کہ وہ ٹھلکی ہو گئی جانی گئی چیز کو بولنی میں پہلی کہ اس چیز کو بانی کی تقدیر ہی کیا علاقہ اب رہا مشترک
 بانی پسینے کی چیز اور جو ٹھلکا میں اور تیسری شکی عین اور شک میں آیا انہیں ہی کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی
 نہ اسکا مضمون جو کہ جو بقدر تخمینہ اثر مافیٰ شک حجازی کی ہوتا مراد اور متعین ہے اور مشترک مرفوع ہے تین جہی اول یہ کہ
 حدیث نقل کی ہی امام شافعی نے اپنے مسند میں کہ فرمایا ابو ہریرہ اصل اللہ تعالیٰ وسلم نے کہ جبکہ بانی ہو بقدر دو قلوب کی ساتھ قلوب
 مومن ہو کر تو وہ جس نہیں ہوتا اور ابن حجر حجازی اس حدیث کی کہتے ہیں کہ میں فی دیکھا قد خبر کو تو اوس میں دو شکین اور کچھ
 زیادہ بانی آتا تھا کہ امام شافعی نے کہ میں چہا انہیں ہی کا اثر مافیٰ شکین ایک قلم خبر کے میں مقرر کیا دین چاہی کہ اگر بانی میں
 فاذا ای الشافعی قال فی مسندہ اجبتہ مسلم بن خالد لا یخرج عن ابن جریر باسناد لا یضرب فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور جالبیغریب کی روایت ہی جو کہی ہو کہ اسکی روایت جابر کے واسطیٰ ہی یا ابن عمر کے واسطیٰ ہی ثابت نہیں بلکہ جالبیغریب تھے عبداللہ بن عمر سے مروی
 ہیں اور جالبیغریب اب ابو ہریرہ ہی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو مرفوع ہی جیسا کہ

قال اذ كان الماء قلتيين لم يحمل خبثا وقال في الحديث بقلال الحجر قال ابن جرير ما رايته قللا حجر
فالقللة تسع فيه قربتين او قربين وشيئا وقال الشافعي فالاحتياط ان تجعل قربتين ونصفا
فاذا كان خمس قرب كبار كقرب الجحاز لم ينحس انتحى وهكذا في المحلى وقال ابن طاهر الحنفى
في صحيح البحار في تفسير القللة الحب العظيم وجمعه القلال وفي تفسير قلال الحجر فهي قزلية
بها القلال انتحى وقال الشيخ جلال الدين السيوطى في الدر الثمين والقللة الحب العظيم لا ما تقتل اى
ترفع وتخل انتحى اور كما شيخ عبد الرحمن ختمى في شرح تكملة من القللة بضم العاف وتشد يد اللام بمعنى
الحجرة العظيمة اى الكنى الكبير الذى يجعل فيها الماء وتسميتها بالقللة اما من جهة علوها وارتفاعها
اولان الرجل العظيم يرفعها والقللة اسم لكل مرتفع منه قللة الجبل وجمع القللة قلال يكسر القاف
والمراد ههنا قلال حجر بفحوتين كما جاء صريحا في بعض روايات هذا الحديث وايضا كان
المعروف في ذلك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به والحجر اسم قرية ينسب اليه القلال
وقال ابن جرير ما رايته قلال حجر كان كل قللة منها قربتين او قربتين وشيئا وقال الشافعي
كان ذلك الشيء مبهما فاخذنا نصف احتياط وكان القلتان خمس قرب انتحى مختصرا القول
وما قيل رواية الشافعي منقطع للجهالة وجهه ما قال الشافعي باسناد لا يحضرني

اور کہنا الباقین اختلاف سی نکالتا ہے اور سببانی لغت مشترک کی کو حیطہ اور مستحسن اسلمی ہی نہیں ہوا و قد قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ما لا یصلک الی ما لا یصلک اگر کوہ کہ قلعہ جوئی پہاڑ کو بھی کہتی ہیں میں منی میخا و تہ منبہ مستحکم وہی اور میرا
 مستحسن اسکا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگرچہ قلعہ پہاڑ کی جوئی کو کہتی ہیں لیکن اس حدیث میں درجہ پنجہ برہانی کی ہے
 نہیں ہو سکتی وہی ثبوت حدیث بریغباتہ کی حالاکہ اس میں اپنی بقدر جوئی پھرا رکھی تھا اور باوجود اسکی تمحضرت فی الزاویہ
 نبیست پڑنی ہی ہے تجس نہیں قرار دیا اور فرمایا کہ یہ پاک ہی عیب کہ سابق میں گنہ اور سال ہی قلعہ اور جوئی اپنی
 نہ جوئی پھاڑ سے ۵ برین علق الش بابیکر لیت ۵ میں ثابت ہوا کہ حدیث قلعین کی صحیحہ اور ثابت ہے اور زور ہوا کی
 ہی اور تخریج اسے جرج اور تعدیل سی ہی اور یہی قابل ہے حل کے اور کسی طرح کا امین جرج اور مذہب نہیں ہے نہ مخالف جرج
 اور مذہب بل انشاء والا لفظا و معنی اور مشترک دریا معنی کثیرہ کی فائزہ مدعی توفیقہ والہام الحق حقیقہ اب مولف کی ایک
 وجہ کا جواب یا جاتا ہے بعد کے عشر فی مشترک حدیث گذاری سی شرف ماضی کیا جاوے گا قال اور ایک وجہ اور قلعین کی
 حدیث پر علاج کر لی ہے کہ یہ حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الماء طہور ولا ینجسہ شیء میسر ہی حدیث
 قلعین کی سی پہاڑ کہ مستعد کیا ہے ہزاری کی صیحیح نجای میں اب مکتب حدیث قلعین کی اور موافق حدیث الماء طہور
 ولا ینجسہ شیء کے کلمات اور کسی صحیحہ ہی باقی بقوم من الخاسات فی السعن والماء وقال الزہری لا یابس فی الماء
 متفقہ طم او یہ اولون آدہی مذہب ہی امام مالک اور شایع انکی کا پسوں کی حدیث قلعین کی معارض حدیث الماء طہور
 شایع کی اور نہیں ہی ممکن جعل کہ حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء کا اور حدیث قلعین کی یعنی یون کہا جاوے کہ مراد حدیث الماء
 طہور لا ینجسہ شیء ہی قدر قلعین کی ہی مریدہ نہیں ممکن اسکی کہ حدیث قلعین کی منیع ہی اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء
 میسر ہے اس میں پس اگر مراد یہاں حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء ہی قدر قلعین کی تو لازم آوے گا باطل کر دینا عموم حدیث
 اتوی کا ساتھ حدیث منیع کی اور یہ باطل ہی بالاتفاق پس ہوگی حدیث قلعین کی متروک اصل ساتھ حدیث الماء طہور
 لا ینجسہ شیء کی اقوال اولاً تو حدیث الماء طہور میں لفظ ماء کا عام ہی نہیں بلکہ معہود و بعدہ خارجی ہے اسلئے کہ یہ ہے
 اسم مبسوط عرف باللام و اسم معرف باللام عام و سوقت ہوتا ہی جبکہ عہد ہنوعبیا کہ کہا سلم البشوت میں و معہا الوصفا
 و لہم الخلد المصفا و اسم الجنس کن لک حبشہ و اسم النہر و معہا ای الفاظ العام المقدر الخلد باللام لذلک لکن المعنی انہ
 اولیاء ہی سب کا برہنہ اصول کی لکھا ہی اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام میں اصل عہد خارجی ہی تو جیتاک کوئی
 ۵ فرمایا رسول خدا صلعم فی چوڑوی و چیز جوختی شک میں والی اور کہ جو غیر مستحکم ہو ۵ آخریت مسلمہ فی الزاویہ
 بانی پاک ہے اسی کوئی چیز پاک نہیں کرتی ۵ یہاں ہی اس بیان میں کہ سب کچھ برہانی میں پڑی اور کہا ہو کہ
 اسکا کچھ خوف نہیں جیتاک کہ اسکا مذاہب اور رنگت بدلی ہو سکی عبادت بخاریکی ۵ اور ازہرین سرحدوں و انسلم
 دلی جہر و منشا اور سم نہیں ہی رنگت جوہان عہد ہنوعبیا کی حدیث مسلمہ کی ۵ لفظ عام سی ہی سفر و الفلم القسور و الفلم

و نیز متفق عموم کا متفق نہ ہو گا ہرگز اور ہم کو عام نہیں ہمیں کی جیسا کہ کہا تو متفق میں اجماع اس سے مراد ہے
 الخارج والداخلی واما الجنسية ای الجنس اما التعریف الطبيعة لکن العهد هو الاصل فاما الاستغراق فاما التعریف الطبيعة
 لان اللفظ الذي يدل على اللام حال على الماهية بل ان اللام على الفاعل لا يحد يده اولى من حمله على تعريف الطبيعة
 والفاعل الجديد اما تعريف العهد واستغراق الجنس و تعريف العهد اولى من الاستغراق لانه اذا ذكر بعض
 افراد الجنس خارجا او ذهنا فخل اللام على ذلك البعض ولى من حمله على جميع الافراد لان البعض متيقن والكل
 محتمل انتهى اور کہا تو متفق میں اجماع ہوتا ہے فقول الاصل ای الخارج هو العهد الخارجی لانه حقيقة التبيين
 وكما التبيين في الاستغراق الى اخر ما قال من تحقيق وتداقيق مع الجرح على بعض كلام
 صلا الشريعة غرض کہ بعد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہے کہ صرف باللام میں حبس کر کے قریہ عموم کا نہ ہو
 پس ہم کہتے ہیں ساتھ توفیق اللہ کی کہ الما ظهور اس حدیث میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ بانی جو حق تم سوال کرتی ہو یعنی
 بانی بریضاع کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہے کہ بانی بریضاع کا قدر قلیتین سے کم نہیں تھا پس اس الما ظهور سے پاکی اور
 بانی کی جو قلیتین سے کم ہونا بت نہونی اور الما ظهور کا حدیث قلیتین سے تفارض نہی اور وضع ہو کہ کسی حنفیوں کو یہی اس پر
 اقرار ہے کہ الما ظهور میں عموم نہیں بلکہ مراد اس سے بانی بریضاع کا ہے از انجلہ حضرت سرگف ظاہری حضرت قطب الدین
 حافظ صاحب اقبال کہ متولد محمد شاہ کی ہیں بانی ترجمہ مشکوۃ سنی بظاہر حق میں فراتی ہیں تحت حدیث الما ظهور کے
 بعد بیان معنی بریضاع کی پس بانی اس کا بہت ہوتا اور حنبہ دار تھا بلکہ لکھا ہی علما ان کہ وہ جاری تھا اس وقت میں کہ راہ
 رکھتا تھا طرف باغ کی مثل ہنرماری کی اور حکم حضرت سی پوچھا جواب میں اور کسی بانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکورہ حال
 بہتہ کسی ظاہر عبارت سے کوئی بیہوش سمجھتی کہ کوئی کا بانی پلید نہیں ہوتا نہ تو راہو یا بہت بلکہ بیہ جان کہ یہ حکم بانی کثیر کا
 اور بعضی روایت میں ہمارے علماء سے منقول ہے کہ کنواں حنبہ دار حکم بانی جاری کیا کہتے ہیں کہ انہی کلام بریضاع اور اسی
 مظاہر حق میں تحت حدیث قلیتین کی فراتی ہیں اور یہ جو حدیث بریضاع کی میں آیا ہے کہ الما طہی لا یجسہ شے یعنی بانی کا
 نہیں جس کے فی اس کو کوئی چیز اور اس کو دلیل اپنے ہر ایسے حساب ظاہر میں مراد تہا وہ کسی بانی کثیر ہی انہی کلام اور از انجلہ ہے

۱۵۷ جان کلام توفیق کا یہ تو بعد خارجی کی گئی ہے پاؤں کے لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کی گئی لیکن عہد اصل ہے پر استغراق ہے
 پر توفیق کیونکہ وہ لفظ جس پر لام دخل ہے بغیر لام کی یہی ماہیت پر دلالت کرتا ہے پر حمل کرنا لام کا نئی فائدہ پر اجہا ہی توفیق پر
 حمل کرتی ہے اور نیا فائدہ یا توفیق عہد سے ہی یا استغراق معنی کا اور تعریف عہد سے ہی استغراق سے اولی ہے اس سے کہ عہد
 بعضے فرد جنس کے خارج یا جنس کے طور پر ذکر کر گئی تو حمل کرنا لام کا اور بعضی ساری افراد کی حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعضے
 یقینی ہیں اور سب اطمینان سے جوقت یہ ہر تہید ہو چکے تو کہتے ہیں ہم راجح عہد خارج ہے کیونکہ او میں یقین اور تیسرے
 پر ہے پر استغراق ہے آخر اس عبارت تک جو تحقیق میں اور دقیقہ سخی سے کہا ہے بعضی باتوں صلا شریعت پر غرض

حنفی میں کہ شرج منہ میں فراتی ہیں غم ان کے ارد گرد مود النص وهو بید بضاعت خاصۃ الفتح کلامہ مفصل
 ہے انوس کا مقام ہی کہ تنویر الحق کی ترجمہ میں اسے پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ وہ ان ترانس میں ہیں
 عموم کو باطل کرتے ہیں اور تنویر الحق میں بتقدیر محمد شاہ کی ثابت کرتی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون اور تہذیب
 احمد علی سہان پوری ہیں کہ بعض حنفی ترمذی میں فراتی ہیں فو کہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
 الالف لام للہم الخارجی فتاویلہ ان الماء الذی لتسا لون عنہ فالجواب مطابق لا عموم کلام
 کما قالہ مالک استحقاقا وانا بعد طحاوی ہیں کہ شرح معانی الثانیین ایسا ہی کہیں ہیں اور بہت کلام
 حنفیہ فی بہار قرار کیا ہے کہ یہ حدیث عموم پر نہیں اگرچہ انہوں نے وجہ بالتحقیص پاک ہوئی بربضاعت کی حدیث نقل کی
 وہ نہیں بیان کی جو ہنی بیان کی ہی بلکہ کہہ ہے کہ وہ بربضاعت بخون کی طرف جاری ہوتا تو حکم میں نہ جاری کی ہوا
 لکن ہمیں سابقین میں یسین تاویل حدیث نہجی کی ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات یعنی جاری ہونا اور اس طرف باغوں کی
 غلطی اور راوی اسکا واقعہ ہی ہے کہ آب اور متروک اور وضع حدیثوں کا اور سطل حدیثوں کا نزدیک ایک حدیث کے
 کا مکن التقریب للعسلانی والمختصر لنور الدین علی ویمجم البحار لابن طاہر الحنفی وبعدا التحقیق اندر ما
 اور علی قال بان المراد من الماء فی حدیث الماء طہر من لا یجسہ شیء الماء الذی ورد عند السوال وهو ما
 بضاعت من اندر مخالف لقولہم العبرۃ العموم اللفاظ لا یخصون المحل ووجہ الاندفاع غیر حنفی علی من بطلان
 العام لانہ اذا علم الفاظ العام تیفن ان الماء فی هذا الحدیث لیس من الفاظ العام فان کو نہ عام موقوف علی
 کو نہ عام الخارجی لہذا هو الاصل وعدم کو نہ للحدیث بل لا فریۃ العموم انتفاء الاصل وهو کا تری فاذا تقرر ان
 لیس من الفاظ العام فی هذا الحدیث جزم بانہذا دفع الایراد لانہ بولایت عموم لفظ الماء فافہم ولا تغرر من تمثیل

سہ سربا گیا کہ مراد بانی ہی موقع سوال ہے اور وہ خاص بربضاعت ہی ہو چکا کلام حنفی کا بطور مختصر سہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک ہے بیان لفظ الماء ورجو اللہ لام ہے وہ حدیث غرضی کی لہی ہی تو تاویل حدیث یہ ہوئی کہ امی لو کہ جس قدر ہے
 تم پر چیتے ہو وہ ایک ہے جواب سوال کی مطابق ہے عام نہیں بطریق تاک کہتی ہیں جو چکا کلام مولوی احمد علی کا سہ
 صبا کہ گزر چکا عقلائی کے تقریباً اور مختصر نور الدین علی اور مجملہ البیہ راہین طاہر حنفی ہی اور اس تحقیق ہی اور یہ گیا اور
 جوادوں کو جو پر گیا تھا کہ جو حدیث عالماء بطور میں کہتے ہیں کہ مراد بانی سے یہاں بربضاعت ہے اور وہ اعتراض یہ تھا
 کہ یہ بہرہا موقوف اس مشہور مسئلہ کی مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کی خصوص کا نہیں اور اس کے
 اور یہ جائز کی وجہ حنفی نہیں تاویل لفظ عام کو حاجتی میں کیونکہ لفظ عام کی تفصیل جائز کے بعد یہاں تو معلوم ہو گیا کہ اس
 لفظ عام نہیں کیونکہ اندر عام ہونا معروف تھا کہ یہاں لفظ عام غرضی کی لہی جو میں ہے نہ وہ کہ ظاہر قرینہ عموم کی یہ کہ تیز کی
 اصل کو کرنا ہے اور یہ نہیں کہ نہیں موجودت یقین ہو گیا کہ حدیث میں لفظ الماء وانا بعد طحاوی ہیں کہ شرح معانی الثانیین ایسا ہی کہیں ہیں اور بہت کلام

بعض اللام بقاعدة العبرة للعلوم الالفاظ مجازاً الماء طهری وبعد تحریر هذا التقریب رأیت ما فی غنیة المستملی
شرح منیة المصلی لایراهم الحبلی الخفی فی هذا التقریب فوجدت ما فوقالی فی التقریر وهذا فیض
ولایقال العبرة للعلوم الالفاظ لاخص من السبیل لاناقل الالفاظ عن اللفظ وانما یكون لو كانت اللام للجنس
اولا استغراق وهو منوع ولادلیل علیه بل هی للعهد فان الاصل اذا امكن جعل اللام للعهد
لا تجعل لغيره وقد امكن ههنا الذکره فی السؤال فان قول السائل المتوضا من یدری صناعة المراد بعض
ما تم اطلاقاً ودعی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم استأنفجوا باعاً ما یشتمل المسؤل عندہ وغیرہ لایمن دلیل انھی کلام الحبلی
اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اس حدیث الماء طهری سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے تو کہا جاوے گا کہ اس حدیث کی بانی کلام
وہ بانی جو کہ قلیت کی کم ہر خصوصیت ہے جب کہ نقل کیا ہے شیخ سلام المدنی فی بعض شافعیہ سی خاچہ کہا ہے محلی من
لعموم حدث الماء طهری لایخصه شیء خصوصاً یفهم حدث القلتین عند الشافعیۃ انھی لہ حدیث الماء طهری کی پیروی
ہوئی کہ ہر پانی جو کہ قلیت کی کم ہو پاک ہے اور اس میں بطلان عموم اتوی کا ساتھ حدیث منیف کی لازم نہیں آتا حسبہ کہ
مؤلف فی کہا ہے اسلئے کہ حدیث قلیت من کسیر حکا صنف نہیں اور یہ حدیث ہی صحیح اور قوی اور جدید ہی قابل عمل
تثبیہ حلیہ ثابت ہو گیا کہ حدیث الماء طهری کی اور حدیث قلیت کی محتض نہیں درود نو کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیث
جو مؤلف فی اپنے سند میں پیش کی ہے یعنی حدیث ولوغ کلب اور حدیث اذا استقیظ اور حدیث فھی عن البول
فی الماء الدائم اور ساری اسکی ادبی کچھ کہی رہتین جو دلالت کرتی ہیں بانیکی نجس ہونی براون حدیثوں میں اور
حدیث الماء طهری اور صیغہ موفقت اور جمع کجا دیگی جیسی کہ حدیث قلیت کو اس حدیث ہی موافق اور جمع کیا تھا ہر
باطل اور نو ہو گیا مؤلف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطہ مقاد حدیث الماء طهری کی نقل کرنا اور دو وجہ دلکا اور دو کا ہکا
موجب حرج اوقات ہی ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہوگی یعنی ثابت ہوا کہ حدیث قلیت ہی کی سزاواری عمل
اور اس میں کسیر حکا نقصان نہیں اور مؤلف فی جریباںج وجہ سے ہکا مڑوک ہونا بیان کیا تھا وہ سب باطل ہو گیا بجا
الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقاً اب حضرت مؤلف کی عشر فی عشر کہتے گزاری کجائی ہی قال حلیہ ہو
کیونکہ وہ ہر تین جہتوں پر تہا کہ پہلی عموم بیان ثابت ہو گیا دیکھتے تو اور نہ ہو گا کہ بعض لوگوں کے اشارے میں ہی کہ ہر عام لفظ کا ہونا
اور جگہ ہی اس تقریر کے دیکھی میں وہ عبارت جو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی لایراہم جسی جتنی میں کہ تو اس سلسلہ میں میں ادنی تقریر
موافق بائی اور وہ جات ادنی جیسے کہ عمر بن لکھنوی کے اعتباراً عموم لفظ کا ہی خصوصیت سبب نہیں کیونکہ ہم جواب یونگی کہ ہم عموم لفظ کا
بیان نہیں مانتے یہ تو جب ہوتا کہ الفاظ عام جس میں استغراق ہوتا اور منوع لاویس بلکہ بیان الفاظ عام ہر خارجی کی لئی ہے کہ سبکی اصل ہی ہے
کہ سبک لفظ عام کو ہر خارجی کی لئی لینا ممکن ہو تو اور غیر کی دہلی نہیں کیا جانا اور یہاں سبب اس کی وہ ممکن ہے کیونکہ سوال سائل کا کہ
کی بریضہ کی بانی کا حکم تو اگر دیکھو ہی کرنا کہ آئی بیام عام جہاں کہ بریضہ سبب مقاد کہ بریضہ کو شافعی کہے لئی کوئی دلیل قیام ہو چکا کلام طہر کا

یا امام محمد کے حق میں ثابت نہیں اور کوئی امام کا قایل نہیں اور کچھ سپر لیس نہیں مانتے کہ اللہ جہاں سلطان اسیر و
اکابر حنفیہ ہی ہی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار دے کر ہی یہی کہہ دے وہ اور کسی طرف
موج کیا ہی امام محمد کی حسیب کہ امام احمد بن حنبلہ نے مسوطین کہہ ہی ظاہر المذہب اور ہی صحیح ہی چنانچہ جلال الدین
اکبریا ہے قال ابو حنیفہ فی ظاہر الروایۃ عنہ یعتقد فید الکرای المبتدئ ان غلب علی ظنہ اندیجیث فصل
الجاسۃ الی الجاسۃ الاخر لا یجوز الوضوء والجزا وعن فصل علی اند ظاہر المذہب شمس الاشۃ السرخسی
فی المسوط قال فی الاصح انھہ اور کہا امام ابو بکر رازی فی حکام القرآن فی سورة الفون من ان مذہب اصحابنا ان
ما یتیقنا فید جزء من الجاسۃ او غلب فی الظن ذلك لا یجوز الوضوء به سواء کان جاریاً او لا استھ
اور کہا امام ابو الحسن کہ فی فی مختصرین و ما کان من المیاہ فی الغدران او فی مستنقع من الارض وقت
فید الجاسۃ نظر المسجل فی ذلك فان کان فی غالب رائدان الجاسۃ لم تحتلط بجمیعہ لکثرۃ تواضع من الجانب الا
هو طاهر عندہ فی غالب اید فی اصابتہ الطاهر منہ و ما کان قلیل لا یحیط العلم ان الجاسۃ قد وصلت الی
جمیعہ و کان ذلك فالبیادیم فیوضا انھہ اور کہا کہ لا سلام ابو الفضل عبدالرحمن کہانی فی شرح بیضاوی من و اختلف
الروایات فی تحدید الکثیر و الظاہر عن محمد بن عیسیٰ فی عشر و الصحیح عن ابی حنیفہ انہ لم یوقت
فی ذلك بشیء فانما هو موکل الی غلبۃ الظن فی خلوص الجاسۃ انھہ اور کہا امام شہید فی ابی کافی
فی الماء الذی هو جمع کلام محمد قال ابو عصمتہ کان محمد بن الحسن یوقت عشرہ فی عشرہ ثم رجع الی قول ابی حنیفہ
حدثنا الامام ابو حنیفہ فیہ فیہ انھہ اور کہا امام ابو بیجاوی نے شرح مختصر طحاوی میں ثم اختلف الفاصل لان القلیل اکثر عند
یاطل من کثیر و گویا ابو حنیفہ نے ظاہر روایت میں کہ بائیں باب میں برتنے والی کی طرف غالب کا اعتبار ہے اگر اس کا گمان غالب ہو جائے
موجب جمع او فائدہ کی بددی دوسرے جانب تک پہنچ جاتی ہے تو وضو جائز نہیں اور نہیں تو جائز ہے اور جس شخص نے کہا کہ ظاہر
اور اس کی سیطر حکم نفس الامری میں کہ انہوں نے بدو میں بیان کر کے یہ کہا کہ یہ بہت صحیح ہے مذہب ہماری اولیاء
الحق و حق الباطل ان البیان عن اس کے محکم ہو کر کہیں نہیں ہو گیا گمان غالب ہو تو وضو اس کا جائز نہیں برابر یہ کہ وہ باطنی حاکم
کیونکہ ہم میں سے ہر ایک پہلی قوم بیان ۔ مگر وہ ن میں ہوا اور اس میں نجاست پر جاوے برتنے والا اور کر کے اگر اس کی گمان اکثر میں
اور بعد کہ اس نے تفریکہ دیکھی تھی وہ عبارت جو یہ نہیں تھی جو کہ اس کی حذیمین سے بجا ہو کر اس کے وضو کر ہی اور اگر باطنی ہو تو وضو
اس وقت باطنی اور وہ عبارت دیکھی ہے کہ اگر میں نے کچھ کا اعتبار عدم کے وضو کر کے ہو چکی عبارت مختصر کہنی کی ہے مختلف ہو میں روایتیں کثیر باطنی کی
یہاں نہیں مثنیٰ یہی موجب ہو کہ السلام منسب استہراقی ہو تو وضو نہ ہو اور ابی حنیفہ سے یہ کہہ کر وہ ہونے کوئی حد متعین نہیں کی بلکہ اوہ ہونے پر ہی دیکھا
و نہی السلام کہ حد خارجی کی ہی لیا ممکن ہو تو اور غیر کی و علی نہیں کیا جامع ہی کلام امام محمد کی یہ کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ محمد بن جن دہ دہ دہ
بجای بیضاوی کی ایک کلام فرما دے غرضی کہ ناگہانی یا عام جواب دیکر یہ بیضاوی کہ مقتدا کا بنو کو شکارا ہو چکی عبارت کافی کی ہے وہ حد جو اکثر قلیل

هو المخلص وهو ان يتخلص بعضهم من جانب الى جانب ولم يفسر المخلص في رواية الاصل ومثل محمد
 حل الخوض فقال مقدار مسجدك فذرع فوجله ثمانية وربع اخذ محمد بن سلمة وقال بعضهم مسجد
 محمد وكان داخله ثمان وخارجة عشر في عشر ثم رجع محمد الى قول ابي حنيفة وقال لا وقت فيه شيئاً
 اور ميرزا الدرایہ میں کہا ہے الصحیح عن ابي حنيفة انه لم يقل في ذلك شيئاً فقال هو موكول الغلبة الظن في جواهر
 الجاسة من طرف الى طرف وهذا اقرب الى التحقيق لان المعتز عدم وصلي الجاسة وغلبة الظن في ذلك بحر
 بحر اليقين في وجه العمل كما اذا اخبر احد بجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلك يختلف باختلاف الرأي وظنهم
 اور سیاهی کہا ہی شرح جمع الحوامع اور محمد بن ابی ہاشم نے کہا ثانیۃً بیان میں ظاہر روایت عن ابي حنيفة اعتباً بغلبة وهو الذی یبایع من کتبہ
 قال ابو حنيفة العدیہ العظم والذل لا یخلص احد الى احد یفسر في ظاهر الرواية وقوض الى ای المستلزم هو الصحیح
 اخذ الکرخی النخعی غاتم المتأخرین ابن نجیم حنفی بعد نقل کرئی روایات مذکورہ کی بحر الزیاد میں فرماتی ہیں وہاں کہ فی اکثر
 امتنا فتبت بهذا القول المعتمدة من مشائخنا المتقدمین مذهبنا ما سنا الاعظم ابي حنيفة والی یوسف
 ومحمد حمہم اللہ فتعین المصیر الیہ اماما اختاره کثیر من مشائخنا المتأخرین بل عامتهم کانقل فی معارج
 الدلائل من مذهبنا الشرعی العتق فقد علمت انه ليس مذهب اصحابنا فان قلت ان فی الهدایة وکثیر من الکتاب ان

رأی ہمارا کہ ہتھوں کے نزدیک نجاست کا پہلا درجہ وہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسرے طرف پہنچ جاوی اور
 روایت میں پہلا درجہ کی تفسیر نہیں ہے اور کہنے پر مبادیام محمد عرض کی مقدار کہہ کر بقینی مقدار میری مسجد پہر لوگون فی جو نا پاک
 و عرض آہنگز پایا سو محمد بن سلمہ کا یہ ذہب ٹھیک اور مضبوط کہہ کر مسجد جو نا پاک تو اندر شول و عرض کہہ کر تھا اور باہر وہ
 پہر وجود کیا امام محمد نے ابي حنيفة کے قول کو بغیر ان کہہ کر میں کو کوہد مقرر نہیں کرتا جو کچھ عبارت شرعہ مختصر میں آچکے ہیں
 محمد امام ابي حنيفة سے یہ ہے کہ وہ ہتھوں کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ گمان غالب پہلا درجہ نجاست پر مبنی ہے اور یہ درجہ
 فریب کہہ کر ہے ہتھوں نجاست کے نیچے پہنچنے کا ہے اور گمان غالب پہلے باہرین فایم مقام نہیں ہے جو ہر مل میں
 مہیا کہ ایک آدی خبر دیوی یا بچی یا پاک ہوگی تو اسکی قول پر عمل واجب ہو جاتا ہے اور یہ گمان بقیۃ کو کوں کے عقول کے
 غابر روایت امام ابي حنيفة کی گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہ بہت صحیح ہے ہر جگہ عبارت غایۃ البیان کی ۱۵۰ امام اہل
 نے کہا کہ ہذا آداب وہی کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہنچی اور ظاہر روایت میں اسکی تفسیر نہیں کی بلکہ برتنی والیں رسی پر کہا ہے
 اور یہ ہے مسجد سے اور کرخی کا معمول ہے نہ ہو چکے عبارت ینا بیج کی ۱۵۱ اور سید طرح پر ہمارے اماموں کی
 سن برائین کے معنی فتلون کے پہلے مشائخ کی ذہب ہمارے امام ابي حنيفة اور اہل یوسف اور محمد کا ثابت ہے ہتھوں سے جو کرنا
 ہر گاہ ہے اور وہ جو بہت سی مشائخ متاخرین نے اختیار کر لیا بلکہ عام متاخرین نے جیسے کہ معراج الدرایہ میں نقل کیا
 کہ ہمارے درود کو تو یہ توجہان چکا کہ ذہب ہمارا صحابہ کا نہیں ہے اگر کو کوہی کہ ہدایہ اور ادبیت کتابوں میں ہے

[illegible]

[illegible]

کتابی اور یہی کہانی ہے و اسی لازم کی روشنی کہ آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں مسطور کیا ہی کہ مذہب امام اہم کا محمدی بالی تھی
 تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق کی ترجمہ میں ادبیہ میں گذرا اور وہ درود کی تقدیر بعضی متاخرین کی نزدیک ہے چنانچہ تحت حدیث
 قلبیہ کے قرآنی میں پس کی خلاف کیا ہی امام اور بعضی جج مقدار قبل و کثیر کی امام مانک تو کہتی ہیں کہ جس بابی کا رنگ نہ ہو
 متغیر نہ ہو نجاست کی پڑنے سی وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جادوی وہ قلیل ہی اور امام شافعی اور احمد رحمہما کہتی ہیں کہ جو مقدار
 قسطنین کی ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اہم اور امام شافعی والی کہتی ہیں کہ اگر بابی ہند ہو کہ ایک قطر کی، فی سی
 دوسرے طرف نہ ملے وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعضی متاخرین فی وہ درود کو کثیر کہا ہے بہت کلام الثواب مولانا قطب الدین نظام الدین
 اب سین غور کر کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا سیر کیا کہ ایک درود وہ مذہب ابو حنیفہ کا نہیں بلکہ بعضی متاخرین کا ہے
 اور بہتر نیز الحق میں بدقلید محمد شاہ کی کہہ بآئہ درود ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور ان کی اتباع کا والد علم اس اختلاف اور
 کہ سبب معلوم نہیں ہو تا یا پہلی تحریر مظاہر حق سی او کو سو واقع ہوئی یا جان بوجہ کہ ایسے تعصب میں گرفتار ہوئی
 یا مظاہر حق میں تقلید شیخ عبدالحق کی تھی اور نیز الحق میں محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے جس کے اتنی راہبہ خیشہ کی
 تصریحات سی بلکہ خود مولف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خاٹنہ کی مظاہر حق کی عبارت سی ثابت ہو کہ وہ درود
 کسی کے نزدیک مستند میں سی منبر نہیں اور ظاہر ہی کہ جو لوگ متاخرین کی قایل ہیں ان کی پاس ہی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے
 اور یہ وہ درود کسی پہل شرعی کثیر جو منہن کہ جیسا کہ کلام سی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کی جو بحر الایمان سی توتلی
 گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ ہا جالی اللہ عالم ربانی حافظ قرآنی محی سنت عالم نبیل مولانا مقدس تارا
 جیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہ حمد عشر فی عشر یعنی وہ درود کی بدعت حقیقہ ہے ثابت اور مصدق ہو گیا اور وہ قول مولوی جیل
 صاحب کا یہ بھی جو الیناج حق میں قرآنی میں مسئلہ غامضہ توحائے اکثر متاخرین از فقہاء و صوفیہ کہ محقق تا بن رسول بعضی متاخرین
 و مصالح شرعیہ بدون اس کہ بدلیسے از و لائی شرعیہ عبادت یا معاملات اخضرعہ مینا سید یا محتایہ صلی روز قبول و سید بک
 خاندہ حدیث میکند نقل فقید کلامہ اہل باطنی و مصلح مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلا و تعذیب و اکثر بعضی عشر ہزار قبل از عاصی
 است انہی مختصر غائیۃ الاختصار و مرقا صافی جواب الالباب لکافی جملہ الروایات اللہ علیہم السلام جلد صحت
 اور جو کہ مولف فی مصنف الی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اہم درود درود کی قائل تھی اس خود مولف کا اقوال

مستند بڑا تاب وہ کسی ایک نہ کہ کا بان دو سر سے کنارہ کی بانیکو بلانی سی نہی ترجیحت ایک کاندہ پر نجاست پڑ جاوے
 دوسرے کنارہ سی و ضو جبار سے کیونکہ ظاہر ہی کہی دانکہ جاست نہیں ہو بی سوائی کہ حرکت بان کی جاست زیادہ دورتی ہی پر
 امام ابی حنیفہ سی روایت یہ ہے کہ وہ یا علی حرکت جو ہنائی سی ہوتی ہی او سکوت ہا کر تہ ہی اور یہی امام ابی یوسف کا قول ہے کہ
 ایک دہیت ہا ہتہ کی حرکت ہی ہی اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا اور پہلی صورت کی وجہ یہ ہے کہ وضو میں وضو کی نسبت
 ہائیک زیادہ ضرورت پڑتی ہی کثرت فی وہ کا اندازہ دیکھ کر لکھیا و طہر قضا ہے اور بہر حالت جابین ثابت کی جائے بات عدم استی

ہوتا ہی کہ کسی عالم حنفی اللہ تعالیٰ اپنے کتاب میں یہ مذہب امام عظیم کا نقل ہمیں کسی کہ اگر کسی کتاب حنفی یا یہ مذہب امام
 منقول ہوتا تو جناب مولف اپنی کتابوں معتبرہ کو جیسے عین قینہ شرح وقایہ ہدایہ کنز و مختار بحر الرائق و فتاویٰ قاضینا
 فتاویٰ عالمگیری جسکو کلامی من السمار جانتے ہیں چھوڑ کر اپنی مذہب کی بیکر کی کتاب ہی جو حنفی مذہب ہی بالتحقیق نقل
 ہمیں بلکہ وہ ایک محدث ہی نہ حنفی نہ شافعی کیوں نقل کرتے سماعت میں غور کرنا چاہی اور کسی کچھ لینا چاہی کہ امام
 عظیم وہ درود کی قائل نہیں اور شافعی لکھتی ابو بکر بن ابی شیبہ کا یہ ہے کہ اسکو التزام ہے رد اور طعن کر نیک ابو حنیفہ
 اسی لمی او کی بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قائل دیکھ کر یہ سمجھا کہ ابو حنیفہ ہی ایک قائل ہوگی اس پر پہلی حدیث عکر کے
 مستحسن باب پنجم مطلق حضور کج جنین کئی اور دروغی بانی بی جا وین مخالف حنفی مذہب کے نقل کی بعد کی بطور طعن کے
 حنفیوں کے مشہور مذہب کو امام عظیم کا مذہب سمجھ کر نقل کر دیا اور اصل یہ طعن ابو بکر کا ابو حنیفہ پر درست نہیں
 کیونکہ وہی عشر فی عشر کے قائل نہیں جیسا کہ سب اکابر حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہیں چنانچہ سابق میں عباراتیں
 جنکی گزین اور جو کہ مولف نے اخیر میں کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام سیحیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہ
 ہدایہ میں اس پر فتویٰ ہے لہذا ہے اس میں بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغ کوئی ہدایت کی اس لئے کہ ہدایہ میں تو یہ بتا رہا ہے
 کہ اس پر فتویٰ ہے اور اوسین یہ نہیں کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی
 عشر کو بعض مشائخ کا مذہب ٹھہرایا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی دروغ کوئی
 اور چالاک کو دیکھو کہ دونوں امر یعنی عشر فی عشر مذہب ہونا امام عظیم اور صاحبین کا اور فتویٰ ہونا اس پر ہدایہ کی طرف نسبت
 کرنا ہے خود بالبدن من ذہبنا منہ اور جو کہ مولف نے بعد اسکی کہا ہے کہ مولف مذہب امام عظیم کی مذہب کے امام احمد بن حنبل کا
 نجاست رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے طرف ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق کی اور ارکان اربعہ مولوی عبدالعلی کی تو ظاہر ہے
 کہ غرض مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل ہی قائل ہیں وہ درود کی بیج نجاست رقیقہ کی اور یہ محض غلط اور کذب
 صریح اور بہتان ہی مولانا عبدالعلی پر اور شیخ عبدالحق پر کیونکہ مولوی عبدالعلی فی اور شیخ فی ہرگز نہیں کہا کہ امام عظیم اور احمد
 بن حنبل نجاست رقیقہ میں وہ درود کا مذہب کہتی ہیں بلکہ مولوی عبدالعلی کی کلام سی جوارکان اربعہ سی نقل کیا گیا ہے
 اور شیخ کی کلام سی جو ترجمہ مشکوٰۃ سی اور شیخ او کی سی نقل کیا گیا ہے ضما معلوم ہوتا ہے کہ وہ درود مذہب امام
 عظیم کا نہیں چہ جاکر امام احمد ہی او کی اس مذہب میں موافق ہوں تو دیکھو کہ جناب مولف نے کس قدر جھوٹ کا دنیا
 اختیار کیا ہے اور حوالی چھوٹے دے بن ہتھام میں مولف کی زیادت سی مطلع ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ یہ درود
 کی حد چار دن اماموں کی خلاف ہی تو بنیم مولف جو قائل ہیں سماعت کے کہ جو کچھ مخالف ہے اندر بعد کی وہ باطل ہے
 بلاجماع یہ متحدہ عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسماعیل شہید کا کہ تحدید وہ درود کی بدعت حقیقی ہے
 خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بھی کیا جاکر امام ابو حنیفہ اور او کی صاحبین قائل ہیں عشر فی عشر کی تو انکا

قائل ہوتا مقابلہ قسم کی کیا محنت ہے جس حالت میں کہ شافعی کی حدیث مروی ہے مولف نے اتالی دی کہ اور وہ کسی مذہب کا
برہن خود وضع کر دیا کہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول اگر مجہول دلیل ہو تو قرآن کی ہی اللہ وہ کیا ہی ہیں کہ خباہت کے
قول اور لکائی دلیل نقل کر دیا قول تھا ہا یہ لاکہ سپر فتویٰ ہے مثل حدیث اور قرآن کی نقل کی کہ غرض ہو گئی مروی
ہی کہ جہلم حدیث کو رسول اللہ کی جہش شافعی کا نقل ہے کہ روک دیا تھا سبطہ وہ مددہ کو کسی حدیث کی یا قرآن کی یا احادیث
شرعی کی یا قیاس کی ناس کرتے مجرذہ ہیکل معنی استدلال اھل محل ترجمہ بالذلیل میں پیش کرنا نشان اور متاع اہل علم
انہیں کہ تو شرع اور محاسبہ خیریت التامنی لایکہ آئندہ ہر خباہت مولف کی فتنہیں التماس ہے کہ وہ مددہ کو کسی دلیل
سی دوسری میں یا چار برس میں یا دس برس میں ثابت کر کے ہم مشتاقوں کو سرور و دمتناز فراہم اہل اللہ اولاد
طاہرہ و باطاہل اراکانہ فی تحقیق حجتہ العتیین الصبیحہ الثابتہ المروی عن رسول اللہ سید التقلید صلی
والہ وسلم الطالین للخصمین تنصیبہ جواب دینا آئندہ کلام مولف کا حرقہ فاعقل کر کے موجب تصفیہ اوقاف ہے
ما تم کو شہنشاہ علی سی کہان فریست ہی کہ سب کی توجہات رکھیکہ و منیعہ اور دلائل ثانیہ کو نقل کر کے
مصل کلام کو اوکی مع تمام تنسک اوکی کے لئے عبارت و جیز و مختصر میں بیان کر کی ہر ایک بالکمال خوبی جواب دیوں گی
قال مسئلہ دوسرا نیز بیان و فتیہ شجر کے اقوال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہی یون ثابت ہے کہ مختصر کرنا
محرک نفس میں بڑا کرتے اور یہ تفسیر دی ہے بہت صحابہ جو رسول اللہ کی ہدایت کرتے ہیں انہیں میں ہیں اب عمر اور ابی
بن مالک اور جابر اور ابو ہریرہ اور ہشام بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور ثقیفہ بنت محضرہ کما قال فی الکملی الجلیس للبرق
اور بہت طرہ اور ہا ہند کی بہ تفسیر ثابت ہے اور بہت مدین میں اس مضمون کی کار دہیں انہیں ہیکہ کہ روایت ہی عاتق سے
لکھنؤ المصنفین علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم صدق البصر متعلقا بمر و طہم ثقیف غلبان الی میں حق حین یقضی الصلوة
یعنی من احد العلم وین کی یہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے
ساتھ اسانید صحیحہ کے باتفاق منسک کے اگر یہ لغو بن بعض روایتیں مختلف ہیں مثلاً بعضی دہیون بن شعیبہ کے اور بعض
میں یوحنا اور بعض میں یحییٰ الشافعی ہذا لیس غرض کہ اس حدیث میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور حاصل معنی اس
حدیث کی یہ ہیں کہ مختصر کتاب ساتھ جو عورتیں پہنچے جاو عین لبس ہو میں فجر کی نماز میں حاضر عورتیں تو وہ لبس میں
ناز پر ہا کر ایسے کہ وہ کو چلتی نہ آد سوت لئے نیز کیونکہ وہی کہ یہ عورتیں ہیں یا مرد اور یہی معنی حق ہیں عدم اعتبار
میں حبیبہ اگر عین جنسی نے شجر بخاری میں منقول معنی مایہ فہرست الیہ اعبا غن و ہذا بعد والاد وجہ ان یقال
تقریب ائمہ کے لئے ہے اول اور اخر اور فہرست اور اعلیٰ اور اس پر کہ وہی کہ جو حدیث تھیں کج تہات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں
دہائی مسئلہ سونو کی صورتیں فکر نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچے ہوئے شریعتی ہیں انہیں اور نماز پر کر ایسے کہ عورتیں انہیں اور نماز پر
دو کہ پہنچا کیونکہ یہی ہے مسئلہ اور نسائی کہ اس معنی کی کہ اوکھو پہنچا انہیں کہتا ہے یہیں لکوا کی حدیثیں کوئی نہیں پہنچا تھا وہی بات

[illegible]

اگر چه دو عالمین کستی ہی ہون صبا کہ ہر عملی سختی میں وقتاخرہ ابوداؤد وصحہ ابن خزيمة من طریق اساتذہ بن
 زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروہ عن یثیر بن ابی مسعود عن ابیہ اندہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح بخلع نسج
 صلی مرقہ اخر فاسفر بھا ثمر کانت صلواتہ بعد ذلک التخلیس حتی مات لم یجئ کان یسفر قد سبق تخریجہ فان
 قبل فیہ اساتذہ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال
 ابو حاتم لا یجوزہ قلنا الحدیث ما صحیح ابن خزيمة وسکت علیہ ابوداؤد واسکت علیہ یزید عن درجۃ الحسن قال البیہقی
 رواۃ کلہم نقا وخر لا سقا مختلف فی اسنادہ متفقہ وقال الخطابی من حدیث صحیح اسنادا واسان من رجال البیہقی وقد قالوا ان
 روی عن الشیخ اواحد ما عتد لا یبطل الطائفت فیہ اکثر النسخ بحکمہ نام بخاری رئیس الناقہ بنی اسامہ بن زید کی
 توہمہ کہ کیا ضرر کرے دوسرے کہ فرس کیا کہ بخاری کی روافد پر جمع قبول ہے لکن پہری وجہ قبول ہوتا ہی ہو کہ یا
 سبب ہو عبدی کہ شرح نمبر اور شایعہ علوی میں کہا ہے انسان کان فیہ مفسر ای میں سبب متعل قولہم فلا نضعیہ
 وفلان لیس بشیء ونحو ذلک مقتصر علی ذلک لم یقدح فیم ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح
 وما لا یجرح فیطاق احلہم الجرح بناء علی اعتقاد جرحا ولس یجرح فی نفس الامس فلا بد من بیان سببہ التخریج
 سالمہ ثم ان اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا بمیانہ لو حکما کما عن علماء هذا الشأن بخلاف التعلیل انتم
 اور کہا نو دی ان مقتدر شرح صحیح مسلم میں لا یقال الجرح مقدم علی التعلیل لان ذلک فیہ اذا کان الجرح ثابتا مفسر سبب
 والا لا یقبل الجرح انتہی اور طحاوی کہ جرح ابن اسامہ کی بیان سبب کہ نہیں کیا ہی کہا لیس بالقوی ولس بشیء
 یجرح انتہی اور یہ مشہور نہیں کہا قالہ بس ان حدیثوں سی ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل ہی تھا کہ ہمیشہ فلس میں نہایت
 یہاں تک کہ اشفاق فرمایا ہو چکی جبارت اختیار کیا اسے اور بلا شک یہ بتاؤ کہ حدیث کی اور بن خزيمة بن دیکو صحیح بنا یا اساتذہ بن زید بنی کی سبب سے
 کہ ان کو ابن شہاب بنی حدیث کی اس حدیث کو روایت نہیں بنی اس حدیث کو روایت نہیں بنی اس حدیث کو روایت نہیں بنی اس حدیث کو روایت نہیں بنی
 سیر کی ہر انداز پر بنی پڑنے رہے یہاں تک کہ تعلیل فرمایا وہ یہ حدیث کی گذر کی ہر اگر کہا جاوے کہ ابن اساتذہ بن زید بنی ہی ہے اور او کی ثابت
 نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ کو نہیں ہے اور احمد نے کہا ہے کہ وہ کو نہیں ہے اور احمد نے کہا ہے کہ وہ کو نہیں ہے اور احمد نے کہا ہے کہ وہ کو نہیں ہے
 وہ جی بھی محبت ابن خزيمة کی اور ابوداؤد ہی سپر سکوت کیا اور ابوداؤد و سکوت کرے وہ درجہ جس کم نہیں ہوئی سنے کہا کہ راوی کی
 سبب نقد ہیں اور جرح پر ہو چکی حدیث کی سند میں خلاف ہے اور خود متن حدیث میں ہی اور خطابی کہا کہ وہ حدیث شاذ کی طور پر صحیح ہے
 اور اساتذہ بخاری کی راوی نہیں ہے اہل حدیث کا متوہد ہے کہ جس شخص کو خوشی یا ایک روایت کریں تو ان میں کفایت من کی نہیں ہوتی کہ
 من کر نیال کستی ہے ہون ہو چکی عبارت عملی کی سند اس سبب کہ اگر ہم بلا تفسیر ہو شلا یون کہدنا کہ فلاں شخص ضعیف ہی یا ناجیز ہی یا ادا
 من اسکے کہہ کر تفسیر کرے تو یہ جرح ہوگی اس شخص کے حق میں جسکی ولایت ثابت ہو چکی کیونکہ اگر جمع اور غیر جمع میں مختلف ہیں تو بعضی اپنے
 عندہ کی طرف کسی جرح کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی مگر ضرور اس سبب کہ بخاری جبارت شرح بخاری سند ان کے

[illegible][illegible]

اما ان یکن ترجیح محلها بوجه من وجب الترجیح اولاً فان امكن الترجیح نقین المصداق الیه والا فلا فصلاً ما
ظاهر المتعارض واقعا علی هذا الترتیب لجمیع ان امكن فاعتبار المناصب والمنسوخ فالترجیح ان نقین التوفیق علی العین
بأحد الحدیثین انھما پس نبایر اس تا حدی که اگر دون حدیثون من سو فہت اور مجرک تو ممکن ہی کسی وجہ سے وجہ اول یہ
مراودہ فارسی ظهور صرح کا ہے اس انداز پر کہ کیس کو شک نہ رہے باوجودیکہ تاریکی ہی باقی رہے بسبب کہ کہا فتح اباری میں و
اما مارواہ اصحاب السان وصحیہ غیر احد من حدیث رافع بن خلیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر و
یا الفجر فاند اعظم للاجر فقال حمل الشافعی وغیرہ علی ان المراد بذلك لیقین طلوع الفجر انھی اور کہ ما ترندی فی ابی حاتم
میں بطور حکایت کی شافعی امر وحقاق سی ان معنی الاسفار ان یضمر الفجر فلا یشک فیہ ولم یز من مضی الاسفار الخیر الصالح
انہی ہر اس تاویل پر عین اور شرح ابن ابی ہریمونیون فی اعتراف کیا ہے کہ رفع شک اور یقین صبح کا تو ماری صحت نماز کا پھر کیا
معنی ایسی اسفار کی عظم لاجرم ہو سکتی لیکن بعض نصف خیفون ہی فی جواب ہی دیا ہے کہ ماری صحت کا تو مطلق تعین ہے
خواہ چند آدمیوں کو ہو اور عارضی اثر الی اجر کا اس حدیث میں نزدیک آمد کی یہ ہے کہ ایسا ظہور صبح کا ہوگا کہ ایک شخص شہ غور و
تأمل کے پہچان لی جہا پہچانے ہو اور او کی انصاف و باب سی صا و صرح ہوا باذنت الصبیح جہا ثنا اسحق بن اسمعیل نا سفیان عن
ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان عن محمد بن لیل عن رافع بن خلیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا الصبیح فاند اعظم لاجر کما رواہ اعظم للاجر انھما مارواہ ابو داؤد قوله اصبحوا یا الصبیح قال فی الزہد ایدای صلی اللہ علیہ
عند طلوع الصبیح یقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبیح قلت بهذا یعرف ان رواۃ من روا هذا الحدیث بالفظ
اسفر و یا الفجر مرویہ بالمعنی و اند دلیل الفضلیۃ التقلیس بحا علی التلخیص الی الاسفار کما فی السقات
اور جو کچھ تاریخ کی حدیث ایک ثابت ہو جائے گی صریح ہوتا ہے اور دوسرے مستفاد اور اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو اس سے خالی نہیں ہوگا جو کہ
ترجیح ممکن ہوگی ماہین ہوا کہ ترجمہ ممکن ہوگا و محیط جہا نہ ہوا دیکھا نہیں نہیں اور طہارین جو دو حدیثوں میں مشابہا کر آہ توہ کو کا و طس
ترتیب پر کارل ہو کر نہ ہو ممکن ہو کہ چہ نہ ہا نہ ہا اور نہ ہو کہ کا پھر ترجمہ ہوگی کہ ہر ترجمہ فکر علی یہ کہ حدیث کن دونوں میں جو کچھ عبارت شہرہ کی
اور جو اہل سنن فی رافع بن خلیج ہی روایت کی ہے اور بہت لوگوں کو کو سمجھ جائیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فجر روضی میں پڑھ کر اور پڑھ کر
ترجمہ کو نام شافعی نے اس پر حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو جائے اور پھر جو عبارت فتح مبارکی ۱۰۲ معنی اسفار کی یہ ہے کہ صبح میں
شک نہ رہے نہ یہ کہ نماز میں ناہر کرے ہو کچھ عبارت ترجمہ کی ۱۰۳ یہ باب بیان وقت صبح میں روایت کی ہیں ہماق بن اہمال
اور کہا کہ روایت کی ہیں کہو سفیان نے ابن عجلان اور او ہوا فتح عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان سے انہوں نے محمود بن حبیبہ اور ہونے رافع
بن خدیج کی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روضی میں صبح کی نماز پڑھ کر پھر پڑھ کر یا پھر فرمایا کہ پڑھ کر یا پھر صبح ہو چکی روایت ابی داؤد کی ہا نہیں
کہا ہے مضی کے یہ ہیں کہ صبح کی نماز طلوع صبح کی وقت پڑھ کر صبح کی صبح کو کہیں گے اسی اول سراب صبح الاصل بولنی میں میں کہتا ہوں
کراہی معلوم ہو کہ روایت کہ لفظ اسفر و یا الفجر کے تفسیر فی حدیث ہر روایت بالمتنی ہی ہوا کما حدیثیں انہیں میں ہونے کی نسبت یزید بن جابر کی

وهو حسن وجہ الجمع بربح الخادیت والمذاهب یؤید ما للنسائی عن انس انه صلى الله عليه وسلم كان یصلی
 الصبح ثم ینفخ البصیرة ویرش بریهة من الاسفار محمول وجوباً من راتون پر کر کے لکھان را تو نہیں شنبہ روشنی صبح کا
 ساتھ روشنی جانے بہت ہوتا ہے نقل کیا ہو چکا ہے جیسا کہ محل میں الثانی ان الامر بالاسفار خاص فی الیوم
 المقتر احتیاطاً لعدم تبیان الصبح حکاھا الخطابی اقول وما قیل من انه تخصیص بلا تخصیص فی وجوب
 باندہ ای تخصیص اقوی من احادیث الغلس المرویة بروایة اصحاب السنت وغیرہم المتعارضة للاسفار
 فلا بد من الحکم علی ما صلح له ومنه اللیالی المقتر وما قیل من انه مخالف لما عن ابراہیم النخعی
 من روایتہ اجماع الصحابة علی التتویر فیسجد وجوابہ بالاثبات ان قول النخعی غیر مستقیم علی الظاہر
 ولا یغید تعامل جمیع الصحابة او اکثرہم علی الاسفار المحاصل ان وجوبہ فی تعارض حدیث غلس کا اور سفار کا
 مرتفع ہو سکتا ہے بنی ورون قسم کی حدیثوں میں ان وجوبہ کی جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلس کے معمول بہت
 ہے اور اگر توفیق اور جمیع میں احادیث کما اور روایت لیل اور ثلثا قوال حدیث کی وجہ کو خط نسخ کی توجہ غلس اتنی رہتی ہے
 کہ کہیں نہ کو مخرج ہی یہی ہے نہ سفار جیسا کہ روایت میں بوداؤ کی گذار تو حدیث غلس جمع مخرجے نسخ ہوگی اور حدیث اسفار مشہور
 ہوگی اور اگر کسی ہی بخلاف کرد تو تفسیری وجہ کو اختیار کر یعنی حدیث اسفار کے مترک العمل ہو اور حدیث غلس کے معمول رہے
 حدیث اسفار کو شیعین نے روایت نہیں کیا اور غلس کو شیعین نے اور امام مالک اور ابی حنبلہ بنی روایت کیا ہے اور یہاں حدیث
 کو ترجیح کے لیس بات میں روایت شیعین کی مقدم ہوتی ہے اس کی غیر کی روایت پر جیسا کہ کہا شرح نخعی میں وضمن ثلثی
 من هذا الحجة وحججہ شرط البیضاک علی غیرہ قدام صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفة ثم صحیح
 مسلم لمشاركة للبیضاک فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابة بالقبول ثم یقدم فی الارجحہ من حیث الارجحہ
 معاخذة ثم بالاشد وکلان حجة الله البالغة كما یسجد اقول الاماروی الروی عن ابن عباس
 علیہ السلام حدیث اندھیر میں بچہ حدیث کا نسخہ ہے جو کہ باقی نسخہ الباری سے اولاً یہ ہے کہ سرور کا شمار اندھیری میں اور ختم کیا کا وجہ
 اور یہ قول ام ابی حنیفہ اور محمد بن ابی حنیفہ سے اور یہ حدیث جس میں موافقت کی کسی جمع ہو چکا ہے حدیثیں اور نہ ہا ورنہ کیا کرتی ہے کسی
 حدیث جو اس میں ہیں ان میں کہ اکثر مسلم صحیح کی نازد ہوتے تھے روشنی نہایت سے دیکھ کر کہ حکم اور بالیکہ خارج جانے راتوں میں
 ہوتا کہ بچہ بچہ اور محکم حکایت کی بہت توجہ چکا ہے جو کہ عبارت محکم کی میں کہتا ہوں کہ وہ جوا عرض کیا گیا ہے کہ بہ توجہ تخصیص کا ہے
 اس کا جواب ہے کہ حدیثوں اندھیر کی حکم کی کہ نہیں ہوتا صحیح و غیرہ روایت کیا ہے اور اگر کوئی کہ کوئی سو خرور ہے محمول کہ حدیث اسفار کا
 نسخہ سے بار بار چاندنی میں نہیں ہو سکتی ہیں اور یہ جو کہ لیا ہے کہ یہ توجہ نسخہ ہے اس کی جوا برائیم نسخی روایت کچھ جماع صحابہ روشنی پر ہی
 تو روایت ہے اور جواب دہا یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ قول ہیکل میں اس کا اور اس کا صحابہ یا اکثری تھا کہ میں نے یہ ہے اور یہی جگہ ہے جس میں
 یعنی بالجمہور فی شرط نسخہ غیرہ مقدم کہی بخاری اور کہتا ہوں ہر صحیح مسلم میں شیعہ چھوڑا ہو سکتا ہے بات میں بخاری طرح کو کوئی اس کو متنبہ

[illegible]

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر والمغرب الحادیث جس بہر روایتیں صحیحہ دلائل کرتی ہیں اس پر کہ عمل میں
 آنحضرت کی یہی تہا کہ بجز زوال کی نماز پڑھا کرتے اور بعضی روایتوں میں جسنی سونف کو سٹے خلاف انکا ثابت ہے
 سبیا کہ روایت کی ہی بخاری سلم وغیرہ جانی ابو ہریرہ وغیرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اذا اشتد الحر
 فابردوا بالصلی فان شد الحر من فیہ جھنم اور روایت کی محمد اوی فی ابی خلدہ کی کہ کھانا کان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اذا کان الشتاء یکو بصلی الظہر اذا کان الصیف ابودھا اور ہی مضمون کی ابی مسعود اور روایت کی محمد اوی
 مغیرہ بن شعبہ کی کہ کان الفصل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظہر بالتھیر ثوقا لا بد و بالصلی فان شد الحر من فیہ جھنم
 اور ایسے ہے روایت ہی ابن ماجہ کی لیکن اس میں لفظ تم کی جگہ پر لفظ ق کا ہی میں ابرارہ والی کہتی ہیں کہ مدثرین بجز
 کی نسخہ میں ساتھ حدیث مغیرہ کی اور تبجیر والی جواب میں ہیں کہ جہانک تاویل ہو سکی نسخہ کی قابل ہونا چاہیے سبیا
 کہ کہا شرح شعبہ وغیرہ میں وان شئ من مثله فلا یخلوا ما ان یکن الجمع بین مدلولیہا بغير تقسفا ولا فان امکن الجمع فہو
 النعم المسمیة بخلاف الحدیث وان لم یکن یخلوا لا یشی التادیخ اولافان عرف ثبت المتأخر با و با صرح منہ
 فی المناسخ والاف المفسر انقی مختصرا تو دیکھو کہ جمع کو نسخہ پر مقدم کہہا اور کہا نووی فی شرح صحیح مسلم میں ان النسخ لا یصلی
 الیہ الا اذا جہز ناعن التأویل اور ان احادیث میں جمع اور تاویل ہو سکتی ہے وہ بہر کہ تبجیر و عادت رسول اللہ سلم
 ہی اور ثبین کے بہر بفضل ہے اور ابراہاد کا حدیث ابو ہریرہ اور میں اور مغیرہ میں اندازہ خصت کی شفقہ ہی کیونکہ وجوب بانفاذ
 ہو کہ نہیں سبیا کہ کہا میں غنی نے شرح صحیح بخاری میں فان قلت ظاہر الاصل للوجوب قلت الاجماع علی عدم
 وقال بعضهم وغفل الکرمانی فنقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا یقال انہ غفل بل الذین نقل عنهم الاجماع
 کانہم لم یعتبروا کلام من ادعی الوجوب ہمارا کالعدم پہر کہ میں نے کانئت العلۃ فیہ فہ المشقۃ عن الملیہ
 شد الحر کان ذلک للشفقۃ علیہ النقی ایسا ہی نماز پڑھا آنحضرت کا ابراہی جیسا کہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود میں ان
 یہاں سہر جہول ہے کہ گاہی ابراہی و سہلی اظہار عجز اور خصت کی پس کیا حاجت ہے نسخہ کی بلکہ نگہ مبارک ہو قول بالنسخ خلاف
 قاعدہ بل حدیث کی جو جمع کو نسخہ پر ایک درجہ مقدم کہتے ہیں کہا نووی فی شرح صحیح مسلم میں اختلف العلماء فی الجمع بین ہذین

[illegible]

[illegible]

اول وقت عصر کی وقتی هذا الاحادیث وما بعد هذا دلیل للذهب بالک والشافعی و احمد رحمہما علیہما
 ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثله وقال ابو حنیفہ لا یدخل حتی یصیر ظل الشیء مثلیه هذه
 الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حجة ابن عباس رضي الله عنه فی بیان المواقیب وحديث جابر وغير ذل ان اتفقوا
 اذ کہا محلہ میں شیخ مسلم نے اسے علم اندہ قال ابویہی اذا صار ظل شیء مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظہور
 دخل وقت العصر قال ابو حنیفہ فی المشہور عنہ اندہ لا یمیزج الظہر بمصید الظل المثل ولا یدخل العصر بل یكون اذ
 وقت العصر بمصید ظل کل شیء مثلیه قال القسطنطینی الناس کلہم حتی اصحابہ ایتھے مختصر وسیع غامض وکہہ ملا عابد کے مختصر میں
 لطیف تر مسند ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں یہ ہیں اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ابو حنیفہ عن شیبان عن یحیی عن برید عن ابي
 قال قال رسول الله صلى الله وسلم بكرة واصلی الشمس اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجمهور علی ان وقت العصر
 یدخل بصیرة ظل کل شیء مثله بالافراد بدلیل ما اخرجہ البخاری الی اخر ما سنی صحیح فی الادلة
 دلائل جمہور کے یہ ہیں کہ روایت کی ہی ساری روضہ السیر میں اخذ کیا گیا ہے سعید بن عبد بن الحارث قال توحید بن سلیمان بن وقت
 عن عطلة بن ابی باہم عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلى الله وسلم عن مواقیب الصلوة فقال صل معی فصلی الظہر
 حین زاعت الشمس العصر حین کان فی کل شیء مثله والمغرب حین غابت الشمس العشاء حین غاب
 الشفق قال خرصلی الظہر حین کان فی الانسان مثله والعصر حین کان فی الانسان مثلیه المغرب حین

ہوین مغرب الف کی ہر سکا امام ابی حنیفہ کے قول یہ ہیں کہ اگر کوئی وقت عصر کا داخل ہو تو یہی ہی کہہ سکتا ہے کہ اگر کوئی کوئی
 محال ہے یہ بات کہ کوئی شاگرد ہی سے اور ان حدیث میں اور انکی البسکہ حدیث میں امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہما علیہما
 نے یہ کہے دیں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے بعد امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کہہ سکتے ہیں کہ داخل ہو جائے اور یہ ہر سکا
 محبت ہو سکتی ہیں مع اوصاف ابن عباس کے جو حدیث میں ہے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 جان کہ جو ہر سکا کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 قول یہ ہیں کہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 قرطبی نے کہا ہے کہ اس میں سب کی مخالفت ہے یہاں تک کہ کوئی شاگرد ہی سے اور ان حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 ابو حنیفہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا حضرت معلیہ نے کہ عصر کی نماز اذان کے وقت پڑھنا اور وقت
 عصر میں سکنا اذان کیا ہے تو ہر سکا کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 دیکھو کہ کوئی کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 یہ وہی تھا کہ ابی ہر سکا کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے
 نازیدہ تو طہر لیسے سرور دہشتی ہی ہر سکا کہہ سکتے ہیں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حدیث جابر کے اور اور حدیث میں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے

کان قیل عنہ بنہ الشفیق قال عبد اللہ بن الحارث ثم قال فی الصشاء آری الی ثلث اللیل راوی اسکی سبب
 مستند را قابل سناد کی ہیں اما ال اول فهو ابو قتادہ السهمی والثانی ابو جندبہ النخعی ثم قال الراوی صدق فقہ الحنفی
 فقہ فاضل والثالث صاحب جلیل الشأن قال فی تعقید التہذیب اور معنی مختصر کی یہ ہیں کہ ایک شخص اسل سوا قیامت کے کو
 آنحضرت فی پہلی دن ظہر تو جو روز وال آفتاب کے پڑی اور عصر جب پڑی جبکہ ایک مثل سایہ آلیا اور دوسرے دن ظہر کی گھنٹہ
 فارغ ہوئی اور عصر کو دو مثل پر جا پڑا ایسا ہی کہا ہی معنی میں اس حدیث کی شیخ سلام قدہ محدث حنفی نے اور یام
 نوری شافعی نے حبیب کہ کلام او کا عنقریب آویگنا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ ظہر پڑی شروع کی دوسرے دن اس وقت
 جس میں پہلی دن عصر پڑی اپنی اور کچھ وقت بعد چار رکعت کی دو دن نماز میں مشترک ہی حبیب کہ مذہب ہے
 بعض کا اور حبیب کہ جناب مولف نے باوجودین طریق میں کہا ہی دلیل مرجع باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہ ہے
 کہ حدیث کی ہی مسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ان ابی سلمیٰ علیہ وسلم قال اذا صلیتہم الظہر فاند وقت
 ان یحضر العصر اور ایک روایت میں سلم کی بون آیا ہی وقت الظہر مالم یحضر العصر وایک میں بون آیا
 وقت صلوٰۃ الظہر اذا زالت الشمس عن بطن السماء مالم یحضر العصر اور کہا اسد ثانی ان ان الصلوٰۃ کانت علی
 المؤمنین کنا باموقفنا یعنی ہر نماز کا وقت علم علیہ ہے اسد ثانی فرمایا آنحضرت فی انما التقریط علی سلم
 یصل حتی یبصر وقت الصلوٰۃ الاخری رواہ مسلم غیر ماضی ثناء اسد ثانی ہی حنفی فی تفسیر ظہر میں کہا ہی قولہ ثانی ان
 الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کنا باموقفنا یتقضیہ الکل صلوٰۃ وقتا علیحدۃ ولذا قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم انما التقریط ان یؤخر الصلوٰۃ حتی یبصر وقت الاخری فقہ بعضہ فیستقیم تمامہ وقت تقاضا ہی ان
 احادیث اور اس آیت کا یہی ہی کہ ایک نماز کی وقت میں دوسرے نماز ادا نہیں ہو سکتی پہر اگر حدیث جا بر میں جو گذشتہ
 تقویٰ الظہر میں کان فی الانسان مشد کے وہ مکرین جو چھٹے میں یعنی یہ کہ پڑھ چکی ایک مثل میں بلکہ مکرین کہ پڑھ ہی شروع
 جبکہ ایک مثل ہوئی تو قارض ہوگا در میان ادان احادیث کی جنسی امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوئی ہی اور اس حدیث
 جا بر میں جس سے مشترک لگاتی ہیں اور عنقریب ششم سجدہ ہی منقول ہو چکا کہ وقت نماز کی در میان دو حدیثوں کی کیفیت
 اوجھ کر نے چاہیے اور صورت موافقت کی یہ ہے جو چھٹے بیان کی ہی یعنی پہلے دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ آلیا اور
 شفیق پہلی ہی پہلے کہا عبد اللہ بن حارث کہ شاید فرقہ نے اس کو تہائی رات تک کہا ہے سلم پہلا ابو قتادہ ہشامی ہی اور دوسرا ابو جندبہ
 انصاری راوی قدہ ہے اور جہتہ صدوق فقہ ہے اور یا جو ان فقہ فاضل ہے اور یا جہتہ مالک قدہ ہے یہ سب تقریباً تہذیب میں کہا ہے
 سلم آنحضرت سلم فرمایا کہ سب ظہر کی نماز پڑھو تو اور ایک وقت ہی جب تک عصر کا وقت نہیں آیا سلم وقت ظہر کا جب تک کہ اس کا
 قت نہیں آیا سلم نماز ظہر کا وقت سورج کی ڈہنی سے عصر کی مائی تک ہی سلم سستہ ایک ہے کہ ادنی ایک نماز نہیں پڑی اور دوسرے
 ایک کا وقت گیا سلم ایسا ان مسئلو کانت علی المؤمنین کہ امارتوہ جاہر ہے کہ ہر نماز کا وقت علم علیہ ہے اور یہی وہی آنحضرت سلم نے فرمایا استغنی

دوسرے شخص طہری فارغ ہوئی ایک غسل کر کہا امام نووی نے شہر مسیح سلم میں تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فاند
 وقت انحضرت العصر کے تو رہے اس لیے سلم اذا صلیتم الظہر فاند وقت الان یحضر العصر معناه وقت لاء الظہر
 لیل الشائم ولا اکثرین انه لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل متفرق وقت الظہر عصر بل مثل غیر الظہر
 الذی لیکن عند الزوال دخل وقت العصر اذا دخل وقت العصر لم یبق شیء من وقت الظہر قال بالکدر
 وطائفہ من العلماء اذا صاظل کل شیء مثله دخل وقت العصر لم یخرج وقت الظہر بل یقی بعد الذل قدر اربع رکعات
 صائم الظہر العصر لاء واجتہد بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جابر بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم التانی حین صاظل کل شیء
 مثله وصلی فی العصر فی الیوم الاول حین صاظل کل شیء مثله فظاہر اشتراکہما فی قدر اربع رکعات
 واجتہد الشافعی والاکثرین بظاہر الحدیث الذی یخفی فیہ واجابوا عن حدیث جابر بن عبد اللہ بان معناه فرغ من الظہر
 حین صاظل کل شیء مثله وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صاظل کل شیء مثله فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل
 متعین للجمع بین الاحادیث وانما ذاعل علی الاشتراک لیکن آخر وقت الظہر یہی الی لاند اذا ابتداء بحاجہ جابر
 ظل کل شیء مثله لم یعلم متى فرغ منها صح لیکن آخر وقت الظہر یہی کہ لا یحصل بیلحد ذالوقت واذا عمل علی لاند
 حصل فخر آخر الوقت انظروا لحدیث علی اتفاق وبالله التوفیق انھہ اقول وجہ قال من اند لم یعلم متى فرغ منها وکیون
 آخر وقت الظہر یہی کہ انہ لیس فی لاء المثل حدامعینا من الشارع وتعدیل المثلین لا اصل لہ وانما اصول تشریعین
 عند الراوی انزل اللہ بھامن سلطان ولذا قال القاضی البانی بنی فی التفسیر للظہر واما آخر وقت الظہر فاند

اگر کسی نماز میں یہاں تک غیر کرے کہ دوسرے نماز کا وقت آبادی ہو چکی سماعت تفسیر طہری اور یہی کہ ایک شے پھر طہری نماز کا ایک شے
 لاء یہ نماز آخرت کا کہ جب یہی نماز پڑھی تو اس کا وقت ہی یہاں تک کہ عصر کا وقت آدھی سنی اور یہی یہ ہیں کہ وہ وقت طہری کا و اگر یہاں
 اور اس میں امام شافعی اور اکثر کے لئے دلیل ہے ہاں کہ اگر کسی نماز میں شرکت وقت کی نہیں بلکہ سوا سیل کی ایک شے لاء یہ نماز
 طہری کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا طہری کا وقت تو پھر باقی نہیں رہتا اور امام مالک رحمہ اللہ ایک گروہ کی حکم تھا
 کہ یہاں ایک شے لاء یہ نماز عصر کا وقت آجاتا ہے اور طہری کا وقت بھی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کی اور دلیل فی میں یہ کہ اگر
 وال حدیث میں آنحضرت مسلم کے اس فرمان کی کہ دوسرے دن جبریل بنی نماز پڑائی طہری کا اور وقت کہ سایہ چھڑکا ایک شے تھا اور یہی
 عصر اور وقت پڑائی گئی چھڑکا سایہ ایک شے تھا تو اس سے بخبر یہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کی یہ وقت منقطع ہی اور اس شے ہی
 اور اور علمانی اس ہر دو الفاظ حدیث ہی محبت پر مبنی ہی اور حدیث جبریل ہی میں جواب دیا کہ مسنے اور یہی یہ ہیں کہ طہری کا نماز کی کیا
 فارغ ہوئی اور یہی ان عصر کا ایک شے پھر شروع کی اب شرکت وقت کی نہ رہی تو یہ دلیل دلیل باقیقت پیدا کر دینی ہر دو میں کہ طہری کا ہے
 یہ کہ جب شرکت وقت کی ہوگی تو طہری کا آخر وقت چھڑکا کیوں کہ طہری کا ایک شے پھر شروع کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اس کا وقت کب تک چلتا رہتا ہے
 بھول نا اور وقت کی حد حاصل ہوگی اور یہ ہر نماز کی ایک شے پھر شروع کی تو طہری کا آخر وقت کی یہی ہاں ہی معلوم ہو گئی اور جب میں سنی ہو گئی اور اکثر

فی حدیث صحیحہ ولا ضعیف انه یبقی بعد مصیر ظل کل شیء مثلہ ولذا خالفوا با حنیفۃ فی ہذا المسئلۃ صلیحاً
ووافقاً للجمہور انفقہ وکذا قال غیرہ احسن العلماء فانہم لا یقولون انہ یبقی من شیء منہ اعلم انہ قال الجمہور ان اذا
ظل کل شیء مثلہ بعد ظل نصف النہار خرج وقت الظہر دخل وقت العصر فالطائفۃ الاخری خرجت الظہر بل یبقی
قلد اربع رکعات صلی للظہر العصر نسب لک الی مالک واحتج بان جابر بن صلی للظہر فی الیوم الثانی حین
ما صلی العصر الیوم الاول وهو حین ما صلی ظل کل شیء مثلہ فظاہرہ یبدل علی اشتراکھا فی قلد اربع رکعات واجابوا
عنه بان معناه فرغ من الظہر حین صلی ظل کل شیء مثلہ فلا اشتراک وھذا التاویل متعبین للجمہور بین الاحادیث
المتفرقۃ جو خیاب مولف فی دعوی نسخ منہ فی نہ تناقض کیا ہے سوا مل تو بہر خلاف قاعدہ ہاں اصول حدیث کی ہی کہ وہ صحیح
منہج پر مقدم کہتے ہیں اور دوسرے کہ یہ کہ حدیث سنائی کی جرہی دلیل ٹھہرائی ہی یہ حدیث جبریل کی نہیں کہ مقدم ہر سبب سے
میقات ہر یکا یہ حدیث سائل کی اور اسکی تقدیم اور تاخیر حدیث افاضیہ صلیم الظہر فانیہ وقت الی ان بحضرہ العصر معلوم نہیں
حالانکہ نسخ کا موخر ہونا ازراہ تاریخ کی یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مولف کا باطل ہو اور باطل ہو جو کہ یہ حدیث
پانچویں طریق میں زعم خود زور و شور سے حدیث جبریل کو مبطل قرار دیا کہ مثل کسے اور شبت نہیں کسے قرار دیا ہی نہ کہ جبریل
اور اسکا جواب دیا گیا وہ بارہوی کہا جاتا تھا اور شاہ رفوی اس حدیث کی وہ حدیث جبریل کی ہی جرہیت کی ہی ترمذی اور دارقطنی
اور ابن حبان اور حاکم ثناء و تحسین کی ہی اسکی ترمذی ہی انصیحہ کی ہی حاکم فی یعنی حدیث ابن عباس کہ ان الیوم صلی للظہر
قال المنفجر مثل عند البیت صلی للظہر فی الاولی منہا حین کان الفی مثل الشراک ثم صلی العصر کان کل شیء مثل
ظلہ و صلی المرۃ الثانیۃ الظہر حین کان ظل کل شیء مثلہ لوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثلہ
انفقہ عنہ و صلی الیوم الثانی کی ہی ہیں جو حدیث سنائی کی بیان کی گئی ہے یعنی پہلی دن عصر شروع ہوئی ایک مثل ہوا اور

نہیں ہے ہر یک عبارت نزدیک میں کہتے ہیں کہ جو اس قل کی کہ یہ نہ معلوم ہوا کہ اس ہی خارج کتب ہوئی اور ظہر کا وقت پھول رہا ہو یا کہ ایک
مثل کے اسکو ہی حدیث میں نہیں شام کی طرف ہی اور دخل کسے کوئی نہیں بلکہ وہ ایک عقلی شرط ہے کوئی دلیل اسکی نہیں مائل ہوئی ہے وہی اصل
پانی ہی ہے فی غیر منہ میں کہا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کی بعد اتی رہا کس حدیث صحیحہ یا ضعیفہ میں نہیں پایا جاتا اسکی اصحیح میں مسئلہ
الامام ابی حنیفہ ہی مخالف ہو کہ موافقت کی ہی ہر یک عبارت ظہر کی اور ظہر کا وقت کیا ہوگا اور ہوگا کھانا جان کہ چھوڑ رہا ہے
کے سوا صلی کے سوا ایک مثل سایہ ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہا ہے اور عصر کا وقت آجاتا ہے اور ایک گردنی کہا ہی کہ ظہر کا وقت نہیں جاتا
بلکہ قدر جبار کہتے کی وقت مشترک باقی رہنا ہے اور یہ مولا نام کہ کہ کی طرف منسوب ہی اور ظہر ان کو کوئی یہ ہے کہ جبریل فی دوسرے دن وقت
ظہر نہ تھا کہ پہنی دن عصر شروع ہوئی ہے ایک مثل پر تو ظاہر یہ بات معلوم ہوئی کہ جبریل چار رکعت کی وقت مشترک ہی اور اس موقوف کا جواب یوں دیا
ایا ہے کہ نصفہ اسکی یہ ہے کہ ایک مثل پر ظہر ہی خارج ہوئی تو اب اشتراک نہ رہا اور یہ دلیل موافقت احادیث کی ہی ٹھہرائی ہی ہے
فرمایا اس کی جبریل ہی میرے در و قصہ پہنچاں نہ ہو و پھر چلے ہی پڑی اور عصر ایک مثل ہوا اور دوسرے دن ظہر ایک مثل پر پہنچاں نہ ہو کہ عصر وقت

فافزع هوئي فلهي سري ايكل مثل كك بطنه دوي وديل سي جو كدر سي حديث نسا في مين اور ديت كي هي بخاري في مائيشي
 سي قالت كان النبي صلى الله وسلم يصلي العصر الشمس لم تخرج من حجرتها اورايك رويت من بخاري في مين
 ان رسول الله صلى العصر الشمس في حجرتها لم يظهر الفتي من حجرتها اورايك روایت من دين سي كان النبي صلى
 الله عليه وسلم يصلي صلاة العصر الشمس طاعة في حجرتها لم يظهر الفتي بعد بيركها بخاري في قال ابو عبد الله وقال
 عاتك ويحيي زعيمه شعبان بن حفصة والشمس قبل ان تظهل اور ديت كي هي سلم في مائيشي كان النبي
 صلى الله عليه وسلم يصلي العصر الشمس طاعة في حجرتها لم يفي الفتي بعد بيركها سلم في وقال ابو بكر لم يظهر الفتي بعد بير
 سلم كي ايكل ديت من طهره في يصلي العصر الشمس طاعة في حجرتها اور ديت كي هي زعيم في صلى رسول الله
 صلى الله وسلم العصر والشمس في حجرتها بيركها وفي الباب عن النور في اردي ويا برور في م بين خذ
 اور ديت كي هي ابن ابي مائيشي سي طهره في صلى النبي صلى الله وسلم العصر والشمس في حجرتها لم يظهر الفتي بعد
 اور نسا في في طهره في ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي صلاة العصر الشمس في حجرتها لم يظهر الفتي من حجرتها
 اور ابو داود في طهره في ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر الشمس في حجرتها قبل ان تظهل
 اور سي هي رويت كي هي ام مالك بن مائيشي اور ديت كي هي كك في نافع بن عيسى ان عمر بن الخطاب كتب الى
 ان ام امر كك عند الصلوة فمن حفظها وحافظ صليها حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها اضيع ثم
 كتب ان صلي الظهر حين كان الفتي ذراعا الى ان يكون ظل احد كك مثل الحديث قال ابو عبد البر تحت حديث في هروية
 الذي يجي في مسمك المثل لقا انه موقوف في الموطاء الا انه في حكم المرفوع فان المواقيت لا تؤخذ بالراي
 كذا في الحلي فكان هذا الحديث لعمر ايضا في حكم المرفوع كرا شيخه الام حافض بن محمد في فتح بارسي في

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

قولہ یا بقیۃ العصر وقال ابواسامۃ عن هشام فی قعر حجر تھا کذا وقم هذا التعلیق فی روایت ابی روالیل
 وکرۃ والصواب لاجل عن الاسناد الموصولی کما جرت بدواة المصنف الحاصل ان انس بن عیاض من هو ابو صفر
 اللیثی واباسامۃ روایا الحدیث عن هشام وعن ابن عوف بن الزبیر عن ابیہ عن عائشۃ وزاد ابواسامۃ التقید بقعر الحجر
 وهو واضع فی تجیل العصر من الروایۃ المطلقة وقد وصل الاسماعیل طریقی ابی اسامۃ فی مستخرج لکن
 لفظہ والشمس اقۃ فی قعر حجر تی وعرف بذلك ان الضمیر فی قوله فی حجر تھا العائشۃ وفیہ نوع النقا واسناد ابی
 صفر کلام مدینوں والمراد بالحجر وهو بضم المهملة وسکن الجیم البیت المراد بالشمس ضیئہا قولہ فی روایت الزہری والشمس
 فی حجر تھا ای باقیۃ وقولہ یمیز الفی فی الموضع الذی کانت الشمس فیہ وقد تقدم فی اول المواقیت من طریق مالک
 الزہری بلفظ الشمس فی حجر تھا قبل ان تظهر ای تقع فی الظل غیر ذلک الظہنی ومحصل ان المراد بظہر الشمس خرجها من الحجر و
 بظہر الفی انبساط فی الحجر وليس بین الروایتین اختلاف لان انبساط الفی لا یشترط ان یشترط الشمس فیہ فی
 روایت الحدیث فمسند عن ابن عیینۃ ثنا الزہری فی روایت محمد بن منصور عن ابی اسامۃ عن سفیان سمعہ اذا قال وعاقلہ من الزہری قوله
 والشمس الطالع اظہر قوله بعد بالضم بلا تنویر قوله قال مالک الی اخرہ یعنی ان الاربعة المذكورین رووہ عن الزہری عن ابی اسامۃ
 سوطا من مکرم بن مرفوع الی سوطی کذا کذا وقت غیر حضرت سی س کوئی اپنے عقل سی ہنیں کہہ سکتا ہوں ہنیں ہی معلی بن توہم
 ہی حضرت مروان حکم بن مرفوع الی سوطی یہ باب قت عصر کی بیان ہنیں ہی روایت کی ابواسامۃ ہشام کی کوہوب پر حجر بن جبریل
 یہ نسخہ اسطر جبرے روایت ابی روالیل ابی اسامۃ عن ابیہ عن عائشۃ بات یہ کہ اسل روایت سی کوہوب پر روایت کرنا جبریل کی مصنف
 کی عادت ہی اور اصل یہ کہ انس بن عیاض یعنی ابو صفر لیس ابواسامۃ وروایت کوہوب ہنیں عن عائشۃ روایت کوئی انکا
 اپنے باپ کے معلی حضرت عائشۃ سی ابواسامۃ بیج جبریل قید لکادی ای ابوہم قید تعجب عصر میں بہت کہل معلی ہی روایت ابی قتیبہ
 اور اسماعیل نے اپنے مرویات میں ابواسامۃ کو روایت کوہوب کی لیکن لفظ اوکی کوہوب ہنیں کوہوب بیج جبریل ہوتا تھا
 اور اسے جا گیا کہ جو تھا لیں غیر جو ہے وہ حضرت عائشۃ کی غیر ہے ہے اور اسے ایک طرح کا انتہات ہی اور ابو صفر کی سند میں روایت
 مانی ہنیں اور جبرے روایت کوہوب سی اور کوہوب کی روایت زہری میں کوہوب پر حجر بن جبریل ہوتا تھا مراد اس کی یہ کہ کوہوب
 باقی تھا تھا اور یہ قول کہ سابعین شربا تھا یعنی جبران ہوتا تھا اور کی بحث اور کوئی بحث میں لاک کے روایت زہری کی جبریل اس میں
 ہو چکی ہے جسکے لفظ یہ ہی کوہوب جبریل ہوتا تھا پہلی اس کی کوہوب ہے جسے بنو ہوہ ہاں کوہوب کے معنی ہوئے کہ ابیہ کوہوب حاصل ہے کہ مراد کوہوب
 کوہوب اور اسکا جبریل لفظ تھا اور اسکا کے کوہوب اور اسکا جبریل پہل جاتا اور کوہوب کوہوب کوہوب نہیں کیونکہ اس کا پہنچا سوچ کی لفظ تھا اسکی بعد ہوا
 اور قول کہ ابن عیینۃ روایت مانی اسکی مسند میں ہی روایت کی ابن عیینۃ اور کہا کہ روایت کی مانی زہری کی اور روایت
 محمد بن منصور میں نسخہ ہما علی میں روایت کی سفیان فی میرے کا نون نے اوسی سنا اور اسنے یاد رکھا نہ میرے
 اصیہ قول کوہوب کہ تھا تھا یعنی خوب ظاہر تھا اور یہ قول کہ مالک فی آخر تک میں سیار دون شخصوں نے کوہوب زہری کی سند کی سلامت روایت

[illegible]

لان حجر قصر الجبل لا يصلح سببا لتأخير الاحتجاب في قرب الغروب ينضم سائر الساعات العرصة فانما اذا افترضنا جارا
 ارتفاعه ذراعين فوضنا مساحة قدره ذراعاً فلا يمكن ان يصير ظل الجبل ومثله ومثله دامت الشمس حتى هاء في
 الساعة بل غاية ما يوصله الظل وقدر نصف الجدار واذا افترضنا مساحة قدام ذلك الجدار قدر ربعه انما شئت فاذا حصل
 الظل للجدار مثليه مع ذلك لا يخرج الشمس عن الساعة وهذا لا يخفى على من يعقل ساذج من التصديق ففعل
 هذا التمثيل السليم انه لا بد من انضمام الساعات العرصة مع قصر الجبل والحال ان كان عرصة حرة حائشة مسايها للجدار
 المغربي حتى يسير كما قال المولى فثبت شذوذاً في الساعات ويسقط جواب المجيبين عن التفتيح فانهم ادركوا نوى في
 استخراج حكم من حيث مبدئ في قوله كان يصلح العصر والشمس في حجرها قبل ان تظهر وفي رواية يصلح العصر والشمس طالع
 في حجره لم يبق الفئ بعد وفي رواية والشمس اقية في حجره في معناه كل التبرك بالعصر اول وقته وهو حال
 يصير ظل كل شيء مثله وكانت الحجة ضيقة العرصة قصيرة الجدار بحيث يكون طول جدارها اقل من
 مساحة العرصة بشئ يسير فاذا اصاب ظل الجدار مثل دخل وقت العصر يكون الشمس بعد في اقل
 العرصة لم يبق الفئ في الجدار الشرقي انقضى **اقول** وما اورد عليه بانه يمكن ان يكون طوله
 اقل من نصف مساحة العرصة فيكون الصلح عند المتناهي والشمس في حجرها فهو محل بحث لانه احتمل انما
 على خلاف الواقع المتأني المشاهدات كمن قال في حق زيد موجود انه يمكن ان يكون ميتاً وهو كما ترى

کہ حاجت بند کی ساری کچھ چوٹی دیواروں کی جو بیسے سوا وقت غروب کے بہنیں رک سکے چوڑائی اور گلی کو بہنیں کچھ داخل پہنچتے ہیں اور دیکھتی ہیں
 انگشتوں کے پیچھے جاب محسن خانی اور قلعہ کی گیزرنگ فقط دیواروں کا چوڑا ہونا بغیر چوڑائی کی غلامی اور بہن کی رو کاؤ کا تنہا بہنیں چرکتا کیوں کہ
 مثلاً ہم چوٹی کی اونچی دیوار فرض کریں اور چوڑی کا جواب کہ وہ بڑا گنگنا میٹن ہی دیوار کی ایک مثل ڈوشل سارے بہنیں ہوں گے بلکہ بہت ہو گا تو
 دیوار کی اوڑھا ہو گا اور حسیہ کی کچھ اونچا ہو گا اور کیا تو ایسی دیوار بڑا گنگنا میٹن ہو گی کہ دیوار کا سایہ ڈوشل ہو جاوے گا اور پڑے شخص پر غماہ ہو گی کی مثل
 بلا ایمرش ہے اور اوڑھا ہو گا کہ قلعہ بہن ہی تو رہا ہے کہ چوٹی مثالی ہی معلوم ہو گیا کہ دیواروں کی چوٹی کی جو کی حالت میں چوٹی کی چوڑائی کا گنگنا
 ضروری ہے اور حال ہیہ اگر چوڑائی حضرت عائشہ کے چوڑے دیوار کی لٹاؤ کی کچھ ہی بڑی ہی سبک کنوڑی کی کہا تو اب لٹاؤ کی کا کہتا جاؤ اور
 جواب یہی کہ اوڑھا گیا ہے مطلب یہ کہ اس کے دل کو اس کے ناز بڑے چوٹی ہی اور سورج چرچر میں رہتا اور وہ چوڑا دیوار بہنیں چوڑی ہی مطلب ان کے دل کو
 عسکر کے ناز ملدی ہے چوٹی کا ہے اور وہ ایک مثل ہی اور چوڑے تنگ ہوتا اور دیواروں کی چوٹی ہی اس طرح کہ لٹاؤ کی دیوار کی گنگنا میٹن کی کچھ چوٹی ہی چوڑے
 ایک مثل دیوار کا سایہ ہوتا تھا عسکر کا وقت ہوتا تھا اور سورج کنارہ میں مکن کی جگہ تھا اور سانس کی دیوار پر سایہ بہنیں چڑھا تھا ہونچکی عبارت کوئی
 میں کہتا ہوں یہ چہ تران کی گایا ہے کہ یہ ممکن ہی کہ دیوار کے لٹاؤ کی گنگنا میٹن کی اوڑھی ہی کہم ہو تو روش پر ناز ہو چیب ہی سورج چوڑے
 رہے تو یہ نادانی ہے کیوں کہ خلاف ایک امر واقعہ دیکھتے ہوئے کہ ہے یہ تو ایسا ہے کہ کوئی زید موجود کو یوں
 کہہ کر کہ گنگنا میٹن کی مراد ہو اور یہ سب بات ہی مثالی ہی ہے ۵

اور کہا اعلیٰ حق میں سجدت کی حالت میں کہ اِن صلیب العصر الشمس حرما قبل ان یطهرای بعلو تصعد
 قاضی الدار الی الجزار الشرقی قال الخطابی محض الظہور ہنہا الصعود ومنہ قولہ نحا ومعارجہ علیہما بظہور
 قال عیاض فی المراتب علی الخلیفۃ فیل یقع کلہما من الخیرۃ علی حال فظہر عنہما نزلہما قال سہ فتکانت حکاۃ ظاہر عنک
 حارہا المستقر من ملامہ مطلب یش عایتہ کاہبہ ہوا کہ عایتہ کی حرکت میں آئی میں کہی دیوار قدری چوٹی ہی میں
 وہی تکا قباب کی دہریہ باقی رہی تھی اور سایہ دیوار مغربی کا محض میں سی دیوار مشرقی پر نہیں بڑھتا تھا یعنی سایہ ایک
 مثل موتا تھا کہ حضرت علیہ السلام عصر کی نماز پڑھتے تھے اور رویت کی بخاری فی سیار بن سلامی قال خلیفہ
 والی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل المکتوبہ فقال کان یصلہ الخیر
 النبی قد عرفنا الاولیٰ جین تداخل الشمس یصل العصر ثم یرجع احدنا الی رجلہ فی قصۃ المذنبۃ والشمس خبہ
 کہا ابوراد فی حلیۃ تادوسف بن موسیٰ تاجر بر عن منصوب عن ختیۃ قال حیثما انزل حرہا اور کہا ما تظاہر مجری
 مع الباری میں قولہ ابی دخل بفتح الراء وسکون المهملة ای مسکنہ قولہ فی قصۃ المذنبۃ صبیغہ للرجل قولہ والشمس
 ای بیضاء بقیۃ قال الذہبی فی المنیۃ الخیرۃ جباۃ قحۃ اتر حارۃ ولونا وسعانا اثارہ وذلك لیکون یصل الطل علی الشی
 استہی فی ابی داود باسناد صحیح عن ختیۃ عن النابغین قال حیثما ان تجد حرہا استہی اور رویت کی بخاری
 فی ابن ابی شیبہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل العصر والشمس من تفعۃ حیدۃ فیل ھب
 الذاہب الی العوالیٰ فیایاتہم والشمس من تفعۃ وبعض النوازل من المذنبۃ علی ابی شیبہ استہی اور سلم فی
 سلم حضرت علی نماز پڑھتے تھے اور سورج مجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ دیوار مشرقی پر نہیں پڑھتے ہی خطابی کہا ہے کہ
 بیان پڑھنے کے ہیں اور سلمیٰ قسم میں یہ حدیث کے کاتل ہے کہ سریران میں کو اسیر وہ پڑھتے ہیں عیاض
 کہا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دہریہ دیوار مشرقی پر نہیں پڑھتے تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سب دہریہ
 حجرہ کی باہر ہونا مراد ہے تو اب ظہور کے منے نازل ہوئی ہوگی جیسے اس معرہ عربی میں ہی ہوگی عباد
 سلم کہا سیار بن سلامی کہ میں اور میرے باپ ابی برزہ کی پاس گئے تو میری باپ نے ادنیٰ سی پر کہا کہ حضرت
 سلمیٰ من نماز کو وقت بڑھا کرتے تھے کہ اب ظہور سورج دہریہ پڑھتے تھے اور عصر پڑھتے تھے کہ کوفہ میں کی رہتی تھی
 کہ پھر ہوج جاتی تھے اور قباب تیز ہوتا تھا سلم رویت کی بخاری میں یوسف بن موسیٰ کہہ کر روایت کی کہ میں جہیری اور کہا کہ میرے
 سفور کی دھوپ میں غیریہ ہی کہ حیات مسجد کی یہ کہ کو ایک تیزی سورج دہریہ سلم من کے معنی پڑھنے میں اور کوفہ میں کو
 صفت ہی اللہ سورج میں ہے یعنی سفید ہے کہ زمین بن یزید کہ مراد اس کی حیات میں سب نماز نماز آفتاب کا قیام رہا ہی اور سلم
 بہن میں ہوگی عبادت فتح الباری سلم اور ابوراد میں صحیح بخاری میں کہ روایت کی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں
 کہ حرارت موجود ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اور قباب بلند تیز ہوتا تھا بعضی جہان کا چار کھنکھ چار کھنکھ جاتی تھی سورج بلند تھا

[illegible]

انکہما فتح الباری میں تحت اس حدیث میں کہ فصل العصر ینذهب الذہب منا الی قبا فیا تہم والشمس
 مرتفعة **قولہ** کنا فیصل العصر ای مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ظہر ذلک من الطریق الاخری قد رواہ
 الذہب عن محمد بن مالک کنا ذلک مصر ایہ اخرجه الدارقطنی فی غرائبہ **قولہ** ثم ینذهب الذہب الی قبا کان النساء
 اراد بالذہب نفسه کا یہ شعر بذلک رواۃ ابی الایض المقدمہ **قولہ** الی قبا فیا تہم ای اهل قبا وہی علی حد
 قولہ واسأل القریۃ واللہ اعلم قال النواوی فی الحدیث المبادرۃ بصلوۃ العصر فی اول وقتہا لانہ لا یمکن
 ان ینذهب الذہب بصلوۃ العصر یمین او اکثر والشمس یتغیر اذا یمصل العصر من صلاۃ الشئ مثله ففیہ دلیل للجمهور
 ان اول وقت العصر صید ظل کلشی مثله خلا فی الابی حنیفہ وقد مضی ذلک فی الباب الذی قبلہ انقی مختصرا
 ہا امام نووی فی قولہ والشمس مرتفعۃ حیۃ قال الخطابی حیاتہا صفاء لونها قبل ان تصفر وتغیر
 وهو مثل قولہ بیضاء نقیۃ وقال ہوا یمینا وغیر حیاتہا وجود حرہا والمراد بحذہ الاحادیث وما بعدہا
 المبادرۃ بصلوۃ العصر اول وقتہا لانہ لا یمکن ان ینذهب الذہب بصلوۃ العصر یمین وثلاثہ
 والشمس بعد لم یتغیر بصفۃ ونحوہا الا اذا یمصل العصر من صلاۃ الشئ مثله ولا یمکن ان یمصل ہذا الا فی الايام الطویلۃ
 انہی اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم اور مالک نے اس سے کہ فصل العصر فینخرج الانسان الی بنی عمر بن عوف
 فیجدہم یصلون العصر اور روایت کی ہی مسلم بن النضر ای انما قال صلی اللہ علیہ وسلم العصر فلما انصرف
 اتاہ رجل من بنی سلیۃ فقال یا رسول اللہ اننا نرید ان نخرجہ من النجیح ان تحضرنا قال نعم فانطلقوا فاصطفا مصر فوجلا
 الحجر ورموا فخر فخرت ثم قلعہ ثم طعمہا ثم اکلہا قبل ان تدرور روایت کی ہی مسلم بن رافع بن حجاج ہی یقول کنا فیصل
 العصر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخر الحجر وفتقم عشر قسم ثم نطعمہ فاکل کما نضیجہا قبل مغیب الشمس
 کہا حافظ بن حجر فتح الباری میں **قولہ** الذہب ینذهب من غریبہ بن عمر بن حنفی ای بقیۃ الاغاثہ ما ذلہم اخرج المصنف لہذا الحدیث مشعرا
 یہ قول کہ سورج غروب ہوا خطابی نے سورج کی حیات سے یہ مراد ہی کہ او سکارنگ صفا ہونے اور نہ ہونا اور یہ سطرہ سورج
 احاف ہونی سے مراد ہے اور خطابی اور علی بن کہا ہے کہ حیات سے مراد گرے اور تیزی کا رہنا ہے اور مراد ان سب
 حدیثوں سے عصر کی نماز میں جلدی ہے کہ اول وقت پڑھو کیونکہ یہ بینین ہو سکتا کہ جانبی والدود تین میں جلدی اور وقت سب
 متغیر ہو جاتا کہ عصر ایک مثل شجرے دونوں میں نہ شجر ہی جاکو **ع** ہم عصر کی نماز پڑھتی ہی پہ بعض ہی کہ بنی عمر بن فخر علیک یا بنی
 اور انکو نماز پڑھتے باقی **ع** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب عصر کی نماز پڑھ لی تو ایک شخص کہنے لگا یا بنی سلمہ ایک اور کہا کہ ہم
 رخ کیا جاتے ہیں اور اب ہی تشریف لی جلیں ان پر فرمایا کہ اچھا پھر آپ اور ہم گئے تو وہ ہمارا کسمی فرج ہوا اور باجہ ہو کہ بعد رضرت لگا
 روک پڑی ہی کہا یا **ع** رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ پڑھتی ہی پھر وہ فرج ہوتا اور وہی حصی ہو کہ
 بتا اور وہ روک پہلی اچھا پھر اگر گوشت ہم کھاتی ہی **ع** یہ قول کہ بنی عمر بن حنفی ای بقیۃ الاغاثہ وہ ومارس ہی ای وایس حدیث کی کہ

ہاں کان یرعان قول الصبح کما نفعل کذا یسند لولم یصرح باضافۃ الی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہواختیار الحاکم وقول
 الدارقطنی ولخطیب وغیرہما من وقت الختان موقوف لکما مرفوع حکما لان الصحابہ اور ذوق مقام الاحتجاج فیہیں صلی اللہ علیہ وسلم کو کون فی
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ ان المبارک هذا الحدیث عن مالک فقال فیہ کذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر الحدیث الخ
 الناس قال النوری قال العلماء کانت منازل بنی عمر بن عوف علی یلین من المدینۃ وکانوا یصلون العصر فی وسط
 الوقت لانہم کانوا یشتعلون بأعمالہم وحرقتہم فلذل هذا الحدیث علی تجلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر
 اول وقتہا وسیا فی حدیث الزہری عن النسائی الرجل کان یاتہم بالشتمی وقتہا مابعد ما یسند فی حدیث بنی کہ حدیث برافع بن خدیج کہ
 یعنی حسین ذکر کرنے اوت کہ ذکر ہے دلیل ہے مذہب جمہور یہ کہ بعد ایک مثل کی وقت عصر کا داخل ہو جائے یا خارج
 کلام تک بعدینہ عقرب آدھکا اور کہا نوری فی ذیل میں اوی حدیث صحیحہ کی حدیث تصریح بالمباذیۃ فی التکید بالصباح
 زلیمن حدیث بنی عمر بن عوف کی وھذا الحدیث و ما بعد ہا دلیل لمذہب مالک والشافعی واصل جمہور
 العلماء ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء متلا وقال ابو حنیفۃ لا یدخل حتی یصل یدخل ظل الشیء مثلیہ
 وھذا الحدیث علیہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی بیان المواقیب حدیث برو غیر الذکر
 میں غلام مطلب ان احادیث کا یہ ہو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسی وقت میں پڑھتے تھے کہ کعبہ عصر کے
 اور کوس یا تین کوس یا چھ کوس تک کوئی جاتا تو یہی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ آفتاب میں خوب لڑی
 اور روشنی اور شام اور تیزی ہوتی اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ بعد نماز کی ادھ کو فوج کر کر اور قطع کر کی اور
 حصے تقسیم کر کے اور خوب لڑا کر کہا تھی تو یہی آفتاب باقی رہتا تو دیکھو کہ یہ امور سوا اس کی کہ عصر ایک مثل پر پڑے
 کیونکہ یہ سب میں مقام غور اور تامل کا ہے بڑھ کر کہ تھا ہو اور حدیث میں متعاد ہوا و روایت کی ہے بخاری اور
 روایت کرنا چاہیے ہاں گو کہ عماری کا عندیہ یہ ہے کہ صحابہ کا یہ کہنا کہ ہم یون کیا کرتے تھے سند حدیث کی قسم کہ
 اگرچہ حضرت کی زمانہ میں کرشمے تقریر صحابی کرے اور یہ بات حاکم کی ہے مختار ہے اور دارقطنی اور خطیب وغیرہ کی کہنا
 کہ عصر کی حدیث موقوف ہی اور حق بات یہ ہے کہ ایسی حدیث افھول میں موقوف ہوتی ہے اور حکم میں موقوف
 اس کی حدیث وکیل مقام پر لایا تو محمول ہوگی سیر کہ اس کی مراد حضرت کی زمانہ میں اس فعل کا کرنا ہی اور ان مبارک حدیث کا
 روایت کی ہے اور اوس میں کہا کہ حضرت عصر کی نماز پڑھا کرتی تھی تو حدیث تکسانی میں یہ روایت ہی مذکور ہے کہ حکم کیا ہے
 ہی عمرو بن عوف کی کہ یہ سننے میں برہنہ اور صحیح کی وقت میں وہ لوگ نماز پڑھا کرتی تھی کیونکہ کہتے تھے کہ کام کیا کر سکتے تھے تو روایت
 اس حدیث فی حضرت کی حدیث میں ہی پرانے وقت میں ان کی حدیث نہ نہیں ہوگی کہ روایت میں آیا گیا کہ لوگ وہاں پہنچ جاتی تھیں
 پہنچ بلند رہتا تھا یہ تصریح ہے عصر کی حدیث کی کہ نہیں سند یہ اور اگلے حدیث میں لیل میں امام شافعی اور مالک اور احمد اس کی
 یہ کہ عصر کو وقت ایک مثل پر ہوا ہے اور امام حنفی کہ یہ نہیں جوتا میں کہ منسلک ہے اور یہ حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں

امام ابن سنانہ عمر بن عبدالعزیز کی ٹھہری اور بعد نماز کی جب کہ اس کے پاس گئی تو اذکار کو عصر پر ہی پڑھا تو یہ جہا کہ بہر کوئی
 نہ پڑھتے ہوئے تھے جواب دیا کہ عصر پڑھتا ہوں اور اسی وقت میں تم صحابہ رسول صلعم کی ساتھ پڑھا کرتی تھی اور اصل
 دوسری حدیث کا یہ ہے کہ عبدالرحمن اپنے وقت معمولی بوسنی ایک مثل کی تربیت خارج از کوئی ٹھہر پڑھا کر اس کے
 زمین کو وہ گہر سجدی قریب ہی تھا گئی تب اس نے پوچھا کہ عصر پڑھ چکی ہو تو انہوں نے کہا کہ مجھے ابھی ٹھہر پڑھی ہی اس نے
 کہا کہ ابھی پڑھو نماز عصر کی تو پڑھتے تھے عصر اور پھر ہی تب کہا انہوں نے کہ نماز تاخیر کے وقت اول ہی پڑھتی نماز ہے
 اشفاق کی اور روایت کی ہی منانی اور ابو داؤد ابی بن مسعودی قال کانت قد رضى الله رسول الله صلى الله عليه
 وسلم في الصلوة فانه اقام الى خمسة اقدام وفي الشتاء خمسة اقدام والربعة اقدام كما تراه بعد من قال لا
 هذا امر يتكلم في الاقاليم والبلدان وذلك لان العلة في طول الظل وقصره هي زيادة ارتفاع الشمس في السماء
 وانخفاضها وكانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة والمدینۃ وهما من الاقالیم الثانی وقول
 ابن مسعود بنزل علی هذا التقدير في ذلك الاقالیم دون الاقالیم التي هي خارجة عن الاقالیم الثانی انظر
 محض اور کہا فتح الردود میں واما ان يبلغ جميع الظل الاصلی والثانی هذا المبلغ لان يصير الزوال هذا مبلغ
 ويصير الاصل من ذلك اقول والدليل عليه ظاهر الحديث اذ هو ليس بمشتبه عند الظل الاصلی لان الاطلاق على سبيل التمثيل كما ان
 اور کہا ان ارابعه من وخمسة اقدام يكون اقل من المثلثي لانه من اصل مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت
 کی نماز ٹھہر کر میں بیٹھا نماز میں ہی تھی کہ گریز میں ابتدا میں اوکی تین قدم مسویاہ صلی کی پہلی تھی اور تہا پانچ قدم مسویاہ
 اسلے کے اور چار میں ابتدا میں اوکی پانچ قدم مسویاہ صلی کے چوتھی اور تہا پانچ کے سات قدم مسویاہ صلی کی چوتھی
 الفرض اور موسوم کی نماز کوئی انتہا بعد صبح کرنے سایہ اسلے کے ایک مثل کی دوسری ہوتی ہے اور اس سے کہیں بھی اس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں نہیں کیا پس یہ میں دلائل قویہ یہ ہو کہ اس مذہب پر کہ آخر وقت ٹھہر کا ایک مثل تاکہ ہے اور
 بعد اس کی وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور دلائل انصار مذہب مشہور امام ابی حنیفہ رحمہ کی جن میں ہی جناب شریفین مبارک
 درج ہو یا وہ غیر ٹھہرتی اور ملائکہ یہ ثابت ہو چکا کہ جس وقت آنحضرت کو نماز پڑھانی پہلی دن عصر کی ایک مثل پر اور دوسروں میں مثل
 اور کہا کہ وقت ان دنوں تھا کہ میانک اور کبریاں صحابہ اور تابعین امام بن ہشک عبادت نہ تھی کہ اسے ابن مسعود کہا کہ آنحضرت
 صلعم نماز کی مقدار گری میں تین قدم ہی ٹیکر پانچ قدم تک ہوتی اور چار میں پانچ قدم ہی ٹیکر سات قدم تک سات خطاب
 کہا کہ یہ اقلیموں اور شہروں میں مختلف ہے اسلئے کہ لمبائی سایہ کی اور کوتاہی سطح کی بندی اور پس ہی اسے اور آنحضرت صلعم نماز
 کیا اور یہ ہی ہے اور یہ نہ ہو کہ دیگر اقلیم میں ہیں اور وہ اول ابن مسعود کا اس مرتبہ اور انہیں قلمی میں لگی گا اور دوسری میں نہیں چلے
 عاتق ترقا کی اسلئے حضرت کے صلعم اور مراد یہ ہے کہ سایہ صلی اللہ نماز دو نو ٹکڑوں کو پہنچی یہ کہ صرف سایہ راساں صلی کو پہنچی اور وہی اس
 لیا تھا کہ میں کہتا ہوں کہ دلیل اس پر چار حدیث ہیں کہ نماز میں سایہ صلی علیہ نہیں کیا بلکہ مخلوق کو کوئی مثل ہو کر پڑھایا جائے غایب ہے

درج ہو یا وہ غیر ٹھہرتی اور ملائکہ یہ ثابت ہو چکا کہ جس وقت آنحضرت کو نماز پڑھانی پہلی دن عصر کی ایک مثل پر اور دوسروں میں مثل

خواب و غفلت میں کئی برس کیل اول یہ کہ رویت ہی ابو ہریرہ وغیرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذ انتبہ من النوم فاردوا بالصلوة فان استدار من غير جنم رواه الشيوخ وخبروا بها وجدها لال مولف
 صبر کی ہے کہ حدیث کی تفسیر ہی رویت عبد اللہ بن ربیع کی ابو ہریرہ سے ائمہ سال ایابہ ریرہ عن وقت الصلوة
 ابو ہریرہ قال اخبرني فضل الظاهر اذا انطلق من مكانه رواه مالك اور یہ حدیث دال ہے اس پر کہ وقت نماز کا بعد ایک گھر
 ماقی یہاں سے کہ وہ اس گھنٹن میں کہے پڑ سکے اور اگر سبق آئی تو وہ یہی دس گھنٹن اپنے پڑ سکے پہلی آیت
 آخر وقت کی اور دس گھنٹن قریب و دشل کے وقت آجاء و نکاح پس جواب کی دوہن پہلا جواب یہ ہے شیخ مسلم
 حنفی فی محلی میں بیان کیا ہے قالوا معنا لم نفهم الاصل بحيث يكون الجميع في ذلك الوقت ويحسب ان لا يزال ابراد والديه
 والشك في التسلو قد دل في لفظه في وقت الظهور بعد ان كان النفل مثله اعني اقول صحیح کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا
 کہ ہستنا تو کیا ہے نہیں پس مراد ایک مثل سی اونکی کلام میں ایک مثل صدیہ پہلی کے ہوگی اور وہ یہی تقریباً
 دو گھنٹہ پہلی کو اوس میں سے نکالیں اور تحقیقاً مقدار سایہ کی کو معلوم کریں تو اس قدر وقت نکلتا ہے کہ بخوبی نماز
 ظہر ہی امام اور سبق قبل اہتیار ایک مثل کے فاضل ہو سکتی ہیں پس نہیں ہوئی دلیل اور باقی رہی رقت ظہر کی
 بعد مستام ایک مثل کے سچ اس میں کی دوسرا جواب یہ ہے کہ جب کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث صحیحہ والہ اشہر کہ بعد
 ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا اور مقدم ہونا اور اس حدیث کا معنی ایک حدیث کی جو تیر مثل کی امام کی ہے
 معلوم نہیں تو کہ اس سبب کو نسخ کہیں پس وجہ ہوا مع اتفاق کرنا اس حدیث ابو ہریرہ میں اور ان احادیث میں
 نو کہتے ہیں ہم کہ ملا ابو ہریرہ کی یہ ہے کہ نماز ہی ظن ہو جا امام ہو کر خواہ سبق ہو کر ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل
 وایہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ مسلم امام احمد حنفی نے معنی میں اسکو ملکی وصلى الله عليه وسلم في المرة الثانية
 الظاهر من كان ظله كل يوم مثله لوقت العصر لا من جو کہ حدیث میں جر مثل کی دارد ہے وہی دفع نماز کی حدیث صحیحہ
 حدیث اد اصلم الظاهر لانه وقت العصر لا من جو کہ حدیث میں جر مثل کی دارد ہے وہی دفع نماز کی حدیث صحیحہ
 میں ہی کلام اونکا فتل کہا گیا دلیل ثانی مولف کی یہ ہے کہ رویت ہے عبد اللہ بن عمری ان رسول اللہ
 ﷺ اور باغ قدم ایک مثل سے کہ ہوئی ہیں ۱۰ صحت گریبی شدت ہوا ہی تو ظہر کو نہ لاکر کی بڑھو کہ گرمی کی
 شدت دفع کی یہاں ہے روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ عن اس حدیث کو ۱۰ عبد اللہ بن ربیع فی ابو ہریرہ سے نماز کا وقت یہاں
 تھا وہ وقت کہ کہ میں بتاؤں ظہر ایک مثل پر بڑا کر رویت کی اما کہ ۱۰ مشاخر فی انہما کہ معنی ہوا کی یہ ہیں کہ سایہ کی
 مجموعہ اس قدر ہوا کہ اس قدر کہ گریہ ہڈک اور بارش کی جلدی حاصل کر آتے ہیں اور شخص کی دلیل یہی جہی
 ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت رہنا بتایا ہے ہو چکے عبارت محلی کے ۱۰ اور دوسری دن ظہر
 پڑے کہ مثل پر جو پہلی دن کی عصر کا وقت تھا ۱۰ جب تم ظہر پڑے تو عصر کا وقت آتی تاکہ اس کا وقت ہے

در این مذهب عیسی و سلم قال انما مثلکم ومثل اهل الکتاب کرجل استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غدا و قال
نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود ثم قال من یعمل لی نصف النهار الی الصلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت
النصارى ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فالتزمهم فغضب الیهود والنصارى فقالوا لانا
کما اکثر عملنا وقل اعطاه رواءه الشیخان والذین اذبحوا هتدلال مؤلف کی یہی کہ یہودی اپنے عمل کو جو خبر سی ہر تک تھا اور
نصاری نے اپنے عمل کو جو خبر سی عصر تک تھا علی سی مسلمین کہ بہت بڑا سارہ صیفہ نقل تفصیل کہ کہا تھا تو معلوم ہوا کہ
وقت عصر کے سے وقت طہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ٹکٹ وقت طہر کا ہوا اور ایک ٹکٹ وقت عصر کا
جیسا کہ دو قیراط میں بہ نسبت ایک قیراط کی پس ہر جائگہ وقت طہر کا سوا سوا یہی کی دو ٹکٹ تقریباً پس جو چاہے
اسکی چار میں جو کلام ہی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی جرد میں قاضی ابوزید دوسی حنفی کی صادر ہو چکا ہے مستفاد
ہوئی ہیں چنانچہ فتح الباری میں فرما تین قولہ فی حدیث ابن عمر رضی عنہما ان اکثر علامات التبصر الخفیفہ
کما زید فی کتاب البصر الی الوقت العصر من قبل کل شیء مثله لانه کما ان مصر کل شیء مثله لکان مساویاً لوقت الظہر وقد قالوا
کما اکثر علامات علی ندون وقت الظہر واجیب بجمع المساواة وذلك معروف عند اهل العلم بحال الفریق
ان المدة التي یبین الظہر والعصر اطول من المدة التي یبین العصر والمغرب واما ما نقله الحنابلة من الاجماع
على ان وقت العصر یربع انہا فحصل علی التقرب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصید الظلم مثلاً کا
قالہ الجہول واما علی قول الخنفیۃ فالذی من الظہر الی العصر اطول قطعاً علی التنازل لایلم من التمثیل والتشبیہ النسبیۃ
من کل جهة وبان الخبر اذ اورد فی معنی مقصود لا یختل منہ المخاصمة لما ورد فی ذلک الموضع بعینہ مقصود فی اخر و بان
مسئلہ ان حضرت ابن فریاء کہتا ہی کہ ہات اولی کتاب کی کہ ہات اس آدمی ہی ہی کہ اس کی مزدور لگائی اور کہا جو میرا
کام جو خبر سی دو پہر تک کرے تو اسی ایک قیراط میرے تو یہ دو پہر تک جو ہر ایک دو پہر کرے تو اسی ایک قیراط میرے تو یہ دو پہر تک جو ہر ایک
کو ناز عصر تک جو خبر سی تو اسی دو قیراط ہوتا ہے اور ہر ایک دو قیراط کرے تو اسی دو قیراط ہوتا ہے اور ہر ایک دو قیراط کرے تو اسی دو قیراط ہوتا ہے
یہ حدیث شریفین اور ترمذی نے سنہ حدیث ابن عمر بن ہشام کی کہ ہمیں کام بہت دیا بعضے نے منقول ہے جیسے ابی زید نے کہ بالسرین
یہ حدیث کیاتہ ہے کہ وقت عصر کا ایک ٹکٹ برابر دو پہر کے ٹکٹ کی برابر ہو جاوے گا حالانکہ انہوں نے کہا کہ ہمیں کام بہت دیا تو انکے
اس بات پر کہ عصر کا وقت طہر کی وقت ہی کہ ہے اور جو باقی گیا ہے مسامحت کی متعہ ہی اور یہ بات اہل علم اس فن کی نزدیک شہور
کیونکہ وہ مدت جو طہر اور عصر کی مابین ہے یعنی ہے اور مدت ہی جو عصر اور مغرب کی مابین ہی اور وہ جو صلیبہ منقول نقل کیا اجماع ہے کہ
وقت عصر جو تہائی دن ہے تو دو تقریباً چل گیا اگرچہ وقت کہ یہ قدر میر کی ہیں کہ عصر کا وقت ایک منٹ برابر ہو جائے یہ سالہ جو ہر
کہا ہے اور کہ یہ خفیفہ ہی توں ہر تودہ مدت جو عصر اور طہر کی مابین ہی یعنی ہی اور اگر کھانا نہ ہو جاوے تو تیش میں ہر طہر کی مسامحت
لازم نہیں اور ایک جواب یہ ہے کہ اگر کسی نے کہ میں جو اہل مکہ کہ یہ حدیث وارد ہو تو اسے معنی میں اور اگر میں نے کہ اسے نہیں کیا جاتا

لیکن بخیر نص حل ان کلامن الطائفتین الذین عللوا علیہ ان کلامہم بمقتضیٰ اکثر اهلہا من المسلمین و بالاحتمال ان یکن اطلاق ذلك
 تغلیباً باخالی ان یکن ذکر قول الیہ فی خاصۃ فیندفع الاعتراض من اصلہ کما جزم بعضہم یکن نسبتہ ذلک للجمیع الظاہریۃ
 مرادہ بل من معہم ارید بالجمیع و بانہ لا یلزم من کلامہم الذی علل ان یکن اکثر زمانا لاحتمال کون العمل فی زمانہم کان اثبات
 و توثیق قولہ تعالیٰ ربنا ولا تحمل علینا احمالہ علی الذین من قبلنا وما یرید یكون المراد کثرة العمل و قلنہ لا بالنسبۃ الی
 طلی الزمان و قضاہم کون اهل الذی استغفین حل ان المدة التي بین عیسے نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و فی المدة التي بین نبیننا و قضاہم
 السائلان جمہد اهل المغرب بالاجاب قالوا ان مدة الفترتین مینے نبینا علیہا السلام ثمان مائت سنہ و ثبت ذلک فی صحیح البخاری
 عن مسلم و قولنا حدیث ذلک حتی جاوز بعضہم اٹھ مائت و شتر عشر سنہ و فی ذلک المسلمین بالمشاہدۃ اکثر من ذلک فلیس سکتنا
 بان المراد التمسک بالزمانین قصہما لکن ان یکن وقت الطول من وقت الظہر لا قائل بدفع علی الزمان اکثر العمل و قلنہ و قضاہم
 تفصیل جوابات مع شرح یہ ہے کہ صدر کلام شیخ الاسلام کار و دار بن عبد بوسی غنی برادر قول اوںکا و بان ان خبر ان ذلک و وجہ جواب
 استدلال مؤلف کسودہ چاروں جواب یہ کہ جو حدیث ایک شجر دالت کری ادا دوس سن کی تصدیق مسموہ تو دوس کی دوس
 ہون کی وہ حدیث حسینہ معنی بائی بیست ہین لکن وہ حدیث بتسل دوس سن کی دارد ہین ہونی نمکنا شرا دوس کی خبر کسودہ
 اقول التشریح اکی یہ ہے کہ امارت یک شجر جو سابت من فضل ہونین مقنودا و ہونی مقنودہ ہی آخر وقت ظہر کے اور اول
 وقت عصر کے تو دلا تہ ان حدیثوں کی وقت ظہر اور عصر پہلے ہونے چاہئے کہ ہونی اور حدیث ابارہ کی تہی مولف کو
 استدلال ہے غرض اور قصد اوسکی سو قیسی اخبار ہے اس بات سی کہ ہونا اور بقاری دونوں فریق باوجود کثرت حمل کا اکثر
 ارشد محمدیسی بیج جزای عمل کے اور بقا اس امت کا قلیل ہے نسبت اون دونوں کے مگر پس دالت اس حدیث کی
 اور کئی بیشی وقت عصر و ظہر کے اگر تسلیم ہی کیجا دی تو لیور اشارۃ لغرض کے ہوگا اور یہ قاعدہ ہی کہ اشارۃ لغرض ساقض
 اور ایک جواب یوں ہی کہ حدیث میں پہلا یہ نہیں ہے کہ ہونا اور بقا ہر ایک کی کام بہت ہین سبب سے کہ یہ بات پہلی صدق
 آگئی ہے کہ دونوں نے فکر سلانویسی بہت کام کئی ادا ایک احتمال یہ ہے کہ یہ تغلیب کے طور پر ہون فرمایا ہوا ایک احتمال یہ ہے
 کہ خاص قول ہونا کا ذکر کر دیا ہے تو اصل میں قراض ہی نہیں جیسا کہ بعضوں نے ہی توجیہ بالیقین کی ہی تو اب ظاہر مینی نہ
 فرق کے طرف نسبت مراد ہونگی بلکہ عام ہو کر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہ بھی ہی کہ عمل میں بہت ہونی سی
 زمانیکی زیادتی لازم نہیں کیونکہ یہ احتمال ہی کہ انبر عمل سخت ہتی اور کئی سیکرتی ہی ہینہ آیتا اور سبب کئی تا یہ ہر کہ کثرت
 بخال کثرت زمانیکی بہان مراد نہیں یہاں کہ اہل تاریخ بہت متفق ہین کہ حضرت میر علی تہ حضرت معلّم کا ہین مدت ہی وہ اوس سی
 کم ہے جو حضرت اور قیامت کے بین کچھ عرصہ و تاریخ دان کہہا ہے کہ زمانہ فقرہ چہ سو برس ہین اور یہ صحیح بخاری میں ان
 تا یہ کی مدت سی ثابت ہے اور بعضوں نے اس سے بھی کم کہتا ہے ہاں تا کہ بعضوں کا سو برس کہ مدت آئی ہی اصدات مسلمانوں کی جو ہون
 ہے دیکھی یہ بات ہے کہ اوس سے زیادہ ہر گز اول ہر اہل تاریخ کہہا ہے کہ ان کے ہونا و ہونی لازم دیکھا کہ وقت کثرت سی ہینا ہر گز

فاعده ظلال انصاف و شرف حق بشود که بزم الهی را باقی میماند و در گذشتن بدان پس چنین مسامدی باشند نه زیاده و کم و نیز آن
 ذکر مراد امام از این نظر این است که رفتن لصلو و ست یعنی از ابتدا می وقت تا آخر خصوصاً در ایام صیف که ابرو آن
 مستحب است و اندک علم جواب میسر اینست که اس حدیث اجاره عین بیرونین که با یکدیگر یک فرقه فی علیحد علیحد اینی
 عمل که زیاده کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ ہی معلوم ہوتا ہے کہ دونو فریق نے ملکر کہا ہو کہ سب سے زیادہ عمل کیا ہے پس باقی
 عمل نسبت انصاری کی عمل سلیمین ہی ثابت ہوئی تو کہ وقت او کی عمل کا وقت عمل سلیمین ہی زمانہ کہ جواب تیسرا یہ ہے
 باعث کثرت عمل ہوئی کی نسبت انصاری کی احتمال ہی کہ دراصل زیادہ رکعتی والی اپنی عمل کی یہودی ہوں اور یہ نسبت
 ظاہری طرف دونو کنی مجازاً ہوا و ازہ تعابیک اور بطور طلاق غام اور ارادہ خاک کے جواب چوتھا یہ کہ اولیوں کو
 اپنے عمل کی زیادہ کہا ہے عمل سلیمین کی اور عمل کی زیادہ ہو نیستی نہ عمل کا زیادہ ہونا ضرور نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے
 کہ ہر طرف سے زمانہ میں مثلاً ایک دن میں کوئی اور مقدار کام کرے کہ وہ کام کو سید قد و دستر آدمی ہی دو دینین ہوا اور یہ بہت
 بہت عمل ہی اور قابل ہم لڑکوں تک کی ہی ہوئی یہی مراد اس حدیث میں محسن عمل انصاری کے یعنی اگر انصاری کو یہی زیادہ کہیں
 اپنے عمل کو نہیں دین تو معنی او کی اپنی ہی کہ فقط عمل انصاری کا زیادہ ہی عمل ہی سلیمین کے زیادہ کہ زمانہ ہی زمانہ عمل سلیمین
 کی ہی بہت تک و وجہ کی تہہ اول یہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا و الاصل علیہ الصلوٰۃ علی الذین من قبلنا پس اس ہی
 معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتوں کی کثرت ہی ارشاد تو اس سبب عمل انصاری کا کثیر ہوا است محمد ہی بہت عمل کی یاد کی
 ہو کہ مدت عمل انصاری کی نصف ہی مدت عمل ہی مومنین کی حسابان دونوں کی عملی کثرت عمل کو مومنین کی جنگ بارہوی ہوتا
 اور مدت عمل انصاری کی جو معیاد او کی جیسی علیہ السلام ہی لیکر زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی قریب چہ سو برس کی ہے
 جبکہ کہ روایت کی ہی بخاری فی سلمان ہی کہ زیادہ فرقت کا جیسی علیہ السلام لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک چہ سو برس ہیں اور خدا جانی
 کہ آئندہ اس امت کو تک تک بقا و ہستیا و مدت انصاری کی نسبت مومنین کی کہ قدر کم ہو جائی پس کس طرح کہو گی کہ زمانہ عمل انصاری
 زیادہ ہے عمل مومنین کی ہی تو کہ طر کا وقت محض کے وقت سے بڑا ہو جائے پس معلوم ہوا کہ انصاری کی اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا
 تو باعتبار اشفاق ہوئی عمل کے جیسا کہ ارشاد ہی ہے قول اللہ تعالیٰ کا دنیا و الاصل علیہ الصلوٰۃ الی آیت نہ باعتبار طول مدت عمل کی
 توفیق ثابت ہوا اس قول ہی انصاری کے زیادہ ہونا وقت طر کا وقت عصری فلیکھ الحمد و ذیل کا مولف کی یہہ ہی کہ روایت ہی ابو ذر
 کہا کہ امام سلمہ صلی اللہ علیہ وسلم فرسفر فراد المؤمن ان یؤخر النظم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرہ ذر لادان یؤذن فقال لہ اؤذن
 ان یؤذن فقال لہ اؤذن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شئنا الحسن فیہم جعفر و واہ الشیخات
 صلواتی پروردگار نہ بوجہ کہ ہمہ میر جیسے کہ توفیق جیسی پہلی لوگوں پر کہنا ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہ سفر میں ہی مومنین
 نے طر کے ادا انکار ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہند تک ہوئی دی پر ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا پر ارادہ کیا
 تو فرمایا کہ یہاں تک کہ شلو لکا سایہ برابر ہو جائے اور فرمایا کہ گری کی شدت دوزخ کا ہیبارہ کہ روایت کی یہ حدیث

جب ہند لال مولف نے دو میان کئی ہیں ایک یہ کہ سایہ ٹیلون کا بعد ڈول جاتی بہت آفتاب کی ہوا ہی پس اقل چھ کر
 دلی بلند چوتھائی حصہ آدمی دن کی پس ہوگا اوس وقت سایہ آدمی کا نصف فدا و جب شروع ہو کر چھوٹا سایہ ٹیلون کا
 تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑھ قد جس جیسا ہی وقت افان ہوئی تو پہر نماز وجہ مسنون سی اور نماز مسنون سی ووشل
 تک پہلی آخر ہونے وقت کی فرخت ہوگی دوسری یہ کہ تجربہ کیا گیا یعنی گولہ بنا کر مثل ٹیلی کی زمین پر کیا گیا تو
 سایہ کو ایک مثل کہ نماز ٹیلی تو قریب مثل کے پہلی آخر وقت کی فرخت پالی پس جواب کی شد لال وادی سے
 تو کیا دیون کیونکہ وہ مجرد ایک بلکہ فریبی ہی اور دعویٰ بی دلیل پائی کہ اولاً دعویٰ یہ کیا کہ مثل یہ کہ دلی دن بلند
 آدمی دن کے اور سر کوئی دلیل نہیں پہر کہ وقت چھوٹا سایہ ٹیلون کا ڈیڑھ قد سایہ آدمی کا ہوا ہی اور یہ محض غلط
 نماز سایہ ٹیلون کا آدمی کے سایہ کے یہی پہلی ہوا آدرا و سایہ ٹیلون کی ہی اوس وقت ہو جائی کہ سایہ
 ہستی کا برابر ہوتا ہے جس کو ارتفاع ٹیلی کی زمین سی پہر بیان ہو وہ جانتا ہے پہر دعویٰ کیا کہ نماز مسنون کی اور
 امام کے پہلی آخر وقت آنے کے ووشل کے قریب ہوتی ہے یہ ہی غلط ہے اور دیکھا کہ ان مسنون کوں تھا
 جس کو مثل کیا ہی ایک وقت سے تینہ منقطعہ میں مسنون کا کیا دکر کیا مجھ عیدائینہ نماز دن کی ہی کہ مسنون کا وقت
 پیدا کیا حکایت انی میں اس چیز کا جو ثابت ہو نہ مگر ٹیلی ماقہ ہی اور یہ دعویٰ دس رکعت نماز فرخت ہو گیا
 قریب ووشل کے ہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو یہی سوا مثل کے اندر اندر ہی رکعت اگر
 فرخت ہوتی ہے ایسا ہی دعویٰ اور کا اپنے تجربہ میں کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلی کی نماز میں شروع ہوئے تو قریب مثل
 فرخت پائی ہی غلط ہے اور فرخت دس رکعت نماز ہی وجہ مسنون ہو مثل کی اندر حاصل ہو سکتی ہے جاب سوانکا
 نتیجہ کہ امام صاحب کے مع میں کہ کل میں کر کے شرب میں ہزار رکعت پڑھتے تھے جس کے حساب گنہوں کی بعد
 وضع کرنے جا گئے کی فی گنہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہیں حدیث کا بادل کی رو میں گند اور اپنی دس رکعت نماز
 اتنی وقت میں فرخت ہونے بیان کرتے ہیں کہ ایک مثل ٹیلون کی ہی قریب ووشل کی سایہ گذر گیا تھا سو جی کا قیام
 تو سکی اس لال تو بالکل وادی ہوتی اور اس حدیث کی ہرگز ووشل پر دلالت نہیں مان البتہ ظاہر حدیث سی ہی
 میں ہند سجھا جاتا ہے کہ پڑھنا چھوٹا بعد ایک مثل کی اوس حادثہ سفر میں آنحضرت صلی علیہ وسلم صادر ہوا ہی اور اس
 یہ شبہ گذر گیا ہے کہ وقت پہر نماز کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہی پس جواب اس سی تین ہیں اول یہ کہ سادی
 راوی کا سایہ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریباً ہے نہ بامین طے کہ گزر کر کہ نماز لیا تھا ہی وہی صحیح مسلم
 ابو داؤد کی روایت میں سادات کا ذکر نہیں ہے بلکہ تا ہی ہے کہ حتیٰ لاینا فی التلوی اور صحیح بخاری میں
 تین مقام میں بلا ذکر سادات ہے وہ جگہ کہ تا سواتیہ حق باینا فی التلوی اور جگہ کہ وہ تین میں ہے

حتی فاء الفراء اور راوی بنی امی تغیر یعنی التلوی یعقوب قم الظل تحت التلوی کا ذکر فی الکرمانی ترجمہ سدا لکن
 بار تو کجا پہلے ظاہر ہوا سایہ نیچے بیٹھے کے اور دیکھا کہ سایہ نیچے لگا اور وہ تحقیقاً برابر ہونا چاہیے سو سایہ پہلی کی آ
 دھڑ سے کی سایہ پہلی الگ کر کے مساوی کہا ہی و نیز الا یعنی علی بن ابی حفص نو درہل اس وقت سایہ ٹیکوں کا بعد رکھا
 سایہ پہلی کے تحقیق آدھی مثل ہو گیا کچھ زیادہ اور مثل کی قسم ہوئی میں اتنی دیر ہو گئی کہ جو بی نمازی نماز ہی خاص ہوئی ہو گئی
 اور ستر جواب یہ کہ مساوات سایہ کی ٹیکوں ہی مقدار میں برابر ہو گیا ہو گیا پہلی سایہ جانب مشرقی سے عدم تھا
 اور مساوات نہ ہی ٹیکوں ہی کیونکہ وہ موجود نہیں اور وقت اذان کی سایہ جانب مشرقی ہی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا
 ٹیکوں کے ظاہر ہوئی میں اور موجود ہوئی میں نہ مقدار میں جیسا کہ کہا فتح الباری میں و یحصل ان براد جذا المسألة
 ظہور الظل جنب التلوی ان لم یکن ظاہراً فساواہ فی الظہر لان فی المقدار انھما حکما فی المحلے تیسرے جواب یہ کہ
 یہ تاخیر آنحضرت ہی میں واقع ہوئی ہے لہذا یہ کہ آنحضرت ہی اس ارادہ ہی تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصری جمع کر کے جمع
 جیسا کہ اس سفر میں جمع کرنا دو نمازوں کا آنحضرت ہی ثابت ہی چنانچہ عصر تیس ثابت کیا جاوی گا پس مشرقی وقت پر
 عصر کے وقت کو قیاس کے قیاس مع الفارق سے یہ جواب بھی جا فغان مجھ نے دیکھے جیسا کہ کہا فتح الباری میں
 و یقال ان فی السفر فاعل اخر الظہر حتی یجمعہما مع العصر اتفق و حکما نقل فی المحل الحنفی علی وجہ التعلیل و التسلیح
 قلت منشاء ما ویلات کا یہی ہی کا حدیث صحیحہ جسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ایک مثل کی وقت ظہر کا نہیں رہتا
 میں پس جماعاً بین الادلة یہ تاویلین حصہ کی گئی دلیل رابع مولف کی یہ کہ حدیث میں بریدہ کی واقع ہی فلان ان اللہ
 الثانی مرہ فابرد بالظہر فابرد بها فانعم ان یلحد ہارواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت میں ابو موسیٰ کی یون وارواہ
 تھا اخر الظہر حتی کان قریباً من وقت العصر لا المسی و ہست لال یہ بیان کی ہی کہ نماز دوسری دن پر
 ہندی کی کہ پڑھتے تھے باین طور کہ قریب تھا آخر اوقات وقت پہلی دن کی عصر کے اور پہلی دن عصر اس وقت پڑھی
 کہ آفتاب اونچا اور غیب تھا اور اس وقت پہنچ گئی دن تھا اور دوسرا یہ کہ لفظ فانعم ان یلحد خود دلالت کرتا ہی دخول
 اور لگ بھگ کہ قریب ان کو دیا ہے اسکو حدیث ابی سعید کی جو ابورکذی اقوال وہ حدیث یہی کہ کہا ابو سعید عذری
 اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للظہر فقال ابردا او قال انظر انظر فان شدة الحر من فیہ جھنم فاذا اشتد
 الحر فابردوا عن الصلوة رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہر جگہ کہ جاب اسکا ہی تھا کہ کچھ بڑھتی ہے است جواب میں کہ ظہر
 ۱۰ الباری صحیح میں ہی ایسا ہی ذکر کیا گئی ہے اور سوال ہی کہ ارادہ کیا گیا کہ برابر ہی پہلی کی ہی سایہ کا ظاہر ہو جا تا کہ پہلی بیکل نہا تو
 غور میں ہی مقدار میں نہ ہی پہلی ہی عادت تھو الباری اس طرح کہ محل میں سے کہ کہا جاتا ہی کہ سفر میں ہی شاید کہ تاخیر ظہر کی پہلی کی
 کہ کچھ تاخیر تا دین ہو گیا بارت فخر الباری اس طرح علی بن ابی اسلم کہ ان کے قتل کیا ہی ۱۱ اور دوسرا دن وہ ظہر کے حکم کیا اور وہ ظہر نہ تھا
 پڑھا اور پھر نہ کیا اور یہی اسلم کہ حدیث میں ہے پھر تاخیر ظہر کی یہ بات کہ دوسری دن کی عصری قریب ہو گئی ۱۲ آنحضرت ہی مؤذن ان

لاکھ نام و اعلیٰ وضع استقبالی یعنی موقوفوں کی کہا سنا تاہی کہ اس حدیث میں دو مثل ایک مثل ہی تھا نہ کہ دو ہی
 آتی ہی اور ایک کسی جتنی فی ہی نہیں کہا کہ خالف ان پر دیکھا کی یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا اوس غم کہ دو مثل
 ٹھنڈا کرنا مراد ہے اور یہ سہنتا طاس مؤلف ہی فی اختراع کیا ہے سے برین عقل و دہتر بناید گریست : غم کو
 خوب ٹھنڈا کرنے سے یہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سی باہر نکلیاوی اور جو دو جبہ استدلال کے مؤلف فی
 بان کی ہیں وہ بالکل اسی اور یہ ہیں وجہ اولیٰ کہ عصر یعنی دن کی حضرت فی ایک مثل پر پہنچے ہی جسکو مؤلف جتنا
 کہ پنج گہری دن ہی پڑی ہی اور پھر ظہر و عصر دن کی اس پانچ گہری دن نہی کی قریب کہتا ہے اور دلیل اس
 پانچ گہری کے شداد یہ کہو تاہا ہے کہ آفتاب اوسوقت بلند اور سفید خالص تھا اور اتنا ہین جتنا کہ پھر ڈھڑ پھریں
 ہے ہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے منایا اوسکی نزدیک پھر ڈھڑ پھریں کہ آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوا اور پانچ
 گہری دن سرنگہ بلند اور سفید ہوتا ہوا گویا یہ باتیں صوابی بادلوں کی کسی ہی مساوی نہیں ہوتیں اور وجہ ثانی اسکی
 کہ لفظ ظنم بر دیکھا کا جسکی یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا کسی مقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو وشل پر دلالت نہیں کہ
 حدیث اسکی اجمال کو حدیث ابو سعید کی ادھاتی ہی کہو کہ اوسین ہی ایسا کوئی لفظ نہیں جس سی ایک مثل سے تجا نہ کرنا
 پنج حدیث بالا اسکی متقول ہے پھر معلوم نہیں کہ مؤلف مجوز کس خطیسی انفعوان یبرد بھاسی دو مثل نکالتے ہی فلا
 انگلی پس ان چاروں دلیلوں میں کسی ہی جو یہ معقول جوابات ہوئی اور ثابت ہوگا کہ اوسکی باک میل ہی ہی ثابت نہیں ہوتا
 وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائے مثل ایک آفتاب کے مؤلف فی حدیث جبرائیل ہی ہی جو نہ کہ ہوا کہ تھا بلکہ
 ہے استدلال کیا ہے کہ وقت ظہر کا دو مثل ایک رہتا ہے اور جو برتا لال یہ بیان کی ہی کہ جبرائیل ہی وہی
 ظہر اوسوقت پڑی ہی جو وقت پہلی دن عصر پڑی ہی یعنی ایک مثل پس اس ہی مشترک دونوں زمانوں کا ایک وقت
 میں بقدر جابر رکعت کی پیدا ہوا اور پھر وہ مشترک منور ہے حتیٰ انھا جلیتم الظلم فان وقت الان حصصی نور و وقت ظہر کا ایک
 مثل منور ہوا دلالت حدیث ابو ہریرہ وغیرہ کی اور متعین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا تحت اول حدیث کی
 ایک مثل میں سی گفتار شیخ سلام الدینی اور امام نووی کی گذارہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ جبرائیل ہی دو سکرون ظہر سے
 ایک مثل پر فرخت پائی ہی نہ یہ کہ شروع کی ہی اور پہلی ان حصص و وقت میں یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی ہی ہی مشترک ان
 کو کہ اوسکی سنو سی آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو گیا وادان معنی کو امام نووی فی خوب دلیل بیان کیا ہی پس طرف پہلی
 حدیث ایک مثل کی رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف فی بیان کی ہی وہ یہ کہ بعد دو مثل کی نماز پڑھنی ہے
 بالیقین نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل کے بعد پڑھیں تو شاید ہے کہ اللہ کی نزدیک وقت نہوا ہو
 تو اپنے فرمایا کہ ٹھنڈا کر یا فرمایا پڑھا کہنے کے کہے کے شدت و دوزخ کا بہ پارہ ہے جب کہ میکے شدت
 ہمارے تو نماز ٹھنڈا میں پڑھا کہ اس وقت سے عصر کے وقت ہو گئے کہ

پس ہوگی نماز قبل وقت کی اور یہ درست نہیں بلکہ اجماع علیہا ہے کہ اگر باوجود قیام دلائل قطعہ کے اتفاق
تمام جہان کی اور ایک مثل کے خلاف امام ابو حنیفہ کا بی دلیل وجہ اس بات کا ہو سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے
قبل دو مثل کے نماز عصر کے پڑھنی قبل وقت سی ہوگی اس احتمال سی کہ شاید عندئذ وقت ہوا ہو تو چاہی اگر
کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کی داخل ہوتا ہی اور سپر کچھ دلیل نہ کہتا ہو
کہ امام ابو حنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہیں کہتی تو اسکی دعوی بلا دلیل ہی نماز عصر کو تین مثل کی درسی جائز ہے
اس احتمال سی کہ شاید الدلی نزدیک تین ہی مثل کی بعد وقت ہوا ہو اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا حتیٰ المولف کھنٹی حالانکہ
یہ قول تین مثل کا اور حنفیوں کا دو مثل کا دونوں برابر ہیں بی دلیل ہونی میں پس معلوم ہوا کہ مجر خلاف بی دلیل عمل
اور پرامیہ دلیل اور متفق علیہ ہو کہ مائع نہیں ہوتا اور باعث عدم حتمی طبعی کا نہیں ہوتا اور ایک دلیل دو مثل حتمی
ہدایہ فی بیان کی ہی وہ یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اورد و بالظہر فان شدة الحر من فیہ جہنم یعنی ٹھنڈا کر
ٹھنڈا کر شدت گرمی میں اور شدت گرمی کی دیا عرب میں عین مثل پر ہوتی ہی پس ٹھنڈا کر وسیع وقت پر ہوگی جبکہ
ایک مثل سے سایہ تنبا وز ہو گا جیسا کہ ہدایہ میں فرماتی ہیں ولقد علیہ السلام اورد و بالظہر فان شدة الحر من فیہ جہنم و
اشد الحر فی دارہم و هذا الوقت پس جواب دینا اس تقریر کا ہو ضرور نہیں کیونکہ خدا کی نفلن کر مہم سی خفینوں ہی کے ہو
کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ بانی بی حنفی فی تفسیر مظہری میں و هذا الاستدلال ضعیف جدا و کالہ حاشا الابرار علی
بقاؤ وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابرار امرضا فی شدة الحر انما یکن عند الزوال و بعض الابرار یحصل قبل بلوغ الظل
بمثل الشمس ولو کان الحر فی دارہم حار بلوغ ظل الشمس مثلاً اشدھا فبذلہ لکما مقتضی الامر بالابرار و تعجیل الصلوة فی اول الوقت واللہ اعلم
اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعین فی شدة الحر انما یکن عند الزوال و بعض الابرار یحصل قبل بلوغ الظل
صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثة اقسام الی خمسة اقسام و فی الشتاء اقسام الی سبعة اقسام و خمسة اقسام تکن اقل
المثل علم ان اللہ یحصل الا ظل القاصر اذ لا یحضر حلیث الا یبراد حد شبر بثلث انہی اور کہا شیخ ابن الہمام جو حنفیوں
سردار ہیں فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں ان غایتہم من استدلال الہدایتان وقت الظہر یبقی بعد بلوغ الظل مثلاً ولا ینز
منہ الانتهاء الی بلوغ الظل مثلاً فالدلیل قاصر عن الدلی انتھو و قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال لذلک صلی اللہ علیہ وسلم
سلاہ اور یہ دلیل بجز انہما ضعیف ہے اور دلائل کو حدیث ابرار و غیر کا سپر کہ ٹھنڈا کر وقت بعد ایک مثل کے رہتا ہی مسلم نہیں ہی
بلکہ ابرار ایک امرضا فی سے اور شدت گرمی عین دو پیر میں ہوتی ہی اور ایک مثل پہلی کچھ شدت گہٹ جاتی ہی اور اگر انکی ملک میں ایک
مثل پر شدت گرمی کی ایک مثل پہلی گیا وہ ہوتی ترمیم چاہی ہنسا کہ علی کر کا و ان وقت نماز ہوگی اللہ جانی سلاہ اور میں خاندہ ہے
میرزا ثنائی اور لوداؤنی جیسا کہ بن محمودی دیت کی ہی کہ نہ شدت کی مقدار نماز ٹھنڈا گرمی میں قدیم سی پانچ گھنٹہ اور جارجیمین پانچ گھنٹہ
اور پانچ قدم ایک مثل ہی کہ ہوتی ہیں سوجا گیا کہ پانچ قدم سایہ قدام بہتنگ حاصل ہو جاتی ہی تو حدیث ابرار اور حدیث جبریل میں

حصہ ایسے، الثالث عشر بلوغ الظل متین فیما بین العصرین دلی معارضہ ما قبلہ وقت الطہران تھے فی الزوال التیز سیکر
 الخفہ فی معین استلزام کثرت علیہ السلام انصل العصرین صا کل کل شیء مثلی علی کون اول وقت العصر صید الطل مثلی
 ووقتی الخلی وھو کما تر حکایت حال الزوال علی کون اول وقتہ ان تھے والفقہاء عن ایراد ابن الحام علی استدلال صلا الطہران
 لا قائل بھو ما بعد بلوغ الظل المتل وقیل بلوغه مثلیں خطا عظیم لانہ خلاف ما معلوم علیہ ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المتل ال
 مثلیں قلمہ بعدہما الی الغرہ قبل التذکر لا یقتضی المانم فایطلب الدلیل علی القول او عدم دلائل القول کیف یجد ید عدم
 قیام دلائل الخسینا نا فافہم فیستدیراد ابن الحاکم کان یس من عبارتون خنیفہ کی سی خارج جواب لیل کتابہ کی معلوم ہوتی ہیں
 اول یہ کہ دعوی حاصل ہوتی ٹھنڈک کا دیا عرب میں ایک مثل پر نہ درسی اسکی مخدوش ہے کیونکہ ابن سنیو کی روایت میں
 آیا ہے کہ آنحضرت کریمون میں بانج قدم سایہ دلہنی یکس نماز ظہر کی پڑھ کر لی اور بعد میں ساقدم تک جو ایک مثل ہوتا ہی قیام
 ہو چکی اور ظاہر ہی کہ وہ بانج قدم ایک مثل سی کم ہے میں تو معلوم ہوا کہ اس دیا میں بانج قدم پر وہ قدم پہلی
 ایک مثل سی ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابرو دامن جو محل ہی پس حدیث ابرو دما رض حدیث
 جبریل کی حسین ایک مثل قیام ظہر کا! اجابا ہی نہیں ہی ہذا حاصل جواب مولانا فقیر العلی دوسرا جواب یہ کہ
 شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہی اور بعد زوال کی ایک مثل کی درمی کچھ تو ٹھنڈک ہو جاتی ہی ہرگز
 ہے مقتضی اس کہ اسی قدر اور اگر بقول متناہا یہ کی ملک سرب میں ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہی نسبت
 نصف انہما کی باقی مثل کے ہاں مثل کے تو مقتضی اس کہ یہ ہو کہ قبل ایک مثل کی ٹھنڈک میں نماز پڑھیں اقول یہی
 مجمل ہے قیام اور شخص کے کا جواب اور دال ظہر کے یہہ ہوتی کہ اسے کہ ظہر اول وقت میں پڑھو یعنی اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی
 عین مثل پر ہوتی ہی نسبت اول وقت کی زوال وقت پڑھو کہ ابرو دما حاصل ہو چھ وقت ظہر کی کہ ایک مثل ہی اس
 وقع ہو گیا یہاں ہی عصر میں مولف کا جو مسئلہ تیسریں کی معنی پر کیا تھا اور اس معنی کو وہی کہہ کر وہی بن گیا تھا
 یہ سمجھا تھا کہ یہہ معنی مطلقا نہیں بلکہ اس قدر پر ہی جو میں اور اس کے پیشواؤں کی پیروی میں انصرار کی ہی کہ وہی
 گرمی وقت ایک مثل کے نسبت اول وقت کی زیادہ ہوتی ہے فقیر تیسرا جواب یہہ کہ فرض کیا کہ ایک عرب میں ایک مثل
 سا وینہیں رہا ہے انتہا دلیل یہ کہ یہہ ایک مثل کی بعد ظہر وقت اپنی رہا ہی تو اس کی یہہ نہ کر لازم آیا کہ وہی مثل کی انتہا ہی ہو
 دلیل میں اثبات معامی انتشار ہو چکی عبارت فتح القدر کی اور چہ جواب میں ابن الحاکم کی آپا کہ وہی ہوا کہ حضرت علیؑ دوسروں اور مثل حضرت
 نور وقت عصر کا معین ہو گیا اور اس کے پہلے ظہر کا وقت ہو گیا اور جواب اس کا وہی جو سلام احمد فی الخلی میں اسکی جواب میں ہوا جسے حضرت
 نماز عصر میں ہی عصر کا اول وقت ثابت کیا ہی تھا کہ یہہ ایک حکایت حال ہے ہرولات میں نہیں کہ وہی مثل قیام ہی چوکی عبارت حکم
 اور اس حکم ہاں دلیل پھر اس چوکی ہے اور میں نہ کہ یہہ کا کوئی قائل ہی ہوتا ہی خطا ہے ہرگز کی تسامح کی سبک کا نکار کا کیا وہ
 ہے میں کہ وقت عصر کا مثل اور میں ہی عوبت کا اگر وہ ملے گا وہی سبب ہو کہ میں کب جگا روکتا ہی تو دلیل ملک کر حاکم دلیل صرف

ہی ٹھنڈک ہوتی ہی لاکن متی تو ہر ملک میں ہی حکم دی رکھا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سے قیام کیا ہے
 ہذا الجواب ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ قدامہ چوتھا جواب یہ کہ بطور فرض خیال کی فرض کیا کہ ہر ملک میں عرب ہو خواہ ہند
 خواہ روم خواہ شام گرمی قوت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹھنڈک ہوتی ہے لاکن ایک مثل کے بعد سے
 دو مثل تک قوت رہنا ظہر کا کہاں تک ثابت ہو گا تو دلیل ناقص ہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام اقول اگر ایک مثل ہی غارت
 ہون اور پنی قوت اور طویل کو کم اور سجودی میں لگتین پیر میں تو ڈیرہ مثل تک بخوبی فرغت حاصل ہوتی ہی ہر کیا دلیل
 ہی باقی رہتی پر وقت ظہر کے دو مثل تک لکھ ثابت ہو کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہیں جس کے وقت ظہر کا دو مثل تک
 ثابت ہو ہو سیدو علی جاب قاضی شاد الدہ بانی تہی فی جلیکو شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہا کرتے باوجودیکہ بڑی حنفی اور
 فقیہ تہی تھا کہدیا ہے کہ یہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہیں ہوتا اور یہ پہلی صاحبین امام سے
 مخالف ہو کر افاقہ چہر ہو گئی جیسا کہ ابتدا مسئلہ میں کلام اور ایک تفسیر مطہری سے نقل کیا گیا ہے پس یہ وہی امام
 مقام عالم مقام القضا میں عدل آئین امانت و رسولنا ابو یوسف النعمان افاض الد شاسبی ابو یوسف ابو یوسف النعمان
 اپنے مذہب کو اخیر میں چھوڑ کر قابل ہوئی ہیں کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ انکی متبع ہیں یہی
 مانند چھری عدالت کی وکیلوں کی انکی طرف سے وکیل ہو کر جھگڑا اور مجادلہ نہیں چھوڑتے بڑا تعجب ہے کہ عدلی
 اور علی علیہ تہا ہیں با صنی اور یافق ہو گئی ہیں اور وکیلوں کو جگہ جگہ ال سی اب تک عبد نہیں ہی اور رجوع امام کا
 اپنے مذہب کے طرف قول صاحبین اور چہر ہو گئے بہت ایضہ ضعیف ہیں اپنی کتب میں لکھا ہے ایک اور میں سے صاحب خزانہ
 الروایات میں کہ متقی البیہقی رجوع امام کا نقل کرتے ہیں اور ایک صاحب فتاویٰ شافعی میں اور ایک صاحب کتاب غایوں
 ایک صاحب الجوہر فی تشریح تنویر الابصار میں اور ایک امام ہند وانی میں اور ایک صاحب صراط القویم میں جابجہ ملا عبد
 سند حنفی موہب لطیفہ شریعہ سند امام ابی حنیفہ میں فرماتی ہیں وقد اختلف الشیخون فی الدین بن نجیم صاحب البحر الرافق رسلت انکب
 مذہب الامام فی هذه المسألة خاصة واستدل علی مطلوبه بآثار متعددة وأحاطها بالشیخ ابو الحسن السند فی فتاویٰ فی القدر لان
 اطماع لکن لما رأیت بعض الامام الی قول الجہوں ما وسع ذکر شی من الادلة والنجی علیہ ما رد الاختصاص مع اندوی فی المسألة
 المذكورین الامام ابی حنیفہ رحمہ روایات متعددة فمنها رواية صيدورة الظل مثلان سوى فی الزوال
 صرف کیسی قابل نہونی ہی اور کو طہینان کا فائدہ کیونکر ہو گا سمجھ کے تو خود کہہ رہے ہیں ابن ہمام کا اپنی حال برسا ہے یہ دوز
 جواب ہے میں بخوبی تقریر قاضی شاد الدہ کی کہ ہے ۱۰ اور ملائک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرافق نے ایک رسالہ
 خاص اس مسئلہ میں تالیف کیا ہے جس میں اپنے ہمام کی مذہب کے تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر چند دلیلین پیش
 کی ہیں اور اسکا جواب شیخ ابو الحسن سندنی فی ابن ہمام کے فتوح القدر کے حاشیہ میں دیا ہے لیکن میں جو
 امام کا رجوع چہر ہو کر قول کی طرف دیکھا تو دلیلین اور جوابات ذکر کئی اور امام علی ملکہ میں چند روایتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اسکا

ومن باب رواية السلف والمتقدمين ان كل الروايتين في خبر الطير معجى العصر ذكر الحيط البرق والاصاريل تعمر في رواية
المتقدمين وحيث العصر من ان المعبر في خبرهم القدر المتل وفي معنى العصر المتل بعد المشهور بين الاصحاب والرواة
فالتأثير رواية احسن عنه والتأثير امة
ظاهر الرواية وجعلنا المبسط الاول رواية

شرح الآثار الواردة في رواية أبي يوسف الثانية ورواية الحسن عن وذكر في خزائنه الروايات ما تلاحظ من المتطابق العارضا ومنها
 قد رجح في خروج وقت الظهر وحمله وقت العصر قوله ما من نقل السار جرح الإمام إلى قول صاحب الفوائد في حكاية كتاب
 الزين في حكاية الجوهري لم يشرح تنوير الإيضاح وذكره أيضا في ياقوت الحموي أن على مستلك الشيباني في باب ما يحل أكله وما لا يحل
 وقال قد علم جرح الحنفية عن قوله لا يحل أكل اللحم الخيل وعن احتكاك الشقاق وخروج وقت الظهر وحمله وقت العصر من أشياء
 ومن نقل الرجوع أيضا صاحبها القويم فإذا كان هذا القدر معروفا في رجوع الإمام وانضم إليه ذلك قولنا ما من نهى بل إذا كان
 الإمام في جانب صاحبها في بجانب الفقيه بالخيار وإن شاء الله تعالى إلا وإن شاء الله تعالى الصاحب والعدول إلى قول الجمهور وإيجاب
 وأما قول صاحب الجهر لا يقتضي ولا فعل إلا يقول الإمام الأعظم وإن افترق المفتون بخلافه فذلك محل فيه إجماع
 الرواية في تلك المسئلة عن الإمام ولم ينقل عنه الرجوع ولا امتنع خلفه الروايات عنه وكانت أحاديثا بما تجمل
 ويرى بانعزال الإمام فمن ذلك أن قول الإمام فمن اتبعني لم يضره شيء من قول الإمام لا بما يحل ولا بما يحرم عن قول الإمام فني

[illegible]

اہم کلام الشیخ اور یہی سبب ہے کہ بہت سی کتب مشہورہ متداولہ مشہورہ میں جیسی بدایع اور غایۃ البیان حاشیہ
 ہادیہ اور ینایہ اور غرر الاثر اور برہان اور فیض وغیرہ میں ایک مثل کی تصحیح کی ہے اور اسکو مذکور فی الاسل کہا ہے
 اور قابل عمل کے ٹھرایا ہے اور محاسن کے بھی اسکو اخذ کیا ہے جیسا کہ کہانیمہ سلام اللہ جنس فی محلی میں
 ودی عن الی حنیفہ ان وقت الظہر الی المثل کا قالت الثلث الباقیہ والجمہور فی البدایع علی الصحیح المذکور فی الاصل وغایۃ البیان
 ما اذا بو حنیفہ وهو المشہور عندہ فی الیائیمہ علی الصحیح عن الی حنیفہ فی اللہ الخفاہن فوطھا زہ قال الطحاوی وہ یأخذ فی غرر
 الاثر والصحیح ذہب الیہ اھل الظہر ایما یشیر الیہ فی نفس الیاء فی الفیض علیہ السلام یہ نفی انتھی اور وضع ہو کہ نقل کرنا ہمارا
 رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا مستند ولی کو اور قابل فتویٰ کی یہی کو نزدیک بہت علماء حنیفہ
 کی یہی شخص بطور الزام ہے اور بصورت الظہار خبر واقعی کے نہ بامنیطور اور اس نظر سے ہے کہ امام کی رجوع
 ہو گئی تھی عمل کے احادیث کی مثل ہی بہ ہوتی حاشا وکلا اسلئے کہ اگر امام ابو حنیفہ اور وہی صاحبین ہی اور تمام
 حنفی ائمہ بچھلے ایک مثل کے قابل ہوتی تو یہی ہو کہ احادیث کی مثل صحیحہ مرید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمل
 کرنے میں کچھ تامل نہ ہوتا ہمارے نزدیک لمون باحدیث کو اتباع رسول اللہ کی حدیث کا مجتہد کی عمل اور
 سرفہر نہیں جیسا کہ باب ثانی کی جواب میں بدلائل قطعیہ ثابت کیا گیا والدلیل علم بالصبوب والتمسک علی ما
 الاشیاء المثل الفصل بین الظہر والعصر بالجمہور الساطعہ القول الفصل ایداعی فی الفصل بالمثالین اللہ لم یثبت فی کتاب صحیحہ ولا
 حنیفہ عن النبی سید الثقلین لم یلقاہ بالقبول جمہور اھل العلم من المجتہدین المأجورین فی المناہجین وصلى الله رسولہ
 علیہ والہ الطالین للحنیین قال مسلمہ یسخر ان جمیع کرنا و نماز و نکاح ایچ ایک ت کی اقوال اس مسئلہ کی تحقیق
 کان لگا کر سنی جا ہی کہ اس مسئلہ میں جناب مؤلف نے بہت اہل فریبی اور حق پوشی کی ہے کہ دلائل میں وہ حدیث
 بیان کی ہے جنکی طرف ہو کہ کچھ انتقا نہیں یعنی ایک ہی ابوداؤد کی جسکی راوی میں ضعیف تھا ہمارے دلیل
 ہرگز نقل کر دی اور جو روایتیں صحیحہ متعددہ اوہیں نہیں چھوڑ دیں ایسا ہی ایک روایت صحیحہ وسط طبرانی کی ایسی
 ایک روایت اربعین حاکم کی ہے جہاں کچھ ضعیف تھا دلائل ہرگز نقل کر کے اون کی بعض راویوں پر طعن کر دیا اور
 جو روایتیں صحیحہ متعددہ بخاک اور تر مٹی اور بو داؤد اور ثانی اور ابن ماجہ اور حنفی ابی بکر بن ابی شیبہ اور

مختلف ہوں اور ایک روایت ایسی ہو کہ صاحبین ابنا علی سلمہ اوہر روایت اور امام اس اوکو نقل کر کے تو وہ ہی امام سے
 ہے نقل کرنے میں نہ محض اپنے رائے ہی ہو چکا کلام ہندی کا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس سے ہمیں توفیق دی
 ایک مثل کو ظہر اور عصر میں روشن دیکھوں ہی اور قول فیصل سے سمجھنے حاصل نہایت کیا اور ہر کراؤ سنی ہمارے
 جی فاضل شلیک کے وہ کسے حدیث صحیحہ یا حنیفہ میں مختصر سے ثابت نہیں اور جمہور علماء مجتہدین نے
 وکو قبول ہی نہیں کیا اور اللہ رحمت نازل کر کے اپنے رسول اور اسکی آپر جو دو جہان کے نیچے کی مالک

مسند ابی یعلیٰ اور مسند شافعی بہشتی اور مؤلف امام مالک اور مؤلف امام محمد اور معانی الانارطحاوی اور مسند
لابی نعیم وغیرہ میں شہور اور مشہور تہذیب لفظ کر کے اور کجا جواب نہیں دیا کاش مصلح شہسب کی قیو
حدیثوں کو دلیل پھر انا اور پیراؤن اسی جواب دیتا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب مسند اور مسند
وسلم حبیبی کو چھوڑ کر یحییٰ حاکم اور اوسط طبرانی کو جا بجا ۱۱ اور اوسطی و دور و امینین ضعیف لفظ کر کے اور
جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع میں اسلواتین کی فقہ اسقدر دلیلین کہہتی ہیں جبکہ مولف نے
منیف کردیا خیرت جو کیا بزم خدا چا کیا اب ہم ہی یقین اس مسئلہ کی کما مینفی بنی جاہلی کا اپنی دلیلین کو قیو
ہیں کرتی ہیں اور تمام حنفیوں کے حدیث کو جو مولف نے بیان کئی ہیں وہ بھی اور جو اور حنفیوں نے بیان
ہیں وہ بھی کسطح بالاستیعاب لفظ کر کے اور کجا جواب دیتی ہیں پس مخفی نہ رہی کہ جمع میں اسلواتین نے اپنی
اسفریح اور ثابت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برہایت جماعت علیہ کے صحابہ کبار سے جنہیں میں علی اور
عبداللہ بن عمر اور انس اور عبد اللہ بن عمر دین حاکم اسلواتین اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور جابر اور ابو جابر
مسافرن میں اور ابن مسعود فی الحدیثین اور سعد بن ابی وقاص صلی اللہ علیہ وسلم زید اور ابوسبکی اشعری اور ابو ہریرہ اور
سوی لکی اور مروی ہیں روایتین انہی اور تیرہ کتب حدیث میں جتنا ذکر بالا گذر اور کئی اور کتب میں سوا کچھ
لاکن مجموعہ روایات میں بعضی تو ایسی ہیں کہ ان میں فقط صحیح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دونما زون کو
کیا ہی اور کیفیت اور جمع کی بیان نہیں کی پس حنفی لوگ ان حدیثوں میں یہ تاویل کرتی ہیں یا اگر وہ اور
جمع سی صحیح صوری ہی یعنی پہلی نماز کو آخر وقت میں پڑھا اور دوسری نماز کو اول وقت پڑھا تو یہ بظاہر اور
البصوت جمع معلوم ہوتی ہے بطوریکہ او میں تاویل جمع صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے سہمی جوہر
جنہیں تاویل کو مخالفت کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو مستفیدان فہم و ناظرین با علم ان حدیثوں مجملہ کیفیت
کو ہی نہیں احادیث بنیہ الکبفیت پر مجمل سمجھیں تو دخل ہے کہ جمع میں اسلواتین دو قسم ہے صحیح تقدیم
اور جمع تاخیر پس دونوں قسموں کے حدیثین علم علیہ ذکر کرتے ہیں حدیثین جمع تقدیم کن روایت کی ہی علم
طریق میں حکم بن عتبہ ابو جحیفہ سے قال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجرة الى البطي ففصلوا الظلمة كعتين والعصر كعتين
یہ خبر قال شعبہ و زاد فی عن ابی جحیفہ و کان بزم من الائمة و اور دوسری روایت بخاری کی اس طرح برہی خوش علینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجرة فصلوا الظلمة والعصر كعتين و نصب بین یدینہ عنہ کہا امام نووی نے
ابو جحیفہ سے کہا کہ کتنے آنحضرت و دیگر کو طرف بطحا کے اور وضو کیا اور نماز اور عصر پڑھے اور ان کی گے
ایک برہے کہڑے تھے اور عورتیں اور گدھے اوس سے اوپر پہنستے تھے ۵۰ کتنے آنحضرت
دور پر کو اور نماز پڑھے بطحا میں نماز کے دور کھت اور عصر کی دور کھت اور ان کی ایک جمعہ کہڑی تھی

شرح صحیح مسلم میں فیکل علی القصر الجع فی السفر فیہ ان الاصل من اذان الجع من اذان اول وقت الاول ان یتقدم الثانی الا
 انتہی اور کہا شیخ سلام مدنی نے محلی میں وظاہر تقدیر العصر وقت الظہر یعنی قول وجہ الظہر لکن الحاجۃ علی قدر الوقت
 والوضو والصلوٰۃ جمیعاً لان کلام من الخیر فی الوضو والصلوٰۃ مرتباً بالوقت ومتقارب الوجود فان الفاء علی لفظ
 فننہ فی فصل الترتیب بلکہ اصل الفاء فی الفوائد الضابطۃ الفاء للترتیب بلکہ اصل الفاء وقال المحقق المذاہق قولہ قد مر من بلاد
 هذا القید ما قال المصنف ولا بد منہ لا یقال یتقاً من قولہ وقد مثل ما بعدہ لان نقلہ لا یؤخذ الجواز ان یتقاً منہ التقات
 بالعمی والخص ونحو نقلہ لولا تعصیب المصنف فیکلہ شہرہ لکن ان یقال خا الجع ہو واختار کون الظہر مطلقاً للترتیب الخ فیکل
 المعنی علی مقتضیہ الفاء انہ علیہ السلام خرج فی الحاجۃ وتوضا فی الحاجۃ وصلى الظہر العصر فی الحاجۃ فان قلت یحتمل ان علیہ
 السلام صلی الظہر کما قلتم ای غیر من اخرج عن الخیر فی الحاجۃ والتوضی فیہا لکنہ صلی العصر بعد دخل وقتہا قلنا هذا خلا الظاہر وقد
 ان النص من الکتاب الستہ قبل علی الظہر لم یصر منہا ما تم قطعاً کما قال فی العتقاد النسفیة وصالح یوجب انہ یمنع حمل الحدیث
 علی الظاہر فان قلت یستلزم بہ الخفیۃ من احادیث الجع الصور وانما بعض الصحابہ کان مسعودی عن الجع قطعیۃ ثبت تعزیر اللفظ للصلوٰۃ
 وغیرہ من الحدیث الجع بین الصلوات ما تم من حمل الحدیث علی الظاہر قلنا لا شیء ولا واحد ما تسکوا بہ حقاً لاسلام الجع بین الصلوات مطلقاً
 مقلاً کان الجع وموضع الاستشک فی مقام الجع عن ادلتہم فیقول ظاہر الاحادیث سألہ عن الموضع فتعزیر الحمل علیہ فاذا بر علی ان لفظ فصل
 مع مقول لفظ الظہر مع معقول علیہ فلو لفظ العصر لیس جازماً عن الخیر الخ التوضی فیہا فیکفی عن ربط فصل مع الخیر الخ التوضی بعد

۵۲ اور غایہ اسکا مقدم کرنا ہے جسکا کلمہ وقت میں ہو چکی عبارت محلی کی میں کہتا ہوں کہ وجہ ظاہر ہو چکی یہی ہے کہ وہ پھر
 نکلتی ہے اپنے وضو کیا اور نماز پڑھی اور یہ سب کچھ حرف فاسی معلوم ہوتا ہے کہ بلا ہمت تھا کہا تو اذنیائہ میں فالاباہت
 ترتیب کے واسطے ہے ہو چکی عبارت اسکی اور کہا ملاصاف محضی نے کہ یہ قول کہ بلا ہمت ہی مصنف کا یہی وہ گیا اور یہ ضرور ہے
 کوئی یون نہ کہی کہ اسکی یہ کہہنے سے کہ تم خالی تھے نہ ہمت کے ہمت نکلتی ہے کیونکہ ہم کہیں کی کہ ہم یہ نہیں مانتی اسکی کہ جابز ہے
 لا وک فرق عموم اور خصوص کا نکلی اور ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ مصنف اپنی شہر میں جہلاً مذہباً تو ممکن تھا کہ یہ کہا جائے کہ اگر
 بہرہ کا خلاف کر کے فاکو مطلق ترتیب کے لٹی ہو جائے نہ کہ یہ ہو چکی عبارت اسکی تو اب معنی خالی کہتے ہیں یہی ہے کہ حضرت
 متقی ہے وضو کر کے نماز عصر پڑھتے اگر کوئی کہے کہ غیر فہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑھی لیکن عصر اپنے وقت پڑھے ہو تو ہم کہیں ہے
 لاف ظاہر ہے اور یہ پھر علی ہے کہ کوئی مانع قطعی حدیث نہ ہو تو ضرور اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوتی ہیں چنانچہ اکتفا علی
 عا ویدہاں کوئی مانع قطعی نہیں اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثین جمع صورت کی جس سی خفیون فی دلیل بکری ہے اور بعض
 جابجی عبد اللہ بن سوکاج جمع کو انکار کرنا اور نماز کوئی وقت تک قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلواتین کو منع کرنا حدیث
 دیکھی ظاہری معنی لینیکا مانع ہے تو ہم کہیں کی کہ کوئی ہی ان میں سی مطلق جسم کو خواہ مقدم ہو خواہ موخر مانع نہیں ہے
 پھر جواب کی جگہ معلوم ہو گا تو حدیث پہلے ظاہر سے پر ہے سمجھ لے تو علاوہ برین لفظ منضی ہم ظہر عصر مرتب ہیں نہیں

[illegible]

یخالف احدی فلك الروایة عن الیث ومن ادعی خلافه فعليه البیان وكذا نصح السیوطی عن الروایة عن یزید بن
 ابی حنیبل ان قال بقاء فی الایض صحة الحديث لان الملیث ثقتہ ثبت فقیداً مام مشہور بحکم عن التقریب لم یخالف احد
 الروایة عن یزید بن کذا تفرد یزید بن ابی حنیبل بهذا الروایة عن ابی الطفیل ان قال بقاء فی الایض صحة الحديث لان
 وان خالف ابو الزبیر المکی فی الروایة عن ابی الطفیل لكن ابی الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بن ابی الیس مسایلاً له
 یزید نفعه ففیہ كما مر عن التقریب فهو فی المرتبة الثانية لان ملحد موكد وقد قال الحافظ فی البقیة
 فاما المراتب فالمراتب الصالحة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من الملحد اما با فعل کا وثق الیث
 او بنکر یا الصفة لفظاً کشفة ثقتاً ومعنی کشفة حافظاً انتھی واما الزبیر المکی صدق ففقط ومعنی ذلك مله
 قال الحافظ فی التقریب محمد بن المسلم بن تدریس بغتہ المشاة وسكون الدال المهملة وضم الراء
 الاسدی مولاهم ابو الزبیر المکی صدق الا انه يدل من الرابعة انتھی فهو فی المرتبة الرابعة
 لها قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلاً والیه الاشارة بصديق اولاً باس
 او لیس به باس انتھی فكيف یجدش تفرد یزید بن ابی حنیبل بالروایة عن ابی الطفیل خلافاً لابی
 المکی الذی هو دونه فی الثبوت والثقة فافهمه بن ثابت هو اكر به حدیث قتیبة کی با وجز تفرد قتیبة کی
 توهم ہے كما حققنا در نہ کی حسن من توکی ابل بصیرت کو کلام ہنن کا قال الترمذی وحدث حسن غریباً
 غریب ہی بنظر تفرد کی اور حسن اس نظر سے کہ ملا فسا کی حفظ لا و صحت نسبت اس کی روایة کی روای ہنن انہ
 مولف فی یغنی عنی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث در باب جمع تقدیم کی مضبوط ہنن تو جواب اسکا یہی ہے کہ
 اور ایک یہ کہ راوی لہا ہوا گئے اندھا بن جوکی عبات اس کی حب یہ تہید ہے کی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہوا قتیبة کا
 ایش سی صحت حدیث کو مضر ہنن پہلی کہ قتیبة نفعہ ثبت ہی چنانچہ گندہ چکا تقریب ہی اور کوئی اس کی مخالف اس
 ہنن اور جو اس کی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور سیطرح اکیلا ہوا لایث کا اس رحمت من یزید بن ابی حنیبل
 کوئی کی تو صحت حدیث کو مضر ہنن کیلئے یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت من ابو زبیر مکی ہی لیکن وہ یزید ہی چکر ہنن
 برائے ہنن کیونکہ یزید نفعہ ففیہ ہے چنانچہ تقریب ہی گندہ تو وہ مرتبہ ثانی میں اکر کوئی اس کی مع میں تا کیہ ہوا و ملا
 ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے اول مرتبة صحابہ کا ہے تو اس کی شرف کی سبب اس امر کا تعین کہ گندہ سری وجو کی مع
 تا کیہ ہوا تو صیغہ فعل التعمیل کی جیسے وثق الناس یا دو وقعہ صفت کا ہونا لفظ کی طور پر جیسی ثقتہ نفعہ یا معنی کی طور پر
 حافظ ابو زبیر فقط ثقتہ ہے اور اس ہی ہی حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے محمد بن مسلم بن تدریس ابو زبیر کی صدق ہو
 میں ہے چوتھی طبقہ میں تو چوتھی رتبہ میں چنانچہ تقریب میں ہی چوتھا طبقہ وہ چوتھی ہی کہ چکر ہوا اور کی فلا شاة انفسد حق کا لایث
 دلش باس کا تو اب کیونکہ حدیث ڈالیکا خلاف ہنن کی کہ وہ دہ نفعہ ثقتہ اس کی کم ہی یزید بن ابی حنیبل کی روایت میں ابی الطفیل ہی صحیح

یخالف احدی فلك الروایة عن الیث ومن ادعی خلافه فعليه البیان وكذا نصح السیوطی عن الروایة عن یزید بن
 ابی حنیبل ان قال بقاء فی الایض صحة الحديث لان الملیث ثقتہ ثبت فقیداً مام مشہور بحکم عن التقریب لم یخالف احد
 الروایة عن یزید بن کذا تفرد یزید بن ابی حنیبل بهذا الروایة عن ابی الطفیل ان قال بقاء فی الایض صحة الحديث لان
 وان خالف ابو الزبیر المکی فی الروایة عن ابی الطفیل لكن ابی الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بن ابی الیس مسایلاً له
 یزید نفعه ففیہ كما مر عن التقریب فهو فی المرتبة الثانية لان ملحد موكد وقد قال الحافظ فی البقیة
 فاما المراتب فالمراتب الصالحة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من الملحد اما با فعل کا وثق الیث
 او بنکر یا الصفة لفظاً کشفة ثقتاً ومعنی کشفة حافظاً انتھی واما الزبیر المکی صدق ففقط ومعنی ذلك مله
 قال الحافظ فی التقریب محمد بن المسلم بن تدریس بغتہ المشاة وسكون الدال المهملة وضم الراء
 الاسدی مولاهم ابو الزبیر المکی صدق الا انه يدل من الرابعة انتھی فهو فی المرتبة الرابعة
 لها قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلاً والیه الاشارة بصديق اولاً باس
 او لیس به باس انتھی فكيف یجدش تفرد یزید بن ابی حنیبل بالروایة عن ابی الطفیل خلافاً لابی
 المکی الذی هو دونه فی الثبوت والثقة فافهمه بن ثابت هو اكر به حدیث قتیبة کی با وجز تفرد قتیبة کی
 توهم ہے كما حققنا در نہ کی حسن من توکی ابل بصیرت کو کلام ہنن کا قال الترمذی وحدث حسن غریباً
 غریب ہی بنظر تفرد کی اور حسن اس نظر سے کہ ملا فسا کی حفظ لا و صحت نسبت اس کی روایة کی روای ہنن انہ
 مولف فی یغنی عنی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث در باب جمع تقدیم کی مضبوط ہنن تو جواب اسکا یہی ہے کہ
 اور ایک یہ کہ راوی لہا ہوا گئے اندھا بن جوکی عبات اس کی حب یہ تہید ہے کی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہوا قتیبة کا
 ایش سی صحت حدیث کو مضر ہنن پہلی کہ قتیبة نفعہ ثبت ہی چنانچہ گندہ چکا تقریب ہی اور کوئی اس کی مخالف اس
 ہنن اور جو اس کی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور سیطرح اکیلا ہوا لایث کا اس رحمت من یزید بن ابی حنیبل
 کوئی کی تو صحت حدیث کو مضر ہنن کیلئے یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت من ابو زبیر مکی ہی لیکن وہ یزید ہی چکر ہنن
 برائے ہنن کیونکہ یزید نفعہ ففیہ ہے چنانچہ تقریب ہی گندہ تو وہ مرتبہ ثانی میں اکر کوئی اس کی مع میں تا کیہ ہوا و ملا
 ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے اول مرتبة صحابہ کا ہے تو اس کی شرف کی سبب اس امر کا تعین کہ گندہ سری وجو کی مع
 تا کیہ ہوا تو صیغہ فعل التعمیل کی جیسے وثق الناس یا دو وقعہ صفت کا ہونا لفظ کی طور پر جیسی ثقتہ نفعہ یا معنی کی طور پر
 حافظ ابو زبیر فقط ثقتہ ہے اور اس ہی ہی حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے محمد بن مسلم بن تدریس ابو زبیر کی صدق ہو
 میں ہے چوتھی طبقہ میں تو چوتھی رتبہ میں چنانچہ تقریب میں ہی چوتھا طبقہ وہ چوتھی ہی کہ چکر ہوا اور کی فلا شاة انفسد حق کا لایث
 دلش باس کا تو اب کیونکہ حدیث ڈالیکا خلاف ہنن کی کہ وہ دہ نفعہ ثقتہ اس کی کم ہی یزید بن ابی حنیبل کی روایت میں ابی الطفیل ہی صحیح

اور قدیل میں سی ہنہیں اسکا مذہب تو یہی ہے کہ حق مذہب کفہ ترقائی کری نہیہ کہ حدیثوں کو جمع کری اور جو کہ سوائے
یہ قول ابو داؤدی بروایت عینی کی نقل کیا ہے تو جو اسکا مذہب ہے کہ ابو داؤد نے اپنے مسند میں حدیث صحیح بخاری
بخاری اور مسلم کی نقل کی ہے جس میں تمام جمع تقدیم ثابت ہوئی ہے روایت کی ہے اور یہ حدیث قتیبہ بن سعید کی ہے کہ
صحیح بخاری ثابت کیا گیا ہے روایت کی ہے اور جمع قویہ اس پر نہیں کیا اور سوا کفر و قبیحہ کی جو کہ سنی حنفیہ حدیث کی نہیں کا حقیقتاً
بخاری پر نہیں لایا کہ یہ طرح تسلیم کیا جاوی کہ یہ قول ہے کہ ہر دو اگر جناب مولف کو کچھ غیرت آوی تو نشان دہی کریں
ابو داؤدی کوئی کتاب میں یہ قول کہا ہے پس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ کی جو بعض ائمہ میں روایت ہے
میں اور بعض کم و بیش روایت ہے اب سوا حدیثیں تاخیر کن روایت کی مسلم فی نافع سی ان ابن عمر کان
اذ اجل به السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم
کان اذا اجل به السیر جمع بین المغرب والعشاء اور روایت کی ہے ترمذی بن عمر سے اذا استغیث علی بعض ائمہ
السیر اخر المغرب حتی یغیب الشفق ثم یقول فیجمع بینہما ثم اخرهم ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان یفعل ذلک اذا اجل به السیر
پر کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیحہ اور روایت کی ہے بخاری فی سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب
وکان استنصرہ علی ان یتصفیہ بنت ابی عبد الله بن الصامتہ فقال لہ الصامتہ ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان یفعل ذلک
یصلی الاصل السیر اور یہ بات دلی ماقبل ہی سنا ہے کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کی دو تین کوس مسافت چلین تو
اسی شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت عشاء کا داخل ہو جاتا ہے اور صاحب مذکور روایت کی ہے بخاری فی سالم بن
قال كنت مع عبد الله بن عمر بطريق مكة فبلغنا من صفيية بنت ابی عبد الله مشقة وجع فاسترحمها حتى اذا كان بعد غروب
ثم نزل فصلی المغرب والعشاء جمع بينهما وقال انی رايت لنبی صلی الله علیہ وسلم اذا اجل به السیر اخر المغرب جمع بينهما
اور روایت کی ہے بخاری فی ابن عمر بن عبد الرحمن سے قال صحبت ابن عمر الى الحج فلما انغربت الشمس هبت ان اقول
له خذوا مني ما تريدون مني فقلت له خذوا مني ما تريدون مني فقلت له خذوا مني ما تريدون مني فقلت له خذوا مني ما تريدون مني
بعض رشتہ داروں کی پاس عبادت کے لئے جلا جاتی تھیں ضرورت پڑی تو اوہوں نے مغرب میں خود بخود نفل کر
تاخیر کی پھر اتر کر مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں پھر لوگوں سے کہا کہ سفر میں آنحضرت ہی پڑھیں کیا کرتے تھے؟
حدیث حسن صحیح ہے اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب میں اور سفر میں کہ اپنی بی بی حنیفہ کے پاس اوہیں
بہت بجا ضروری تھا سو میں کہا نماز کا وقت آگیا فرمایا کہ یہی اور چلو یہاں تک کہ دو تین میل اور چلی پھر اتر کر نماز پڑھی اور
کہا کہ جلدی سفر میں آنحضرت ہی پڑھیں کیا کرتے تھے؟ کہا ہاں میں عبد الله کے ساتھ تھی کہ رشتہ میں تو داؤدی بی بی حنیفہ
سنت مجید کی بجا رکھی نہ پڑھی کہ بہت بجا نہیں تو وہ چوتھ پڑھتی تھیں چوتھ پڑھتی تھیں تو مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھی اور
کہ میں آنحضرت مسلمہ کو دیکھا ہے کہ شکر جلد میں مغرب میں تاخیر کر کے پڑھتی تھیں کہ ان میں بھی کہ حضرت ابن عمر کے ساتھ تھیں چوتھ پڑھتی تھیں

لفظی است اس میں معنی الی ہی کیونکہ دخل ہی فعل ماضی پرکہا مستقیم حصول میں وقد داخل ای خفی الافعال فینصبہا
 بتقدیر ان ویکن للغایز لہ اور کھا شرح ملا میں شحون کن ای مثل الی وکون الذمائم الغایبہ انھی اور جناب مولانا کی سپر قاری
 چنانچہ توبہ الرحمن میں موجود ہی اور یکہ شحی معنی الی ہوا تو ظاہر ہی کہ دخلی انتہا اس فعل کی ہوگا جسکی متعلق ہوگا :
 واسطی انتہا معنی متعلق اپنی کی چنانچہ جحدیث شحی ان الاقل ان لا یحق یقولوا لا الہ الا اللہ کے معنی دخلی انتہا افعال کی ہے
 نہ دخلی انتہا الناس کے جو معنی الی افعال کا اور بیچ آیت لا یدخل الجنۃ حتی یطہر الجمل فی ہم الخیاطہ کے معنی دخلی انتہا لا یطہرون
 کے ہے نہ دخلی انتہا جنت کے جو معنی الی یطہرون کا جلیا کہ نہیں محض اس شخص پر ہے جو ہر وقت
 پڑا ہوا ہوگا تو اس حدیث میں ہی حقی دخلی انتہا اثر کی ہوگا نہ دخلی انتہا ظہر کی جو معنی الی اثر کا پس حاصل مطلب اس
 حدیث کا یہ ہوا کہ جب آنحضرت ارادہ ہو جائیں دو نارون کا کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حدیث کا کہ منہی تاخیر کا اول وقت عصر کا
 ہوتا یعنی ابھی تک ظہر نہ رہتا ہے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد دخل ہونی وقت عصر کی حج بین الصلواتین کرتی اور ان معنی ہی
 کیونکہ اہل علم سے انکار نہیں مگر محرفین المبتدعین کو کہ دخلی اتباع اور حمایت قول ابن امام کی باوجود بہت ان معنی کی کہ ہونہ بلین
 اور فی محرف معنی خلاف خود اولغت کی اختراع کرن کی جیسا کہ جناب مولف فرماتی ہیں پس معنی حدیث کی یہ ہوئی کہ حضرت
 کرتی نماز کو پہلے کہ منہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور بدولت کرنا ہی پھر تاخیر نہ تھا کا دو وقتوں کی طرف بچ
 حدیث آئیہ کی انتہی کلام المؤلف اور ردود ہونا اس معنی کا معلوم ہو چکا جسکی معنی آیت اور حدیث کی خدا اور گواہی سے ثابت کر دیا
 کہ اول وقت عصر کا منہی تاخیر کا ہی نہ منہی نماز ظہر کا جو معنی الی اثر کا علاوہ یہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مولف صحیح ہے
 منہی ظہر کا ہو تو ہم مجھے منہی کی کہہ معنی نہیں منہی کیونکہ بعد نہ تھا اور ہو چکی ظہر کی اول وقت عصر تک پہنچ جاتا اور اسکا
 عصر کے کس طرح ہوا اور یہ جو مولف فی ضمیر سنیہا کا طرف دو وقتوں کی راجع ہوا ہے اسکا جواب تیسری حدیث میں آچکا
 اور روایت کی ہی مسلم نے اس سے ان التیہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا علی السیر بنی غا الظہار والوقت العصر فجمع بینہما
 ویؤخر العصر فجمع بینہما بنی غا الظہار والوقت العصر فجمع بینہما بنی غا الظہار والوقت العصر فجمع بینہما بنی غا الظہار والوقت العصر فجمع بینہما
 حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جب آنحضرت صبح عیلت کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حدیث کرتی کہ منہی تاخیر کا اول وقت
 عصر کا ہوتا پھر جمع کرتے ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اللیل وقت عصر کے اور ظہر کو پہلی موخر کرتے یہاں تک کہ جمع کرتے اسکو
 ساتھ عشا کی جب کہ شفق غایب ہو چکی فقط لاکن جناب مولف اس حدیث میں ہی معنی تاخیر ظہر کے ویسی ہی کرتے
 ہیں جو اول حدیث انس میں کرتے ہی ہیں باطل ہونا اور معنی کا یہی گذر چکا اور علاوہ اس سی دوسری تحریف احمد شیز
 مولف فی یہی ہی کہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرفت جمع کا فقط باعتبار عشا کی ٹہرائی ہے جیسا کہ آیت فاعلموا کہ وہ لیکم
 عصر کا اول وقت آجاتا پھر دو کو جمع کر لے لے آنحضرت مسلم کو چاہے مفسر پیش آتا تو ظہر کے اتنی
 تاخیر کرتے کہ اول وقت عصر کا آجاتا تو دو کو جمع کر لیتی اور تاخیر مغرب میں کر لیتی عشا کی ساتھ جمع کر لیتی شفق کی خود کے بعد

[illegible]

وبل لا اعتقاد میں ملا دیا اور روایت کی ہی مدد قسطنطینی اپنے سنن میں طریق سی عبدالحید بن جعفر کی بسیرۃ بنت منقول
 حالت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مسخ کذا وانفیہ اور فقیہ قلیتو ضاء تو نہیں عبدالحید بن غنیہ اور
 رفیعہ کو اپنے پاس سی ملا دیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلقہ العلویہ فی حاشیہ علی شرح النخبۃ
 پس الفاظ غیر مستقلہ میں جنکا وجود ہے نہیں ہوتا سوا اسے اپنے متعلقات کی اور کچھ سنی ہی نہیں کہتی سوا استقلال
 کے احتمال اور اج کا لگانا بڑے جہالت کی بات ہی خاص کہ میں غیب لغو کو جو اخیر میں دوسرے حدیث کی واقعہ
 سیرجہ کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ وہ طرف متعلق صحیح کی اور معمول اسکا ہے اور ادراج اخیر میں حدیث کی سوا جمہور کی
 جو معمول ہی ہو کسی لفظ حدیث کا مستعمل نہیں کہا شرح نخبہ میں آگاہ کہ المتعلق فی زعم فی الماتن کلام لیس فی فناء
 واولہ وادارۃ فی تاشہ نادرۃ فی آخرہ وکذا لاندیقیم بطف جملۃ علی جملۃ لاندیقیم بطف جملۃ علی جملۃ ای فی الواقع
 فیماں استقلال للفظ السابق فی غیر من لفظ الحدیث اتقی اور کہا بنی انما کیون الادراج بلفظ تابع یکن استقلال
 للفظ السابق اتقی لک فی حاشیہ العلوی اقوال مثلاً عارکہ ابو حنیفہ زہیر بن معاویہ عن الحسن بن الحسن القاسم بن خیمہ
 علقہ عن علی بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تشہد فی الصلوات فقال لا تشہد فی الصلوات لا تشہد ان
 حیدر رسول اللہ فاذا قلت هذا فقد قضیت صلواتک ان شئت ان تقوم ثم وان شئت ان تقعد فاذا کلام رواہ ابو حنیفہ
 فی حدیث الحدیث فاذا قلت انما هو کلام ابن مسعود الام کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لک ذکر العلوی فانظر الی استقلال الحدیث فاذا قلت
 ان ثابت ہو کہ ان عادیث ثلثہ میں سے کسی میں ادراج مستعمل نہیں ہے جا و قوم اسکا اور اگر اعتراض کرو کہ اگر میں حدیث
 زہری نے ادراج نہیں کیا لکن ابوی عادیث زہری اور سبکی عادیث ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہی اور سا قضا العادۃ اور
 اسکی نام مقبول ہوتی ہے جو اب اسکا یہ ہے کہ زہری کی یہ عادت نہیں کہ ادراج فاش جو سقط عادت ہوتا ہی وہ

۱۰ کہ اسناد میں آنحضرت معلوم ہے کہ جس کے لئے اپنے ذکر یا فطون یا رالی چو لین تو وہ وضو کرے ۱۱ دو نو مستثنیٰ
 بیان لفظون کی ملا دیکر علامہ علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ذکر کیا ہے ۱۲ اور میں حدیث میں لفظ ملا دینا
 کہ جو میں نہیں تھا کسی تو اول حدیث میں ہوا لکن کہیں کہیں آخر میں اور یہ اکثر ہے کیونکہ ایک بات کی ساتھ دوسرے
 بات ملتی ہے ۱۳ ایک بات کی ساتھ دوسری ملتی ہی تو یہی بات ہی بالاستقلال الگ رہتی ہی توحید کی لفظ حدیث
 ۱۴ لفظ کلاما انیسویں جملی لفظی ہوتا ہے کہ وہ خود ہی پورا ہو سکی وہ نہیں ہی حاشیہ علوی میں میں کہتا ہوں مثال کو
 وہ حدیث ہی جو روایت کی ابو حنیفہ زہیر بن مسعود بن حسن بن حسی اوان بن قاسم بن خیمہ سی ۱۵ ان لفظی سی اور ابی عبد
 بن مسعود کی آنحضرت معلوم فی ادہنیں تشہد کہا یا تو کہا کہ التیام صبر و پیرسی ذکر کر کی جب بیان ہو چکی تشہد ان لا اللہ تو کہا تشہد ان لا اللہ
 و تشہد ان محمد رسول اللہ اور پیر کہا کہ آنحضرت فی زبایا حب وہ کہ چکا تو نماز تیری پوری ہو چکی تو اب کہہ دینا جا ہی تو کہا ہو جا اور
 بیٹھا جا ہی تو یہ تھا تو نہیں روایت کیا ہے ابو حنیفہ نے اور نا فاقہ تہذا خیر کہ ملا ہوا کلام میں مسعود کی آنحضرت کا نہیں وہ نہیں ذکر کیا

کہ تا بہا یکا اولیٰ از سکا استعدہ ہوتا ہی کہ تغیر کسی لفظ غریبہ تا در کی کردی اور ہند سادہ ج مسقط علت نہیں ہوتا
 خاص کہ دونی اعدایت میں جو بخاری سلم کے مرو سے چون کہا علموی فی حاشیہ شرح خجہ میں قال اللہ علیہ السلام
 احرام لما خیر من التسلط التدریس ان کان بعضہ اشق من بعض کتفہ لفظہ غریبۃ من الترابۃ والحارق والعرا یا وضو ہا
 ما فعل الزجر فی غیرہ من الایضہ بل لا یضہ التجرید فی قتلیہ فی المتفق علیہ قولہ التسلط غیر المتفق لہ ساقط العمل المؤمن
 یحرف الکلم عن مواضعہ ہو مٹی بالکل نہیں بچل علی اعداءہ وقولہ کو نامن المصنف ومن ابن دقین العبد ما یدل حلہ
 جوازہ فی الجسۃ مکتبہ انتہیہ اور نہ ہری اس وجہ کا امام ہے کہ کوئی بھی عالم بالحدیث اس پر کسی نوع کا
 طعن نہیں رکھتا بلکہ سب متفق ہیں اس کی جلال نشان اور معلوم مکان پر اور وہ راوی ہی سب صحابہ صحاح
 پر جو کوئی نہ ہری کا جو روح ہونا زبان پر لاکہ تو وہ قابل فصد الی کی ہی کیونکہ وہ محبوب ہی کہا شیخ الاسلام
 حافظ ابن حجر نے تفسیر التہذیب میں محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ
 ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری وکیفۃ ابوبکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالہ والافتاد
 مات سنۃ خمسین وقل قبل الذکبستہ او سنتان وھو من رؤس الطبقة الرابعہ استقر
 اور کہا شیخ اسلام لہ جتنی شے محلی میں ہیں مسلم بن عبد اللہ بن شہاب الزہری الخ الام المرفوعہ القاعدہ المحدثین
 علیہ السلام بل لکن الذکب فی منہ العریضۃ الخ اور کہا شیخ عبد الحی محمد بن ابی حنفی ان توجہ شکوہ میں
 نہ ہری کہ تابعی شہرت یحییٰ از اعلام ہت دائیہ ایشان ہست در فقہ حدیث انتہی اور صاحب مجسم بخاری و مسلم
 اس کی جلال نشان اور ثقاہت اور ضبط احادیث میں اتفاق کہتی ہیں تو کیا کتاب ہے کہ کسی امام مجتہد
 رئیس کو جو روح کہے اور اس کی رہنمائی کو جو صحیحین میں مروی ہونا مقبول کہے بس یہہ میں دلائل جاری جواز
 جمع میں اہلوا اتین بر جنین کسیدہ چہرہ عذرا وادیل اور جرح اور قدیم کو دخل نہیں لاکن جناب مولف تسلیم میں جاز
 علوی سفنہ زکویہ ہے اب ہتقالی اس حکام ملی ہوتی کا علیہا کہا کو گئے مدین لعدۃ ثانیہ ساری تسین حرام میں کیونکہ میں ہر کہ
 اگر مدینہ تسین معینی ہی کہتر میں جیسی شے لفظ کی تغیر جیسے نرا تہ اور بخاری و عروایہ الی ہی لفظ جیسا شیخ زہری الخ
 حدیث فی کیا ہے سوائی صورت میں حرمت نہیں معلوم ہوتی خصوصاً متفق علیہ میں اور یہ قول اس بخاری و کلا فسد لہ ما فہم
 اور حرف کو جو کہے بدلتے والا جو ٹوٹنیں سی ہی یہہ اوپر کی بات کی سوا کی صورت میں صادق اولیہ اور میں معنی
 ان دین چھندہ عبارت ذکر کہ ہے جو اور پر کچھ دلالت کرتی ہی ہے محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن
 بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی زہری او کونیتہ اس کی اور یہ کہ فیتہ عافظہ اس کی بزرگی اور حفظ سب
 اتنی میں سبچہ میں ہتقال ہوا اور بعضی برس دو برس اس میں پہلی تباہی میں اور وہ طبقہ راہبہ کہ کو لکا ایک مندرجہ
 ہے محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن زہری الخ امام فقہانین اور یہ کہ علما میں مدینہ میں ان شخص شہرہ اور

جمع حقیقی کی منکرین اور کسی عذر پس کشی میں ایک راوی کا یہ ہے کہ آنحضرت سفر میں جمع حقیقی نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ سفر میں جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مولف کو کسی باعث میں باعث اول کہ رویت ہی ابن مسعود ان النبذ علیہ السلام کان یجمع بین الصلوٰۃ فی السفر واداء الطحاۃ اور مراد اس جمع ہی اس حدیث میں جمع صوری ہے بشہادت و شہادہ و شہادہ ہذا اول کہ دوسرے روایت میں ابن مسعود ہی یہ مروی ہے کہ آنحضرت صواعت عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوئے نہ پڑھتے تھے جیسا کہ روایت کی ہی سنائی ہے عبد اللہ بن مسعود ہی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقت الاچھ عرفات پس نفی سی جو اس حدیث میں مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلے حدیث میں جمع صوری مراد ہے اور اس کا اثبات ہی شاہد دوسرا یہ کہ ابن مسعود ہی ایک سفر حج میں جمع صوری کے ہے جیسا کہ روایت کی ہی طحاوی فی الصحیح بن یزید میں کہ وہ کہتے ہیں صحبت ابن مسعود فی حجة ذکان یؤخر الظہر ویجعل العصر ویؤخر المغرب ویجعل العشاء ویصفر بصلی الفطی اس فعل میں ابن مسعود کی یہ معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوعہ میں جمع صوری ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ شاہد اول یعنی حدیث سنائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہی کیونکہ وہ اس کے رواۃ میں سے مجروح ہیں ایک سلیمان بن ارقم کے توفیق اور نقد کی کسی سے نہیں کی بلکہ ضعیف کہا اور اسکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تخریب میں سلیمان بن ارقم البصری اور یحییٰ بن یزید نے تخریب میں الشافعی میں یوحنا بن یوحنا توفیق معتبر و وجد قلیل الضعف فلولم یفسر لایزال لفظ ضعیف ہوتے اور ایک شاہد بن محمد کہ یہ شخص فرضی تھا اور صحاح احادیث افراد کا کہا تخریب میں خالی ہیں عنالقطوانی بفتح القاف الطاء ابو الہیثم البخاری مولاهم الکوفی صدوق متشیع ولما ائجازہ استہزی اور ایسا ہے دوسرا شاہد بھی مقبول نہیں اس میں کہ فعل ابن مسعود صحیح کا اور وقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو ابن مسعود کے سولے اور بیست صحابہ ہی مروی ہے ہر ایسا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کج روایت روئے نامی نہیں بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا میں اولیٰ احادیث مجمل کا ثابت ہو گیا تو حاجت مفسر نہ رہی فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنی جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور سنائی اور ابوداؤد اور مسوط امام محمد کی روایات میں نہ آئی کہ آنحضرت جمع حقیقی میں کرتے تھے جیسا کہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے روایت کی طحاوی علیہ السلام کہ ابن مسعود نے آنحضرت کو وقت بخاری عذر دیا کرتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں ۲۰ میں ابن مسعود کے ساتھ سفر حج میں زمانہ و طرح کی تاخیر اور عصر کی جلدی رفتی اور بخاری کی جلدی کرتے تھے اور فجر و شمس میں پڑھتے تھے سلیمان بن ارقم بصری ابو معاویہ وغیرہ ۳۰ آئینہ وہ لوگ کہ آئینہ کسی مقبرے توفیق بنیادی ہوا بلکہ اوّلین پایا جاوے کہ ضعیف تھے بخاری کی طرف اشارہ ہے لفظ

نقل ہو چکیں تو معلوم ہوا کہ جو حدیثیں کیفیت جمع سی مجروحہ میں مثلاً اول روایت ابن مسعود و حسین کلام ہیں اور اس کے اور نہیں ہیں ویسی ہی مجموعہ مراد ہے اور وہ حدیثیں مرفوعہ شیخین وغیرہ کی اور احادیث مجاہدہ تکلیف کے بیان پر سے ہیں پس کیا حاجت ہے کہ فعل سول کو چھوڑ کر فعل صحابی کو بیان مجمل نہ لیا کہ بجز الراجح من حدیث ابن مسعود و حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی حدیث ابن مسعود و حدیث ابن مسعود کی جمع مراد نہیں اور ثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود جو ثانی نے روایت کی ہو سکتی ہے اور نہ فعل ابن مسعود کا اب اگر اعتراض کر دے کہ اگر جسم حقیقی درست ہو تو ابن مسعود کیوں نہ اختیار کرتے اور جمع صحیحہ کیوں کرتے تو جواب اسکا یہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اسکی فہل اور غنیمت ہے پس اگر فرض ہی کیا جائے کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی حقیقی بلکہ جمع صوری ہی کی اور نماز میں اپنی اول فتوین میں پڑھیں تو اس اختیار کرنے غنیمت کیسے ہیں تو وہی لازم آتا ہے کہ رخصت میں جمع حقیقی ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی نے سفر میں فحشاء و نیکار کیا اور وہ کہہا تو اس سے یہ توڑا لازم آتا ہے کہ اس شخص نے فحشاء کو منع جانا قدر باعث ثنائی شریف کا حدیث اول بر یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس کہ کہہا صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جیہا قانیا جبعا الظہر العصر الغفر العشاء و غیرہ اولی وایہ مسلم بالمدینہ فی غیر خوف ولا عظم وقال الدادان لا یخرج احدہم للطحاوی من جابر بالمدینہ للترخص من غیر خوف ولا عظم فی حدیث ابن عباس کہ کہہا صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینہ ثانیاً جبعا سبعا جیہا اخر الظہر و عجل العصر اخر المغرب عجل العشاء و العشاء فی بن جمع حدیثین حالت مری میں اس پر کہ حضرت جمع صوری کیا کرتے ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیثیں جمع کہیں نہ قیام میں ہیں نہ حالت سفر میں چنانچہ الفاظ حدیث سی ظاہر ہوتا ہے ابن مسعود و ثانی راوی اس حدیث کی فی حدیث اس حدیث کا یہ منع کیا ہے کہ الوقت الذی یجمع فیہا المقیم تو کیفیت جمع مقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا باوجود یکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہ کے روایت سی ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفاق ہی اس قیاس مقابل مضمون کے ہے پس ایسی قیاس کرنے والا کو کیا بعید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کر کے مسافر کی تصریح نہ کرنا ناجائز کہیں تنبیہ اس حدیث میں ابن عباس کہ جس سے جمع حالت اقامت میں ثابت ہوئی ہی ٹہری جیکڑی اور خالد بن ولید صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرو بن لوطی روایت کرتا ہے ۱۵ آنحضرت کے حدیث اور پر مقدم ہے ۱۶ آنحضرت نے سات اور آٹھ رکعتیں اکہٹے پڑھیں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء روایت کی شیخین وغیرہ کی اور ایک روایت مسلم میں ہے مدینہ میں بغیر خوف اور مدینہ کے اور کہا ابن عباس کہ کہتے ہیں ارادہ کیا کہ بت پڑھیں اور روایت کی محمد اسے نے کہ مدینہ میں رخصت کے واسطے بغیر خوف اور سب کے ۱۷ یعنی آنحضرت کی ساتھ مدینہ میں آٹھ اور سات رکعتیں اکہٹے پڑھیں تاخیر کی ظہر اور عصر میں جلدی و تاخیر مغرب میں اور عشاء میں جلدی روایت کی ثانی

اختلاف بین ترمذی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ایک
 نہیں بلکہ حدیث محمود ہی نزدیک بعض کے بغیر معنی اور نزدیک اکثر ائمہ میں مؤثر ہے تو تنقیل پر ایک کی عبارت مرقومہ
 الذیل سے معلوم کرنے چاہیے **قال النووی** فی شرحہ علی صحیح مسلم **واللعلماء فیہا تاویل ولا ھد** قد قال الترمذی فی
 آخر کتابہ **لیس فی کتابی حدیث اجمعت الا علی ترک العمل بالاحادیث ابن عباس** فی الجمع بالمذنبۃ من غیر خوف
 ولا مطر وحادث قتل شارب الخمر فی المرة الرابعة وهذا الذی قال الترمذی فی حاشیہ شارب الخمر ہو کما قال فی حدیثہ منسوخ
 الاجماع علی نسخہ واما حدیث ابن عباس فلم یصح علی ترک العمل ببطلانہم اقول انہم من تاویل علی انہم بعد المطر
 المشہور عن جماعة من الکبار المتقدمین وهو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انھم رد الحافظین حدیث
 قال فی فتح الباری قال لعلہ کان فی مطر لکن رواہ مسلم واصحاب السنن من طریق حمید بن ابی ثابت عن سعید بن
 بلظم من غیر خوف ولا مطر فانتمی ان یکون الجمع المذکور للخوف والفساد والمطر انھم **قال النسائی** ومنہم من قال
 کان فی غیم فصلی الظهر ثم انكشف الغیم وبان ان وقت العصر دخل فصلہا وهذا ايضا باطل لانه وان کان فیہ
 احتمال فی الظهر والعصر فلا احتمال فی المغرب والعشاء انھم وتعبہ الحافظ بانه منہم من انہ لیس للمغرب کما وقت
 واحد والاحتیاط عند خلافہ وهو ان وقتہ یعتد الی العشاء فعلى هذا فالاحتمال قائم انھم **قال النسائی** ومنہم
 من تاویل علی تأخیر الاول الی آخر وقتہ فصلہا فیہ فلما فرغ من دخول الثانية فصلہا فصلا صلوٰۃ صلوٰۃ

کے کہانوی نے شیخ مسلم بن علی کے اسباب میں کئی مذہب اور چند اہلین ہیں اور ترمذی نے اپنے آخر کتاب میں
 کہا کہ میرے کتاب میں ہیں کوئی ایسے حدیث نہیں کہ ملاسنے اور کسی چوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کے
 جمع صلوٰتین میں بلا خوف اور مینہ کے اور حدیث شارب الخمر کو جو ہتی و فجر قتل کر نیکیے اور یہ تقریر جو ترمذی نے کی ہے حدیث
 شراب خوار میں نہیں ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے بالاجماع اور کسی منسوخ ہونی پر دلالت کرتا ہے یہی حدیث ابن عباس کے
 تو اس کی ترک بالاجماع نہیں بلکہ اس کی باب میں حکم چند قول ہیں مضمون تو کہا ہے کہ مینہ کی سبب جمع کی ہتی اور
 ایک جماعت متقدمین کے مشہور ہے اور یہ دوسرے روایت کی کسی ضعیف ہے کہ او میں بلا خوف اور بلا مینہ کے آیا
 اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کو رد کیا ہے چنانچہ نسخ الباری میں کہا ہے کہ کما کہ ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہ میں
 لیکن مسلم اور صاحب سنن نے سند ضعیب بن ابی ثابت کی سی کہ اوں حمید بن جریر سے روایت کیا ہے او میں بلا خوف
 مینہ کے ہے سوائے یہ بات نہیں ہے کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر یا مینہ کے سبب ہو ہو چکی عبارت اس کی اور نووی نے کہا ہے ہتی اور
 حکم انہوں نے کہ وہ بدلیکان ہتا سو ہر کی نماز پڑھتی تھی میں کہل گیا اور معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آیا سو وہی پڑھ دیا اور یہ بھی
 یونہی ہے کہ یہ شبہ ہزار اور صریح ہوتا ہے تو مینہ اور خوف میں تو نہیں ہوتا اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کی بنا پر یہی منسوخ
 وقت ایک ہی اور اس کا نزدیک مزیگ وقت غنائت ہے تو وہ بدلیکان حال را اور نووی نے کہا کہ بعض مینہ پڑھتا کہ اگر خوف میں ایک نماز

[illegible]

السیاق فی الحزین حسنین ^ع بل جملہ قال لقاہم محمد بن علی الشریفی فی القوئل ^ع و فی ان یثا لم یثقی حسنین جیس
 کذا جملہ قیل قد اخرجہ ذوالالحاکم وقال حسین تفتق و تعقبہ التذکر فقال لانہم احدا وثقہ علیہ الحسن بن مغیرہ کذا ذکرہ
 نور الدین علی اقول وان سلیمان توفیق الحاکم وغیرہ الحسنین لکن التعلیل لا یحکم الجرح لکن معنی السبب کذا لکن فی
 جرح الحسنین مالم ینف الموعود ذلک السبب کما عن مسلم الثبوت و شرح الخبۃ وحاشیۃ العلل وانہ تری ان الحاکم و غیرہ
 لم ینف سبب الجرح الحسنین و ہوا لکن علی انہ قال الذہبی و ہون اہل الاستقراء التام فی نقد الرجال لا یجمل
 ان یغتر بتصحیح الحاکم مالم ینظر الی تعقباتی و تفتیحات ذلک ہ الشیخ الاجل شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
 بستان الطوقین باعث ثالث مؤلف کا مدار دل پر یہی ہے کہ عادیث سفین کین اس ہی معنی جو کہ یہی جمع اخیر
 نقل کین بن وہ یہی جمع مدوری ہی پر دلالت کرتی ہیں یا بن طور کہ الی و نہیں اسی انہا فخر کے جو مقول ہی نقل
 کا ہے اور غیر یہی ہا کے طرف دو نو وقتوں کی راجع ہے نہ طرف دو نمازوں کے اور نہ غیرہ شیعہ متعلق ہے
 قتلہ علی عثمان کی پس جو آپ اس خرافات کا ذیل میں ادون احادیث کی جو مقام جمع اخیر میں منقول ہیں گزر چکا وہ ان پر
 باعث رابع مؤلف کا مدار دل پر یہی ہے کہ ابن عمر نے مسنیہ بنت ابی صید کی عیادت کی سفر میں حضور اور غیرہ
 وقت دو نو نمازوں کے اور نہ کہ اول فہر پر ہی ہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشاء اور بعض وایتوں میں رہنے کے مرتب
 شریک کی ہے ^ع باعث ابی ہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشاء اور بعض وایتوں میں رہنے کے مرتب
 کہہ لے فہر پر نہ کہ اس تاویل کو رد کی کہ وہ روایت کے ہے جو ابن عباس ہی سے مروی اسی ہی کہ جس نے ہا
 نمازوں کو جمع کیا تو کہیر و گناہ کیا تو ہم جواب دیں یہی کہ یہ روایت محبت کی لایں نہیں ہیں منش فیہ حسین بن قیس علی ہی مسند
 اور ضعیف ہے بلکہ اسکی روایت متروک ہی بلکہ جھوٹے اسے بڑا ہوا کہا ہے کہا شیخ سالم الحدیث فی حسین بن قیس
 ست ہے مافظ ابن حجر نے کہا کہ احکم نے اسکی استدراک میں عفت کے ہے کہا ترقی نے اور منش
 ادون لوگوں کے نزدیک ضعیف ہے اور مافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا کہ وہ متروک ہے اور
 نور الدین علی نے مختصر تریات الشیعہ میں کہا ہے کہ حسین بن قیس نے کہا ہا قاضی سیوطی نے جزیہ میں حسین بن قیس کی تقریر کو امام احمد
 بن یوسف سے روایت کیا قاضی محمد بن علی شافعی نے فرائد جوہر میں جو احادیث و منوعہ کی بیان میں ہی حسین بن قیس کو امام احمد بن حنبلہ سے روایت کیا
 فرائد کہا ہے کہ اس حدیث کو حاکم نے روایت کر کے کہا ہے کہ حسین ثقتہ ہوا کہ ہر سند زنی فی عمر میں کیا ہے کہ سلوی حسین بن عمر
 اکسینی اسکو ثقتہ نہیں بتایا یہ نہیں ذکر کیا ہی نور الدین علی بن ابن کہتا ہے کہ اگر حسین ثقتہ ہوا حاکم و غیرہ کی نقل پر ان ہی یونین تو قدیل میں
 جس کی ساری میں نہیں پڑا کہ ان کی کتب میں سبب کے جوہر ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے جیسے کہ اس کو قدیل الا اداں سبب و ہمدادی چنانچہ مسلم ہی اور دیگر
 اسے صحیح و بخاری و مسند سلوی ہی اور یہ حدیثی مسلم ہی کہ حاکم و غیرہ نے صحیح کی فی نہیں کی حسین بن قیس کو کہہ سبب جو ہا ہا علیہ کہہ
 پس غلطی کا آدمی ہی مافظ الا وصال میں کہا ہے کہ یہ سلوی نہیں کہ حاکم کی محبت پر وہو کہا ہی حدیث کے سیرے با توہر ترقی و قال سلوی ہی شیخ

قبل غروب الشفق نزل فصل المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصل العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان اذا اجعل بامر صنع مثل الذي صنعت فسافر في ذلك اليوم والليله مسيره ثلاث رواه ابو داود ورواه عن ابن
جابر ايضا وقال ابو داود ورواه عبد الله بن العلاء عن نافع قال قال خذ اذا كان عند غاب الشفق نزل فجمع بينهما
اقول رواه ابى داود عن ابن جابر وقوله رواه عبد الله بن العلاء عن نافع تليق ان يكون محبة بنفسي علينا ابواب
عن الرواية الاولى الموصلة اوردهت هي نافع في كذا خرجت مع علي بن عمر وهو يريد انصاف فقال نزلنا فاذ لا فانا دخل
فقال ان صفية بنت ابى عبيد لما جازا اظن ان ذلك ما خرجت مع عمر ومعه رجل فقرأت فسرته حتى اذا غابت الشمس لم يحصل الصلوة
وكان كذا بصليحي هو ما اظن على الصلوة فلما ابطأ قلت الصلوة يحكم الله فما التفت الي ومضى كما هو حتى كان في اخر
الشفق فنزل فصل المغرب ثم اقيم العشاء وقد توارت فصل بنا ثم اقبل علينا فقال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا اجعل بامر صنع هكذا رواه الطحاوي والشيخ اوردهت هي عطاء في كذا خرجت مع علي بن عمر وهو يريد انصاف فقال نزلنا فاذ لا فانا دخل
مع عمر حتى اذا كنا ببعض الطريق استصرخ على صفية زوجة بنت ابى عبيد فراه مسرا حتى غابت الشمس فوذا الصلوة
ينزل حتى اذا امسى فظن انني فقلت الصلوة فسكت حتى اذا اكاد الشفق ان يغيب نزل فصل المغرب غاب الشفق فصل
العشاء وقال هكذا كنا نفعل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السيرة رواه الطحاوي والشيخ اوردهت هي عطاء في كذا خرجت مع علي بن عمر وهو يريد انصاف فقال نزلنا فاذ لا فانا دخل
هل كان عبد الله يجمع بين شي من صلوات في سفره فذكر ان صفية بنت ابى عبيد كانت تحته فكتبت اليه هو في ليلة كذا في اخر
يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الاخرة فكتبه سمر السيرة حتى اذا حانت صلوة الظهر قال له المؤذن الصلوة يا ابا
عبد الله فلم يلتفت حتى اذا كان بين الصلوتين نزل فقال قم فاذا اسلمت فاقرأه فصله ثم ركع حتى اذا غابت الشمس

بزرگ شاد و عبد العزیز بن عثمان بن عفان بن ابی بن عمر کے سوا کہ ہمارا کماز کا وقت کیا تو اور وہاں کہا یہی اور علی بن جابر بیان کیا کہ جب
غروب ہوا پہنچا تو اور مرکز مغرب پہنچا اور غروب ہوا تو ہمارا کماز کیا بعد غروب ہوا کی عشاء پہنچی پھر کہا کہ حضرت مسلم کہ جب کسی امر میں جلدی ہو تو پہنچا
ایسا کیا کرتی تھی جیسی کہ ابی اسرار و عین تین منزل گئی ہر صحت کی ابو داود اور احمد و ابی جابر ہی اور کہا ابو داود اولی کہ عبد اللہ بن عبد اللہ کے
روایت کر کے کہا ہے کہ جب غروب ہوا تو اور مرکز مغرب پہنچا اور غروب ہوا کی عشاء پہنچی پھر کہا کہ حضرت مسلم کہ جب کسی امر میں جلدی ہو تو پہنچا
لے اور کہا کہ اس وقت جب عبد اللہ بن عبد اللہ کے سوا کہ ہمارا کماز کا وقت کیا تو اور وہاں کہا یہی اور علی بن جابر بیان کیا کہ جب
سبح و دوب گیا اور نماز پڑھی حالانکہ وہ بڑی پابند نماز تھی جب یہ سہی تو میں کہا کہ اس وقت پھر کماز کی نہ وقت گیا اور وہاں نماز پڑھا اور علی بن جابر بیان کیا کہ
جب غروب پہنچا گئے تو اور مرکز مغرب پہنچا اور غروب ہوا تو ہمارا کماز کیا بعد غروب ہوا کی عشاء پہنچی پھر کہا کہ حضرت مسلم کہ جب کسی امر میں جلدی ہو تو پہنچا
ہی اس وقت روایت کی ہی تھا اور انسانی نے اور ابن عمر کے ساتھ ہم گئی ایک سہ تین کی ابی بن ابی جابر کی خبر تھی یعنی صفیہ بنت ابی حنیہ وہ
سے علی بن جابر کہ جب وہ نماز کیا تو نماز کی کسی سہ تین کہا تو وہ اور سہ تین یہاں تک شام ہو گئی تو کون کون کماز کیا اور کہا کہ کماز کو پہل گئی تو میں نماز کیا تو
پھر یہاں تک کہ غروب پہنچا تو اور مرکز مغرب پہنچا اور غروب ہوا تو ہمارا کماز کیا بعد غروب ہوا کی عشاء پہنچی پھر کہا کہ حضرت مسلم کہ جب کسی امر میں جلدی ہو تو پہنچا

اور روایت میں اسی خط واقع ہوئی تھی کہ **تقریب میں** کوئینا القاسم بن الولید **ص** صدقہ و صدقہ
 اس طرح روایت تیسری طحاوی کی صحیحین کا کوشش والی واقع ہے وہی منکر ہے کیونکہ اس میں خطا ہی اور
 وہی ہے کہ **تقریب میں** عطاء بن شداد الطائری نے عبد اللہ بن العاص الخضری ابو صفوان المذنی صدقہ
 انہی اور ہی راوی عطف ہے راوی یا **نحوین** روایت کا صحیحین کا وصال ہی واروی اور اس کو سنائی لی
 یہ ہے پس آجگہ سی منکر ثلثوں روایت سنائی کا یہی معلوم ہو گیا اب رہی روایت چوتھی سو وہ شاذ ہی اس
 کہ اس میں یہ کہ ہے کہ اس سے اس میں مغرب اور شا کو ہی مثل **فہرست** کے میں الوقتین پر حالانکہ یہ مخالف ہے
 روایات شیخین وغیرہ کی وہ راجع میں سب بالاتفاق اور مقدم ہے کہ یہ سید حاکم موافقت اور نسخہ میں کی کہ اسباب
 حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے **حجۃ اللہ البالیۃ** میں **ابن الصبیح** اھل النفق الخائن علیہ
 فیہا من المتصل المرفوع صحیحہ القطع انھا متواتران الی مصنفہا کہ ان کے منکر انہی متبع غیر سبیل المؤمنین وان
 شذذ الخو الصراح فقہہا بکتاب ابن الوشیطہ و کتاب الطحاوی مسند الخوارزمی و حاکم و بیہا و بعد المشرقین
 اور وضع ہو گیا بکتاب شاہ حاتم کی کتاب احادیث کی طبقات ٹہرائی ہیں پس طبقہ اولی میں صحیحین اور موطا مالک کے
 اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ میں رکھا ہی اور مسند عبد الرزق اور سنن
 ابی یعلیٰ اور مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن عبد بن حمید اور طحاوی اور کتب بیہقی اور کتب صحاح اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ
 میں سب اقسام کین حدیثیں یعنی صحیح اور حسن اور خوب اور معروض اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہیں ٹہرایا ہے
 اور کتاب الصغفا و لابن حبان اور کامل ابن عدی اور کتب خطیب اور جوز قانی اور ابن عساکر اور ابن نجار
 اور ویلی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ میں جنہیں بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور مصنف اور منکرات اور موقوف
 کی کچھ کچھ بکریہ ہے شمار کیا ہے پس ہم نے خلاصہ و کنی کلام کا جو **حجۃ اللہ البالیۃ** میں فرمائی ہیں بیان
 کر دیا ہے اور طالعہ تفصیل اور دلیل کو چاہئے کہ کتاب مستطاب **حجۃ اللہ البالیۃ** کی مطالعہ ہی شرف ہو
 کہ صحیحین کے قدر معلوم ہو و اور وضع ہو جاوے کہ یہ طبقہ اولی میں ہیں اور مقدم ہیں سب باقی کتب پر
 احادیث طحاوی و جزہ کے بلکہ خوب مولف بمقابل صحیحین کے متک ٹہرائی ہیں قلعی کھل جاوے گی اور کلام
 نجیہ میں **مؤثر** ای **منہ** **الحجۃ** و **الحجۃ** شرط البخاری علی غیرہ قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتاب المصنف
 و **ابن قاسم بن ولید** علی کوفی صدقہ ہی ہو کر مہتا **ع** عطا علی تشدید بنی الدین عبد اللہ بن العاص الخضری ابو صفوان
 علی صدقہ ہی ہی ہوتا ہے صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثیں ان میں متصل مرفوعہ ہیں یقینی صحیح ہیں اور اس سے مستف
 یہ وہ دونوں کتابیں متواتر ہو چکی ہیں اور جو اس میں کلام کری وہ مجتہد گراہ ہو اور اگر تہی حق خالص کا ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی
 کتاب **مؤثر** ای **منہ** **الحجۃ** و **الحجۃ** شرط البخاری علی غیرہ قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتاب المصنف
 و **ابن قاسم بن ولید** علی کوفی صدقہ ہی ہو کر مہتا **ع** عطا علی تشدید بنی الدین عبد اللہ بن العاص الخضری ابو صفوان

عمر فاروق کا جمع بین اصل و متن کی حالت اقامت میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاہد ہی اس میں دلیل بر اتفاق جمہور صحابہ و ائمہ علیہم السلام
 اور عدم جواز جمع بلا عذر کے اب یہ حدیث بطریق کی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوچا اور کسی دو میں اول یہ کہ
 اس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسے محدث کی یا پیش کرے سند کی کیونکر تسلیم کیا جوی یہ کہ کتاب اوس طبقہ کے
 ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور مستقیم غلط ہیں چنانچہ حجة الاسلام ابن اللہ سے نقل کیا گیا دو سہرا یہ کہ ذہن
 کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے لاکل اس میں سفر کا کیا ذکر ہے تو کہ کہو کہ سفر کے بعد کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جائیگا کہ اس میں
 کیفیت اوس جمع کی بیان کے ہے جو حالت قیام میں بلا عذر آنحضرت فی جمع کی ہوتی جیسا کہ روایتیں ابن عباس کے
 جوں ائی لئے روایت کی ہے اور جناب مولف کی باعث ثانی کے ضمن میں نقل ہو چکی ہی تصریح ہے کہ آنحضرت نے
 حالت قیام میں مقام مدینہ میں ایسے جمع صورت کے ہوتے ہیں پس ہر جمع سفری کو کس طرح قیاس کیا جاوے فخر بن عبد اللہ حدیث
 اور میں کہ وہ جمع صورت سے بدولت کرتی ہیں اور ان کو جناب مولف فی نقل نہیں کیا پس ان کو نقل کر کے ان کا جواب
 ہی دینا چاہیے ایک حدیث یہ جو روایت کی ہے ابو داؤد بن عثمان بن شیبہ اور ابن ابی شیبہ سے کہ وہ روایت
 کرتے ہیں ابو اسحاق اور عبد بن جمیع بن بکر علی سی اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد بن عمر بن علی سی اور وہ محمد روایت
 کرتے ہیں اپنے دادا علی بن ابی طالب سے ان علی کا کان اذا سافر سابعاً بعد ان قرب الشمس حتى اذا ان ظلم ثم ينزل في
 المغرب فيجد عوباً بعد ما مضى ثم يصلي العشاء ثم يخل ويقول هكذا كان رسول الله يصنع پس جواب اس کا یہ ہے
 کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی غرضی ملاقات نہیں تو یہ روایت محمد کی اونی رسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب
 التہذیب میں محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدق من الساسة وروایت عن جابر مرسلات بعد الثلثاء
 اور کہا مقدم کتاب میں السادسة طبقة عصر الخامسة لكن لم يثبت لهم لقاء احد من الصحابة كان جابر
 اپنے اور روایت رسل حجة نہیں ہوتی نزدیک استماعاً فقہاء اور جمہور محدثین کی جیسا کہ کہا نووی فی مقدمہ شرح صحیح
 مسلم میں ثم مذہب الشافعی الخلد ثلثین او جمہور ہم و جماعت من الفقہاء انہ لا یصح بالمرسل انہی مختصرون اور دوسرے
 روایت یہ ہے کہ روایت کی ہی صحیح کے عائشہ سی قالت کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤخر الظهور
 ويقدم العصر يؤخر المغرب يقدم العشاء پس جواب اس کا یہ ہے کہ ایک روایت اس کا میفرہ بن زیاد و مصلی ہی اور یہ شخص
 حضرت علی جب سفر کرتے تھے چلے جاتی جب سوچا دوب جانا اور اندر آکر تقریب ہونا اور ترک مغرب پرستی اور پھر کہا نا کہا کہ

عشاء پرستی پھر سوار ہو جاتا اور کہتے تھے کہ ایسے تھے آنحضرت کیا کرتے تھے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وق چھٹے طبقہ کے
 اور وہ ایک اپنے دادا سی رسل ایک سو تیس کی بعد اس کا انتقال ہوا ہے چٹا وہ طبقہ ہے کہ باپچون کی ہم زمانہ ہوئی ہیں لیکن
 اوہ نہیں ملاقات کسی صحابی کے نہیں ہے جیسے کہ ابن جریر ہے پھر مذہب شافعی اور محدثین کی گروہ اور ایک جماعت
 فقہا کا یہ ہے کہ حدیث رسل حجت نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ فی جمع میں اور مقدم کر کے عشاء اور خرا

مجروح ہی کہ وہی تھا قالہما فقط فی السعریہ پس مجروحہ مذراول سی مولف کی کہ ان حضرت ہمہ صوری کیا کر
 بر جہنم جوب ہو گیا اور متین رہا متین حنیفہ کی دلائل ہمہ صوری کی تہن سب کا صنعت ظاہر ہو گیا اور نہ
 ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسے نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت ہمہ صوری سفرین کیا کرتے تھے اب سنو کہ
 یہ ہمہ صوری سفرین جیسی کہ ازراہ نقل کی مایل ہے اللہ بے اصل ایسے ہے ازراہ عقل کے یہی ہے
 کہ معین بن اہموتین حضرت ہی بخت مسافریں کے لینے اپنے اپنے وقت میں نماز پڑھتی سفرین ہی شاق
 اسوہ شاعرانہ ترجمہ سی اجازت ہمہ کے لئے سی پس اگر تم کہو کہ راجح سی سفرین ہمہ صوری ہی تو یہ ہمہ
 رخصت نہ ہی بلکہ اور عیبت ہو گئی اسوہ کی آخر جزا دل نماز کا اور اول جزو سکرت نماز کا پہچانا اکثر خوش گوشت
 چاکہ عوام مسلمین جامعین بن اہموتین تو ہمہ صوری اکثر لوگوں کو مشکل اور شاق ہوئی پس نسبت ادا
 نماز دن کے اپنے اوقات میں کیونکہ تمام وقت تو کی طرف طویل ہوتا ہے پس جو وقت چاہا اور فرصت ملی
 اول وقت یا وسط یا آخر نماز پڑھے اور عیبت سی تحریر اور آخر اور اول اوقات کی بھی ہے ایسا ہی کھا
 امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا محدث سلام اللہ علیہ نے محلی میں وحملہ الخفیۃ
 علی الجہم الصور بان صلی الظہر فی آخر وقتہا والصرحہ اول وقتہا ووردہ ابن عبد البر وخطابی وغیرہا بالجمع
 فلو کان صلی الکان اعظم ضیقاً من الایمان بکل صلوۃ فی وقتہا لان اوائل الاوقات واواخرها مالا
 یدکہ اکثر الخاصة فضلا عن العامة وصریح الاخبار ان الجمع فی وقت احدی الصلواتین انتہی والتعقیب
 بان معرفتا اول الوقت واخرہ یحصل بحسب الظن والتبین خصوصاً فی صلوۃ کثرۃ القافلۃ وخصوصاً
 الناس الذین لہم مہلۃ فی معرفۃ الوقت لیس بشی لا تخجل اوائل الاوقات والظن من خواص الخاصة والروخصۃ
 المصلین المسافریں ہمہ بل اکثرہم لای لا تخجل ولا کثرۃ القافلۃ لا تجب ہم کل انہ فیما بل اکثرہم الناس المسافریں من انہ
 معد فلان الجمع الصور لیس بنی وجمع اللہ صلوۃ لیس بصلی انتہی اور ایک عذر مؤلف کا یہ ہے کہ حدیثین جواری
 صلحہ اور محمول کیا منقول ہے اسکو ہمہ صوری پر ہر جہر کہہ کر آخر وقت میں پڑھا اور صرکوہ اول وقت میں اور کیا ہی ہو
 ابن عبد البر اور خطابی نے فرماتے ہیں کہ ہمہ صوری کرنا نماز کا رخصت ہے پہر اگر صرکوہ ہو تو وقت نماز پڑھنے میں مشکل ہو
 کیونکہ اول اور آخر وقت تو جاننے والے جیسے مشکل سے جانتے ہیں عوام تو جان چکے اور ظاہر حدیثین ہمہ میں کہ جہر ایک نماز
 وقت میں دو نماز میں ہیں ہر چکی عبارت اسکی اور میں کہنا کہ اول اور آخر وقت انکل سے معلوم ہو سکتا ہے خصوصاً جہاں
 آدمیوں کے ایک جماعت ہو تو وہاں جہاں مشناخت ہی ہو تو میں بہہ ٹھیک نہیں کیونکہ اول وقت اور آخر میں
 انکل کرنا پڑے جہاں جہاں مشناخت کے لئے ہی اور رخصت عام نماز میں مسافروں کے لئے ہے البتہ عوام میں سی بلکہ اکثر ایسے
 ہیں کہ انکو کچھ سہا میں سمجھا اور انکل نہیں اور پھر کہ مسافروں کے ساتھ قافلہ ہی نہیں اپنی باقی بلکہ بہت پیچا کہ مسافروں کے لئے ہے

غنی ہیں کہ اخبار احاد میں اور توقیت نمازوں کی قطعاً ہی قال الله تعالى ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا
 موقوتاً و حافظوا على الصلوات والصلوات الواسطی ہیں کیونکہ احادیث فقہیہ سے مقتضای قرآن کو جو قطعاً ہی جوہر کہ جمیع
 بین الصلواتین کو جائز کہیں ہیں جواب یہ کہ ایچہ ہے کہ یہ توقیت ہر صلی پر اور ہر نماز کے عموم نص سے ثابت ہے تو یہ
 اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات سے عموم ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ شام ہو خواہ فجر ہو
 ہر نمازی پر خواہ عقیقہ ہو خواہ سافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا میں ہو کشتی پر خواہ خشکی میں جب کہ درج
 اور شاد ہے اس عموم پر لفظ الصلوة کا اور المؤمنین جو صلیح جمیع سے ہے اور موقوف بالام اور افاقہ عموم سے
 ہیں قال فی التوضیغ وغیرہ و منہما لعل من الفاظ العالج المعروف بالادھر انہ تو ہم کہتے ہیں کہ اس عموم ہی مخصوص
 ہیں مصلی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی جو سافر ہوں اور ان احادیث صحاح سے جو جمیع بین الصلواتین پر
 قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہیں اگرچہ اخبار احاد میں کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبار احادیس ہمارے
 نزدیک سے ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سے ہی منقول ہے اگرچہ بعض شایخ
 حنفیہ جیسے شایخ عراق کا اس میں خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ بھی اس پر جمع گئے ہیں کہا تو یہ میں عند اللہ
 العلماء اثبات الحکم فی جمیع مایتنا و لعل الافراد قطعاً یقیناً عند مشائخ العراق و عاقد المتأخرین و ظنا عند جمہور
 الفقہاء و المتکلمین و هو من ہل الشافعی و الحنفی عند مشائخ سمرقند حتی یقید وجب العدل و الاعتقاد و یصح فی العلم
 من الکتاب بخبر الواحد القیاس انہی اور کہا منہم اخصو ملین تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد حائز فی التخصیص و بہ
 قالت الاعتقاد الاربعۃ انہیں جناب مؤلف پر یہی حجت ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہی ائمہ اربعہ
 اس لئے کہ جناب کا یہ مذہب ہی کہ جو کچھ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے جماع کی اور باطل ہے تو مولف نے
 اس تخصیص کے جائز ہونے کو دلیل طلب نہیں کر سکتے لکن پر یہی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتی ہیں اور عدم جواز
 جو بیتی میں اگر عربیہ عبادت میں کیونکہ عوام تو سمجھتے ہے نہیں پر کیا قائمہ ہندو میں یا ائمہ عربی عبارات میں خضار
 فاعلم ان لنا دلیل علی الجواز الدلیل الاول قال الفاضل المتحقق جید اللہ القندھار فی المختصر و هو ان عام الکتاب قطعاً
 المتأخر لکذا و خالف بالکس فسیا فوجہ الجمع المسلم تبعاً للتحریر و علیہ ابتناء علی طینۃ العام ان قطعاً لیس بضعیف

الفاضل عام میں وہ جمع ہے جس پر لفظ عام ہو ۱۵ اور جمہور ملین نزدیک ہے کہ سب فرد کو عام شامل ہی یقیناً ثبوت حکم کو شایع عراق
 اور عام متاخرین کہ نزدیک متقدم ہی اور طین جو فقہاء اور ملین کہ نزدیک اور یہی مذہب شافعی کا یہی اور خضار شایخ سمرقند کا یہی ہے
 تو عام وجوب علی کسب ہی اعتماد کا نہیں اور جمیع ہے تخصیص قرآن کی خبر و ہذا و قیاس کے ساتھ ہی عبادت اور کسی سے تخصیص عام کی آیات
 قرآنی میں خبر واحد کی ساتھ جائز ہے فقہر میں ہی کہ یہی کہا کہ چونکہ انوار ۱۵ جان کہ ہمارے لئے جہان کی دو دلیلین میں پہلی تو
 وہ جو فاضل علیہ السلام قدس سرہ فی مختصر میں کہا کہ عام قرآن میں کثرت میں یقینی اور دلالت میں فنی ہوتا ہی اور خاص حدیث میں کثرت

الضعیف بقول ان الدلالة فرع الشیء بخلاف قطعية الکام فلا مسأله اقله قطعية دلاله الخبر یعنی از شئ
مدلوله لاینافی ضعف ثبوت فیجوز ثبوت المساواة افقہ اقول بناء هذا الدلیل علی ظنیة دلاله العام من الکلام
وهو المذهب المنصی المتفق علیه الجهوری ووجه ان کل عام یحتمل التخصیص اعترض علیه بانه ان ارید بالاحتمال مطلق الاحتمال
بأن نأشی عن الدلیل ولا فوئی لا یضر قطعة العام کان احتمال الخاص الجواب لدلیل وقرینة فیض قطعية الخاص ان ارید
الاحتمال لناشی عن الدلیل معنا وجه واجبی بانه المراد الاحتمال لا شیء الدلیل الدلیل شیء التخصیص کفی به
دلیلا قال فی التلویح کل عام یحتمل التخصیص فی التخصیص ضایع فیه کثیرا بمعنی ان العام لا یخلو عنه الا قبله بمعونة
القرائن لقوله تعالی ان الله بكل شیء علیم والله ما فی السموات والارض حتی صیار غیر لنا مثل ما من عام الا فی بعض
البعض وكفی بالدلیل علی الاحتمال لهذا الخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشیء فی الخاص یتصور التخصیص فی
العام حتی یشاعره احتمال المجاز فی کل خاص انتهى واعترض علی الجواب باننا لا نسلم ان التخصیص الذی یوکل الشیء
والاحتمال شائع بل هو فی غایة القلة لانه انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام فاجاب عنه فی التلویح وقال فی
نظر لان مراد التخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغير مستقل او مستقل وهو هو
مترادف ولا تشک فی هاتین کثرة هذا المعنی فاذا وقع الذراع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکون بغير مستقل

برعاس یوما چه تود و نو دایر ہوگی تو اربع حج واجب اسلامین تحریک متابعت کی طور پر کہ عام یہ کی غنی ہوگی یا پر یہ عراض ہوتا ہی
کہ یقین ہونا حدیث کا منیف ہے سبب ثبوت اس کی کہ دلائل ثبوت کی شان ہے یہ حضرات یقین ہونی قرآن کی کتاب
برابر سے جو کہ میں کہتا ہوں حج فطر علی یقین ہونی دلائل حدیث کی یہ ہے کہ اگر یہ حدیث ثابت ہی تو مطلب لکنا ثابت ہے
اور کہو ضعف ثبوت مناقی ہنیں تو یہ بات جائز رہے اور برابر ہی ثابت ہوگی ہر جگہ عبارت اوکی میں کہنا ہوں نہ اس کی
غنی ہونی دلائل عام قرآن پر ہے اور یہ مذہب نوی اور حج ہوگا اتفاقی ہے اور جو اوکی یہ ہے کہ ہر عام میں تخصیص کل
احتمال ہوتا ہے اور ہر پر یہ عراض کیا گیا ہے کہ اگر اس احتمال ہی عام احتمال مراد ہی کہ پیدا ہونی داکا سی لیل ہی ہو خواہ ہو تو
یقین ہونی عام کو مضر نہیں جیسا کہ وہ احتمال بجا کا نتیجہ میں کو مضر نہیں کہ بلا دلیل اور بلا قرینہ کی سوا اگر احتمال لیل والا لیا ہے
تو ہم اور لکنا ہونا نہیں مانتی اور کہ جواب یوں دیا گیا ہے کہ مراد احتمال ہی ہی لیل ہے اور لیل تخصیص کا پسنا ہے اور یہ دلیل کل
تو یہ میں کہا ہے ہر عام تخصیص کل احتمال کہتا ہے اور تخصیص میں ہی ہے اس معنی کہ کوئی عام اس ہی خالی نہیں ہوتا کہ
میں ہی ہر عام کے لکنا ہی میں ہی لکنا اسد ہر چیز کو بانہی اور وہی اس کے ہے جو کچھ تھا نون اور یزین میں ہی یہاں تک کہ ایک مثل شہر ہو کہ
ہے کہ کوئی عام ہنیں جن میں تخصیص میں ہی ہوا اور ہندو دلیل کافی ہر احتمال کی ہی اور یہ حضرات اس احتمال کے ہے جو خاص میں ہوا کہ
ہو کہ کیونکہ وہ لیا نہیں پسنا کہ خاص میں عبارت چل دی ہر جگہ عبارت اوکی اور اس جواب پر میں ہر میں کیا گیا ہی کہ ہم نہیں
انتی کہ ہر کی تخصیص حشر اور احتمال پیدا کر ہی ہیں ہی ہی بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ تو مستقل موصول کلام سے ہوتی ہی اور کہ

بقطع جائز والمناغاة ايضا يسندون بدلائل منها ان العام قطع على خبر الواحد حتى لو كان يقطع على
يُسند ولو في البض فهو منقوض بما اثبتناه من مظنة العام فلذا قال القند هاهنا غير تام على النقل بظنية العام منها
ان عمر بن الخطاب بنت قيس بن زيد بن عبد الله بن عبد المطلب لم يجل لها سكنة ولا نفقة لما كان مخصما لقوله نعم اسكني من قفا
كيف نترك كتابنا وسنة نبينا بقل امرأة الاندلسي قد ام كذبت واجيبني في المسلم بان رد حال تردده في صدقها
وللوصف بما وصفه لشعار العلية التردد للرد انتهى قال لفاضل القند هاهنا التردد اما لاحتمال خبر الواحد الكذب فغير
واما الجحش امها في العدال فينا في تعديل جميع الصحابة نعم الان يقال لعدل لقصور الضبط انتهى قول يؤيد
رد عمر في تلك المرأة خاصة بدليل بسببه اصحت ام كذبت اليها خاصة والاقال كيف نترك كتابنا وسنة نبينا
من يروى ويخبر متفقاً ومنها انه قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا روي عن حقه فاعرضه على كتاب الله فان وافقه فاقبل
واخالفه فردد قال في المسلم صلى الله عليه وسلم في النسبة فان مخالفة ثقة فلا يصح بالضعيف واما المخصص فلموافقة لان بيان انه قال
في المعتقد الظاهر من مخالفة ما يشتمل اخرج بعض كان داخل اسواء سمي تخصيصاً او بياناً او غير وفي المنهاج منقوض
بالمتمم تروى في المسلم ورد بان غاية ما لازم منه تخصيص الحديث والعام المخصص حجة في الباقي اقول واد الناصر
انه حين احد في مقابلة الابعاد على العمل بالمتى تروق لا يصح حجة وحجج احتمال التخصيص لا يجدي

[illegible]

قلت قد سبقها النسخة من الرقعة الى الزنادقة ابن معين كالحكاية الذم على ان في هذا الحديث الخوف من نفسه كبدل على ده لانا اذا
 عرضنا على كتاب الله خالفه فقولنا لا عزم على انكروا الرسول فذروه وما أخذكم عنه فانتهوا وغو هذا الزنادقة فبطل جميعاً غشك
 به المانعون للتخصيص بجميعها او بقى التفتناه من جواز تخصيص عام الكتاب بخبر الواحد قبل تخصيصه بقطعي
 من ما يصل به هو ان توقيت بر نماز کی بر نمازی بطور نفی سے جو طنی الدلالة بر نماز ہے جب تک کہ اگر خبر واحد مجموعہ میں الصلوٰتین کی اگر
 عموم کی تخصیص کی ہے اب اس توقيت کی یہ معنی ہو گی کہ اپنے اوقات میں بر نماز پڑھنے کو ہر ایک مسلم پر عموماً فرض ہے
 سو ہی نماز فجر وعصر اور مغرب و عشا کی وہ سافر کو یا غیر اس کی کو جس کے حق میں احادیثی جمیع ثابت ہی پہلی اپنے وقت
 لینے دو ستر نماز کے وقت میں پڑھنی ہی درست ہے جیسے جواب بطور تحقیق اور ترقی کی ہے اور اگر اس سے تنزل
 کریں اور ان میں کہ ہر عام طنی نہیں ہوتا بلکہ وہ عام سب کی ایک فقہ تخصیص مرکب کی وہ طنی ہو تا ہی اور اس کی تخصیص خاص و احادیثی
 ہے نہ ہر عام کی تو ہی ہمارا مدعا ثابت ہے اس لیے کہ اس عام میں جمیع گفتگو ہے پہلی ایک فقہ احادیث جمیع عرفات اور غیر
 تخصیص سے چکے ہے لینے مسئلہ فجر وعصر عرفات کی اور مغرب و عشا و زلفہ کے اس عام کی حکم ہی مخصوص ہیں کہ ان کو جمیع
 میں الصلوٰتین بالفاق اہل سنت کی درست ہے اور یہ قاعدہ جماعی ہی کہ یکساں ایک فقہ کوئی عام مخصوص ہو سکتا ہے تو وہ بالاتفاق
 غلط ہے الدلالة ہوتا ہے اور تخصیص کی خبر و احادیثی بلکہ قیاس ہی درست ہی کہا ملوث میں لما لم یبق العام بعد التخصيص قطعاً
 جاز فی العام بعد التخصيص من الكتاب او الخبر المتواتر و معلوم ان التخصيص انما یصح بان یخص خبر الواحد لا القیاس ارجحاً
 اور اگر عرض کر دو کہ بنا بر جعفری مطلق کے احادیث جمیع عرفات اور غیر زلفہ کہین تخصیص نہیں کیہ کہہ تخصیص دیکھنی موصول جا رہے
 بلکہ وہ حدیثین مانع ہیں اور عام منسج البغی کے قطعاً ان کی سبب میں باقی رہتی ہی ہر سطح اخبار واحد و احادیثی موصول ہر کس کو
 میں تو جو سبب کا یہ ہے کہ حق ہی ہے کہ یکساں ایک فقہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام طنی الدلالة ہوتا ہی خواہ
 وہ قصر کلام موصول ہی ہو خواہ تراخی سے اور جعفری جو فرق کرتے ہیں نسخ اور تخصیص میں ساتھ تراخی اور موصول ہر کس کی اس کو
 دلیل قیام نہیں رہتی اگر کچھ کوئی پہلی دلیل ان کی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر تخصیص میں قبول لازم آتی ہے سو جواب کا پہلی عبارت میں
 گذر اس کے جعفری بلا دلیل قصر توقيت کو حق ماسوی مصلیں عرفات اور زلفہ کی مستلزم غنیۃ عموم توقيت کا ثنائی کی اور اپنے مصطلح
 بتدلیل پر بھی ہیں گے تو کیا اندیشہ اور شک کے غلطے ہو نہیں کیا شک تم نہیں دیکھتی کہ یکساں شیوع قصر کا عام میں غلط ہے الدلالة
 کہ جسے کوئی حدیث پہنچی ہو تو اس کو قرآن ہی ملا اگر ملوث ہی ہو تو قبول کر دو نہ چھوڑو غلطی ہی کہا ہے کہ زلفہ و عرفات فی بنالی ہی اور اس کو یہ حدیث
 دفع کرتی ہے کہ میں قرآن اور اس کی مشکل دیکھ کر ہر دن داریا ہے عقلاً نے کہا ہے میں کہتاں کہ ان دونوں پہلی بن مستلزمین کے زلفہ و عرفات
 کی طرف نسبت کیا ہے چنانچہ قرآن ہی میں ایک حکم کلی عام ملا وہ اسکی خود اس میں و غیر کہ ہے جو اس کو ملتا ہے کہ کہ جسے جب سکھو قرآن
 پڑھ کر قرآن میں ہے کہ تو میں رسول ہی اس کو اور جس منور کی اور کچھ ہر ملتا ہے بہت آئین میں ہر کس کی عبارت اسکی ہر باطل ہو گیا
 اور جس سے تخصیص ان کا مدعا ہوتا اور جواز تخصیص خود ہی بلا تخصیص یعنی کسی بھی ثابت کیا تا باقی اس سے جواز تخصیص کے

دال دیا کری تو سیکڑوں اعمال اٹھل ہو جاوین اور باطن میں کچھ تیز مزی پس رہو مٹی سب عذرات جناب ثواب کی
 اون عذرات ہی جو مولف فی بیان بہنیں کی بلکہ بعضے اور خفیوں فی بیان کی ہیں جواب یا جانہی تو سونو کو بعضی بہر عذر
 میں کہ کہا ابن مسعودؓ ہارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 و صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 جوابی چودہ صحابی مروی ہیں غالب ہوا کہ کہو کہ جس جہم کہ ابن مسعود نے بہنیں دیکھا وہ درست بہنیں تو ہم پر ایک جیسے بہاؤ
 سمیت کا اگر لگا کر جمع میں انھیں دیکھ کر کوفات میں کیوں درست کہتی ہو یا وجود دیکھ کر قول ابن مسعود کے ہی تو فی جمع فی حق
 کی ہی مہم ہوتی ہی پس جو ہم جواب کہتی ہو اس کی ہر ایک سے سمجھ لینے اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بہر
 عرفات کی تھا تو ہم کہیں کہ جمع فی السفر ہی قرن صحابہ میں مشہور تھی کہ نہ کہ چودہ صحابہ اگر ابن مسعود کی اوکی نقل میں تو ہوسکتی ہیں
 مسعود اسکا ہستہ کیا اور اب محل نفس کا جمع بلا عذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقایس معلوم ہوتی ہی تو کہو کہ ان
 مقایسے علیٰ القیاس جو جواب تیار ہے وہی جواب ہمارا دوسرا جواب یہ کہ جو امام نووی نے شیخ
 میں کہا ہے وہ جواب عن ذہاب الحریث اندمفہم وہم لا یقولون فیہن نفق باللفظ لکن اذا اخاضه منطلق قد مناه علی
 المفہوم وقد ظہر الخاد الخیر فیہم تیسرے جواب یہ جو شیخ سلام حنفی نے محلی میں کہا ہے فی حق العرفات
 ابن مسعود نفی و یدہ الجمع عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز فیہ فی مسند یعلم طریق ابن ابی لیل عن
 ابی قیس الازدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیہ وسلم یحج بہن الصلوٰتین فی السفر فلو حمل الاثبات
 حللیث ابی علی حال الجہ فی السیرۃ فی حدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان لوجہ فیقول الی ما ذهبنا
 انہی اور بعضی حنفی یہ عذر کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی تجزی وقت الصلوۃ الا
 رواہ مسلم عن ابی قتادہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث اسی شخص کے جیسے کہ
 نماز میں تاخیر کرے نہ اس کی حیثیت جو سا فرما کہ کہو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی ہی پس سا فرما کہ یہ حکم اسکا شامل
 نہ کہہا جاوے گا کہ اولاً تو طرف قول کا باعث اور قرینہ اس کے تقیم یا تخصیص پر نہنیں ہوتا اور اگر طرف کو دخل ہو تو کہہا جاوے
 کہ یہ قول آنحضرت فی وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر نہ میں فرمایا تھا جیسا کہ ابتدا اس حدیث
 ظاہر ہوا ہے کہ سفر کے فجر ہے کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تھا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء
 سفر کے کا علاوہ یہ کہ سفر جمع کرنے والے کو یہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کر لیا پہلی نماز کی وقت کی انذار
 میں بہنیں دیکھا آنحضرت معلوم کو نماز پڑھتے ہوئی گروقت پڑھے دیکھا ان دونوں میں مغرب اور عشاء فذلک میں اور فجر اور

وقت سی پہلی پڑھے اور جو اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہنیں اور ہم جب قائل ہیں
 کہ منطوق مخالف ہوا وہاں مخالف ہو تو منطوق کو مقدم کہتی ہیں اور حدیث صحیح صلوۃ کی بہت میں جو یہی عبارت اوکی

اگر کسی جس شخص نے ارادہ جمع کر لیا کیا یہ ثابت کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو شیخ اس کی جمع درست نہواں ہے
 اگر بقرینہ طرف کی اس حدیث میں مسافر کو یہی شامل کر دیا گیا مسافر ضرور اور محل اس حدیث کا ہوگا اور اگر نہیں
 ہوا کیا صحیح حکم یہ ہے کہ جمع کو قبل گذرنے وقت پہلی نماز کی شتر سحت جمع کی عیسیٰ بن فہم اور بعضی حدیثی
 مذکور ہیں کہ بنی کہ آنحضرت نے چمنہ بنت جحش کو اس کی ایام استحاضہ میں ایسی کیمیہ سی نماز پڑھنے فرمائی
 کہ وہ جمع سوئے ہتی اس ہی معلوم ہوا کہ مسافر کو بھی جمع سوئی ہی چاہیے پس بکا جواب ہی تھا ہر
 کہ وہ مقیم تھے پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ اس کی حق میں ایسے لغو ص قاطعہ تاویل کے
 وارد ہیں جسے صاف جمع حقیقہ معلوم ہوتی ہے قیاس مع اللفظ ہے اور مقابل لغو ص کے اور وہ
 بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط بس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین کسی حدیث صحیحہ مردود متسلک
 ثابت نہیں اور ابغین جمع بین الصلوٰتین کے کوئی دلیل نہیں کہتے اور جواز اسکا احادیث صحیحہ جو چند صحابی سے
 مروی ہیں اور کتب احادیث میں صحیحین ہی میں نہایت اولیٰ ثابت ہیں اور بہت صحاح اور تالیفات
 اور ائمہ شیعہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے جواز کے قائل ہیں قلہ الحدیث
 وأخروا ظاہرا وباطنا علی ما ابدنا لا ثبات لجمع فی السفر بیان الصلوٰتین الصحیحہ الثابت
 المروی عن النبی صاحب قلب فوسین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ صفیۃ الثقلین
 اور ابھی صحیحہ ہوا بخاری میں ابن مسعود سے کہ سوئے مزدلفہ کے جمع مسلمان کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر بیٹھنے مسند ابویعلیٰ میں طریقہ ابن ابی لیسے سی وہ ابی قیس نزدیکی سی اور وہ ابن مسعود سے راوی ہیں صحیحہ ہوا
 کہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جمع صلوٰتین کیا کرتے تھے سو اگر حدیث ابویعلیٰ میں ثبات
 جمع بعد سی چلیں کیوقت پر عمل کیا جائے اور نفع جمع حدیث بخاری میں ابو ہریرہ سے کہ منزل پر عمل کیا
 جاوے تو ایستہ ایک طریقہ ہوگا پس آل امام مالک کے مذہب کے طرف ہو جاوے گا چلیں چلاؤں
 کہشایہ ہے کہ ایک نماز پڑھ رہے اور دوسرے نماز کا وقت آگیا روایت کی مسلم نے ابو
 قتادہ سے ادھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اول اور آخر ظاہر اور باطل پر
 کہ او سے مرد کے ہمارے اور ثابت کرنے سفر میں جمع مسلمان کے کہ وہ ہم اور ثابت ہے کہ آنحضرت
 فرمیں سے درود نازل کرے اللہ دیر اور اوکئی آل اور صحاب پر جو درود جو جان کی برگزیدہ ہیں

خاتمه

مختفی فرسید کہ بعد از تحریر جواب باب ثانی تئویری اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی زبردست وجوب یقین کی دست
 یقین حاجت جواب باب ثالث تئویری حسین جناب مولف کی امدادیت کو اپنے محل سے بگاڑا رہتا اور ادینین تخریق اس کے
 طرف اپنے مذہب کے کہنچا رہتا باقی زہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نہ ہے تو عالم بالحدیث بدون تحریف اور غیر
 حدیث کی طرف کسی مذہب کی عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لاعالی یقین اس عنوانی کہ فلانا ماسلمہ اختیار
 سطح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پھر یہی جہنی چند سائل کو باب ثالث کی قلم بند کر دیا ہے مگر لوگوں پر قوت دلائل
 الہی کی ظاہر ہو جاوے اور جناب مولف کی خیانت اور تصرف می احادیث میں طلاع ہو جاوے پس علماء با انصاف اور عقلدار
 اعتقاد سے میدیکھ ہے کہ ان چند سائل کو مذہب تحقیق اہل حق سمجھ کر باقی سائل کو بھی اس پر قیاس کو نہ کر لیں
 سائل میں جناب مولف کی چالاک کی سے بچتے ہیں اور اگر کچھ آئندہ فرصت ہوئی تو باقی سائل کی بھی تحقیق کریں
 و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ علی خیر خلق محمد و آلہ و صحابہ جمیعین آمین یا رب العالمین **ختم**
 تفسیق ایزی سی جوابات کیفیت سبب جب رقم میں ہوئی ہینگی خوش رقم **۱** اہل ہنر کو بھی خطا ہو جو ہر
 شعور و صلاح و پسندیر کہ میں حسین باکر م **۲** آخر الامم الدجالین تھیں عبدہ العاقر محمد نذیر حسین عا فافہ

واللہ فی الدارین بجاہ سید الثقلین



محمد علی	علی الدین حسین	حسین شاہ	غلام علی	حسین شاہ	محمد حسین	حافظ علی	سید الدین
محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی

صوق ماکتبہ العالم النبیل الفاضل الجلیل الکامل للوزعی الباع الالعی
 المولوی علیم الدین حسین الانصاری العظیم آبادی
 البیئر محسوس مقرظا علی هذا الکتاب

منزل الرحمن

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل في الدنيا ما لا يحصى لا يمكن كتابته والصلوة على سيد الانام محمد النذير البشير وعلى اهل واصحابه

المادين الى منهج الاسلام اما بعد هذا شئ عجب يائى الا اللبيب ما اطيب كلامه و احسن كلامه
 كتابى كتاب نعمين اجزا ثلثوا قيت وجواهر باهره وتشتلى مضامينه على لال ودرر فاخرة بل هو لمر
 الحكمة اليائنة ونوا نوا الشرعية البرهانية اذا نيت ودياسة جاله قد هب عندك كل العاوى طالعت
 صفحتي كما ياتي اليك كل الغايات بما وصف به فهو القل وباقى فهو الجل للفاضل العظيمة في
 الشريف هو البليغ الذي ان تكلم اجزل واوجز وان نظم افخم كل لسان بانثائه واجز كفى كلامه على غزارة
 فضله مرشدا ودليلا ولا يعبد معانده مع الغلو في العتق الى القدر فيه سبيلا بل يطاوع الصلوات بالجل
 على حدى على لسانه بالاضطرار ولا يتصق الكارضى الشمس يوم الحى وقت نصف النهار فالاعلاء والخلان
 على فضله شاهدان ما دلان كيف لا وهو بالشرف الوضاح والعلم والتقوى بالحسب العالى واخلافا
 واضحه بالشرع الشريف مؤيد ومرتبب الاسلام ساسية للهدى الم تنظر الانوار منها تصاعت ولا كسوة
 التمسى البر والجهر قد انتشر صيت كماله واشتهر بناء جلاله اعنى به العالم القمقام صفوة النبلاء الاحلام
 المولوى السيد محمد نذير حسين حفظه الله عن المحرة والشين لازالت بدور فوائده طالعه
 من مطالع الحديث والقرآن وشموس معارفه مشرق من افاق التبيان احل ان يحسن من ثوابه
 في بسا تين الكلام واشهى ما يستلذ به من فوائده انبيا اولوا الالفهام صانده الله الكبير المتعال عن شر
 عين الكمال وابقاه ملك الزمان سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغيان بحرقه سيد الثقلين جلاله
 امين امين امين

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين رب زدنى علما اما بعد فيقول العبد الضعيف ابو عبد الله غلام على قصور

قصورك قد فرغت بطلاعة معيار الحق لمولانا الحق المدنى محمد نذير حسين الله لك فظنرت
 على مطلبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر طالب الحامد ومقاسده ووزنته بتبوء الحق الذى في
 جوابه وكرمت الطالعة والمعانيه وثبتت المناظرة والموازنة متفحضا ووجوه صفحة باللقائسة تتبعها امام الله
 فوجت معيار الحق معيار الحق بل الحق ان ذلك كنانة ينطق بالحق رابية موافقا لما هو الحق حقا بالحامد القية
 مشتملا على الصواب متجاها عن الفاسد وما فيها من المسائل المختلفة اعظمها مسألة التقليل محدروا انه
 مقتصر على احل من الائمة الاربعة وان التزم احل تقليد احل منهم يلزم في مد عمر فصالح المعيار اثبت
 وجوبه ببراهين الساطعة وحجج الفاطقة وما اورد مسألة الاواسد ما الى الكنايسة الشية ما الى بدع والاول

صورة ما قرظ الفاضل الكامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول كشافة
معشدة الفروع والاصول اسوة الاتقياء زينة الفقهاء الموفق من عند الله الصائم
مولانا المولوي محمد بنجالي خليف الصديق المولوي بارك الله سلمي وغفر له

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام على رسول الله الذي من امن به
اهتكم ومن اعرض عن الاقتداء به ضل وعكس وعلى اصحابه الذين هم نجوم الهدى اما بعد فوالله اننا انما نكتب
بالسنة معينا الحق بل عين الحق حقيق بالقبول لا بجمال للعدل عنه لاهل الحق والافتضا وان انكره اهل الحق
والاعتساف الفه استاذنا ومولانا الحق المذوق الكامل في فن الفقهاء من الاصول والفروع والتفسير والحديث
السيد محمد نذير حسين ادام الله فيوضه ولقد كان متوردين في هذه المسئلة المتصلة فكشف عن
بجانبها فاستنارت كالقمر ليلة البدر اه الله عنا وعن سائر المسلمين خيرا الجزاء في الدارين قال الله تعالى
والذين جاهلوا فينا لم يغيروا سبلنا وان الله لمع الحسنيين واذا العبد الضعيف المقتدر الى الله في شئ
ابن محمد بنجالي بارك الله غفر له ولوالديه وللسائر المؤمنين آمين

صلى الله عليه وسلم ونظم سنن الساتر مصلح الخيرات والحسنات مع البركة والكمال
وحيد عصر فريد هم الفاضل الامع العالم اللوذعي الفاضل امام الشريعة قامة آثار
الشرك والبدعة الصوفي الصافي الاسعد جناب مير حسن شاه قادر كرام الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الصراط المستقيم بالنور المبين والصلوة والسلام على رسول الله محمد سيد المرسلين وعلى آله
وصحبه الذين فازوا منه بالخط العظيم من نور اليقين اما بعد فلما كان علم الفقهاء اعظم العلوم قدرا
واعلمها منزلا وارفعها شأنا واساها برفا نا وكان مسئلة ونجرب تقليد امام واحد وعلم وجوب
ادق مسائله واعضاها قد تحيرت فيها افهام الاذكياء وتقص عن تحقيقها اذ هان الفضلاء فصف
فيها الفاضل الخبير العلامة الفاضل الجليل الفهامة متصلة الفضلاء المدلسين فخر العلماء الراشدين الفاضل
الذي تربيت بلسم المساجد المدارس واحتاج الى تقرير منطوقه ومفهومه من كل الذكروا والمدارس احيى
دروس المدارس من زمان دروسها وجل صلاها بالجماع اطلع ممن هم بحاجة المفتين المحققين قد خالهم
المدققين المبرزين الشين مولانا السيد محمد نذير حسين لاننا لست شمس فضائل المعقة وانوار
جلالة ساطعة كناية اسماء معجبات الحق بالهام الله الملهم للهوت وتبري ان ذلك الكتاب لا يرد

ان في هذه المسئلة فصل الخطاب ليس لك من يتامل فيه سبيل الرشاد ويخلص ريقه وجوب تقليد الامام الواحد من
اعتناق العباد فانه برهن فيه على ما هو الحق الحقيقي من ان التقليد لامام من ائمة الطحا واجب تقليد الامام الواحد
المعين غير لا رب كيف وهو من هو سائرهم يا تولى عليه سلطان مبين وما ايداه الا باقوال المقلدين لا
يتمدين فضلا عن النص الصريح وحديث الماتى من سيد المرسلين جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل سعته
وكبره بين اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه
اجمعين الموفق اضعف عباد الله وابرج حسن قادري فاضله

صورة ما كتبه ووسطه واقف علوم عجيبه ما هرقون غريبه فاضل اجل وعالم
اكمل مولوى حافظ عمر الدين هو نشار پورى دام ظل العالى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الكتاب المعيار الذى صنفه مولانا الحق قدوة العلماء المتبحرين اسوة الفضلاء والمحدثين السنيين
شهاب نذير حسين ادام الله فيوضه في الملون كتاب يشتمل على الحق والحق لا ينفك عنه والباطل لا
يقيم حوله والحق ان هكذا كان طريق السلف والخلف وما كان احد يك تقليد احد واجبا على احد ولقد رايت
في الطحاوى موافقا لما في هذا الكتاب حيث قال قوله وفي كتابه الخلاصة لو قيل يخفى ما في هذا الكتاب
الشافعى في كذا وجبان يقول قال ابو حنيفة رحمه الله كذا وذلك لانه يجب على الشخص التكلم بما لصقوا بالخطا
وقول الغير في اعتقاد يخفى خطأ يحتمل الصواب وتقدم في الخطبة ان محل هذا في المجلد ما المقلد فلا يجب عليه
هذا الاعتقاد بل يضا على جواز تقليد المفضل مع وجوب الفاضل مع ان المفضل خطأه اكثر وقد اشار الى
ذلك صاحب البحر في بعض سائله ولذا قال الشريف المحوى ثم لا يخفى ما في كلام الخلاصة الذى قوى به صاحب
المنهر بجهة من النظر انتهى بلفظه وايضا فيه اعلم ان الافعال بقول مالك هو عين التقليد والانواع في جوازه
بشرط عدم التلويح على ما ذكر الشيخ الحسن وافرد برسالة وبخالف ما ذكر العلامة ابن الملا فروخ حيث صرح
العمل بالتقليد والاطال في ذلك على وجه التحقيق وافرد برسالة ايضا وعن القول بجواز التلويح لابن الهمام في
التحريم ايضا البحر في بعض سائله وانه قال اي حجتا البحر منع العمل بالتقليد خلا المذهب الاخر وما توفيقه الا بالله
عليه توكلت واليها انيب انا العبد المذنب لمعرف بحافظ عمر الدين هو نشار پورى عفا الله له ولوالديه

صورة ما كتبه ووسطه واقف علوم عجيبه ما هرقون غريبه فاضل اجل وعالم
اكمل مولوى حافظ عمر الدين هو نشار پورى دام ظل العالى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد فاحق الحق المدقق الفخامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين راجح التوحيد والسنة ماحي الشرك والبدعة طالب حنين السبيل المولوى محمد نذير حسين رزق الله خدمة سنة سيد القلائد في معيار الحق فهو عند الحق المأمور بالمطاع ونعمى من تحقيق الحق بالانتكاع نذر صورة ما زوره المصقع الخطيب والمدرة الاديب الحسيد النسبى والطبيب ابن الطيب ذو الطبيعة النقادة والفتنة القوادة المولوى محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والاقران مقدر ظا على هذا الكتاب

سمالك يا من بك الصبح تنفعل والليل يعسعن والباطل يمعى والحق يحصص والليث المقيد يتجشم والحجر والمقلد يتصبصن وصلوة على رسولك الذى دعى به اليمان والهدى ورضى فيه ولوا مرة حادثة وشيخ دردمج ويجعل فهذه الرسالة احسن الرسائل ليهتدوا بها اصل الر والخطا تل دواء لاسقام الجهل شفاء لذوى النهل ضاع بما رجى التقليد الجاهل وذم به فيقه وانكسر قبينه بعد اطفح واختطف بصره بعد اطفح والحر بان اهل خافل ضفند لا بل جاهل محمد فظ لمن امن بالكتاب وصدق بجزءه وبوسى لمن تعافاه ومزق كثر كثر كيف لا وعبارته تعجب السحاب ونحقيقا قد تنشط اذان الاذهان نذير في الغربة منزل الكربة نسيهم المطيبة من الرياحير والذو يسر القلوب وحياض زلالته شفاء لكل مكر وب كان مدروض مطوره يتغرد البلاء بل على اعصانة وبترنم الصادق على عيادته ولنعم ما تنزع واهرب عن التقليد فهو ضلالة ان المقلد سبيل الهالك وجبذ ما ترنم باكل سرخ كه اصلش عرق روى بجزء رتبة الدار نماز بربر كبر فبما معشر العلماء ان اذتم الفوز الى السعادة والوصول الى الغاية فيلنظروا الى هذا الكتاب بعين الانصاف لا عن التعصب الاعتصام فانه تبحر لا كحلالة وسبح ليس له من الشمس زوال نال عن الحشوة التطويل وحاشا لله ان يكون لما عدل وحقيق بان ينهق على وجنات الحق من سواد طر المحبوب وحرى بان يكسب من الزمرد الاحمر على صفائح القلوب اللهم ابد مؤلفه ومن توصه بجليته الطبع ويسر له ربه تبارك وقد رلى حضو مجلسها احسن نديا وانا العبد الضعيف محمد الشهير بسليمان القلقار العظيم ابادى مولدا ومنشأ والصبر فوى محتدا ومسكنا

صلى الله عليه وسلم كتاب الفاضل النبيل لاديب الجليل مهبط فيض السبح (في قول نور محمد بن صالح)

بسم الله الرحمن الرحيم

الهامية والهامية وما أدراك ما هامة كمالها في رتبة عليا في رتبة عام مقلد في الحق كغدا : ومن الجاهل الغرير في الضلالة ولا يفتن : والحق
فيهم منه انما الذي يستدل من الطائر وكلاه اعي وكثير مثل المقلد بين يدي الحق : كالغريرين بين البصير الحق : والمقلد الاجل
يشتق في العمل غشوش : فضاء له منقوش : يقع بظلم الكثرة : ولا يعرف الحق من الظلمة : بل كخيال الخيال في ظلال الضلال
ينفس في ايام البذر والاعمار : في مآكل الحق : ويسعى في اضلال الخلق والاعواء : سوف يسبق بالنداء وتواضع الجمل :
ولشيطان العين نعم البلى : بحسب الجاهل صالحا وهو من المراق : ويظنه امينا وهو من السراق : فيعضه على تلك
الحية والتمية : ويوق منه هاتيك الحيلة والعمة يكتب لزو وبه تجر اقلعة ويكتم الحق وبه تامر احلامه : واذا
رايته تعجبك اجسامه : والحق يتغير بالادلة : والشهر تشهر بالاهلة : وشفاه الصبر ربا ليلة : والدين لولا
شطب البيان والعلماء الصياع اعرال : والقلم لولا اسنان الدرهم مغزل : ومثل العلوم والدرهان : كمثل الصبا
والادهان : والحجة الاحكام : كالعماد النيام : والعهد الهيام : والروح الحو باء : والشمس الحر باء : وفضل
القرب قرية هي فيضته : وبعد هامة : مستفيضة : والسان اداب لرسلى : واعلام السبل : ولولا الفضل
والسنن : لم يشرف الجمال المسنن : الفضل كالعذق والسنة كالعلوة : فذلك نعم الحبل : وتلك نعمت الخلاوة :
طوبى لمن انتشر واتى بالسان والآثار : لسيد الاراذل في كل الاقطار والامصار : حال كثر الناس ملا متغففة :
ومحال مستهنة : راكبن على قن عمياء : يحيطون غلط عشواء : والبشر لمن سلك سباسب الحق والصدق : وصفت
في اعاد كلمة الله كتابه معيار الحق : الذي يتجلى برواية ودراية : وبلاغة رائقة : سواد الحرم وفيه
كالليل مظلم : وفي سطى منه كالصبر يطلى : دقا فقه فيه كنفس ضيقة : عليها اسباب منه تبد وتقطع : معانيه
في الالفاظ يطلم ضحاها : كنف السراج بالراجحة يلعب : ولمصنفه قدام الاعلام العلم فاعرة : واداب بارعة : من
استسبع عنه فقد استسبع بجيبه : ومن استسقى عنه فقد استسقى اسكوباء : ولعم ما قيل ان خلاصة الجواهر
تظهر بالسبك : ويد الحق يصدر رداء الشك : روض فنون العلم فرد الدر بدر العلم شمسها الفخر المجل
الجوهر من سماع اقواله وجل هذا القطر : والله محييه ويقييه على خير ولا زال جميل الذكر ولقد نحت الكتاب
المذبور فوجدة محققا على يد بيع استمحة : فبا ايمان الاخذان والخللان الحق احق ان يتبع : والصدق حقيق
بان يستمع : والاحكام شريفة الثقل : واختار الضلال والشك واجب العرض عن سق العواقب اى صائب واوصى الناس
بالرجوع الى مضامين هذا الكتاب المصيرة : وجعت هذا الحرم وجامع الفاضل الخريز : المولى **تألف حسين**
حسين عن كل شيئين : مستظرا كاستظنا الرضيع بالظن الظاهر : وقلت في تاريخ طبعه **اللب**

قصیدہ بلاغت رسیدہ من الیقات صحیح الادب بالبحر البلیغ و محی السنۃ قامح البسۃ
مولانا مولوی محمد غلام اکبر خالص صاحب سلمہ الرحمن الواہب در فضائل جناب کفایت

ہو جس سے معلوم پہنچ دہن نشین بناؤں ہارنا کا وہ جسکی ہونچین کہلائی باغ طبیعت میں فکر کے گل کو کہ کبھی رحمت معنی دین و شمع مین	کہ جس کو میں گردن باغ فکر میں گل سپین بناؤں یا کوئی گلہ دستہ کر کی گلچین دماغ روح کو اپنے گردن میں عطر گین کہ کون سیدنا مولوی نذیر حسین	کہ کون کو طبع کی رشتہ میں فکر کی لاکر کہ طاق قصر شاکی کیسی ہو تر مین کہلائی عین سخن پہرہ گو فہ طبع میں آج کہ جسکی فیض سی میں مستفیض اہل دین
ہی حجت خلف خاص عام جو بقار ہی جو محافل شرم مین کا صدر نشین سپر رشک کا شمس الفیض ہی آج جو سخن ہے فتنہ میں جو کم از صاحب ہدایہ نہیں	ہے ایک عیدہ سلف جو بہرت و نمکین ہیں بہر در علماء علم و فضل سے جسکے مذہب دار میں پڑے جو بیک آئین اصول میں جو ہی اب تابانی محب اللہ	ہے شمع نیم طریقت جو ذہن باہر کا ہیں راہ میں صلحا میں سے با صلیح عقین اللہ ہی وقت کا ہی اپنی جو میان حدیث کلام میں نسخی کی ہی مثل جو اس میں
ہے جو سنا میں در صاحب معلول پر میں کہتے سخن میں جاسے کا شن حکم ترین بہم ہی وہ فن مقول میں فخر انکو کہ جس کا آج بہن ہند میں فطیر و قرین	مفسری میں جو ہر لہری ہے زیادہ بہین بلاغت و لغت میں زرخش ہی تمام کہ میرزا بہر وقاصی کو ہی نصیب نہیں پر مہون وہ مطلع گذر خطایا ہے	ہے صرف میں جو ضعیف سی زیادہ تر مرثا باقی میں جس اہل نظر زیادہ کہ نہیں عجیب بات ہی کیا مجمع علوم و فنون کہ جسکے ہوں جسے خاصہ تمام میں

مطلع تانی

ہی بہن ختم تیرا کل عارض حسین ہی تو شرف دو ہر خانان اہل زمین خدا رکھی تیرا جاسی جہان میں چہرہ عزیز بسان ابر کرم اپنے فضل سے آہن	کہ جس گردن چہتی کہہ بیٹ پاک سرور دین ہی اپنے تو خلف الصدق ادون اب جد کا دوام پر سر شدہ لبان اہل یقین محب ہیں تیری مثنی میں خرم شاد	ہی ہمار سیات کی دودمان کا چہرہ کہ جسکی صاق کا عقد آیا کہو صدق یقین دام تجھ کو خدا ہمہ غل گر رکھے رہیں مدد تیری پامالی تا جوم الدین
میں با عافہ قصیدہ کو ختم کر مسلم رہے جہان میں تاسنت بر اہل زمین رہیں نہ فلک اہل حدیث تا بطسفر	کہ ختم تیری سننا ہوں طول خجائین ہر علم فضل کو مدیت جہان میں نہ نما ہو بس زمانہ میں تاسنت بدی بدین بزمہ نبوی رحمت زمین صدق یقین	رہے زمانہ میں مدیت شفیق نہ بہت ہوں بہرہ و طبعہ با علوم سی یقین رہے زمانہ میں تاسنت فضل و کمال بزمہ نبوی رحمت زمین صدق یقین

ہوا ہی بار در طبع نسخہ معیار	کو اس می باکی ہست ہون لوگ سختی	بہلا ہو کسی نہ خوب اہل حق یہ کتاب
کہ امر دین کی تیغ آہن اوتھند	ہر ایک صاحب تحقیق کا ہی سپہ سالار	نہانی لوگوں کی تقلید یہ عنید و مرید
یہ ہے وہ نسخہ جسی ہستی میں بدل لوگ	جو امر حق کہ میں محبوب اور دین کے حبیب	عجیب ایہ تحقیق حق ہے یہ نسخہ
کہ صدا کر تازی جبر ہر ایک مرید	ہے کیا کتاب یہ ولد قاطع بدعات	کہ جس سی منت تقلید کی ہوئی تخریب
کتاب پرچہ یہ ہر ایک کو کل کی لئے	یہ حکم عام سائل ہو کوئی خواہ عجیب	ہی اب بیخہ چین کہ اسپر کہہ ہون تہ و نیر
کہ شکی دین میں آئی جسی ہر ایک ادیب	ہیں سال طبع میں یکی فقط ہی و لفظ	تھی فقط ہی ایک دوسرا ہی لفظ تخریب

الضیاء

پہر ہوا طبع نسخہ یہ سلم	رہے ہستے ہی کوئی ہاں تاسیخ	سیر الفت سی بول اٹھا بالفت
	اس بلکہ رونما لسان تاسیخ	

وله

دیکھ کر یہ نسخہ میں ہی بگیاں	لکھے سال طبع جی طالع اس بات کا	کاٹ کر سہر حق تقلید کا بار و گر
	چسپ چکا بل ادھی سب گلزار تحقیقات کا	

قطعة تاسیخ نتیجہ طبع نقاشی نشین چاہش علم و کمال زینت ساوہ فضل و فضائل
فخر زمان تخریر دوران جناب مولوی میر شاہجہان صاحب دہلوی سلمہ و اما مولف غلام

کامل نہیں گرجات کی خواہش ہے	تاسیخ کو ایسے روز و شب در و در	اللہ کے نام میں تعجب کیا ہے
	ابا ہادی بامتین یا ہ قتل	

وله

میں بوجہ جو عالمی انس عبادات	کہ جنہیں دین میں ہو پاس سخن	تو جزاؤں کی کیسی لکھی ہے کھا
	کہ جزا ہی سی علم و غلال	

الضیاء

طبع شد بار در گریب ر حق	بارک اللہ این کتاب لا جواب	از سبب تحقیق حق آمد محاکم
یکند مسر لاجد اثر ز کتاب	نیت از خفاش چشمی چارہ	در زحق روشن ترست از آفتاب

یا اولی الالبصار پاس امر حق	دو نقصب اجتناب و اجتناب	خون بود گو در جهان پاس سخن
ین جهان خود چیست نقش روی آب	نقش روی آب که ماند درست	نقش دین بر لوح دل باید کتاب
ز ت دین باید و فوق عمل	فخر دنیا را که آمد در حساب	هیج دانی چیست دنیا جین
تا با نش را بهیدانی کلاب	از پی این فضل رو باه و سگ	بهر حق هرگز منحور این بیج و آب
تباع سنت احمد کنسید	تا شود از مقصد خود کامیاب	چون محمد مصطفی خوشنود شد
ز نام آری چرا خوف عتاب	پیش قول احمد دهجاب ۱ و	از تو کوا قوی بفرمود آغنیاب
مال طبعش اهل حق میخور هستند	قطعه تاسیخ طبع معیار از	گفت کامل ای بی خبر الکتاب

نتیجه فکر مولوی محمد سلیمان صاحب تخلص بجا ذوق در صنعت توسیع که قطع
طر اصل ماده از اول آخر مصرع اول ششده و از اول و آخر مصرع ثانی ششده درجی

۱۰	بسم الله الرحمن الرحیم	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰

دول

۱	دل گفت بگو ترا جو ذوق هست	۱
۲	۲	۲
۳	۳	۳
۴	۴	۴
۵	۵	۵
۶	۶	۶
۷	۷	۷
۸	۸	۸
۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰

مکر طبع چون مسبب ریحی شد

بحا ذوق گفت روز سے ملیم حبیب

کہ سال طبع او تمہیں بہشت

حبیب از دیاگ بہت لاریب

قطعة تاریخ مع تقریظ و لیدیر فلاطون دوران استو زمان الخلق باخلاق الباقین
جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب مہمانوی عظیم آبادی دام برکاتہ
ہم ہی موبہدین زبان رہتی ہیں | اکاثر پوچھو کہ ماجرا کیا ہے |

سبحان اللہ بحمد کیا کتاب لاجواب ہے جسکے ہر بحث ہتخاب ہے مومنین کی لمی اگر دستاویز ایمان کہیں ہو سچا
اور مبتدعین کے لئے اگر آیت عذاب کہیں تو روا ہے آج کسکی قلم بین ایسا زور ہے کہ اسکے تعریف کر کے
اور کسکے دماغ میں سچہ قدرت ہے جو پوری طرحی اسکی مطالب کو سمجھ سکے آج کون ایسا بشر ہے جو اسکی صفات
قلم و دہاوی اور مہندگی نہ کہانی چونکہ یہ کتاب سراپا احادیث نبوی اور کلام لم یزلی سی مولف ہے کہنا جا سکتا
کہ یہ کتاب قرآن کی تحریف اور احادیث کی تردید برابر ہے یہ بھی دیکھنی کے بات ہے کہ آخر یہ کتاب کی ہے
اور مولف ایسا کون ہے یہ کتاب اس شخص کے شجاعت قلم وراثت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرہ آفاق فخر ہمیشہ
اجاق ہے جسٹے عبدالعزیز کا نام زندہ اور شاہ ولی اللہ کی روح مسرور ہے جسکے ذات پاک سی دہلی کیا کہتا
پر نور ہے جو سچے مسلمانوں کا ایہ فردا رہے جو برآن و ہر خطہ قابل ستائش ہی بشری مگر قرشتہ صفت ہی
تیرہویں صدی میں مروج آئین صحابیت ہے **۱** مطلع جہانکا شرک سی بس صاف کر دیا **۲** دین خدا کو
قاف سی تا قاف کر دیا **۳** وہ کون کہ مولانا و استاد و مرشدنا جناب مستطاب سیدی سید محمد میر حسین صاحب
محدث دہلوی چکی حقین تحقیق سے ایک عالم نے فائدہ ادا کیا اور جنہوں نے تصحیح کو بین الناس گلستان اور
بوستان سی بھی زیادہ پہلا یا اللہ تعالیٰ او کو اور ادن حضرات کو جو اسکے طبع میں سمائی رہے دنیا اور آخرت میں
جزای خیر عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین

قطعة تاریخ

طبع چوشتہ مبارک درین پیمبر گشت توین

گشت عبداللہ بن سہر اقل گشت کبرائت من

الکون و حقہ الباطن الی اللہ کان رقیقا

تاریخ طبع از فاضل اجل عالم بی بل جناب مولوی کاظم علیہنا ابن زبدۃ الاصفیاء قدوة
الاتقیا و اجد الطاہر و الفضل الباہر مولانا السید محمد عالم علی و صنعت توشیح کہ اگر از سر
ہر مصرعہ حرفی گیرند نیز سر ۹۶ ۱۲۹ آئید

۱. دین آئین در عالم نسل است
 ۲. بنام ایزد و فیصل الحقی بے
 ۳. بر افاق کلا بشارت حق
 ۴. حق و باطل کرد گرد و نمودار
 ۵. چو ارباب هوا این مهر دیدند
 ۶. سهارا جز نهان بخون چیدار
 ۷. امامت دستار دیکانه
 ۸. کلیم طور فطرت دکنه دانی
 ۹. با علامه زمانه استاد دے
 ۱۰. علم از هر پیکانش برافراشت
 ۱۱. بجنبه دوی فتنه دگر پست
 ۱۲. مکر با بند و بر کوه صف آرا
 ۱۳. بحر فکر سال طبع مے دل

۵۰. نشاطی منتشر بر کوه دراع است
 ۱. با برافراشتن شکوک آید شفا
 ۲. عجب نام خدا شمشیر سلول
 ۳. با تیغ روبروی خورشید سامع
 ۴. نقاب غاشی بر کوه کشیدند
 ۵. چو ارباب و چنین مقبول تحریر
 ۶. و حیدر و دیکانی زمانه
 ۷. با آرد احادیث و تصوف
 ۸. مگر ای گوهر کمال انرا دے
 ۹. لبش چون گشت در افشان
 ۱۰. خجالت بر کوه قاضی اگر پست
 ۱۱. دین هنگام گریب و دیکانی
 ۱۲. طبعین و شربت چون طبع
 ۱۳. جلیق اهل دین و کوه دسرد

۲۰. گشته از کوه هم چون کانی
 ۱. برای تشنگان دین بقای
 ۲. زرق را خوشا بود دست معیار
 ۳. با حیای سمن بران قاطع
 ۴. املی بر جا بود مهر آشکار
 ۵. مولف پست در هر علم تحریر
 ۶. سوز بصر تفسیر و معانی
 ۷. عدیم المثل در باب تعریف
 ۸. اید طولی عدیم نکس کریدشت
 ۹. جهان شد پاک از ظلمات تقلید
 ۱۰. تحقیقش طیادی را بر یار
 ۱۱. بر تیغ محبتش میگشت
 ۱۲. کز ناگفت ناقت بی سرور

ایضا

چو بیار حق و دین پیوسته
 ز هر حرفش شد استیصال بیت
 بچشم اهل دین کمال الجواهر
 شده معدوم تقلید معین
 بخاری رجا گویان و شایان
 و طبعش این مابه در شایان
 دین و بصیری و غنی و سفیان
 زبان هر یک در مدح و تحسین
 کجا تاب و توانا نماند
 سبیل منتج بر نامش نوشتند

حکله گشته از طبع کر
 بغوشش گریزان شرک و تقلید
 فدا سئ نامش ارباب خواطر
 در خوشان و فرحان روح سلم
 نسائی در شامی وی عرقاوش
 هزاران آفرین از این ادریس
 به توصیفش همه گشتند حسان
 امام عصر نعمان و محمد
 که سازد نام هر یک در ج نامه
 چو گشتم زین چنین استار آگاه

ز هر سخن عیان جایان گشت
 مضامین همه داعی بتوحید
 ز آیات و احادیث مبین
 سبستانی بر طبعش شاد و دلیر
 از معنی زود و در شایان
 گریزان از جهان تلبیس المیس
 امام دار س و ابن سیرین
 امام مالک و یعقوب احمد
 در این عالم همه مدح گشتند
 خدمت جوان تاریخش که ناگاه

شیخ کابو اہر سلف افضل جلیل عالم عظیم التعلیل کمال الا طبیب اخصیص الا و باجناب
مولوی عبد الغفر صاحب نکر نسوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>سورنای ہونان نیک آئین ذریعہ بہرین دین سے خبردار بظاہر گونا گونا گون میں ریا کار مسلمانوں میں کرتے آگے یاد بہت میں اور ملکوں میں بھی بہرین مسلمانوں کی حق میں کر بلا سے سدا میں درپے آزار مومن الم تا کالی دین اس سے پائین کہیں تقلید واجب ہے سمجھ لو نہیں خلف امام احمد پڑھنا کہیں سینہ پہ ماہتہ ایسا نہ کہنا ہوئی ثابت نکر اس طرف رغبت کہ میں یہ سب احادیث میں سوا اسکی اگر اور دن میں کچھ ہو مقیہوں کو ہے میرے اس کے انکار مقلد گاہ و گد غیر مقلد سناتا ہو ہو ہوں یکم و کاست جسے پڑھ لے حضرت فی بدستور اور میں روز اول ہے کیا ہے کہ اے حضرت کیا یہ آپ فی کیا جی پڑھوانی سی ہے کام تنگو</p>	<p>لگی کہا توں میں رہتے رہن دین مسلمان میں بہت کم جدیدہ جدیدہ مسلمان آپ کو کرتے نمودار نہ لیکن کام کچھ ایمان سی او کو نہ لیکن ہندو لوں سی میں پرفن وہ میں ایسے یہاں کہ فتنہ پرداز عداوت سی بنے خون خوار مومن سدا جاہل کو پہنڈی میں پہسا کر نہ تم آئین آبا سے کو بدلو نہ جلسہ مجدد و مسجدوں کی کرنا بزمیر ناف رکھتے سنت پر کہنا نہیں آئین کو حیلہ کے کہنا نہیں لیکن کتاب مذہبی میں پڑھو لیکن علی او سپر نکرنا میں کیونکر بدلا اس سی ہنوعار میں اک ملا مقلد کے حکایت بیان چشم دیدہ کیون نہورست موصدے اگر پوچھا کہ یہ کیا شناخت کی پہلا اب کون جانا کہا میں رسم آبا سی صلا وہ روز اولین یا سولین ہو</p>	<p>ہے دور پرفن جو جاوہرستیار ہو وہ ہی محنت و محنت کشیدہ بجھ کر رسم آبا اور اجداد ہزاروں شرک و کفر کی میں خوشتر عجب یہہ لاک لاک فتنہ زدہ ہے بنائی جبکو شیطان اپنا ہمارا ہزاروں طرح کی فتنہ اوٹھائیں اوی آئین میدینے بتا کر نازوں میں نہ ماہتہ پنا اوٹھانا لشہد میں دعاؤں کو نہ پڑھنا تراویح آپ سی گواہتہ کت ناز ایوں کے پیچھے ہی پڑھنا کتاب مذہبی میں جو ہو کر لو تم اپنے سنت آبا پہ مرنا گئی بدعت کن و گاہے موجد جو ہی مشہور لوگوں میں نہایت مرا جس روز بیٹا ہو کے رنجور کہا حضرت فی سن بدعت سی تھا جو پوچھا بدعتی نے آپ سی آ پہلا اب تک نہیں گھبرا گئی کیا نہ چوڑی میں یہ آئین تھا کہ</p>
---	--	--

کر دینداری کی سین میں پیاری
 نزدیکی سنا ہون فضل بہتان
 سبھی خلاق پیغمبر بنا کر
 نہیں جس کام میں دنیا حاصل
 نہیں امید مویہ نہ مرتے
 نہیں بے سمجھے بل اکثر سمجھ کر
 نہیں لگو ہے خوف روز محشر
 ہوئی گمراہ خود اور دیکو گمراہ
 نہ بتلانا تھا جو او کو بتایا
 امام شافعی مالک نے کتب ہے
 ابو یوسف لی یافتہ دیا ہے
 فقیہوں نے جو ہتی قرآن غافل
 کرو صبح و سہا ہر دم ادیا تم
 ہوئی جوخت شب تار نکالت
 ہر اک جا ہی مشیوع رہنا گئے
 چہی ایسے کتاب رہنا گئے
 مولف جسکے ہیں شیخ مکمل
 اصول و محدث اور مفسر
 غلامت فی دی بہر عیب ہی تب

ہلا کیونکر اسی میں چوڑا دام
 جو چوڑون رسم و آئین بزرگان
 رہون آدارہ اور نظرون میں ہو
 نہ عزت جس سی ہو پیش مقابل
 چچا لکے اہتوں سی خدا یا
 مسلمانوں کو ہکاتے برابر
 مقدم دین پہ دنیا کو رکھا ہائے
 کیا کرتے ہیں پس اسد اسد
 امام بو حنیفہ نے کہا کیا
 کہا تقلید واجب مستحب ہے
 نہیں قرآن میں کچھ اسکا نشان
 کیا ہی یحییٰ بدینے کو دھنل
 کہ بے نام و نشان ہوتی ہی تقلید
 چکی اب لگی صبح سادات
 چہی مسیار حق سینے و بارہ
 ہزاروں نے ہی جس سی ماہ پاک
 بعلم و فضل ستا دیگا یہ
 فقیہوں میں بھی اقدام گوہن آخر
 چکی کیوں ایسی فکر جان گیل ہے

اسی ہی ہی ہمیں بہر عزت و جاہ
 احادیث بنی سب کو سننا کر
 سبھی اہل دل سی پاؤں آزار
 نہیں خزانہ ایسے کام کرتے
 مسلمانوں پرقت نازک آیا
 مقلد ہیں ریا کاری میں کیسر
 نہ آیا انکو کچھ خوف خدا ہائے
 مسلمانوں کو بدستہ جلا یا
 کہ ہے تقلید واجب دو بتا اب
 دیا احمد محمد نے کھا ہے
 حدیثوں میں اسکا بیان ہے
 مسلمانوں میں اب شکر خدا ایم
 ہوئی جو کرم بازار سی توحید
 ہوئی بند نکالت سی رہائے
 ہوئی تقلید یون کی دل دو پار
 کیوں ہوئی سراپا بیہ دال
 بزرگ و دیر کیمای زمانہ
 پڑا میں فکر سال طبع میں جب
 کہ سال طبع سن مرغوب دل ہے

ابن فضل ہوا پر اوس سی خوان نہ کہا تاریخ ہے پتہ قیامان

موتنی

چکیدہ قلم جو اہر رقم طوطی زبان شیریں بیان جناب مولوی ابوالخیرات محمد حبیب اللہ صاحب
 چاندیاری اعظم گدائی مدظلہ

حبیب اللہ ز عالم رفت بخت	چرشد بار در گریہ و مہیا	پلی تاریخ طبع او دل من
جو ترغ افتاد اندر دام افکار	سر زبغات شکست و بخت	نسال اندر بد و مہیا

طبع معیار شد بفضل خدا	شدہ مرغوب دل بابل یقین	بی تاریخ طبع سے کردم
فکری ناگہ از من مسکین	لہم غیب از دل البشام	گفت هذا الكتاب حاوی دین
طبع معیار جو شد بار و کر	صیت مطبوع عیش آمد و گوش	بہر تاریخ نمودم فکر سے
	سطر جلوه حق گفت سر و سن	
	وله	
طبع جو شد شکستاب معیار	در اہل نظر عجیب آمد	بالت گفت سال طبعش
	معیار جو خوش حبیب آمد	
	الضما	
معیار کا غور ہوا جب جہانین	ایسی کہا کہ کہ کوئی تاریخ تو نہ	دشمن کی سر کو لیکہ کہا لہی مجھ کی
	سمو سے حدیث ہی معیار ہے حبیب	
قطعة تاریخ طبع معیار وحید الدنیر فرید العصر مولانا ابوالتراب محمد حیدر علی صاحب		
چاند باری عظم گدھی دام فیضہ		
	ہوئے	
بازمانی جو چہپ گئے معیار	کھا حیدر بی دل سے لے حق کو	لہا میں اجاب فی بہت تاریخ
کوئی تاریخ تم بھی اب لکھ دو	مونی تفتیش بولات بالقت	اسوا حق کے لغو ہے کدو
قطعة تاریخ نتیجہ طبع نکتہ پرور سخن گستر مورد رحمت یزدانی مولو محمد اسحاق صاحب		

دوبارہ چھپنے سے معیار حق کے لئے جن
 سوائے حق نہیں سوائے کمال
 چنانچہ اہل سوانح جبر گیب کا
 بیانی عبات نفع سوائے کمال

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷	باموں سلمیٰ یا امین بن عبد الجبار	۲	دو تین جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ	۱	حدوث
۱۷	عدم قبول قتل تابعی سی اگر امام	۳	بن امیہ بن جبر و بنی اور نسبت	۲	محمد بن ابی بکر کا تو بیٹا رسول
۱۷	حسب تابعی ہون صبا کہ موت	۴	اسکی طرف امام فرمائی کی	۳	ابن مسعود بنی ہاشم پر تشریف ہوا
۱۷	توزیر کا نظم ہی تو لازم آتا ہے	۵	بیان محال ہونا ملاقات امام کا	۴	بالفعل تحقیق معانی امام بن
۱۷	کر کرے اور دوسری اور شامی	۶	جابر بن عبد اللہ سے	۵	تحقیق عدم تابعیت امام اور روایت
۱۷	عدم قبول قتل صحابہ صحابی	۷	قتل تحقیق کہ امام بن امیہ بن	۶	نہ کسی صحابی سے نہ صحیح
۱۷	ہو جائیں	۸	پیدا ہوئی	۷	قتل ہوا اور مختار کا کہ آخر زمانہ میں
۱۷	بیان امام صاحب کی ایک لکھن	۹	بیان مسند امام کا کہ تشریف	۸	نسبت عیسیٰ نہ صہب جعفری بزرگ
۱۷	ہزار رکعت نماز پڑھنے کا اور	۱۰	جمع ہوئے	۹	بزرگی اور ذکر اس قول کو ملحوظ
۱۷	تمام شب بیداری کرنی اور تشریف	۱۱	بیان وفات عبد اللہ بن امیہ	۱۰	قتل اقص صید لکھ کہ حضرت خضر کا
۱۷	ختم قرآن کرنا اور ایک تہ	۱۲	اور محال ہونا ملاقات امام کا اور	۱۱	امام صاحب سے تیس برس تک علم
۱۷	نماز عشا اور فجر پڑھنے	۱۳	عدم اتفاق امام کا عائشہ بنت	۱۲	حاصل کیا پانچ برس جیسا امام
۱۷	امام صاحب کا کاروبار تجارت	۱۴	عمر دوسری اور بیان عدم صحیح عائشہ	۱۳	میں اور بکیرہ برس قبر پر بناؤ
۱۷	میں مسعودی ہوا	۱۵	داؤد بن سہیق کی ملاقات عتلا کو	۱۴	باری تھا
۱۷	باب دوسرا بیان تالیف	۱۶	محال تحقیق لیکن نماز تو محال	۱۵	قصہ قشیری کا حسین خضر کو
۱۷	ابو عبد کی	۱۷	عبد اللہ بن جبر و سی امام کی ملاقات	۱۶	امام صاحب کا مسئلہ بنیادی
۱۷	بیان عدم محمد بن ادریس الکر	۱۸	عتلا محال سے	۱۷	دین بن مسند کا ضروری ہونا
۱۷	ہونا آیت فاسلو کا	۱۹	لطیفہ	۱۸	موجود ہونا احادیث منقولہ
۱۷	ابطال دعویٰ اجماع کہ مراد	۲۰	موقوف ہونا دون احادیث کو	۱۹	عن الامام کا
۱۷	اہل الذکر سی آئمہ اربعہ ہیں	۲۱	جنکو مسئلہ بن خفیرہ ناقب امام بن	۲۰	حل تمام حسین تحقیق سے
۱۷	ابطال تقلید ایک کی آئمہ اربعہ	۲۲	لافی ہیں اور امام شافعی کی تحقیق	۲۱	کہ مقدم ہونا مثبت کا کافی ہے
۱۷	روادعا و عطا کہ فرقہ ناجیہ	۲۳	حدیث حاضرین الیہ کے نقل کرتے	۲۲	علی الاطلاق ہے یا نہیں
۱۷	انجکے دن منہ شافعی لکھی منہ شافعی	۲۴	ہیں تو فریاد	۲۳	بیان غلطی فاحش اور کذب
۱۷	میں سے	۲۵	دفع کرنا اور حدیث مسلح ہیں کا	۲۴	میرک مدلف توذکر کہ امام کے

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بیان اس بات کا کہ اجتہاد مطلق	۲۵	قول عبدالرحمن بن اسماعیل البوشی	۴۸	بارہویں روایت شیخ ابی عبد اللہ	۴۶
آمدار بعد میں مختصر نہیں ہے		منع تقلید میں		تیرہویں روایت شیخ ابی عبد اللہ	۴۷
بیان اذن مجتہدوں کا جو بعد از	۲۶	قول شاہ ولی اللہ جسٹس کا کہ	۵۳	چودہویں روایت علامہ شرنبلالی	۴۸
اربعہ کی ہوئی		نے کیس کو تکلیف نہیں دی کہ		پندرہویں روایت شامی	۴۹
بحث اجماع بسیط	۳۰	حقیقہ ایسا کی یا شاخی ہو یا جنونی		سولہویں روایت عابدی	۵۰
بحث اجماع مرکب	۳۱	وہ روایتیں جنہیں الزام نہ رہا	۵۴	سترہویں روایت امام ابن خزم	۵۱
روایات ملاحیوں کی قول کا	۳۲	محقق کا ابطال اس حدیث کا ظہر		اٹھارہویں روایت مولانا	۵۲
مستندہ بیان منی تقلید	۳۴	ہوتا ہے		بچر لعلوم	
تقلید مجتہدوں کی عالم بالحدیث	۳۷	اولیٰ روایت منقول امام ابو حنیفہ	۵۵	انیسویں روایت حضرت شاہ	۵۱
والقرآن کو وقت جانے		اور صاحبین سے		ولی اللہ صاحب	
ایک مسئلہ کی قرآن مجید سے حدیث		دوسری روایت شیخ عمر الدین	۵۵	بیسویں روایت مولوی اسماعیل	۵۲
اسی اسی مسئلہ مغلوطہ میں نجا		بن عبدالسلام		شہید الیضاح الحق کی	
جوابات حدیث متنبہ میں کہ کئی ن	۳۹	تیسری روایت شیخ عبد الوہاب	۵۶	اکیسویں روایت مولانا اسماعیل	
ہم کو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا		شرانی		تفسیر لغزین کے	۵۴
و دشوار ہے		چوتھی روایت شیخ ابن الہمام		بائیسویں روایت شیخ عبد الحق	۵۵
بیان جواز تجویز فی الاجتہاد	۴۰	پانچویں سید بادشاہ شامی		محدث دہلوی کے	
بیان اقسام تقلید	۴۱	مختصر		تیسویں روایت طاعلی قاری	۵۵
تکمل دل وجبہ		چھٹی روایت علامہ ابن امیر حاج	۶۰	چوبیسویں روایت علما و علما	
قسم ثانی مباح ہی	۴۲	ساتویں روایت ابن حبان	۶۱	اور ماوراء النہر	
قسم ثالث حرام و بدعت		آٹھویں روایت قاضی علی بن		فت	
قسم رابع شرک ہی	۴۳	شافعی		حکم زوجہ مفقود الزوج	
آئین آمدار بعد منقہ تقلید میں	۴۴	نہیں روایت محمد عبد ہار		پچیسویں روایت قنابوسے	
قول محی الدین ابن العربی و دیگر	۴۷	دسویں روایت مولانا بچر لعلوم	۶۲	حب لغزین	
مولانا حبلیانی منع تقلید میں		گیارہویں روایت فاضل قندھار	۶۵	چھبیسویں روایت بعض علما غازی	۵۶

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۷	توفیق حدیث حضرت علیؑ اور حدیث قلین کے	۹۰	تیسری دلیل اجماع صحابہ کا چوتھی دلیل قیاس	۷۷	ستائیسویں روایت قصۃ ساکرین کا تزکیہ شہودین
۱۳۸	بیان حدیث سیر لیسامہ کا تفتیح دافدی کے	۹۶	ابطال دلائل وجوب تفتیح میں تحقیق رجوع بعد العمل	۷۸	سائبر مذہب ابن ابی لیلیٰ کے فتوے دینا
۱۳۹	غلطی مسند ابیہ کہ حدیث قلین کے ابوداؤد ولی تفتیح کی ہے	۱۰۳	جو از متبع رخص ناواقف ہونا مولف تنویر کا لگتی ہے	۷۹	تھانیسویں روایت شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ
۱۴۰	تفتیح حدیث قلین جواب منفین حدیث قلین کے	۱۰۸	سولف تنویر کی نزدیک خیر خواہ سنت ہو خواہ مستحب ہو	۸۰	تیسویں روایت عطاء بن غزوہ مفتی علی خلاف المذہب
۱۴۱	بیان حرج و تقلیل تقریب منظر اب اور رقم منظر اب	۱۱۵	بحث تلمیق تحقیق نہ مال مذہب ہے	۸۱	تیسویں روایت امام طرطوط تیسویں روایت قاضی ابوبکر
۱۴۲	استاد کے حدیث قلین کے اجماع سکوتی حجت نہیں	۱۲۰	جواب ملا جیوں کا تشریح بیان معنی وجوب شرعی	۸۲	تیسویں روایت صاحب البحر الرائق بحث قلین
۱۴۳	رقم اضطراب سنوی حدیث قلین کے نامقبول ہونا اول روایتوں کا	۱۲۴	بحث قلین حدیث استیظا اور حدیث	۸۳	تیسویں روایت خانیہ کی تیسویں روایت مولوی
۱۴۴	جنہن ثمت قللال العین غزا ایا ہے	۱۲۸	اذا اول معاض حدیث قلین نہیں	۸۴	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت
۱۴۵	تحقیق معنی قلہ حدیث الما طہورین الف لام	۱۲۹	حدیث لا یبولن ہی معاض نہیں	۸۵	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت
۱۴۶	عہد غار جے کا ہے بے اصل شرعی ہونا مسئلہ	۱۳۰	حدیث بنع دزم معارض قلین نہیں	۸۶	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت
۱۴۷	درود کا سحب وقت فجر غلٹ ہے	۱۳۱	توفیق درمیان اول احادیث اور حدیث قلین کی	۸۷	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت
۱۴۸	توفیق اسامہ بن زید لشی	۱۳۵	توفیق درمیان اول احادیث اور حدیث قلین کی	۸۸	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت
۱۴۹	توفیق اسامہ بن زید لشی	۱۳۹	توفیق درمیان اول احادیث اور حدیث قلین کی	۸۹	تیسویں روایت شیخ عبد الوہاب تیسویں روایت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۱	توفیق در میان حدیث ہزار	۱۴۱	جواب استدلال حدیث البوذری	۱۴۱	توفیق در میان حدیث ہزار
۱۴۲	اور تفسیر کے	۱۴۲	غفاری کی سی	۱۴۲	اور تفسیر کے
۱۴۳	بیان جمع بین الحدیثین مقدم ہے	۱۴۳	جواب دلیل راجح	۱۴۳	بیان جمع بین الحدیثین مقدم ہے
۱۴۴	السیح پر	۱۴۴	روکرنا خفیون کا مصداق ہے	۱۴۴	السیح پر
۱۴۵	سبب معنی ہزار	۱۴۵	دلیل ثلثین کو	۱۴۵	سبب معنی ہزار
۱۴۶	تفصیل اور حدیثوں کی سبب	۱۴۶	خلافت کرنا مولف تنزیہ کا اپنی امام	۱۴۶	تفصیل اور حدیثوں کی سبب
۱۴۷	مولف تنزیہ کا استدلال کیا ہزار	۱۴۷	اور فقہاء کی حاشیہ	۱۴۷	مولف تنزیہ کا استدلال کیا ہزار
۱۴۸	قول محمد کا کہ فلس بن شروہ	۱۴۸	رجوع کرنا امام کا اپنی مذہب	۱۴۸	قول محمد کا کہ فلس بن شروہ
۱۴۹	کری اور ہذا میں تمام کری اور	۱۴۹	ثلثین سی طرف ایک مثل کے	۱۴۹	کری اور ہذا میں تمام کری اور
۱۵۰	مذہب کے امام صا اور صاحبین کا	۱۵۰	جو مذہب صاحبین اور چھوڑ کا	۱۵۰	مذہب کے امام صا اور صاحبین کا
۱۵۱	بیان ترجیح صحیحین کے پرورد	۱۵۱	مسئلہ جمع بین الصلوٰتین	۱۵۱	بیان ترجیح صحیحین کے پرورد
۱۵۲	بیان موخر ہونا حدیث فلس کا	۱۵۲	جمع بین الصلوٰتین دو قسم ہے جمع	۱۵۲	بیان موخر ہونا حدیث فلس کا
۱۵۳	حدیث ہزار پر	۱۵۳	تقدیم اور جمع تاخیر احادیث جمع	۱۵۳	حدیث ہزار پر
۱۵۴	بیان دوام فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تفسیر	۱۵۴	تقدیم	۱۵۴	بیان دوام فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تفسیر
۱۵۵	بیان صی بر صمد کا فلس بن	۱۵۵	احادیث جمع تاخیر	۱۵۵	بیان صی بر صمد کا فلس بن
۱۵۶	مازہر ہذا	۱۵۶	البتال جمع صوری بطریق نقل	۱۵۶	مازہر ہذا
۱۵۷	آجای اول وقت طہر	۱۵۷	قول شاد ولی اللہ صا کا کہ جو کو	۱۵۷	آجای اول وقت طہر
۱۵۸	حدیث یمنیان کا مشبہ سی حاشیہ	۱۵۸	صحیحین کے تحفیر کری وہ مقدم	۱۵۸	حدیث یمنیان کا مشبہ سی حاشیہ
۱۵۹	توفیق در میان امامیت ہجریہ اور	۱۵۹	اور بیان طبقات حدیث کا	۱۵۹	توفیق در میان امامیت ہجریہ اور
۱۶۰	ابراہیم کی	۱۶۰	البتال جمع صوری بدلیل عقلی	۱۶۰	ابراہیم کی
۱۶۱	بیان آخر وقت طہر کا	۱۶۱	جواب استدلال آیت الصلوٰۃ	۱۶۱	بیان آخر وقت طہر کا
۱۶۲	جواب استدلال حدیث ابو داؤد	۱۶۲	کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا	۱۶۲	جواب استدلال حدیث ابو داؤد
۱۶۳	بالصلوٰۃ	۱۶۳	بیان حواہر تحفیف علم کتاب الکی خبر	۱۶۳	بالصلوٰۃ
۱۶۴	الاستدلال حدیث جارہ کی	۱۶۴	وہ کہ نزدیکی جو حنفیہ دو گروہ کے	۱۶۴	الاستدلال حدیث جارہ کی

غلط نامہ معیار الحق

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
سائیک	سائیک	۵	۱۶	جلا	جلال	۸۵	۱۷	یعنی	یشہد	۱۷	۱
جزر	خیر	۹	۲۵	جاری	جادی	۱۰۶	۱۶	ہلمت	صلیم	۱۸۷	۹
ایکجاہ	کچاچہ	۱۰	۷	المقاس	المقاس	۱۰۷	۹	لا تعجب	لا تعجب	۱۹۰	۱۳
من	ان	۱۳	۲۰	کلا	کلام	۱۱۰	۲	بند	بلند	۱۹۳	۱۵
ایسے	ایسے	۱۳	۲۳	سموئ	سموئ	۱۱۳	۱۷	مفلوڈ	مفلوڈ	۱۹۴	۲۷
لوم	لوم	۱۷	۱۲	ابت	ابت	۱۱۵	۸	شیر	شیر	۱۹۵	۱۵
الحولہ	الحولہ	۱۷	۲۱	اولی	آدی	۱۱۷	۲۵	عادی	عبارة	۲۰۳	۷
نویت	نویت	۱۷	۷	اد	ادر	۱۲۸	۱۹	البخار	البخار	۲۱۱	۱۵
سویہ	سکائیہ	۲۴	۷	اہنی	اہنی	۱۳۱	۱۶	لفتی	لفتی	۲۱۲	۱۱
اند	اور	۲۷	۲۵	مطفا	مطفا	۱۳۲	۲۳	لقدار	لقدار	۲۲۷	۲۷
مشلہ	سلسلہ	۳۷	۱	رویالی	رویالی	۱۳۹	۱۰	مخرج	مخرج	۲۳۱	۱۸
فرعم	فرعم	۳۹	۱۱	جباد	تامار	۱۴۰	۲۰	منع	لینع	۲۳۱	۹
لا احتمال	لا احتمال	۴۹	۱۵	نقد	نقد	۱۴۲	۱۵	مطفا	مطفا	۲۳۲	۱۶
موجد	موجد	۷	۲۳	برجند	تجد	۱۴۵	۵	لغیت	لغیت	۲۳۸	۱
بھا	لھا	۵۱	۱۷	سعیلم	سعیلم	۱۴۹	۷	البغین	البغین	۲۴۶	۹
یری	دیرے	۷	۷	عد	عد	۱۵۲	۱				
کی	کہ	۶۵	۱۹	کودے	کودے	۱۵۶	۲				
در	دو	۶۸	۲۳	ایسوم	ایسوم	۱۵۸	۱۳				
سومچکی	سومچکی	۷۱	۱۸	تو	تو	۱۶۰	۱۸				
دومی	دوسرے	۷۲	۱۶	ہینین	ہینین	۱۶۱	۲۵				
سوزن	سوزن	۷۷	۱۷	الیسین	الیسین	۱۶۲	۸				
تلفیق	تلفیق	۷۸	۲۵	خفی	خفی	۱۶۳	۱۶				
رسید	رسید	۷۹	۸	کون	کون	۱۶۴	۱۹				

نویذ بہجت بخاص عام یاد

۹۷

متبعان شریعت احمدی درہ روان ملت محمدی دہر روان احکام شریعتین و مقتضیان آثار سید المرسلین واضح و لا یمح
 کہ پیشتر عاجز کی سی قلم سی کتاب میاں کی رقم مولوی لہذا ان رسالہ ثبوت الحق تحقیق ترد قلیدین کجبال تحقیق
 تدقیق کہ قفل باب تقلید اور از حق کی کلید ہے تحریر ہوا پھر دفعۃً البیلوی بتلایان مریض تھا کہ دوا
 تسلیم ہوا آئین بھی جو کچھ حق تحقیق تھا ادا ہوا از حق بر ملا ہوا اب فلاح الولی اتباع الیہ فی الفضل
 لم یزل چپکے میاں کرتا ہوتا ہے جس سے زور زور و باطل ضایع ہوتا ہے اب کے بار طبع میاں میں غیری
 مولوی تلمطف حسین نے کہ شوق انصاف حق کا انکی دلیلیں و فوہ ہے اور سنی انکی مشکوہ ہے بڑی جانفشانی اور
 نہایت عرق ریزی سے عام فہم بیان اور سلیس زبان میں ترجمہ کیا گیا اور چونکہ بحث مسئلہ تقلید پر تھی لہذا
 مسئلہ تابعیت امام صاحب چھوڑ دیا اور باب تقلید سے ترجمہ شروع کیا فقیر نے موبے الیہ کو حال اور مستقبل میں
 چھوڑا انکا اختیار دیدیا اور کسی کو یہی طبع کی اجازت کا انکو ہے اختیار ہے مجھے اس سے بحث پر سرکار



طالبان اقوال شریعت غراشتا خان احوال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شردہ ہو کر اس کتاب
 حق اساس کا جواب مولد شاہ فی ماریا کی لکھا تھا او کی رد پر کہینے چھ لکھتات کیا پھر مصنف دانتے جو تونر الحق
 کہ جبکا جواب میاں ہے چھوڑا تا اکثر عبارت کو سا قظ کیا نظم نسق بدل دیا جو تھا اسکا ملاحظہ او کی متا بلہ میں
 تونیزان کو مطالعہ میں لائیں پھر مولوی ارشد حسین صاحب راہپور سے لے کر کتاب انصاف الحق لکھی او کی رد میں
 مولانا کے شاگرد دن میں سے کسے نے مختصر در سالہ تخفیف الانظار فی مابنی علیہ الابصار و براہین اثنا عشر
 نشر کئے چونکہ مصنف انصاف کی درخواست تھی کہ جواب مطول کل کتاب کا لکھا جائے اسلئے اختیار الحق قاضی محمد
 حشام الدین صاحب نے او کی رد میں لکھی اور جناب الانا قتب حاجی حسین شرفین مولوی امداد العالی صاحب
 ڈپٹی کلکٹر مراد آباد سے چھوڑا کہ شایع کی اور چونکہ میاں مطبع اول کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا اور چار سو سی غلطیاں ہو گئیں
 بلکہ زیادہ توبہ لائیں مولوی ہاشم صاحب عظیم آبادی باہام و ترجمہ و تصحیح الاکلام مولوی تلمطف حسین عظیم آباد
 و تصحیح مولوی محمد امین صاحب عظیم آبادی طبع ہوئے

اور نیز واضح ہو کہ یہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸۷۱ء ایکٹ ۲۵ء دھنل بہی جسٹری گورنمنٹ
 موہکی ہے بدون اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں

تکلیف
 بنام خود و بر سر
 عیسی از ان
 و اندک سپهر

حاکم دور
 حاکم دور
 حاکم دور
 حاکم دور

از تصنیف فاضل اجل خواجه حضرت مولانا شاه ولی الدین

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فَلَا تَهِنُوا فِي بَأْسِ النَّبِيِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در سینه این دعا را در حق تعالی آن دین سئله که عبادت شاقه و نفس کشی در کثرت ثواب و قرب الهی فضل و ادنی را
یا اتباع و اقتدای محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی الله علیه و سلم فصل و الزم و موجب یادت و قرب الهی است
این دعا را در کتاب سنت بلار و در عایت احدی از شما فرمایند که مستحضر بر آن کار بندند و از آن فراتر نروند

اجواب الله هو الموفق بالصواب

ثبوت ثواب و قرب الهی در تبلیغ و رضا جوئی آنحضرت صلی الله علیه و سلم حاصل خواهد بود و در عبارت شاقه و نفس کشی که
خلاف طریقه عرفیه آن خیر البریه صلعم باشد و مواظبت و مداومت بر آن و شوار تر شود پس بر نوبت با وید لقل کان
که در رسول الله صلی الله علیه و سلم علی و فایده و تحنات نفسانی در آن نشاید خلاف پیغمبر کسی را گردید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید نه زیرا که آنحضرت صلعم حکم رب العالمین و حکم الحاکمین بر ملت حنیفیه سمیه سهله سبعوث و
ماور شد با شرف و احوال چنانکه قرآن عالی شان فاتحه مکه ابراهیم خیفه الایه و ما جعل علیکم فی الدین من حرج الایه
یونیه الله بکم المیسر و یزیدکم العسر و یسره لکم من الایات بران خواهد مالد هستند چون طمع خواهد ازین سلطانین
انما برفق قناعت بعد ازین و در صحیح بخاری است در بیان قول آنحضرت صلعم که فرمود و احب الالدین الی الله
محبوب ترین دینها بسوی خدا تعالی الحنیفیه طریقه السیة که منسوب بسوی حیف است یعنی امت ابراهیم خلیل الرحمن
علیه الصلوٰة و السلام و صیغه در لغت بمعنی میل کننده است از باطل بسوی حق السیة طریقه است که آسان باشد و در
ما فی صحیح البخاری فی احب الالدین ای خصال الدین لان خصال الدین كلها محبوبه فکل ما کان منها سمیاً او سهلاً او فیه وجوب
الیه و یل علیه و آله الامام احمد بسند صحیح من حدیث اعرابی لم یسمه انه سمع رسول الله صلعم یقول خیر بکم السیر
الحذیث و الحنیفیه ملة ابراهیم علیه الصلوٰة و السلام و الحنیف فی اللغة کان علی ملة ابراهیم و سمی ابراهیم حنیفاً لمیل
من الباطل الی الحق لان اصل الحنف المیل و السیة السهل الذی انما مینیه علی السهل لقلی ثق و ما جعل علیکم فی الدین من حرج
ملة ابراهیم الی اخوان فی فتح الباری شرح صحیح البخاری السیة السهل الذی انما مینیه علی السهل لقلی ثق و ما جعل علیکم فی الدین من حرج
احكام من الشرائع و احب بعضی الحبوب الی بعضی حدیثه فی تعلیق استدلال ابن شنبه فی ما قاله الزرکشی فی البحار فی الادب المفرد
و احب بن حنبل فیما قاله الحافظ ابن حجر و غیره و انما استعمل المولف فی الترجمة لانه لیس علی شرطه مقصود ان الدین
یقع علی الاعمال لان الذی یتصف بالعباد السیر انما هو الاعمال فی التصدیق انقی ما فی القسط لا شرح صحیح البخاری

فی الجمله دین سهیل نیکو مشایخ و علی شان نباشد ان ملت محمدیه علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیة سبب زیرا حق تعالی در
 شان آن فرمود و جعل علیکم فی الدین من حرج و این دین محمدی بر سبب تمام عل داد بان آهیل و ارفین
 سبب چنانچه قول خداوند کریم از عرض حال و قال بندگان که فرمود و بنا و لا یغفل علینا احکم الحاکمین علی الذین قبلنا
 انما ان خیر منه و درینص اورب العالمین و ارحم الراحمین اعمال شایسته که در امتهای سابقه و هشتم بود ازین است
 موجود بر طرف و موقوف فرمود و احکام سهیل موجود و مشروح نمود و الاصل فی اللغة الثقل و الشدة و الثقیه عالمی
 القیصر الکبر و غیره عن ابی هریره عن النبی صلی الله علیه و آله قال فرمود و تخفرت صلعم ان الذین یسبون برائمه دین و این من
 آسان است ازین قول رسول مقبول منعم بر او و انکار نامه میشود بر سنگران آسان بودن دین محمدی را و التکید بازان
 منکر نیست هذا الدین فاما ان یکنی الخاطی بک و لا تقدر بر تنزیله منزله و علی تعذر التذکر من الخاطی ان و لکن القصة مما یجتمعا و انما
 فی القسط انهم صحیح الجنان و لکن یشاد الذین الاغلبه بر گمنا لبه و مقابل کرده فرمود و این را که اکثر غالب میشود و این گفتار
 در بعضی روایات آمده و لکن یشاد الذین احل الاغلبه یعنی نعمتی و تکلف نمی گذارد کس در دین بار نگای اعمال شایسته
 و ترک افعال سهیل گر آن کس عاجز شود و مغلوب گردد و دین با وجود آنکه نیکو آسان است بر و غالب آید یعنی در آخر
 سهیل بسوی عمل بر خست و سهولت خواهد بود و ترک فضل و قصور در ادای و الزیع و واجبات از او بوقوع آید و
 اکل فوت کل گردد و مقصود التدرع من الافراط النبی الی الملک او المبالغة فی التطوع المنفصل الی ترک الافضل و اخراج
 الفحش عن وقت یکن بات یصل اللیل و یغالب النعم الی ان غلبته عیناه فی آخر اللیل فقام عن صلوة الصبح فی الجماعه و الی
 ان شروق الوقت فالتخار انقیض ما فی فتح الباری ع کعش آسان نمود اول دلی افتاد و شکلها فسد و فاسد لازم گیرید و موافق
 در قول فضل و تجاوزه کنید از مد اعتدال بسوی افراط و تقریب و قیاس و میزد و یک باشد و در طریق راست
 و ثبات سهولت که بر آن موجب می توانید کرد و در معارفت میان روی قوی الهی بجهتیک و التسهیلا و فرموده
 بثواب جزلی بر عمل دایم اگر چه قلیل باشد یا غرض باشد یا مستغنی بالعدوه و طلب ایست
 بر دوام عبادت و قیام ریاضت به یگانه یعنی اول وقت و الروحیه تا خروج وقت بعد زوال و حتی من اللحظه
 و بجز سیه از سید آخر شب پس گو یا رسول الله صلعم باین کلام حرکت التیام درین مقام تشبیه داد
 عامل را به مسافر بر سبیل استقامه و منما طلب کرد و مسافری که بسوی یک مقصد سفر نموده باشد پس
 بر اوقات نشا ط معبیه ساخت زیرا که مسافر و قریکه تمام شب در دیر سیر کند لبسته عاجز می شود و
 به مقصد خود نمی رسد و هر گاه که درین اوقات نشا ط سیر کند بلا ریب او را دلاومت بر مسافت آسان
 شود و به مقصد خود و منزل گردد و این استقامه با حسن وجه و واقع گردد زیرا که دنیا و ارضی است بسوی
 دار آخرت و فرموده ان ابی خیر القصد القصد بالنفس فیها علی الضم القصد الخ بالمرءه الوسطه انقیض ما فی فتح الباری مختصر

و متصف این حدیث را از ان جهت آورده که این حدیث مناسب از برای حدیث سابقه است چنانکه اسنادی است
 متضمن ترغیب بند و قیام و صیام و در جهاد و غیره پس اراده کرد که بیان نماید که اولی و افضل هر چه عامل شریعت است
 که درین اعمال حد اعتدال و توسط بجز افراط و تفریط اختیار کند تا دوام برکن اعمال میسر گردد و از جهت ملال
 و کسل ترک آن اعمال مایل حاصل نیاید بذه خلاصه مانی فتح الباری و غیره مع چراکاری کند عاقل که
 باز آید پیشانی روانه البخاری روایت کرد این حدیث را امام بخاری و دیگران در باب دیگر میگفته
 باریجب الدین الی الله اذ و صه باب است در بیان آنکه محبوب ترین دین و آئین بسوی خدا همیشه ترین کن
 دین است و مراد مولف ازین باب استدلال است بر آنکه مطلق ایمان بر اعمال می شود و نیز که مراد از دین
 عمل است و دین جانی متحد با سلام است و سلام مراد ایمان است پس مقصود باین قدر صحیح باشد و قبل ازین
 ذکر که حسن سلام با عمل صالحه است پس درین باب تنبیه کرد که مجاهده نفس تا بحد مغالبه مطلوب نیست مشغول
 و بعضی ازین معنی در باب الدین میسر گذشت و این خلاصه فتح الباری است و دوم افضل تفضیل بین الدوام
 والمراد منها الدوام العرفی وهو قابل الکثرة والعلة ان فیها فی القسط لا یشترک الخ لیسینه دوام قابل از برای تفضیل
 زیرا که آن عبارت از شمول ازمنه و اوقات است پس بنشین لفظاً و در حقیقت جواب داد شایع که مراد از دوام دوام
 عرفی است نه حقیقی و آن قابل است از برای کثرت و قلت عن عائشة رضی الله عنهما صلعم دخل علیها گفت
 حضرت عائشة رضی الله عنهما رسول الله صلعم مراد بر دوسه و عندها امرأة و نزل و دوسه زنم بود و نام
 آن زن حولا بنت ثویت بدو تاسه مثله فوقانیة بعینه مصغر پس حبیب پس اسد پس عبد العزی منی از گروه
 و قوم ام المومنین حضرت خاتمه الکبریه بود و فتال پس گفت آنحضرت صلعم من هذا کیست این قالت گفت
 حضرت عائشه رضی الله عنها که این زن فلان زن است کنایه کرد از حولا و اسدی و عبد الرزاق در
 روایت عمر از هشام زیاده کرده است حسنه الهیة را تذکر ذکر می کرد حضرت عائشه رضی الله عنهما و این
 بر تقدیر ضمیمه مونس معروف است و در بعضی روایات مذکور بعینه مذکور مجهول آمده و برین تقدیر لفظ
 من صلعم نقیض معقول المسمی فاعله و دوسه خواهد بود و در بعضی روایات آمده لاشام باللیل و در بعضی
 روایات آمده و علی انها لا تنام باللیل و اخرجه الحسن بن صفیاء من مسنده من طریق و لفظه كانت عندا امرأة فلما قالها رسول الله
 صلعم من هذا بعائشة قالت یا رسول الله هذا فلانة و هی عبد اهل الدینة فذكر ان هذا المصنف فی فتح الباری ارشاد الساکر قال
 فرمود رسول خدا صلی الله علیه و سلم مکه باز نیست و باز آن سئمه عائشه و خود را نگذارد ازین سخن و هم گفته
 گفته میشود براسه زجر و انکار و بعد از آن احتمال دارد که این خبر و انکار از برای هر حضرت عائشه رضی الله عنها
 و مقصود ازین کلام بخی و منع آن باشد از آنچه ذکر کرد از بیخ آن زن بکثرت ریاضت و عبادت تمام شب

و احتمال دارد که مراد یعنی از ان فعل باشد چنانچه جماعتی از ائمه دین بعضی احتمال بر سبیل یقین اخذ نموده و گفته اند
 که نماز تمام شب خواندن مکروه است چنانچه دیگر اخباری در این خواب کرده و هذا الزجر بحتم ان یکنی لعائشه و
 هم یلحن منهم الخ بما ذکرت و یحتمل ان یکنی المراد انهم عن ذلك الفعل و قد اخذوا بذلك جماعة من الائمة فقالوا لیکون
 سبیل السبل کما سیاقه فی کما اذا انتقم ما فی فتح الساری علیکم بما انظیفون لازم گیرید شما آن خبر که گفته اند در این
 بر مواظبت بر آنها و علیکم اسم فعل است بمعنی از نماز و خطاب درین کلام مجرا و نه و بود لیکن حکم را تعمیم نمود
 و از جهت مترتف تعلیب و او ذکر را بر آنست و این کلام بابت از منطوق تقاضای کند و از براسه امر با مقتضای
 و توسیع که مفایر از افراط و تفریط است تا بر آن مواظبت یافته شود قاضی عیاض گفته که این یعنی احتمال آن
 که خاص بر نماز تمام شب باشد و احتمال دارد که عام از بر همه جمیع اعمال شرعی باشد قال القاضی عیاض یحتمل ان
 یکنی هذا لخاصه بصلوة اللیل و یحتمل ان یکنی عاماً فی الاعمال الشرعیة قلت سبب روده خاص بالصلوة لکن
 عام و هو المعبر و قد عبر بقوله علیکم مع ان المحلل النساء طلبا تعمیم حکم و قد ذکر علی الاطلاق انتم فی فتح الباری و قد آمد
 پس میگویند است مراد از آنست که درین کلام و لالت است که سوگند خوردن بغیر طلب است بلکه مستحب است
 برای تعظیم و تعظیم امری از امور دین باشد یا تیز کردن بر آن امر باشد یا بر سه تغییر از محدوده باشد چنانکه ازین
 مسئله بمقام خود مصرح است و بر اهل بلاغت مخفی نیست که عیالوا الله حتی یقبلوا که حال یعنی کند خداوند تعالی تا
 آنکه عیال کنید شما و مراد از عیال خدا تعالی ترک ذنوب و دادن بر عمل است و مراد از عیال من طین ترک عمل است و این
 مجاز از قبیل اسم سبب بر سبب است زیرا که لال از سستی سبب است که آن نمی میشود و توجیه درین بسیار است در
 شرح میجر بخاری و مسلم باید دید و کان احب الی الله و است محبوب ترین دین بسوی خدا داد و ام علیه
 صاحب رواه الشیخان آنچه که مداد دست مواظبت نماید بر آن چیز صاحب آن دین و مراد از دین و دنیا
 عمل است چنانکه سابق گذشت و مراد از مداد دست مواظبت عرفی است از جهت آنکه مداد دست حقیقی که عبارت
 از شمول جمیع از منته و اوقات است از بشر محال متعین است و زاد المصنف و المسلم من طریق ابی سله عن عائشة
 رضی الله عنهما ان الله ما دام علیه و ان قل کلا فی فتح الباری و اما ما مذکور گشته که آنکه از طاعت
 و قرب بر سبب و مواظبت بر کثیر منقطع ضعیف مضاف معناه نماید میشود و درین اشاره است بسوی قول
 حتی سجد که فرمود و در هائنه انبت دعوا ما کتبنا علیهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها الا ایتة و ازین
 که عبد الله بن عمر بن العاص چون از عمل ضعیف میشد بپشیمان میشد برنگار و از حیثی که بهر راه رسول الله صلعم و بابت
 غنیمت کرده بود میگفت لیتنی قلبی سفیه رسول الله صلعم و هرگز قطع نمی شد از علی که التزام کرده بود و آن عمل
 چنانچه این قصد در صحیح بخاری و مسلم و غیره بر وجهی مذکور است و بر ظاهر است که مداد دست و مواظبت بر امر شاق اگر آن

و شواہد است لهذا آنحضرت صلعم از راه شفقت و رافت امت خود را خصوصاً صحابہ کرام را بر عمل سہل گردانید
مکمل باشد بتاکید ارشاد و ہدایت نمود کہ لا یخفی علی الناس انما ہر باشد لغیر العز و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الطاعة بالذکر والمرقبة والاطاعة الاقبال علی اللہ بخلاف الکثیر الشاق حتی ینفوا القلیل الدائم بحیث یریدوا الکثیر
المنقطع ضعیفاً کثیراً انھما فی فتح البکاء و فوائد دین حدیث بسیا اند چنانکہ بر دوشمذ شریع پوشیدہ نیست
و عن عائشہ رضی قالت گفت عائشہ کان رسول اللہ صلعم بود آنحضرت صلعم اذا امرهم امرهم من الاعمال بما
یطبقہ و فیکہ امر سے فرمود و صحابہ کرام را امر میفرمود از جملہ اعمال و افعال تا بخیر یکہ طاقت سے و شہادت
پیروز را حاصل آنکہ رسول صلعم بخیر یکہ در وسع و طاقت مداومت و مواظبت باشد لیکن مداومت و مواظبت
بر دوشمذ بحسب حالت محال و شواہد باشد تکلیف سے فرمود بلکہ تکلیف تا بخیر سے میفرمود کہ مواظبت و مداومت
بر دوشمذ آسان و سہل تر باشد نیز کہ فرمود واجب الاعمال الی اللہ ادومہ فتا السوا گفتند صحابہ کرام سہل تر
خیر الام انما لسانا کھیتناک بدستیکہ ما ینستہم مثل صورت مبارک تو ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حال ما ین مثل
خال شمانیت نیز کہ ان اللہ قل غفرک ہر آئینہ خدا تعالی بخشیدہ است ترا فغضب پس قہر خشم کرد
رسول اللہ صلعم از قول صحابہ کرام حتی یعرف فی دھجہ الغضب تا آنکہ شناختہ سے شد در دوشمذ مبارک انما قہر خشم
نہم یقول انا اتقاکم بستر میفرمود من پر سبز گار تر شما ام و درین قول اشارہ است بسوی کسی کہ مال قوت
علیہ و اعلم کہ باللہ انا و اما ترین شما بخدا سے نفاسے اسلم و درین قول اشارت است بسوی کمال قوت
علیہ خلاصہ اینکه من زیادہ تر در تقو سے و پرہیز گاری و حلم و دانش از شما ام ہر چه اگر کم بر آن اقدام
کنید و از را سے عقل خود دان چون و چرا نکنید و از وہم و خیال بر عبادت شاکہ ارادہ نہائید و فرمود
مرا موجب قرب الھی امید انیجا است کہ امام بخار سے در کہ است عبادت شاکہ با بی جدا گانہ نوشته با و ایکہ
من التشدید فی العبادۃ عن النبرین مالک قال دخل النبی صلعم فاذا اجل مد و دین السائتین فقال ما هذا
قالوا اجل لزیب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلعم لاجل لیصل احدکم فاذا فتر فلیقع عن عائشہ
رضی قالت عتقت امرؤ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلعم فقال من هذا قلت فلانذ ما انتام باللیل فذکر من
صلواتها فقال مہ علیکم بما نطیفون من الاعمال فان اللہ لا یعل حتی تملاوا رواہ البخاری فی الحجۃ و الخا
خلاصہ ترجمہ روایت ابن ابی کثیر است کہ حضرت زینب کہ کئی از ارجح منظر است رسول اللہ صلعم بودند رسین
ہزار کردہ میان دو ستون بستہ بودند و ہر وقت کسل و سستی در قیام نماز بر آن دین سے آویختہ کہ سستی
و غلبہ خواب رفع شود و در گردن آنحضرت صلعم آن را دیدہ فرمودند کہ این من تندہ در میان دو ستون
بستہ چیست گفتند دیگر مردمان کہ این رسین بستہ حضرت زینب است کہ ہر گاہ در قیام نماز متور و سستی

واقع می شود ایشان آن رس را گرفته می آورند که این ستمی و غلبه خواب رخ شود پس آنحضرت مسلم فرمود
 که گویا این رس را در در کینه و این نشاید باید که تا وقت نشأ نماز خواند و بروقت فتند و غلبه خواب
 بنشیند یا بخشد بعد سحر است از خواب یا از شست برخواست باز نماز خواند و لفظ لا محصل است که سببی نشأ
 باشد ای کیکن هذا الجبل و لا یبدل و محصل که لایمی بینی باشد ای لا تغفلو چنانچه ازین و دیگر شش چیز
 استفاد می شود پس ازین حدیث واضح شد که عبادت شاقه کرده و خلاف طبع و دمنع آنحضرت مسلم است
 زیرا که مداومت بر آن دشوار باشد و قیله فرماید این حدیث یکی نیست که نفس آواره را مانع شود از نماز
 حدودی که شایع مقرر فرموده از غریمت و رخصت و همتا کند که عمل کردن با سهل و آفریق که موافق
 شش شریف باشد اول دافعی و فصل است از هتایت باشد و اش که مخالف آن باشد چنانچه خدا تعالی بفرمود
 که ما انک لا یسلی فتنه و غش که در فتنه است بحال اتبع قول و فعل رسول مقبول صلی الله علیه و سلم لازم است نه برخواستن
 نقضانی عمل باید کرد اما هم بخاک و سلم در باب اعصام با کتاب و سننه مدنی آورده از انس بن مالک محاسب
 عن انس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول ان عباد الله صلی الله علیه و سلم گفت انس که آمدند از
 انصاری بسوی من آن پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم در حالیکه می پرسیدند ایشان از عبادت پیغمبر خدا قلما
 اخبروا بها پس چون خبر داده شدند بدیانت آنحضرت مسلم و بیان کردند از ادعای مظهرت که عبادت ایشان اینست
 بود کانه تقالوها هم که این سه تن صحابی کم چه شستند آن عبادت آنحضرت را فعلوا این سخن من انبی
 صلی الله علیه و سلم قد غفر الله لهما تقدم من ذنبه و مات اخس پس گفتند کجا ایم ما از آن
 پیغمبر خدا مسلم یعنی ما را بجانب فیض باب و می چه نسبت اگر عبادت کم کند آدر می رسد و حالانکه هر سه
 آفریده است خدا تعالی را در آنچه پیش گذشته است از گنا مان و آنچه پس آمد و او را فقال احد هم اما
 انا فاصلي للبل ابدل پس گفت یکی از آن سه تن صحابی ما من پس عهد کردم که نماز بگذارم و در شب همیشه
 یعنی تمام عمر یا تمام شب و قال الاخرانا اصوم النهار ابدل و گفت دیگر من روزه می دارم همیشه و لا افطر
 و منی کنایم روزه را و قال الاخرانا اغتزل النساء فلا تزوج ابدل و گفت دیگر من گوشه بگیرم از زنان پس گفتند
 همیشه بجاء الله صلعم الیهم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا پس آمد آنحضرت مسلم بسوی ایشان پس گفت شما
 که می گفتید چنان چنین اما والله انی لا اختار الله اکاه یا شید بخدا سوگند که بدستیکه من هرگز روزه نگذارم
 شما ام مرغدار و اتفاقا که در بهر روزگارترین شما ام مرغدار و لکنی اصوم و افطر و لکن من روزه
 می دارم و میکشایم نیز روزه را یعنی گاهی می دارم و گاهی نمی دارم و لفظ لکن ایستدراک است از خود
 که سیاق کلام بر آن دلالت میکند تقریر کلام نیست انا و انتم بالنسبة الی العبودية سواء و لکنی الخ کذا فی

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری واصلی ارقط و نمازی خوانم و خواب نیز می کنم و استودج النساء و نکاح
میکنم زن را و جماع میکنم با ایشان فمن رغب عن سنتی فلیس منی پس سیکه اعراس کند و دست و طریقه
مرفیه و پسندیده من پس نیست نکاح از تابعان من روایت کرد و بخندید و را بخاری مسلم و غیره و ازین
جهت شیخ ابن ابیهم صاحب نسخ القدر بخشی براید و ملا علی قاری گفته که با لجله فالافضلیه فی الاتباع الا
فیما یجوز للنفس ان افضل نظرا لظاهر عباده او لوجه و لم یکن الله عز وجل یرضی لافضول انبیاءه الا باشرف
الاحوال انتهى فی المرقاة شرح مشکوٰۃ لملا علی القاری الخ فی مختصر پس آنچه خلاف طبع و وضع نخست
صلح می شد و دو کت چنانکه فمن رغب عن سنتی فلیس منی از آن خبر و مطهرت و تفسیر عالم التزلی و غیر
نیشابوری مذکور است که روزی آنحضرت صلی الله علیه و سلم بید و عطر فرمود و از آفات و احوال قیامت بشارت
و بکار خوف قیامت اهل مجلس و عطر بسیار شد پس ده نفر از صحابه کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق و علی مرتضی
و عبد الله بن مسعود و عبد بن عمر و ابو ذر غفاری و سالم موطا ابی حذیفه و مقداد بن اسود و سلمان فارسی و مالک
بن مغیر و غیره رض و خانه عثمان بن مظعون که برادر رضاعی آنحضرت صلی الله علیه و سلم بودند جمع شدند و
با خود مشوره کردند که بهانیت اختیار کنیم که قطع ذکر کنیم و همواره روزه داریم و تمام شب نماز خوانیم و خواب
نکنیم و دستکوبت از تنم بگوش و دروغ نخوریم و از نکاح و جماع پرهیز نماییم و سیاهی اختیار کنیم پس آنحضرت صلی الله علیه
و سلم خبر شد و اذ قال ایشان پس فرمود در ایشان را که خبر نداده شده ام که برخان چنین اتفاق گردید و عرض نمود
گفتند آن صحاب کرام مذکورین آری چنین نم کرده ایم ما نیزین اراده نموده ایم گریه و ضحاک را پس فرمود آنحضرت صلی
الله علیه و سلم که من بآن چیز نگرشما اراده کرده اید ما مورد شده ام بهر حال نفوس خود را نگا دارید و حقوق نفس خود را
نیز بشناسید روزه دارید و مفارکیند و نماز خوانید و هم خواب کنید و حکم و دیگر چیزهای لذتبخش خود را من رغب عن سنتی
فلیس منی هر که اعراس کند از طریق مرفیه من پس نیست نکاح از تابعان من پس هر جمیع مردان را جمع نمود و فرمود که بشنو
بهانیت و قیسین و دین من نیست پس این آیات نازل شدند یا ایها الذین امنوا لا تأخروا طیبات ما احل الله لکم
ولا تعذر و ان الله لا یحب المعذبین الی آخر الا یتیر چنانچه عبارت تمامها نوشته میشود و از آن مفصل حال و مزاج
خبر میدهد قال اهل التفسیر ذکر النبی صلی الله علیه و سلم الناس یوما و وصف القیامة ففرقوا الناس بکی فاجتمع عشق من احبوا به فی
ابن عثمان بن مظعون الخ و هو ابوبکر الصدیق و علی بن ابی طالب عبد الله بن مسعود و عبد الله بن عمر و ابو ذر و العفّا و کوسا
سما ابی حذیفه و المقداد بن الاسود و سلمان الفارسی و معقل بن مغیر و رض و تشاوروا و اتفقوا علی ان یتوجهوا لیلئلا یسوح
بجیبه کلهم یمشی الدهر و یقوموا الی البیل فلا یناموا علی الفرائض الا کمال الهم و الودک و لا یقربوا للنساء الطیب سوا فی الارض فلما
اذل رسول الله صلی الله علیه و سلم قال دار عثمان بن مظعون فلم یضاً فقال لامرأته اخی ما یلغی عن زوجک و اخی فکدها ان تکذی رسول الله

[illegible]

وہ نستعین

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَیْسَ لَوْقَعَتِهَا کَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ

واقعة الفتق دافعة البلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت انصاری رحمہ اللہ نے فرمادہ ہے کہ یہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب واقعہ واقع ہوگا تو اس کے خلاف نہ ہوگا اور اس کے موافق نہ ہوگا۔
جواب علی نقی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے یعنی علی نقی اور شخص کے کہنا کہ جبکہ قول باللیل
 شرعی کے حجت نہ ہو کہ علی نقی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے یعنی علی نقی اور شخص کے کہنا کہ جبکہ قول باللیل
 بالکلیۃ حجت من الحجج الاربعہ کما فی کتب الاصول الخنفیۃ وغیرہا کما لا یخفی علی الماہر بالاصول پر تنقید کیا
 ہوئی ہے حسب مہطلح متقدمین کی وضع ہو کہ علی نقی دلائل اربع یعنی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و علم ہجیر
 صحابہ و مجتہدین اور قیاس مجتہد مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ علی نقی شرعی متقدمین اور جو علی نقی اور اولاد کے
 اجتہاد کے علی نقی شرعی متقدمین وہ مردود و باطل ہے شرعاً پس علی نقی ہی ہی مردود و باطل ہوا اور یہ کہ علی نقی
 شرعی ہوا علی نقی کا موجب مہطلح متقدمین کے ثابت ہوا اور یہ سخت حجت ہے متقدمین پر کما لا یخفی
 علی المقطن المصنف الماہر بالشریعۃ المحمدیۃ قال فخر الدین الرازی فی الکبیر هذه الاية دالة على ان
 ما سوا هذه الاصول الاربعه اعني الكتاب والسنه والاجماع والقياس مردود و باطل وقال امر الله تعالى
 في كل واحد من تلك الاشياء ما سوا هذه الاصول الاربعه ان يسمع للمكلف ان يسمع بشيء سوا هذه الاصول الاربعه
 لان ما ثبت هذا فنقول القول بالاستحسان الذي يقول به ابو حنيفة رضي الله عنه والقول بالاستصحاب الذي
 يقول به مالك رحمه الله تعالى ان كان المراد بما حله هذه الامور الاربعه فهي تقييد عبادة ولا فائدة فيه وان كان
 معناه هذه الاربعه كان القول بدلالة قطع الدلالة هذه الاية على بطلان ما ذكرنا انما في التفسير الكبير

من تحت آية اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان اختلفتم في شئ فارجعوا اليه فكل من عصى الله ورسوله فاعلم ان الله عليم الخفي عليم الغيوب
 من نفوس الله ورسوله من منعه تعذيب من قال الشوكاني قد ذكرت نفوس الائمة الادب الصحة
 بالنظر عن التقليد في الرسالة التي سميتها القول المفيدي في حكم التقليد فلا نطول المقام بذكر ذلك ويجوز
 تعلم ان المنع من التقليد ان لم يكن اجاعا فهو مذهب الجهمي ويؤيد هذا حكاية الاجماع على عدم جواز تقليد
 الاموات وكذلك على المجتهد برأيه انما هي خصلة لا عند عدم الدليل ولا يحسن لغيره ان يعمل به بالاجماع فلهذا
 الاجماع انما يختصان التقليد من اصله انتهى ما في هداية السائل اوربر مكس غلاف كسي برهتد بخبر وتقليد با ودها
 فرعية اده منور هو ككتاب اور سنت سے لڑا ہے اور کسی تقلید بلا دلیل پر اور لڑا اور اپنے خیال خام پر شان
 اور اپنے ہوس اور جہالت اور اس چنانچہ آیت کریمہ کل حزب بما لدیہم فرعون ایس ہی مسئلہ شعوبت شعور اور تحریف و
 ذرا غور اور فکر نہیں کرتا کہ تقلید بلا دلیل اور مشرک فیہ و مسائل حق اور باطل کی پہلی کو ہر فرقہ کہ جسکے تقلید بلا دلیل
 کرتا اور کواہا جانتا ہے اور دوسرا فرقہ مقابل فرقہ اولی کے برعکس ایسے سمجھتا ہے پس اگر یہ تقلید بلا دلیل
 نفسہ معنی سے الحق و ہدایت ہو تو جب ہو ہذا مشی اور متعین شے کا حق اور ضراب پر کو نہ ہر شخص اپنے مسئلہ کو اپنے
 دھڑکے کو اپنے دھڑکے سے اور ہم امر الیہ اہل بلار یہ ہے شرعاً اور عقلاً ولا یلتزمہ الا العالمون اور یہی ہے
 اور یہی ہے انی جابر اپنے کام پر کہ میں تقلید بلا دلیل کر دیتا تھا اگر نہ فرقہ نبوی و تقلید بلا دلیل ساعت قد فی الی الوشاء الرحمن عبدنا
 بالہم بذلک من علم ان ہم الذین من ام اتینا ہم کتابا من قبلہ فہم بہ مستمسکین بل قالوا انا وجدنا ابائنا
 علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون وکذلک ما ارسلنا من قبلك فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوا انا وجدنا
 ابائنا علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون قال اولو جئناکم باحکام مما وجدتم علیہم با لکم قالوا انا بما ارسلنا
 بہ کافرون فانقمنا منہم الی اخذ الایۃ والمعنی انہم وجدوا ذلک الباطل فی کتاب منزل قبل القرآن
 جائز لہم ان یعولوا علیہ وان یتسکبوا بہ والمقصود منہ ذکرہ فی معرض انکار و لما ثبت انہ لم یدل علیہ
 لادلیل عقلی ولا دلیل نقلی وجب ان یکون القول بہ باطلا ثم قال تتاب بل قالوا انا وجدنا ابائنا
 علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون قال المقصود انہ یقال ما بین انہ لادلیل لہم علی صحتہ ذلک القول
 البتہ بآئ انہ لیس لہم حامل یحکم علیہ الا التقليد المحض خبر بآئ ان تمسک الجہال بطریقہ التقليد
 امر کان حاصل من قد یہا لہم فقال وکذلک ما ارسلنا من قبلك فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوا
 انا وجدنا ابائنا علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون و فی الایۃ مسائل المسئلۃ الاولی قال صاحب
 الکشاف قرئ علی امۃ بالکسر وکلتا ہما من الام و هو المقصد فالامۃ الطریقۃ الی قوم ای تقصد
 کالرحلۃ للرحول الیہ والامۃ الحالۃ الیہ لیس علیہا الام و هو القاصد المسئلۃ الثانیۃ لولم یکن

كتاب الله الاية الايات كلفت في ابطال القول بالتقليد وذلك لانه تعالى بين ان هؤلاء الكفار
 لم يتسكنوا في اثبات ما ذهبوا اليه الا بطريق عقل ولا بدليل نقل فبين انهم ذهبوا اليه بمجرد
 تقليد الاباء والاسلاف وانما ذكر تعالى هذه المعاني في معرض الذم والتجنيح وذلك يدل على
 ان القول بالتقليد باطل وما يدل عليه ايضا من حيث العقل ان التقليد امر مشترك فيه بين
 المبطل وبين الحق وذلك لانه كما حصل لهذه الطائفة قوم من المقلدة فكان ذلك حصل للضادهم
 اقوام من المقلدة فلو كان التقليد طريقا الى الحق لوجب كون الشيء ونقيضه حقا ومعلوما
 ان ذلك باطل انتهى ما في التفسير الكبير بلقطة اوتير ووجه دليل بطلان تقليد يهود كقول بوجوب تقليد
 من حبيب منع تقليد يهود كما اورد جيز مفضي هو ثبوت اوصاف طرف نبي اوسى كس (يعني هرقل) ووجه تقليد كس
 يعني يهودا بندي كرايه توده باطل به توجب هو اس قول من بطلان تقليد كما اذا قال ابراهيم
 لاسيه وقومه انني براء مما تعبدون الا الذي فطرني فانه سيهدين الى اخرا لاية اعلم انه تعالى
 لما بين في الاية المتقدمة انه ليس لاولئك الكفار ادعاء يدعونه الى تلك الاقاويل الباطلة
 الا التقليد الاباء والاسلاف فبين ان طريق باطل ومنه فاسد وان الرجوع الى الدليل اولي
 من الاعتماد على التقليد اذ قد بطلت الاية والمقصود منها ذكر وجه اخير يدل على فساد القول
 بالتقليد وتقريره من وجهين الاول انه تعالى حكى عن ابراهيم عليه السلام انه تبرا عن دين ابيه
 بناء على الدليل فقوله اما ان يكون تقليد الاباء في الاديان شرها او جائزا فان كان محرما
 فقد بطل القول بالتقليد وان كان جائزا فمعلوم ان اشرف اباء العرب هو ابراهيم وذلك
 لانه ليس لهم فخر ولا اشرف الا بابائهم من اولاده واذ كان كذلك فالتقليد هذا الابل الذي هو شر
 دين الاباء اولي من تقليد سائر الاباء واذ ثبت ان تقليد اولي من تقليد غير فقوله انه ترك
 دين الاباء وحكم بان اتباع الدليل اولي من متابعة الاباء واذ كان كذلك وجب تقليد
 ترك تقليد الاباء وجب تقليد في ترجيح الدليل على التقليد واذ ثبت هذا فنقول فقد ظهر
 ان القول بوجوب التقليد يوجب المنع من التقليد وما افضى ثبوته الى نفيه كان باطلا فوجب
 ان يكون القول بالتقليد باطلا فلهذا طريق دقيق في ابطال التقليد انتهى ما في التفسير الكبير
 ومن سورة ص عجبوا ان جاءهم منذر منهم وقال الكافرون هذا ساحر كذاب اجعل الالهة الها
 واحدا ان هذا الشيء عجاب وانطلق الملائكة منهم ان امشوا واصبروا على الهتك ان هذا الشر
 يراد ما سمعنا بهذا في الملائكة الاخرة ان هذا الاحتمال الاية اقول فمشأ النجيب من وجهين

الاول حيوان النعم ما كانوا من اصحاب النظر والاستدلال بل كانت احوالهم تابعة للحسوس فما وجدوا
 في الشاهدان الفاعل الواحد لا تفي قدره وعمله بحفظ الخلق العظيم قاسرا الغائب على الشاهد فقالوا
 لابد في حفظ هذا العالم الكثير من الهة كثيرة يتكفل كل واحد منهم بحفظ نوع اخر والوجه الثاني
 ان اسلافهم لكثرتهم وقوة عقولهم كانوا مطبقين على الشرك فقالوا من العجب ان يكون اولئك
 الاقوام على كثرة قوتهم وعقولهم كانوا جاهلين مبطلين وهذا الانسان الواحد يكون محققا
 صادقا واقول لعمرى لو سلمنا اجراء حكم الشاهد على الغائب من غير دليل ووجه فكانت المشبهة
 الاولى لازمة ولما توافقنا على فسادها علمنا ان اجراء حكم الشاهد على الغائب فاسد قطعاً
 واذا بطلت هذه القاعدة فقد بطل اصل كلام المشبهة في الذات وكلام المشبهة في الافعال
 اما المشبهة في الذات فهم انهم يقولون لما كان في كل موجود في الشاهد عجباً يكون جسماً ومختصاً
 بجزء وجب الغائب ان يكون كذلك واما المشبهة في الافعال فهم المعتزلة الذين يقولون الامر
 الفلاني قبيح منا فوجب ان يكون قبيحاً من الله فثبت بما ذكرنا ان صحيح كلام هؤلاء المشبهة
 في الذات وفي الافعال لزم القطع بصحة شبهة هؤلاء المشركين وحيث توافقنا على فسادها
 علمنا ان عدة كلام الجسمة وكلام المعتزلة باطل فاسد واما المشبهة الثانية فلم يري لو كان
 التقليد حقاً لكانت هذه المشبهة لازمة وحيث كانت فاسدة علمنا ان التقليد باطل انتهى ما
 في الكبير بلفظه من عيبه بس قول الام رازي مضاف ونجس هو انكر تقليد بلا دليل صحيح اذ حق هو المشبهة
 بحسب كلام معتزلة كما بهي حق هو ما لا يثبت من شبهة ان دون وفنون كما بطل هو ان تقليد بلا دليل صحيح باطل هو الذي
 في سورة يس من قوله تعالى قالوا اجعل لنا آية كآية ما نعبدك يا ذا الجلال والإكرام في الارض
 وما نحن لكما بمؤمنين اعلم ان حاصل هذا الكلام انهم قالوا لا نترك الدين الذي نخر عليه
 لاننا وجدنا اباؤنا عليه فقل تمسكوا بالتقليد ودفعوا الحجج الظاهرة بحجج الاصرار انتهى ما في
 الكبير مختصراً بقدر الحاجة او سورة هود من قوله تعالى قالوا يا شعيب اصلواتك تآمر ان نترك ما يعبد
 اباؤنا ونفعل في اموالنا ما نشاء وقد اشاروا فيه الى التمسك بطريقة التقليد لا نفهم
 استبعد وامنه ان يامرهم بترك عبادة ما كان يعبد اباؤهم يعني الطريقة التي اخذناها
 من اباؤنا واسلافنا كيف نتركها وذلك تمسك ببعض التقليد انتهى ما في التفسير الكبير
 مختصراً بقدر الحاجة وايضا سورة صافات من تحت آيت فهم على تارهم يهرعون كما امر رازي
 انتهى من المقصود من الآية انزاعاً على استحقاقهم للوقوع في تلك الشدة ثم كملها بتقليد

مستحکم است بر این امر

فی الدین وترویج اتباع الدلیل ولعلم یوجد فی القرآن آیه غیر هذه الایه فی ذم التقليد کفنی
 انھنی ما فی التفسیر البکیر بقدر الحاجة اب تحریر بالاسی ما برن شریعت عزابر مخفیہ نہ کہ کتب زیست
 وقباحت تقلید بلا دلیل کے کلام ربانی سے قطعاً ثابت ہوئی تو مسلمان و یدوار تقوسے شمار برابر ازاد و جوب محبت و
 اجماعت خالص اکبر اور رسول اطہر کی نانا کلام ربانی کا اور دلیل و جان مقدسین کی زناہ کا دراب ذم تقلید بلا دلیل کے
 فرض مفسد و سی و مکی ہوا والا سہ شقاق و نفاق کے منوبہ کا اور دائرہ اسلام با برن بریک کی کتب طبع پر لکھا و تابعداری محسوس
 والذین اصغوا لشدا حبائلہ وغیرھا من الآیات شامہ **اور** اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و
 اور حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے اور سرگاہ حاکم مطلق نے تقلید بلا دلیل کو باطل اور مذموم فرمایا تو مخلوق محکوم پر فرمان بردار
 حاکم مطلق کی فرض ہوگی اور جب حکم حاکم کوئی اسرا اپنے طرز سے نکالنا اور او کو نیک سمجھنا اور او سے چلنا تو نہایت قبیح اور
 تصور مذموم کا اور شقاق اور نفاق حاکم کے لازم ہوگی کیونکہ باذن اللہ نہیں ہی اور وہا میں فرمایا کہ **وما ارسلنا من رسل**
الا لیطاعوا باذن اللہ ای بامر اللہ لان طاعة الرسول وجبت بامر اللہ کذا فی المعالم وغیرہ
من التفاسیر پس قیل بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگر یہ وہ ہر انسی کامی ہو باطل اور موجب نافرمانی
 رسول کا ہو گا چنانچہ آیت کریمہ سی اظہر من الشمس ہے اور کور باطن کو نہ سوجھیں تو آفتاب عالم تاب کا کیا قصہ پہلے سارا اہل اصول و
 الحاکم هو الذی صدار الحکم منہ ولا حکم الا من اللہ تعالیٰ کذا فی مسلم الثبوت وھکذا
 فی تحریر ابن الھمام اور حکم خطاب ہی اللہ تعالیٰ کا کہ جو متعلق ہے ساتھ فعل مکلف کی چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ کتب
 اہل حق میں مذکور ہے اور دلیل اس پر قرآن فرستگان الحکم الا للہ و لیس لغير اللہ حکم وجب القبول ولا امر
 واجب الا للزام بل الحکم والامر والتکلیف لہ تعالیٰ شانہ انھنی ما فی التفسیر البکیر
 مختصراً میرا یہ آیت کریمہ اور نیز کتب اہل ہر چار مذہب سی متاویع ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الہی ہی خارج اور مذموم و قبیح ہے چنانکہ
 انھنی آیت اور تفسیر سے کتابین شافی و کافی ہو چکا تو اب ہر مسلمان طالب حق کو بہت غور و فکر چاہیے کہ مقلدین متاویلین طہ
 وراہی تقلید ناپید انار میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سی نہایت حال غرق ہوتی چلی آتی ہیں پہر ہی مقلدین
 زمانہ حال مخصوص قرآنی میں نظر کر کر عبرت ہمیں پڑتے اور خواہ مخواہ صدق آیت کریمہ لہم قلوب لا یفقیہون بہا
 کہ ہوتے ہیں حدیث کیونکہ تقلید بلا دلیل ایسے بوج و بوج و محض بے اصل ہے کہ خدا تعالیٰ فی معرفت توحید و در شرک و کفر و معرفت
 رسالت رسول صلعم میں ہجو و تقلید انبیاء سابقین کے اکتفا نہ کیا بلکہ او پر اثبات صانع و در شرک و ثبوت نبوت
 رسول مقبول صلعم کے دلائل قاطعہ گونا گوں جا بجا اپنے کلام پاک میں قائم کئے اور مقلدین متعصبین کو کہ جو دلائل
 عسیرہ مانزل اس پر صلا نظر و فکر نہیں کرنی ہتی طبع طبع کی الزامات دینی چنانچہ اہل قرآن شریف پر مہر نیا و نکاح ہے
 اعلم انہ سبحانہ و تعالیٰ لما اقام الدلائل القاطعہ علی اثبات الصانع و ابطال القول بالشیرک

عقبہ ما یدل علی الشبۃ ولما کانت ثبوت محمد صلعم مبنیۃ علی كون القرآن مخرجاً اقام الدلیل
لی کونه مخرجاً فظهر انہ سبحانہ کالم ینکف فی معرفۃ التوحید بالتقلید فذلک فی معرفۃ
الشبۃ لم ینکف بالتقلید انتھی ما فی التفسیر البکیر مختصراً بقدر الحاجة من تحت قول
نقالی ان کنتم فی ریب فما تزلنا علی عبدنا الی آخر الایۃ تاخر قول بعض عالم سادہ لوح زاد علی ما
تقدیر کافی ہے اور نظر و نور الال من کچھ ضرور ہوئے ہیں کیونکہ میں متقدم ہوں اور متقدم کو دلیل ہی کہ کام سے قول اور کلام و دوا اور
مردین میں فقر و لال کی طرف ہا کہن تقدیر سے متقدم و لاجہ ضروری ہے کہ کتب میں اہل علم و ادب کے متقدم و لاجہ ضروری ہے کہ کتب میں اہل علم و ادب کے
میں تحت آیۃ کریمہ تلك آیات الله نتلوها علیک بالحق فبای حلیث بعد الله وایاتہ یؤمنون یعنہ ان من ینتفع بهذا
کے کچھ ہے فقہ قال نقالی فبای حلیث بعد الله وایاتہ یؤمنون یعنہ ان من ینتفع بهذا
الایات فلا شئ بعد یجوز ان ینتفع بہ وابطال قول من یزعم ان التقلید کاف وین
انہ یجب علی الملک ان یتامل فی دلائل دین الله نقالی انتھی ما فی التفسیر البکیر مختصراً بقدر الحاجة من تحت قول
مدبر الہیۃ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی فرمایا کہ اگر تم کو دلیل ملے اپنے اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت میں
ظاہر ہو تو اس پر عمل کرو اور اگر دلیل ظاہر نہ ہو تو چنانچہ درمختار و محط و سے وغیرہ سے وہم ہوتا ہے
قال لا صحابہ ان توجہ لکھ دلیل فقہ لو ابدا انتھی ما فی الدلائل مختصراً بقدر الحاجة من تحت قول
وجہ الدلیل علی غیر ما اقول انتھی ما فی الطحاوی اب جو کوئی کہی کہ یہ آیات کفار کی حق میں دارد و میں تو
عاجل اور بے خوف ہی کہہ کر کہتا ہوں کہ لفظ کا ہے یہ خصوص حال کا عیا کر کتب احادیث و کتب اصول فقہ و ہدایہ الامام
امام سیبویہ و فتح ہر تہ ہے اور اس بارہ میں حسن تفسیر حقان ہی بہت کچھ لکھا ہے کہ لا یخفی علی الابرار بشریۃ النور اور کہ یہ
ہا کہ تفسیر عزیز سی لکھا جاتا ہے چہارم آنکہ درین آیت اشارہ ہوت باطل تقلید و طریق اولیٰ انکذا من تقلید یاہ پرید
کہ ہر کرا تقلید کیجی نزد تو حق ہے یا ان اگر حق بودن اور امیثناسی پس ابو جود حال بکل بودن او چرا اور تقلید
کیکنی و اگر حق بودن او بیشناسی پس بکدام دلیل بیشناسی اگر تقلید دیگر بیشناسی سخن دران خواہد رفت و دلیل
خواہد آمد و اگر بقل بیشناسی پس انرا چرا در معرفت حق برف نہ کیکنی و مار تقلید بر خود گوارا میداری طریق دوم کہ کسی
کہ تقلید کیکنی اگر ان مسئلہ را ہم بتقلید نہ نہت ہے پس تو او برابر شد یا او را بر ترجیح ماذ کہ تقلید کیکنی و اگر دلیل
و نہت ہے پس تقلید حقے تمام میشود کہ تو ہم آن مسئلہ را بپمان و دلیل بدانی و لا مخالفت او باشم
منقلد او چون تو ہم آن مسئلہ را بلیل دانستی تقلید ضائع شد انتہی ماسے لکن الیہ العزیزی
مسلمانوں تم سن چکے مذمت اور برائے تقلید بلا دلیل کے قرآن مجید وغیرہ سے تو اب کتاب و سنت پر
اور مستقیم ہوں و جان ہر جا و کہ جنت نعیم مکان پیش از تمام ابدی کا تجھو سرکار عالیجاہ سے عنایت

یا ایها الناس قد جاءكم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً الایة والبرهان هو محمد
صلی و آلماسماہ برهاناً لان حرفه اقامۃ البرهان علی تحقیق الحق وابطال الباطل والنور المبین
هو القرآن وسماء نور الاند سبب لوقوع نور الایمان فی القلب انقی ما فی الکبیر مختصراً
تذکرہ

موضع کراہت قاضی یا فتویٰ مفتی کے باسم کراہت قاضی کا اور برہان ہوتے ہیں عدل کے باسبار الکرکابل
شرعی ہے کہ فقہ مصلحتی مندر بن ہنن کہتے کیونکہ فقہ مصلحتی یہ ہے کہ حکم میں پٹا دل کر ملا دیکر
مفتی کا ہر نہا اور اس عمل اور ہر ہمت راو سے حدیث متصل مرفوع کی بدلیل شرعی ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
فلیبلغ الشاهد الغائب الحدیث اور جو معنی یا قاضی ہی منطقی واقع ہو جاویں تو رجوع طرف قرآن
و حدیث کی ضرورت صیحا فرمایا حدیث کے فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول الی اخر الایة
علینا الا البلاغ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب

لان الحد علی ما وفقت فی تقریر ہذا الرسالة المسماة بواقعة الفتوة دافعة البطلان
من ہجرة خیر البریۃ علی الدواعی الہ الف الف صلوات و تحیۃ ربنا تقبل
انک انت السميع العليم واغفر لنا وارحمنا انک علی کل شیء قدير المؤلف العاجز
محمد نذیر حسین عافاہ اللہ فی الدارین

قصید قاضی ملا محمد پشاوری در مدح عمل بالحدیث

ان حیدر جو تحقیق سخن دیکر برسد	خبر غنا شک از عین یقین گیرند	رونق کار خود از حضرت قرآن جوید
الہودین خود از قول پیغمبر گیرند	ہر بانی کہ بود سادہ تر تو قسح حدیث	در کمال ہوا نقش مژدہ گیرند
عادات مفوض ابن ہر تکلیف کیا	تو دست و عبت ماہی منکر گیرند	دیدہ از فقہ منزل جو منور سازند
از فقہ منحرف ہمسگی بر گیرند	بجہ گاہ مصیبت دگر غافل یک	ہر جہ درویش خطا حکم پیغمبر گیرند
بک خیال است و مخالف مقصود	اہل دل در حرم دین بت کبر گیرند	ہر جہ از انبؤ دستند از قول رسول
کی نام مست کہ ابر گیرند	بالک سخ کہ ملش عرق دی جہت	رتبہ لالہ نمسان نہ برابر گیرند
کجا نال را بندہ دقیاں	شہسواران زینین صید محقر گیرند	سین مصطفوی دیکر صدق مستحق

کافی فی سوره و تفسیر اراکین
کار بنیان قصاص هر که شود محاکم درش
در احادیثی مرشد در هر گیرند
متن منصوص اما دیت بدین است
از اما دیت نمی راست و گیر گیرند
ناگزیر آمده بر جن طلبان علم حدیث
هر کجا قول رسول آمده است گیرند
ناخ بر دوس بران قوم میخ کنند
سنگ مصطفوی بر هر عمل بر گیرند
بعد از آن شیخ نسائی و ابو داود
آمد و بر سیریم جو فر گیرند

چنانکه هر کس علم که از باب فلسفه
چون طلا کار و واکیسره در زو گیرند
در مقامیکه سخنها و دوا حکم و عمل
چون که بر شد آن قند مکر گیرند
سنتی زند و نمایند درین عصر و پس
شب تارست گوشتع منور گیرند
نیز در آن که بر آرد قیاسات کنند
و در راستی از قول میبر گیرند
نیز در آن که بر بود قیاسات لاری
برود و در صفت نقوی سر و سر گیرند
ریت دو خدایان بود از خالق

خاک آن کوی با کسیر
است خوشا قوم که اندر دیر
هر که آن غیر حدیث است
علم دین جمله سریر است
اگر صد بخون شهیدار در
هر کجا حرف قیاس است
و دکانند که ادراک
از میچین و موعای الهی
در عزالت زحیم
غیر واک رکتب انچه
قدم برانتر ستان

سوی توحید گزیند با غلام و پس جنت قدس علی رغم بی تر گیرند

قائده جلیله فی التخریج علی تعلم القرآن و السنه و الاکتفاء
والاعراض عما سواها من تضلیل و التوبیه لشیخ الاسلام ابن
حذوق فیک فی الفصول کثرا : قد حذوق فی الراي طول زمان : و کحل جفای القلب با
احد رکعتهم یا کثرة العبدان : والله نزل فیها طریقی الهدی : لعباده فی احسن
الحجج الله الخلاق معها : یحیار قلنان و رای فلان : فالوحی کاف للذکر
شاف لدا جهالة الانسان : و تفاوت العلماء فی افهامهم : للوحی فوق تفاوت
الجهل داء قاتل و شفاؤه : امران فی الذکیب متفقان : نص من القرآن
و طبیب ذاک العالم الریان : و العلم اقسام ثلاث مالها : من رابع و الحق ذ
علم باوصاف الاله و فعله : و کذلک الاسماء للرحمات : و الامور للنهی الذی
و خزانة بوم المعاد النان : و کل فی القرآن و السنه التی : جاءت عن المبعوث

و اهتم
بطبعها الاخ العزيز الناصر للوحیین المولوی نطفه حسیز
الید فی الدارین فی المطبع الفاروقی الواقع فی الدار المکرم